تذکرہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

و

تذکرۂ مشائخ قادریہ (سادات) اُچ شریف

سیّد الاولیاء محبوبِ سُبحانی سیّدنا عبدالقادر جیلانی کے مناقب و سوانح پر
100 سو سالہ قدیم نایاب تصنیف

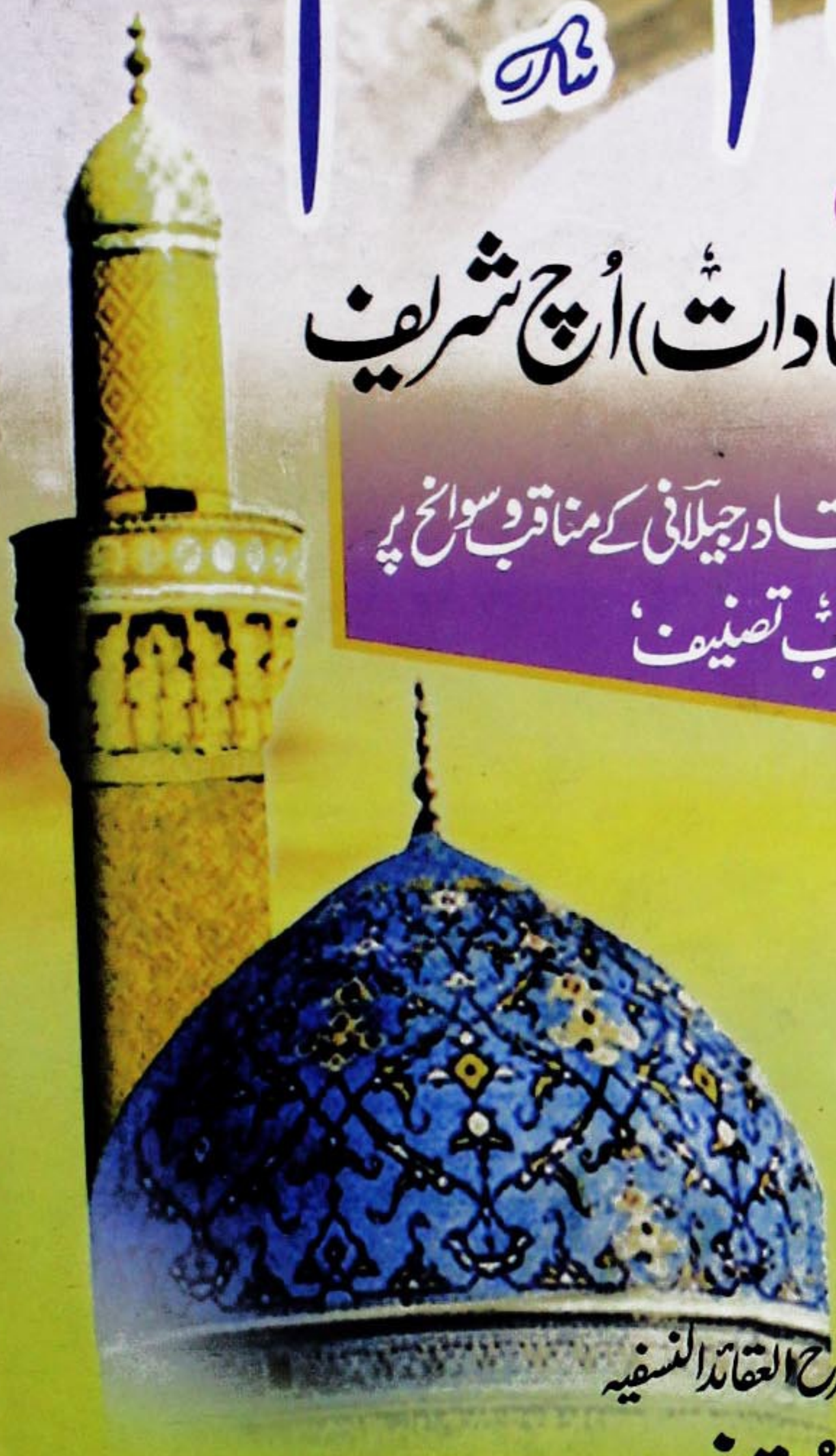

تصنیف :- امام العُلماء شارح نبراس علی شرح العقائد النسفیہ

قاضی محمد برخوردار مُلتانی رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز زاویہ

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ

محرک : علامہ قاری ظہور احمد اسد چشتی گولڑوی

Marfat.com

Marfat.com

سیّدالاولیاء محبوبِ سُبحانی سیّدنا عبدالقادر جیلانی کے مناقب و سوانح پر
100 سو سالہ قدیم نایاب تصنیف

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

اور
تذکرۂ مشائخ قادریہ (سادات اُچ شریف)

تصنیف :- امام العُلماء شارح نبراس علی شرح العقائد النسفیہ
قاضی محمد برخوردار مُلتانی رحمۃ اللہ علیہ

محرک : علّامہ قاری ظہور احمد اسد چشتی گولڑوی

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
Ph: 042-37248657- 37112954
Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں
2012ء

بار اول.....1000

ہدیہ.....400

زیرِ اہتمام.....نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

راولپنڈی کے سول ڈسٹری بیوٹر

اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ - اقبال روڈ - کمیٹی چوک ○ راولپنڈی 051-5536111

سلام بک شاپ، مین ایم اے جناح روڈ، کراچی 021-32212167

مکتبہ برکات المدینہ حیدر آباد، کراچی 021-34219324

مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی 021-32216464

مکتبہ سبحانیہ، اردو بازار، لاہور 0315-4318640

مکتبہ نعیمیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0300-4986439

کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بیرون بوھڑ گیٹ، ملتان 0313-8461000

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ 0321-7083119

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

مکتبہ المجاھد بھیرہ شریف 048-6691763

Marfat.com

فہرست

❁	سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف	1
❁	قرطاس کے واقعہ پر جداگانہ بحث	20
❁	وفاتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تفصیلی تذکرہ	28
❁	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا مختصر تذکرہ	32
❁	اولادِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	36
❁	سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کا مختصر تذکرہ	45
❁	غزوۂ بنی نضیر	53
❁	غزوۂ خیبر	56
❁	فتح مکہ	58
❁	غزوۂ حنین	61
❁	غزوۂ تبوک	62
❁	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچے اور پھوپھیاں	63
❁	معجزاتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	64
❁	سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی	66
❁	خلیفہ اول: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	76
❁	قصہ طلب المیراث	79
❁	خلیفہ دوم: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	100

Marfat.com

❁	فتوحاتِ فاروقی اور اُس کے حدود اربعہ	107
❁	نظامِ حکومت	107
❁	ازواج واولادِ امیر عمر رضی اللہ عنہم	114
❁	خلیفہ سوم: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	124
❁	ذکر بیعت امیر عثمان رضی اللہ عنہ	128
❁	خلیفہ چہارم: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	136
❁	خلافت کا مختصر تذکرہ	145
❁	جنگِ صفین	157
❁	تذئیل	167
❁	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی	173
❁	فضیلت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم	186
❁	فضائل مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	193
❁	امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ	200
❁	آپ کی خلافت کا مختصر تذکرہ	204
❁	آپ کی خلافت کا مختصر تذکرہ	204
❁	سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ	209
❁	سیدنا عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ	214
❁	سیدنا موسیٰ جون رضی اللہ عنہ	216
❁	حضرت غوث اعظم سید ہیں	217
❁	سیدنا عبداللہ، سیدنا موسیٰ ثانی، سیدنا داؤد، سیدنا محمد عابد، سیدنا یحییٰ، سیدنا عبداللہ، سیدنا موسیٰ ابوصالح جنگی	222

Marfat.com

❁	سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	225
❁	حضرت غوث صمدانی مادرزاد ولی تھے	230
❁	حضرت غوث صمدانی کی تعلیم وتدریس	236
❁	افضلیت قدم	245
❁	حضرت غوث صمدانی کی کرامات	254
❁	محی الدین لقب کی وجہ تسمیہ	261
❁	صلوٰۃ الغوث	263
❁	معترضین کے اعتراضات	264
❁	خواجہ نقشبند نے فرمایا	266
❁	قبول ھدیہ	269
❁	وفات حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ	270
❁	تاریخ وصال کی تحقیق حضرت موسیٰ پاک شہید کا فرمان	273
❁	غوث صمدانی کی اولاد کا تذکرہ	285
❁	سید عیسیٰ شرف الدین بن غوث اعظم رضی اللہ عنہ	289
❁	سیدنا سید عبدالعزیز بن حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ	291
❁	سیدنا سید عبدالجبار بن حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ	293
❁	سیدنا سید عبدالرزاق بن حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ	294
❁	سید ابراہیم وسید محمد وسید عبداللہ بن غوث صمدانی	299
❁	سید یحییٰ وسید موسیٰ بن غوث صمدانی رضی اللہ عنہ	300
❁	سیدنا سیف الدین سید عبدالوھاب بن غوث صمدانی رضی اللہ عنہ	301
❁	تذکرہ سید مخدوم محمد غوث قدس سرہٗ	306

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرَّحیم

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ خاندانِ اہل بیت کی وہ عظیم ترین ہستی ہیں جن کی ولایت وعظمت کا آفتابِ درخشاں کئی صدیوں سے کائناتِ روحانیت کو منور کیے ہوئے ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم نسبت کے طفیل اللہ تعالیٰ نے خاندانِ اہل بیت کو بے شمار صوری ومعنوی مقامات اور ظاہری وباطنی کمالات سے مزین فرمایا، قرآن وحدیث کے متعدد دلائل اس حوالے سے پیش کیے جاسکتے ہیں جس کے لیے ایک الگ تصنیف کی ضرورت ہے۔

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کے دامن گرفتہ مفتی فیض احمد چشتی گولڑوی لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''اخبارالاخیار'' کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''جب خاتم نبوت کی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تک پہنچی تو اس شجر علم و ولایت سے درخت طوبیٰ کی مانند بے شمار شاخیں پھوٹیں جن کے کمالات ہر جانب سایہ فگن ہوئے اور ساری دنیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نور جمال ولایت سے روشن ہوگئی۔ بالخصوص رسول اللہ کی اولاد عالی نژاد نے بحکم وراثت حقیقی ومناسبت ذاتی ولایت کا پورا پورا حصہ اور فیض حاصل کیا اور اپنی عصمتِ ذاتی کی بناء پر ولایتِ معنوی کا علم بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت دوسروں کے لیے چھوڑ دی، خاندانِ نبوت سے نور ولایت نہ تو کبھی منقطع ہوا نہ ہوگا اور آسمانِ ولایت نے بغیر ان اقطاب کے کبھی قرار نہیں پکڑا۔ انہی میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطبِ الاقطاب عالم، غوثِ بنی آدم اور مرجع جن وانس بنا کر مشرق ومغرب میں مشہور ومعروف کر دیا اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی کو دین اسلام کا دوبارہ زندہ کرنے والا بنایا اگرچہ جمال محمدی تمام آل میں تاباں ودرخشاں ہے مگر محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں اس کا کچھ اور ہی رنگ ہے۔ جو حقیقۃً جمال احمدی وکمال محمدی کا مظہر اتم ہے۔'' (مہر منیر صفحہ ۲۱ مطبوعہ گولڑہ شریف)

Marfat.com

صدرالافاضل کا ارشادِ گرامی

حضرت صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''جب خلافتِ ظاہرہ میں شانِ مملکت وسلطنت پیدا ہوگئی تو قدرت نے آلِ طاہر کو اس سے بچایا اور اس کے عوض خلافتِ باطنہ عطا فرمائی۔'' (سوانح کربلا صفحہ ۴۷)

امام مناوی کا فرمان

حضرت امام زین الدین محمد بن عبدالروف مناوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

و سَریٰ ذالك الٰی ذریتهما و لهذا لَمَّا ذهبت عنهم الخلافة الظاهرة لكونها صارت ملكا ثم لم تتم للحسنين عوضوا منها بالخلافة الباطنة حتّٰی ذهب كثيرون الٰی ان قطب الاولياء لا يكون فی كل زمان الا منهم۔ (اتحاف السائل، صفحہ ۴۰)

یہ فقر وتصوف حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں چلا۔ اس لیے ملوکیت میں تبدیل ہو جانے کی وجہ سے ظاہری خلافت ان سے چلی گئی تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے خلافت باطنی عطا فرمائی حتیٰ کہ اکثر علماء کرام کا مذہب ہے کہ ہر زمانے میں قطب الاقطاب یعنی تمام زمانے کے ولیوں کا سردار اہل بیت میں سے ہوتا ہے۔

امام سمہودی نے جواہر العقدین میں صفحہ ۲۰۶ پر اور امام ابن حجر ہیتمی مکی نے الصواعق المحرقہ بعینہٖ یہی عبارت لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری خلافت کے عوض اہل بیت کو باطنی خلافت عطا فرمائی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے صاف لفظوں میں یہ وضاحت فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور نائب مطلق ہیں اور پھر حضور علیہ السلام سے یہ خلافت و نیابت کا منصب و مقام حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو ملا اور پھر ائمہ اہل بیت سے حضور محبوب سبحانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک یہ مقام بلند و رفیع پہنچا۔

اعلیٰ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''تکمیل وارشادِ

Marfat.com

باطنی کا سہرا اسی نوشاہِ بزمِ عرفان کے سر ٹھہرا۔ غوث قطب ابدال و اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصلِ الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبیں سائی معراج۔

سلامی ہے جس کے در کا ہر ولی ہے
علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نیابت عامۃ وخلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری فرماں روائے کن کو ان کی زبان کی پاسداری، تدابیر وتصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں..... سکہ وخطبہ ان کا ملاء ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دین ودنیا میں جو جسے ملتا ہے اُن کی بارگاہِ عرش اشتباہ سے ملتا ہے حضور ارشاد فرماتے ہیں اعطیت مفاتیح الارض اور فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح کل شی۔
مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علماء فرماتے ہیں نبی ﷺ خزانہ راز ہیں، اور انہی کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں۔

عالم میں کوئی اُن کے ارادہ ومشیت کو پھیرنے والا نہیں، پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر و منصبِ جلیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت ہوا تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مدبرات الامر میں سروروں پر سروری افسروں پر افسری جملہ احکام عزل ونصب، عطا ومنع وکن ومکن انہیں سرکارِ والا سے شرفِ امضاء پاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حاجت مندان عالم اپنے مطالب ومقاصد میں ان سے استمداد کرتے ہیں اور آستانِ فیض نشان پر سرِ ارادت دھرتے ہیں یہاں تک کہ عرف مسلماناں میں مولا مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادِ علیًا مظہر العجائب کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا۔ (مطلع القمرین صفحہ ۳۱، طبع جامعہ اسلامیہ کھاریاں)

ایک مقام پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے قاضی مظہری علیہ الرحمۃ کی السیف المسلول کے حوالے سے لکھا:

''کارخانہ ولایت کے فیوض و برکات جو خدا کی بارگاہ سے اولیاء اللہ پر نازل ہوتے ہیں پہلے ایک شخص پر اترتے ہیں اور اس شخص سے تقسیم ہو کر اولیائے وقت میں سے ہر ایک کو اس کے مرتبہ واستعداد کے برابر پہنچتے ہیں اور کسی ولی کو بھی اس کی وساطت کے

Marfat.com

بغیر کوئی فیض نہیں پہنچتا اور اہل اللہ میں سے کوئی بھی اس کے وسیلہ کے بغیر درجۂ ولایت نہیں پاتا جزئی اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء ونقبا اور تمام اقسام کے اولیاء اللہ اس کے محتاج ہوتے ہیں اس منصب بلند والے کو امام اور قطب الاقطاب بالاصالۃ بھی کہتے ہیں اور یہ منصب عالی ظہور آدم علیہ السلام کے زمانے سے حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی روح پاک کے لیے مقرر تھا اس کے بعد ذکر فرمایا کہ ائمہ اہل بیت سے یہ مقام حضور غوث اعظم کو ملا اور امام مہدی کے ظہور تک آپ اس مقام پر ہوں گے۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۸۱۱)

اعلیٰ حضرت آگے مزید تحریر فرماتے ہیں:

''میاں اسماعیل صراطِ مستقیم میں لکھ گئے حضرت مرتضٰی کو ایک گونہ فضیلت حضرات شیخین پر بھی ثابت ہے اور وہ فضیلت متبعین کی کثرت اور مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات قطبیت، غوثیت، ابدالیت وغیرھا میں وساطت کے لحاظ سے ہے سب حضرت مرتضٰی کے عہد کریم سے لے کر اختتام دنیا تک ان ہی کے واسطے سے ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، صفحہ ۸۱۵)

حضرت قاضی مظہری کا مزید ارشاد

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری عثمانی مجددی رحمۃ اللہ علیہ السیف المسلول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''انا مدینة العلم و علی بابها سے مراد علم ظاہر نہیں ہے کیونکہ اس میں سب صحابہ کرام شامل ہیں بلکہ اس سے مراد علم باطنی ہے اور قطب ارشادِ کمالات ولایت کے حضرت علی مرتضٰی ہیں وہ دیگر صحابہ دریں کمالات ولایت بولے محتاج اند اور دوسرے صحابہ کرام کمالات ولایت میں آپ کے محتاج ہیں۔'' (السیف المسلول فارسی صفحہ ۲۳۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے بلند سب سے بہتر وافضل لوگوں کو اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے صحابہ ہونے کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں کہ کوئی بھی

Marfat.com

شخص محبت و ریاضت کسب و مجاہدہ سے ان کے مقام رفیع تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضور علیہ السلام کی صحبت بابرکت کے فیض سے تمام صحابہ کرام ولایت باطنی اور روحانی بلندی کے اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ بعد میں آنے والے اس کا ادراک تک نہیں کر سکتے۔

نامور مورخ ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی لکھتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحابہ کرام کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے صحابہ سے مخصوص فرمایا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مال و جان پر ترجیح دی اور آپ کے لیے ہر حالت میں اپنی جانوں کو قربان کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے شرک کو ذلیل کیا اور سردارانِ شرکت کو ختم کیا ان پاکیزہ نفوس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ وہ زندگی میں بھی اللہ کے دوست تھے اور موت کے بعد بھی زندہ ہوں گے وہ آخرت میں پہنچنے سے پہلے ہی آخرت کی طرف سفر کر گئے وہ دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ابھی تک دنیا میں موجود ہیں۔'' (مروج الذھب حصہ سوم صفحہ ۸۰)

مشاجرات میں اہل سنت کا موقف

اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے ماسوا کوئی بھی معصوم نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بلند مرتبہ کے باوجود غیر معصوم انسان تھے، ان کے آپس میں جتنے اختلافات ہوئے یا جھگڑے ہوئے ان کے بارے میں کف لسان کا حکم دیا گیا ہے حضرت پیر سید مہر علی شاہ مجدد گولڑوی علیہ الرحمۃ تمام ابحاث کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کر کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''واجب العصمت تو صرف ملائکہ و انبیاء ہیں نہ صحابہ کرام، ان کے باہمی اختلاف کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہمیں تو نہیں دیا گیا اور نہ ہی ہم سے سوال ہوگا تم نے فیصلہ کیوں نہیں کیا نہ ہم اس وقت موقع پر حاضر تھے اور نہ ہی ان کے تنازع کے درمیان بولنا ہمیں زیب دیتا ہے۔'' (ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۱۱، ملفوظ ۱۵۰)

حضرت جناب علی مرتضیٰ و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مشاجرات کے بارے میں تمام اہل

Marfat.com

سنت کا موقف یہ ہے کہ ان جنگوں میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور آپ کے مخالفین خطاء پر تھے، تاہم ان میں سے کسی ہستی پر طعن و تشنیع کرنا، لعن طعن کرنا حرام ہے۔ خطاء کے بارے میں علمائے اہل سنت کے دو نظریے ہیں، ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ خطاء اجتہادی تھی اور دوسرا نظریہ یہ ہے کہ خطاء منکر تھی، علامہ عینی حنفی شارح بخاری، مولانا عبدالرحمن جامی اور بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی محققین کے نزدیک یہ خطاء منکر ہے امام عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

''قلت کیف یقال کان معاویة مخطئًا فی اجتهاده فما کان الدلیل علی اجتهاده۔ میں کہتا ہوں کہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی تھی اور ان کے اجتہاد پر کیا دلیل ہے جبکہ انہیں یہ حدیث پہنچ چکی تھی کہ حضرت عمار بن یاسر کو باغیوں کا گروہ شہید کرے گا اور عمار کو حضرت امیر معاویہ کی فوج نے شہید کیا۔'' (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۴، صفحہ ۲۸۶)

حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں:

''خطا دو قسم ہے خطائے عنادی یہ مجتہد کی شان نہیں ہے اور خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس سے اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، دوسری خطائے منکر یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطاء باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے خلاف اسی قسم کا تھا۔'' (بہارِ شریعت جلد اول صفحہ ۵۴)

لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ خطاء منکر سے آگے کوئی تنقیص کا کلمہ استعمال کرنا، توہین کرنا ہرگز جائز نہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شرف صحبت مسلم ہے اور صحابہ کرام کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا طریقۂ روافض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روافض و خوارج و نواصب کے شر سے محفوظ فرمائے۔ حضرت قاضی برخوردار ملتانی نے کتاب ھذا کے صفحہ ۱۷۵ پر صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ

''امیر معاویہ کو بے ایمان، مرتد، ملعون سمجھنا ان کی تذلیل و توہین کو محبت اہل بیت سمجھنا خلاف طریقۂ اہل بیت نبوی و اولیاء کرام نیز خلاف نبی سید الانام ہے۔''

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتاویٰ عزیز میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

Marfat.com

''حضرت معاویہ بن ابی سفیان صحابی ہیں اور آنجناب کی شان میں بعض احادیث بھی وارد ہیں آنجناب کے بارے میں علمائے اہل سنت میں اختلاف ہے۔ علماء ماوراء النہر اور مفسرین وفقہاء کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حرکات جنگ وجدل جو حضرت علیؓ کے ساتھ ہوئیں وہ صرف خطاء اجتہادی کی بناء پر تھیں محققین اہلِ حدیث نے بعد تتبع روایات دریافت کیا ہے کہ یہ حرکات شائبہ نفسانی سے خالی نہ تھے۔'' (فتاویٰ عزیزی، صفحہ ۲۵۰)

اور اسی فتاویٰ میں صفحہ ۴۳۶ پر لکھا ہے کہ اجتہاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ خواہشات نفسانی سے بالاتر ہو۔

کتاب کے بارے میں

قاضی برخوردار ملتانی علیہ الرحمۃ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال پر اس کتاب میں بہت محنت کی ہے۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سے لے کر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شجرۂ نسب کے تمام افراد کے حالات قلمبند فرمائے۔ نیز سرکار غوث پاک کی مشہور ترین کرامت مستند کتب سے ثابت کی گئی ہے جس میں ڈوبا ہوا بیڑا تر انے کا ذکر ہے۔

مسئلہ قرطاس اور فدک کے معاملہ میں اہل سنت کے مذہب کی حقانیت کو نہایت قوی دلائل سے ثابت کیا اور شیعہ کے دلائل کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ تاہم علماء معصوم نہیں ہوتے، ہر عالم کے دوسرے عالم سے اختلاف کا حق حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> ''ایک فائدہ ایمانیہ ہمیشہ نصب العین رکھنا چاہیے کہ اگر دامن انصاف پکڑ کر اس پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ بہت کام آئے گا اور اکثر تسویلات ابلیس لعین سے بچائے گا کہ علماء سب بشر تھے اور سہو وخطاء سے غیر معصوم، ہر شخص کے کلام میں اگرچہ کیسے ہی درجۂ علو شان ورفعت مکان میں ہو ایک دو لغزشیں ضرور ہوتی ہیں وہاں کامل معیار اکابر سلف وجمہور کے کلمات ہوتے ہیں نہ یہ کہ کسی عالم سے جو لفظ سبقت قلم سے نکل گیا اسے حرزِ جان کیجئے۔'' (مطلع القمرین صفحہ ۸۱، مکتبہ بہارِ شریعت)

اس کتاب میں بھی قاضی صاحب نے زہر خورانی امام حسن رضی اللہ عنہ اور نکاح سیدہ ام کلثوم

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بعض ایسی روایات نقل کی ہیں جو درایت و روایت کے لحاظ سے پایۂ استناد تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے اہلِ علم ان کے رد و قبول کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں اور اہلِ انصاف کو دلائل پر غور و فکر کرنے کا موقع بھی ملنا چاہیے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس سے خصوصی نسبت اور تعلق و عقیدت کی بناء پر کتاب ھذا کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین

ظہور احمد چشتی گولڑوی

عرضِ ناشر

زاویہ پبلشرز عقائد و نظریات کے حوالے سے دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف اور بالخصوص ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازھری کے دامن سے وابستہ ہے، تاریخی علمی وراثت اور معلوماتی ذخیرے عوام الناس تک پہنچانے میں ہمہ دم مصروف عمل ہے، بعض احباب کے اصرار پر کتاب ھذا کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اگر اہلِ علم کو ہماری کسی مطبوع کے کسی مقام پر اختلاف ہو تو وہ شائستہ ادبی زبان میں لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ ادارہ بصد شکریہ بلا حیل و حجت اس کی اشاعت کا اہتمام کرے گا۔

Marfat.com

احوالِ مصنف

العلماء عمدۃ الفضلاء محسنِ اہلسنت قاضی محمد برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں ہے، ''نبراس علیٰ شرح العقائد'' پر آپ کا مفصل حاشیہ القسطاس عرصۂ دراز سے اہلِ تحقیق کے لیے رہنمائی کا سامان مہیا کر رہا ہے، القسطاس کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی آشکار ہو جاتی ہے کہ قاضی محمد برخوردار ملتانی بیک وقت تمام علومِ عقلیہ ونقلیہ پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم رسمیّہ کے ساتھ علوم باطنیہ سے بھی نواز رکھا تھا، شرح نبراس میں حسبِ موقعہ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہما جیسے بزرگوں کی اسرار و معارف سے لبریز کتب سے استفادہ کرتے ہیں، کہیں امام غزالی وامام رازی کے چمنستان علم وحکمت سے خوشہ چینی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے علم کے موتی چن چن کر قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ یہ سب شواہد بتاتے ہیں کہ قاضی صاحب موصوف علومِ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین ہیں۔

محترمہ ڈاکٹر عذرا شوذب صاحبہ نے اپنی تصنیف ''ملتان میں اردو نثر کا آغاز وارتقاء'' میں قاضی صاحب کی تصانیف کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور آپ کے کچھ احوال بھی ذکر کر دیئے ہیں۔

قاضی محمد برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد افغانستان سے ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے تھے آپ کا تعلق افغان قوم کے مشہور قبیلہ نادر سے تھا۔ قاضی صاحب علومِ عقلیہ ونقلیہ کے ساتھ ساتھ اردو، عربی، فارسی، پشتو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے دور کی عظیم روحانی شخصیت شیخ المشائخ مسند آرائے خانقاہ قادریہ حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ حضور سید صدرالدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہ کر مختلف مواقع پر ترجمانی کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ ڈاکٹر صاحبہ لکھتی ہیں۔

قاضی برخوردار، حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے خانوادے کے ایسے مؤدب اور مہذب مرید نظر آتے ہیں جو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت وارادت رکھتا ہے، اسی لیے

Marfat.com

اُن کی تصانیف میں عربی اور فارسی کے اثرات کے علاوہ تصوف کی ایک باطنی لہر بھی نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ (ملتان میں اردو نثر کا آغاز وارتقاء صفحہ:۱۵۰)

مورخ سید محمد اولاد علی گیلانی نے بھی اپنی تصنیف ''مرقع ملتان'' میں صفحہ ۵۵۷ سے ۵۵۹ تک قاضی محمد برخوردار ملتانی کا تذکرہ کیا ہے۔

قاضی محمد برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین اور آباء واجداد کے ایمان کے موضوع پر ایک عظیم تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''ارشاد الغبی الیٰ اسلام آباء النبی'' ہے اس کے علاوہ اہل بیت کے ساتھ اپنی عقیدت ومحبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ ابوطالب کے ایمان ونجات کے لیے ''القول الجلي فی نجات عم النبی ابی العلی'' نام سے رسالہ تصنیف فرمایا۔

نبراس علیٰ شرح العقائد پر قاضی محمد برخوردار ملتانی علیہ الرحمۃ کا مفصل حاشیہ القسطاس المعروف حاشیہ نبراس ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے، قاضی صاحب نے اپنی حیات میں اسے چھپوایا تھا پھر عرصہ دراز کے بعد استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگرانی میں ذاتی دلچسپی کی بناء پر شیخ عبدالحق اکیڈمی بندیال شریف سے طبع کروایا۔ بعدازاں پشاور اور کوئٹہ سے متعدد بار چھپ چکا ہے اور دستیاب ہے بالخصوص افغانستان اور سرحد کے مدارس کے مدرسین شرح عقائد پڑھاتے وقت اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اس کی مقبولیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

اہلِ علم کے لیے قاضی برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو قابلِ تقلید نمونہ ہے کہ آپ نے متعدد مقامات پر صاحب نبراس کے نقطۂ نظر سے اختلاف کیا مگر کہیں بھی کوئی ناشائستہ وناز یبا جملہ نہیں لکھا ہے۔ انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ صاحب نبراس کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی اختلاف کا اظہار فرمادیتے ہیں۔ آغاز کتاب میں جن القابات کے ساتھ صاحب نبراس علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

الحافظ العلامة الحبر افهامة حامل لواء الشريعة محقق المسائل الاعتقادية صاحب التصانيف الجليلة محدث و مفسر حاوی للمعقول والمنقول ماهر للفروع والاصول۔ (حاشیہ نبراس صفحہ:۲)

زیرِ نظر کتاب قاضی صاحب کی بہت تحقیقی اور اہم تصنیف ہے۔ اس میں حضور نبی کریم علیہ السلام کی

Marfat.com

سیرت کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مختصر حالات ہیں۔ حضور غوثِ اعظم کے والد گرامی سے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک تمام آباء واجداد کا تذکرہ بھی ہے۔

جمادی الاول ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء میں آج سے سو سال پہلے صابر یہ کتب خانہ ملتان سے یہ کتاب شائع ہوئی تھی، عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی، اللہ بھلا کرے، محسنِ اہلسنت حضرت علامہ پیر سید زین العابدین راشدی مدظلہ العالی کا جنہوں نے اپنی ذاتی کتب خانہ سے یہ کتاب عنایت فرمائی اور مجاہد اہل سنت علامہ قاری ظہور احمد چشتی گولڑوی نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے اظہارِ عقیدت کے لیے اس کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔

طابع وناشر محترم نجابت علی تارڑ اور ان کے تمام معاونین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

محمد کامران نقشبندی

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

۹/ اگست ۲۰۱۲ء

Marfat.com

حضرت اعظم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر ذکر سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین المرسل الی کافۃ الخلق اجمعین سیدنا فی الوجود صاحب لواء الحمد ومقام المحمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

نام ونسب وغیرہ حضور سرور عالم کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ الذبیح۔ مؤرخین واصحاب السیر نے آپکی ولادت ربیع الاول کی بارہوین تاریخ سنہ ۴ جلوس خسرو اعظم کسریٰ نوشیروان مین لکھی ہے۔ (سید اقبال سیرۃ النبی وخمیس) آپ کی ولادت کا وقت تمام اخبار شام معلوم ہوگیا تھا۔ وجہ علم یہ بیان کیجاتی ہے۔ کہ اُن کے پاس جبۂ یحییٰ خون آلودہ محفوظ تھا۔ اور اسکی نسبت پیشینگوئی بھی یہ تھی۔ کہ جسوقت یہ جبہ سفید ہوجائے۔ اور خون کے قطرات اس سے ٹپکین۔ تو وہی وقت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کے والد کی ولادت کا ہوگا۔ آپ نہایت ہی خوبصورت صاحب جمال تھے حضرت یوسف پر صرف زلیخا کا عشق مشہور تھا یہان تمام نساء قریش آشفتہ ودوالہ تھین۔ ذبیح باین وجہ لقب ہوا۔ کہ آپکے والد عبد المطلب نے بوجہ قلت اعوان بوقت حفر زمزم یہ منت مانی۔ کہ اگر خدا تعالےٰ نے مجھے دس فرزند عطا کئے۔ اور ہر ایک بالغ طاقتور ہوکر میرے دست بازو ہوا۔ تو ایک فرزندان مین سے للہ ذبح کرونگا۔ جب یہ مراد پوری ہوئی۔ تو ایفاء نذر کیلئے ہوتے ہوئے حضرت عبد اللہ کا

Marfat.com

نام معین ہوا۔ عبد المطلب نے اپنے فرزند عبداللہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور چھری میان مین کرتے ہوئے بجانب مذبح روانہ ہوئے۔ قریش مطلع ہوکر دوڑے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ عبد المطلب بجد تھے۔ کہ ذبح کرنا ضروری ہے۔ قریش مانع ہوئے۔ کہ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ آخر دانایانِ قوم نے اپنی رسم و رواج کے موافق یہ فیصلہ کردیا۔ کہ دس دس شتر پر قرعہ اندازی کرلے جاؤ۔ حتےٰ کہ قرعہ اندازی بنام شتران قائم ہو۔ دسویں دفعہ قرعہ اونٹونکے نام برآمد ہوا۔ مبارک سلامت کا غلغلہ ہوا۔ سو اونٹ قربانی کردیئے گئے۔ اور حضرت کی مخلصی ہوئی۔ چونکہ ذبح کے لئے پہلے پہل آپکا نام معین تہا۔ اسلئے ذبیح کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حدیث شریف مین بھی ہے۔ کہ انا ابن الذبیحین ایک ذبیح سے حضرت اسمعیل یا حضرت اسحاق علےٰ اختلاف الروایات مراد ہین۔ اور دوسرے سے حضرت عبداللہ والد حقیقی بن عبد المطلب ان کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ وجہ تسمیہ مین لکھا ہے۔ کہ پیدا ہوتے ہی سر مین سفید بال تھے۔ ابن قتیبہ کا قول ہے۔ کہ نام عامر تہا۔ کنیت ابو الحرث تھی۔ عبد المطلب کے نام پر باینوجہ مشہور ہوئے۔ کہ جب وہ گم ہوگئے تھے۔ تو اُنکے چچہ مطلب اُن کو تلاش کرکے ردیفا سوار کرلائے۔ چونکہ اُن کی حالت و شکل و شباہت متغیر تھی۔ اسلئے رستہ مین پوچھنے والون کو اُن کا نام عبد بتلایا کرتے۔ کیونکہ اپنی شرافت و نامداری پر اس ہیئت مین برادرزادہ کہنا پسند نہ کیا۔ پھر لوگون نے عبد المطلب کہنا شروع کردیا۔ اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ مین یہ وجہ لکھی ہے۔ کہ بعد از وفات پدر چچہ مطلب کی پرورش مین رہے اس لئے برسم عرب عبد المطلب سے نامزد ہوئے۔ آپ سخاوت مین مشہور تھے۔ ابن قتیبہ معارف مین لکھتا ہے۔ کہ آپکے لشکر خانہ سے انسان۔ وحوش۔ طیور سب فیضیاب ہوتے۔ غار حرا مین پہلے پہل آپ ہی عبادت مین مصروف ہوئے۔ مجاب الدعوۃ تھے۔ آپکا لقب فیاض تہا۔ فاطمہ بنت عمر بن عائذ سے نکاح کیا۔ سو ناقہ اور دس اوقیہ زر مہر مین دیا۔

ہاشمیون کے باوا آدم یہی ہین۔ محدثین۔ مفسرین۔ فقہاء مؤرخین۔ قاطبۃً متفق ہین کہ تمام روئے زمین پر کوئی ہاشمی نہین ہوسکتا جب تک کہ بہ صحیح اسناد کے ساتھ حضرت

Marfat.com

عبدالمطلب تک اپنا سلسلہ نہ پہنچاوے۔ اس کی تحقیق ہین سید راجن شاہ صاحب گیلانی
لمانی نے جو اپنے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ ہونیکے علاوہ سمی بکلام اللہ حضرت
اقدس جناب موسٰی پاک شہید قدس العزیز کے سجادہ مخدوم المخادیم رئیس طیبان حضرت
مخدوم محمد صدرالدین شاہ صاحب دام مجدہم کے برادر عزیز بھی ہین۔ ایک رسالہ
جسے گوہر نایاب یا آفتاب و مہتاب کہین۔ تو بھی ناموزون نہ ہوگا بنام دلیل المتحیرین[1]
تالیف کرکے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ بن ہاشم آپ کا نام عمرو ہے۔ ہاشم باین وجہ مشہور
ہوئے۔ کہ آپ مساکین و فقرا کے لئے بزمانہ قحط ثرید تیار کرتے۔ اور کھلاتے۔ تاریخ خمیس
مین لکھا ہے۔ کہ ہاشم اپنی قوم کا برگذیدہ اور عالی مرتبہ تھا۔ مہمانونکے لئے دسترخوان
ہوائی بچھا رہتا۔ مسافرونکا سہارا و خائفین کا ملجا تھا۔ رسول اللہ کا نور انکی جبین مین چمکتا
تھا۔ حبر من الاحبار اگر دیکھ لیتا۔ تو بجز دست بوسی چل نہین سکتا تھا۔ گل و بوٹا وغیرہ
سجدہ کرتے۔ احبارون نے اپنی دختران جمیلہ نکاح کے لئے پیش کین۔ ہرقل روم نے
اپنی لڑکی اجمل النساء کی درخواست بھی کی۔ لیکن یہ سب نامنظور ہوئین۔ سلمے بنت عمر بن زید
بن سہیلا سے نکاح ہوا۔ یہی ہاشمی ہین۔ جن کے نام پر ہاشمی مشہور ہین دلہ مناقب و فضائل

[1] محدثین اور فقہاء متقدمین اور مورخین محققین نے کالشمس فی النہار ثابت کرکے دکھلایا ہے کہ حضرت ہاشم
کی اولاد بحز و ساحت حضرت عبدالمطلب ناممکن ہے۔ ہم نے اس رسالہ کو بغور مطالعہ کیا۔ اور منقولات کو
منقولات عنہا سے مقابلہ کیا۔ حرف بحرف صحیح پایا۔ یقین ہوا کہ حضرت غوث زمان فخر ملتان حضرت بہاء الدین
ذکریا قدس اللہ العزیز فقط قریشی نسب تھے۔ نہ ہاشمی علاوہ ازین ہم تفحص مین یہی رہے۔ کہ شاید بطور
اختلاف ضعیف ہی سہی کہین سے پتہ چل پڑے۔ کہ آپ ہاشمی ہین۔ لکن ہانی ذالک بلکہ کتب بینی کرتے ہوئے
خیال ہوا۔ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو ہندوستان کے محققین علماء سے ہین اور انہون نے مدارج النبوۃ
کے جلد دوم نسب النبی مین بھی بیان کیا ہے۔ شاید اسے بھی دیکھ لین۔ شاید موقعہ ہاتھ آجائے۔ دیکھا تو اس مین
بھی لکھا تھا۔ کہ "ہاشم پسر داشت اسد کہ پدر اسد علی المرتضے است و نفیلہ وصفی و عبدالمطلب کہ جد پیغمبر است
واحد اولاد و نماند گر از عبدالمطلب انتہے"۔ پھر کچھ عرصے کے بعد گنجینہ سروری منشی غلام سرور قریشی کی حضرت
بہاء الدین ذکریا کی اولاد دیکھا تا ہے۔ نظر سے گذری تو اس مین صاف لکھا تھا۔ کہ بہاء الدین از عاظم اقطاب
سلسلہ سہروردیست پھر اخیر مین لکھا ہے۔ و سلسلہ آبائے وے بچند واسطہ بحضرت صدیق میرسد و
روضہ وے در ملتان افتدون قلعہ زیارتگاہ خلق است تاریخ ابن خلدون لکھا ہے۔ ولم یعلم لہاشم
ولد غیر اسد غیر عبدالمطلب اس پر طرہ یہ کہ جلسہ دربار تاج پوشی سلطان الوقت جارج پنجم خلد اللہ
ملکہ پر جو دہلی مین منعقد ہوا تھا تو حضرت مخدوم صدرالدین شاہ صاحب گیلانی سجادہ نشین بارگاہ

Marfat.com

حضرت موسیٰ پاک شہید قدس اللہ العزیز نے اس ہیچمدان کاتب الحروف کو بھی باریابی کی عزت شرف یاب فرما کر سنیت کا اعزاز بخشا تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جسقدر اس سفر مین اس عاجز پر آپ کی ذات بابرکات نے فیوضات ظاہری و باطنی مبذول فرمائے تھے۔ اُس کا شمہ بھی اگر بیان ہو۔ تو دفتر سے باید دام اللہ بقاہ و رفی درجاتہ و ثناءہ۔ القصہ اسی موقع پر خاص بوقت سعید عین تاجپوشی جارج پنجم دام اقبالہٗ کے جلوس مین جناب پیرزادہ صاحب دام اقبالہٗ و عالیجناب فخر قوم رفیع القدر جناب سید شیر شاہ صاحب گیلانی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر یعنے دونون آفتاب و عالمتاب ایک ہی منزل مین بمنزلۃ قران السعدین جلوہ افروز تھے۔ اثناء گفتگو مین حضرت پیرزادہ صاحب نے رسالہ دلیل المتحیرین کی تحقیقات و تدقیقات کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سچ ہے۔ کہ دروغے را فروغے نے۔ لیکن میرے پاس ایک کتاب خود حضرت ذکریا ملتانی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیفات سے ہے۔ اُنہون نے خود اپنا نسب بیان کیا ہے کہ وہ قریشی ہین نہ ہاشمی۔ انتہی

بن عبد مناف ان کا نام مغیرہ تھا۔ بن قصی۔ تصغیر ہے قصی کی۔ قصی بعید کو کہتے ہین۔ چونکہ آپ اپنے قبیلہ سے بعید تھے۔ یعنی بوجہ خدمت والدہ بلاد قضاعہ مین جا کر بسے۔ اس لئے قصی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ورنہ نام آپ کا مجمع تھا۔ بن کلاب ان کا نام حکیم یا عروہ تھا۔ عرب کی عادت تھی۔ کہ اپنے غلامون کے نام تو اچھے رکھتے اور لڑکون کے نام بُرے مثل کلاب۔ سباع۔ ذئب وغیرہ۔ ایک دفعہ اعرابی سے کسی نے پوچھا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ تم اپنے لڑکون کے نام قبیح رکھتے ہو۔ اور غلامون کے حسن۔ اس غیرت مند نے جواب دیا۔ کہ ہم غلامونکے نام اس لئے عمدہ رکھتے ہین۔ کہ ہمارا دل خوش ہو۔ اور لڑکون کے نام اس لئے مہیب رکھتے ہین۔ کہ دشمنون کا جگر پاش ہو۔ کلاب بھی اس قبیل سے ہوگا۔ کلب محاورہ عرب مین شیر کو بھی کہتے ہین۔ حدیث شریف مین بھی یہ معنے مستعمل ہوا ہے۔ یا کالبت العبد و مکالبتہ کے قبیل سے ہوگا۔ بن مرہ بن کعب یہ وہ پہلے بزرگ ہین۔ جو قریش کو جمعہ کے دن جمع کر کے خطبہ سناتے۔ اور بعثت سرور کائنات کے علامات و برکات کا وعظ فرماتے۔ اور معلوم کراتے کہ وہ رسول مکرم ہماری اولاد سے ہوگا اور قریش کو فہمائش کرتے کہ ان کے ساتھ ایمان لانا اور اتباع کرنا اور دردناک لہجہ مین یہ شعر زبان پر لاتے۔ ؎

یا لیتنی شاھدا فحواء دعوتہ ۔۔۔ اذا قریش ینفی الحق خذلانا

کلاب۔ لقب بہ لانہ کان یحب الصید وکان اکثر صیدہ بالکلاب ۱۲

Marfat.com

ہائے افسوس ہیں سرور عالم کی دعوت اسلام ہیں حاضر ہوتا۔ جبکہ قریش حق کو فضول کرکے نکال دیں گے۔ بن لوی تصغیر ہے۔ لامی کی اور لامی ثور یعنی بیل کو کہتے ہیں۔ بن غالب۔ بن فہر۔ فہر کا نام قریش ہے۔ قریش انہیں کیطرف سے منسوب ہیں جو ما فوق فہر ہے۔ ان کو کنانی کہتے ہیں۔ نہ قریشی قریش کی وجہ تسمیہ ہیں چند اقوال ہیں مشہور قویہ ہے۔ کہ قریش ایک آبی جانور کا نام ہے۔ کہ وہ تمام آبی حیوانات پر غالب رہتا ہے۔ چونکہ وہ بھی دیگر اقوام پر غالب رہتے تھے۔ اس لئے قریش کے نام پر موسوم ہوئے تھے۔ بعضے یون کہتے ہیں۔ کہ قریش تقرش سے ماخوذ ہے۔ اور اسکے معنے اکٹھا ہونے کے ہیں۔ یہ قوم بھی متفرق ہونے کے بعد حرم شریف ہیں جمع ہوئی تھی۔ اس لئے اس نام سے پکارے گئے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ قریش ماخوذ ہے تقریش سے جسکا معنے تفتیش ہے چونکہ مسافروں کی تفتیش کرتے ہوئے مناسب ہمدردی ہوا کرتے تھے باینوجہ اس نام سے نامزد ہوئے۔

نادرہ اب ہم یہ بھی بتلاتے ہیں۔ کہ غالب داخل النسب ہے۔ اور دو فرزند دوسرے غالب کے بھائی محارب اور حرث بھی تھے۔ جو خارج النسب ہیں۔ محارب سے قبیلہ بنو محارب اور حرث سے بنو الخلیج پیدا ہوئے۔ انہیں سے ابو عبیدہ بن جراح صحابی ہیں۔ جو منجملہ عشرہ مبشرہ کے ہیں۔ پھر غالب سے لوی داخل النسب ہیں۔ تیم الادرم اس کا بھائی ناقص الذقن بھی خارج النسب ہے۔ تیم مذکور سے بنو الادرم ہیں۔ پھر لوی کے چھ پسر ہوئے۔ ایک کعب یہ واسطہ النسب ہے۔ باقی پانچ خارج النسب ہیں۔ جن کے نام سعد خزیمہ۔ حارث۔ عامر۔ اسامہ ہیں۔ ان کی اولاد بجز حارث اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہے اولاد عامر لوی سے عمرو بن عبدود سوار و شجاع عرب ہے جسکے مقابلہ ہیں بمقام غزوہ خندق کوئی صحابی نہ نکلا اور اسد اللہ علی المرتضیٰ نے بخدمت سرور عالم خود درخواست کرکے مقابلہ کیا۔ اور اسے قتل کر ڈالا اسی موقعہ پر بعض کتب ہیں لکھا ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ مبارزۃ علی خیر من عبادۃ الثقلین پھر کعب سے مرۃ داخل النسب ہے اور دو بیٹے ہصیص اور عدی ہیں ہصیص سے بنو جمح کا قبیلہ ہے جن کے مشاہیر سے امیہ بن خلف اور

Marfat.com

ابی بن خلف دشمنان سرور عالم ہین - اور عدی سے قبیلہ بنی عدی ہے جن کے
حضرت عمر فاروق رض اور سعید بن زید ہین - جو عشرہ مبشرہ سے ہین - پھر مرۃ سے کلاب داخل
ہین - دو فرزند بیگر تیم اور لقیط ہین - ابوبکر رض صدیق قبیلہ بنو تیم کے مایہ فخر ہین - اور حضرت
طلحہ رض منجملہ عشرہ مبشرہ بھی - اور لقیط سے بنو مخزوم کا قبیلہ مشہور ہے - جس کی طرف
خالد بن ولید اور ابوجہل فرعون ہذہ الامۃ ملتے ہین - پھر کلاب سے قصی داخل النسب
ہین - بنو زہرہ کا قبیلہ انہین کیطرف منسوب ہی - عشرہ مبشرہ کا سعد بن ابی وقاص رض اور
عبد الرحمن بن عوف اسی قبیلہ کے ہین - حضرت آمنہ رض والدہ مکرمہ سرور عالم نبی اسی
قبیلہ کے درۃ التاج ہین - یہ قصی عظیم الشان اور تمام قریش کے سربرآوردہ تھے - خانہ
کعبہ کی کلیدبرداری جو خزاعہ کی قابو مین آگئی - اور قریش کمزور سمجھے جانے لگے تھے
انہون ہی نے اس سے واپس کرالی - اور قریش کو جمع کرکے اُن کی شرافت و بزرگی کو
متحقق اور مضبوط کر دیا - پھر قصی سے عبد المناف داخل النسب ہے - اور دو پسر عبد العزیٰ
و عبد الدار خارج النسب ہوئے - عبد الدار سے قبیلہ بنو شیبہ ہوا - نضر بن الحارث
دشمن سرور عالم اس قبیلہ کا تھا - جسے سرور عالم فداہ ابی و امی نے یوم البدر قتل
کیا - اور عبد العزیٰ سے زبیر بن عوام اصحابی ہین - جو عشرہ مبشرہ کی سلک مین منسلک
ہین حضرت خدیجہ بنت خویلد ام المومنین بھی - اس خاندان کی عزت افزا ہین - اور
ورقہ بن اسد بھی - پھر عبد المناف سے حضرت ہاشم داخل النسب ہین - عبد الشمس
امیہ ہوئے - جس کی طرف بنو امیہ منسوب ہین - انہین مین سے حضرت عثمان رض غنی اور
معاویہ بن ابی سفیان - سعید ابن العاص - عقبہ بن ابی معیط - عتبہ بن ربیعہ بھی ہین - ابی
عقبہ کی لڑکی ہندہ ہے - جو معاویہ کی بیوی ہے -

عقبہ بن ابی معیط کو سرور عالم نے جنگ بدر مین قتل کیا - مطلب سے قبیلہ مطلبیہ
ہے - امام شافعی رح انہین کے برگزیدہ ہین - اور نوفل سے نوفلیون ہین - پھر ہاشم سے
عبد المطلب داخل النسب جد رسول اللہ خاتم النبیین ہین - ماسوائے عبد المطلب
کوئی لڑکا حضرت ہاشم کا نہین سنا گیا - جسکا نسب چلا ہو - الا کذبا و زورا

Marfat.com

پھر عبد المطلب سے عبد اللہ والد ماجد سرور عالم و اصل النسب پیدا ہوئے۔ باقی بان کے تمام بھائی حضرت حمزہ رض حضرت عباس رض۔ ابو طالب۔ ابو لہب۔ غیداق وغیرہ ہین۔ پھر حضرت عبد اللہ سے قبلۂ کون و مکان سلطانِ ہر دو جہان شافع روز جزا حبیب خدا جناب شفیعنا و سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سال مین عزت افزائے ہوئے۔ جس مین ابرہہ بادشاہ حبش نے کعبہ شریف پر چڑھائی کی تھی۔ کذا نقلہ المولوی غلام احمد فرتیلی

بن مالک بن النضر ان کا نام قیس تھا۔ بن کنانہ بن خزیمہ تصغیر خزمہ ہے۔ الخزم بالفتح شک کرنے کے معنے مین آتا ہے۔ شتر کی ناک مین نکیلی ڈالنے کے معنے مین بھی مستعمل ہے۔ لکڑی کو سیخ پر چڑھانا بھی اسی کا معنے ہے۔ بن مدرکہ بن الیاس کے ہمزہ کو کسر و فتح دونون سے پڑھا جاتا ہے۔

ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ آپ اپنی پشت مبارک سے سرور عالم کی لبیک ایام حج مین سنا کرتے تھے۔ بن مضر یہ پہلے وہ شخص ہین۔ جو اونٹون کو گیت یعنے حدا مین مست کیا کرتے تھے۔ ہمعصر انہین وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بن نزار۔ نزار بمعنی قلیل ہے۔ جب نور محمدی اُن کی پیشانی مین چمکا۔ تو اُن کے والد دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور عام دعوت کی۔ اور لوگون کو اس شکریہ مین کھانا کھلایا۔ اور کہا۔ کہ اس نعمت کے شکریہ مین یہ بالکل قلیل ہے۔ وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ بن معد بن عدنان بس یہی نسب نامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ ابن مسعود نے جب یہ آیہ شریفہ تلاوت کی۔ الم یاتکم نبوا الذین من قبلکم قوم نوح و عاد و ثمود والذین من بعدھم لا یعلمھم الا اللہ تو فرمانے لگے کہ عدنان سے زیادہ تجاوز کرنیوالے نسابون جھوٹے ہین۔ اسی طرح ابن عباس رض وغیرہ کا قول ہے۔ (مواہب لدنیہ) حضور فداہ ابی و امی کی والدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف زہرہ بن کلاب بن مرہ تھین۔ یہ معلوم نہین ہوا۔ کہ حضرت آمنہ کا کوئی برادر تھا۔ کہ اُسے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ماموں کہا جائے۔ بنو زہرہ کا خیال ہے کہ ہم نبی کے ماموں ہین۔ کیونکہ حضرت آمنہ

Marfat.com

ہم سے تھین۔ واللہ اعلم (معارف بن قتیبہ) سرور عالم کا سنہ ولادت عام الفیل ہے (اس کا قصہ سورہ الم ترکیف مین بیان کیا گیا ہے) اور یہی قول ہے ابن عباسؓ کا بعض علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ سن ولادت سرور عالم عام الفیل ہے۔ اور نیز یہ بھی کہا ہے۔ کہ جو قول اسکے مخالف ہو۔ وہ وہم ہی وہم ہے۔ اسی طرح بقول مشہور باتفاق جمہور آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول مین ہوئی۔ تاریخ ولادت مین گو اختلاف ہے۔ لیکن قول محقق ۱۲ ربیع الاول ہے۔ طیبی نے لکہا ہے۔ اتفقوا علی انہ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول۔ یعنی اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ آپ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول پیدا ہوئے۔ اتفاق منظور فیہ ہے۔ (ماثبت بالسنۃ فی ایام السنہ) کلینی شیعہ صاحب نے بھی اپنی اصول کافی کے جلد اول صفحہ ۲۷۷ چھاپہ نولکشور مین لکھا ہے۔ ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول فی عام الفیل الخ یعنے سرور عالم ۱۲ ربیع الاول عام الفیل مین پیدا ہوئے۔ حدیث صحیح مین وارد ہے۔ کہ سرور عالم سے دوشنبہ کی نسبت سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب مین فرمایا۔ یہ وہ دن ہے جس مین مین پیدا ہوا۔

سعید ابن مسیب سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہوین ربیع الاول کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے اس قول پر اجماع ہے۔ اور اہل مکہ کا اس پر عمل ہے۔ اسی تاریخ کو مولد رسول اللہ کی زیارت کیجاتی ہے۔ شیخ امام شمس الدین محمد بن سالم معروف بخلال کتاب جعفر کبیر مین لکہتے ہین۔ کہ امر صحیح ہے۔ کہ آنحضرت شہر ربیع الاول ۲۰ نیسان عام فیل نوشیروان کے زمانہ مین پیدا ہوئے۔ نیسان کا مہینہ ہمیشہ اپریل کے مطابق ہوتا ہے۔ تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی۔ کہ آپکی ولادت فصل ربیع مین ہوئی۔ مروج الذہب مسعودی سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی ولادت ۵۷۱ھ مین ہوئی۔ مؤرخ ابن العید مختصر التواریخ مین لکہتے ہین۔ کہ جسوقت نوشیروان فوت ہوا۔ حضور سرور عالم کی عمر تقریباً آٹھ برس کی تہی۔ وقیل غیر ذلک

Marfat.com

لطیفہ

ربیع الاول[1] یہ مہینہ چونکہ خریف ہین۔ پہلا ہوتا تھا اور اس مین مینہہ برستا تھا گھاس اگتی تھی۔ درختون مین پھول آتے تھے۔ اس لئے اس کو ربیع الاول کہتے تھے۔ فصول مین عرب خریف سے ابتدا کرتے تھے۔ یہ اسلام مین نہایت مبارک مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو بڑا شرف اس سے حاصل ہے کہ سرور عالم اس مین پیدا ہوئے۔ بارھوین شب یا دن کو اہلسنت مجلس مولود اس طور پر کیا کرتے ہین کہ پاک وصاف مقام مین جمع ہوتے ہین۔ ان مین سے کوئی عالم بادع وفضائل ومناقب بیان کرتا ہے۔ ذکر ولادت باسعادت وحلیہ وصفات جلیہ ومعجزات بابرکات کا مذکور بھی ہوتا ہے (بعض خوش آواز مولود نظم بھی پڑھتے ہین)۔ بعد اختتام حضار پر ماحضر تقسیم بھی کرتے ہین ذکر ولادت کیوقت قیام بھی کرتے ہین۔ اگر یہ مجلس شب کو منعقد ہو تو چراغ یا لیمپ جھاڑ یا فانوس یا دیوارگیرین جلائے جاتے ہین لیکن بجز ذکر میلاد کوئی چیز اس محفل کی جزو نہین سمجھی جاتی۔ اہل سنت اس مجلس کو جس طرح ۱۲ ربیع الاول مین کرتے ہیں اسی طرح دوسری تاریخون اور دوسرے مہینون میں بھی کرتے ہین اور سب کا ثواب برابر سمجھتے ہیں حفاظ محدثین جواز مجلس میلاد کے قائل ہین۔ احادیث صحیح سے اس کا استخراج کیا ہے فرقہ وہابیہ کو جواز مجلس میلاد کے انکار پر سخت اصرار ہے۔ یہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مجلس مولود باعث خیر وبرکت ہے اس سے شر وآفت دور ہوتی ہے جو لوگ تعصب سے اس کا انکار کرتے ہین انکے لئے برے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں میرے زمانہ مین دو واقعے عبرت انگیز ہوئے ہین پہلا واقعہ نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک نے مرآۃ السنۃ السنیہ رد قبیح مجلس المولویۃ میں مجلس مولود کی نسبت سخت زبان درازیان کین چند ہی روز کے بعد ولایت ٹونک سے معزول ہوکے بنارس مین بند کئے گئے عمر بھر مصیبت جھیلنی پڑی اور حکومت کی حسرت کو ساتھ لے گئے۔ دوسرا واقعہ نواب صدیق حسن خان بہادر نے بعض

---

[1] مجمع البحار مین لکھا ہے فانہ شہرنا امرنا باظہار الحبور فیہ کل قام علی قاری رسالہ مولد النبی مین فرماتے ہین

لہذا الشہر فی الاسلام فضل ومنقبۃ تفوق علی الشہور۔ ربیع فی ربیع فی ربیع ونور فوق نور فوق نور ۱۲

وجوہ سے بھوپال مین ایسا رشد پیدا کیا کہ امیر الملک والاجاہی کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ اتفاق سے بھوپال مین کسی اہلسنت نے اپنے گھر مجلس میلاد کی۔ نواب صاحب نے برہم ہو کے سخت انزجار کیا یہان تک کہ مکان کھودنے کا حکم دیا۔ تھوڑے دن گذرے تھے کہ حکومت ہاتھ سے جاتی رہی خطاب صلب ہو گیا۔ عزل کی تاریخ یہ ہے۔

چو نواب بھوپال معزول شد — بگیرید پند اَیُّھَا الْغَافِلُوْنَ
پئے سال تاریخ ہاتف زغیب — چنین گفت لَا یُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ

غرض یہہ ایسا مہینہ ہے جس مین توراث علماء حرمین شریفین یہ ہے کہ شب دوازدہم کو بڑے اہتمام سے مجلس مولود کرتے ہین۔ حفاظ محدثین اس تعیین و تخصیص کو بہتر سمجھتے ہیں اور اس ماہ کو شہر مولد النبی کہتے ہین۔

(تقویم الاسلام علامہ وکیل احمد)

یارب وصل وسلم دائماً ابداً — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

نادرہ[1] - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ناجی اور صاحب ایمان تھے علامہ سیوطی نے اس کے ثبوت مین چھ رسائل لکھے ہین علامہ محمد بن عبد الرسول متوفی ۱۱۳۳ھ برزنجی نے ایک مبسوط رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے اور خوب تحقیق کی اور اس پر براہین کتاب و سنت اس طرز سے بیان کئے کہ بجز تسلیم چارہ نہین۔ علامہ آفندی شہر بداغستانی نے رسالہ اثبات النجات والایمان لوالدی سید الاکوان بڑے زور شور کا لکھا ہے۔ علی قاری سے سخت تعجب ہے کہ اس نے عدم ایمان میں رسائل لکھکر اپنی بے رونقی کی۔ قول مستحسن ہیں

---

[1] ابن جزری جو سید احمد اور شاہ ولی اللہ کے مشائخ سے ہین انکا بیان ہے کہ ۸۵۸ھ مین بادشاہ مصر نے محفل مولد کی تھی امین بھی اس محفل مین شامل تھا۔ دس ہزار مثقال زر اسکے خرچ کا اندازہ تھا۔ محدثین و فقہا ہمیشہ سے محفل مولد کو بابرکت سمجھکر کرتے آئے۔ خاندان قلعہ دہلی التزاماً کیا کرتے تھے۔ علامہ قاری فرماتے ہین لازال اہل اسلام یحتفلون فی کل سنۃ جدیدۃ ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم فی برکاتہ کل فضل عمیم [illegible]

اخیر عمر میں علی قاری کی توبہ لکھی ہے۔ فالحمد للہ علے ذلک

درمختار کی مثال کو علامہ طحطاوی نے رد کیا ہے لکھتے ہے الاستدلال بہ لیس بحید اقتضاہ کفر الوالدین وفیہ اساءۃ ادب والذی ینبغی اعتقادہ حفظہما من الکفر وان اللہ احیاہما وامنا بہ کما ورد بہ الحدیث لیسنا یعنی حضور کے فرمودہ کو کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ سفاح سے۔ اس کو اس امر کی دلیل بنایا کہ جو نکاح بین المسلمین صحیح ہے وہ بین اہل الکفر بھی صحیح ہے۔ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ طرز حضور کے کفر کی مقتضی ہے اور اس میں بے ادبی ہے مسلمان اور اہل ایمان کو مناسب اور لائق ہے کہ حضور کے والدین کو کفر سے محفوظ ہونے کا اعتقاد رکھیں۔ علاوہ بران یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپکے والدین کو زندہ کیا اور حضرت سرور عالم کے ساتھ ایمان لائے گو یہ حدیث لیس میں ہے لیکن اہل کشف کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ پھر اس طحطاوی شارح درمختار میں لکھا ہے کہ فقہ اکبر میں الفاظ ہیں کہ والدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ماتا علے الکفر فہذا موس علاوہ بران محققین نے تصریح کی ہے کہ فقہ اکبر مصنفہ ابو حنیفہ رح محمد بن یوسف بخاری کی ہے۔ نہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی۔ اگر فرض بھی کریں جائے تو حذف مضاف ہوگا یعنی ماتا علے زمان الکفر اس سے اتصاف کفر لازم نہیں آتا۔ فہو المطلوب قال اللہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین مراد ساجدین سے ساجدات کو بھی شامل ہے تو معنے یہ ہوا کہ اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات میں تیرا انتقل ہونا پھر علامہ طحطاوی تنبیہ کرکے فرماتے ہیں کہ لا ینبغی ذکر ہذہ المسئلۃ الامع تنبیہ الادیب علامہ طحطاوی نے اس موقعہ پر ایک حکایت لکھی ہے جس کا بیان خالی از لطف نہیں ہوگا۔

فرماتے ہیں ایک فاضل کسی رات اسی فکر میں رہا کہ علماء کا حضور کے والدین کے ایمان میں مختلف ہونا اور حدیث احیاء میں بھی مختلف ہونا بہت حیرت کا باعث ہے کیا جمع بین الاقاویل ہو سکتی ہے یا نہ اسی فکر کرتے اسے یہاں تک مدہوش کیا کہ چراغ نے اس کے کسی حصہ کو جلا دیا۔ اسیرات کی صبح کو ایک لشکری اس کے پاس آیا کہ وہ اس کی دعوت کو منظور کرے پس وہ اسے لیکر اپنے گھر کیطرف متوجہ ہوا تو راستہ میں ایک سپر [illegible]

Marfat.com

ملا اور شیخ کی سواری کو روک کر کہا شعر

امنت ان ابا النبی و آلہ ۔ احیاھما الحی القدیر الباری
حتی لقد شھد الہ برسالۃ فصدقا فتلک کرامۃ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ ۔ فھو الضعیف عن الحقیقۃ عاری

پھر شیخ فاضل کو کہا کہ اے یاد رکھ اور اپنے غم وہم مین ایسا نہ مستغرق ہو کہ تجھے چراغ جلاوے تو جہان کا ارادہ کرتا ہے۔ جا۔ وہان لقمہ حرام مزے سے کھا۔ شیخ مبہوت ہو گیا اور اسی سبز پوش کی طرف توجہ کی وہ نظر سے غائب ہو گیا۔ قرب وجوار سے دریافت کیا لیکن کسی سے کچھ پتہ نہ چلا پھر وہ فاضل واپس گھر چلا آیا اور اس لشکری کی دعوت قبول نہ کی۔ (طحطاوی جلد دوم حاشیہ درمختار) علامہ شامی نے جلد ثالث صفحہ ۲۹۸ مین ایمان پاس مقبول نہین کے نیچے فرماتے ہین۔ قوم یونس مستثنیٰ ہے۔ کرامۃ وخصوصیۃ لنبیہم پھر فرماتے ہین کیا تجھے معلوم نہین کہ ہمارے نبی کے والدین کو اللہ تعالےٰ نے زندہ کیا اور وہ سرور عالم کیساتھ ایمان لائے اور یہہ بوجہ اکرام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا۔ اس حدیث کو قرطبی نے صحیح کہا اور اسی طرح حافظ الشام ناصر الدین وغیرہ نے۔

پھر فرماتے ہین کہ حضور کے والدین کا تنفع بالایمان ہونا علے خلاف القاعدہ اکراما لنبیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ پھر لکھتے ہین اموات کی جماعت ہمارے نبی کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ نے زندہ کی۔ پھر لکھا ہے کہ رد الشمس بعد الغروب حضور کی برکت سے ہوا۔ اور صحیح بھی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر بعد الرد ادا کی۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا یہ اکرام کیا کہ عصر کا وقت ختم ہو جانے کے بعد پھر رد الشمس کیا تاکہ عصر ادا ہو جائے۔ اسی طرح ایمان کا وقت فوت ہونے کے بعد عود حیات کر کے وقت ایمان بنا دیا۔ فرمایا یہ جو کہا گیا ہے لا تسئل عن اصحاب الجحیم حضور کے والدین کے حق مین نازل ہوئی۔ صحیح نہین اور حدیث مسلم مین یہ ہے کہ ابی وابوک فی النار یہہ قبل علم تھا۔ (شامی)

علامہ شامی نے جلد دوم کتاب النکاح مین اس مسئلہ کو مفصل لکھا ہے پھر بعد اللتیا والتی یہ فیصلہ دیا کہ لا یجوز ذکر ھذہ المسئلۃ الا مع مزید الادب

Marfat.com

شعر دل وجانم فدایت یا محمدؐ سرِ من خاکپایت یا محمدؐ

تتمہ

یہ تو معلوم ہے کہ سرورِ عالم کے والد حضرت عبد اللہ نے قبل از ولادت سرورِ عالم جان بجان آفرین سپرد کی۔ اور والدہ مکرمہ حضرت آمینہ بھی حضور سرورِ عالم کی صغر سنی ہی میں فردوس برین کو پہنچیں۔ ایمان سے اگر ایمان بہ محمد رسول اللہ کی بحث ہے تو بے سود ہے کہ وہ موقوف سرورِ عالم کے چالیس برس بعد ہوگا۔ اگر ایمان بانبیاء ماقبل ہے تو اس کی نفی کہیں نہیں پائی جاتی اصل فطرت ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ شرک سے مبرا ہونے کی نقول موجود ہیں۔ پھر ایمان بہ محمد صلعم حاصل کیا۔ اس سے فضیلت دوبالا ہوئی۔ نہ یہ کہ کفر ایمان سے مبدل ہوا۔ فتامل واللہ اعلم

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ ہی پیدا ہوئے آپکا جد امجد عبد المطلب اس علامت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا میرے اس فرزند سعادت مند کا نشان عالیشان ہوگا بیہقی محدث کا بیان ہے کہ آپ کے جد امجد نے ساتویں دن بڑی دھوم دھام سے عقیقہ کیا اور قریش کو دعوت دی۔ قریش جب دسترخوان سے فارغ ہوئے تو بالاتفاق التماس کی۔ کہ اے عبد المطلب جس مولود مسعود کی وجہ سے ہم کو یہ شرف ہوا کہ ہم ایسی مجلس بابرکت میں باریاب ہوئے۔ کیا ہو سکتا ہے؟ کہ ہمیں اس غیرت آفتاب بچہ کے نام سے اطلاع بخشیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کا نام محمد رکھا ہے۔ قریش نے چونکہ یہ نام کبھی نہیں سنا تھا اور نہ قریش میں اپنے نام کا دستور تھا۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ اے عبد المطلب؟ تو نے اپنے خاندان کے ناموں سے کیوں اعراض کیا۔ جواب میں فرمایا کہ میرا ارادہ اس نام سے یہ ہوا کہ آسمانوں میں خدا کا محمود ہو۔ اور

Marfat.com

زمینون مین مخلوق کا - (لقطۃ العجلان)

یہ امر باتفاق مورخین منقول ہے کہ شب ولادت بادشاہ کسریٰ کا رفیع الشان مکان زلزلہ مین آیا اور ۱۴ کنگرہ ساقط ہو گئے اور فارس کی آگ جو ہزار برس سے دہکتی آئی تھی - بوقت ولادت سرور عالم یکدم بجھ گئی وغیرہ وغیرہ -

---

ف چونکہ بعض بے ادب اور سڑیل انسان جنھین بنقیص فضایل خیر الانام مین مزا آتا ہے وہ تنکیس الاصنام وغیرہ کی واقعات ولادت مولد اسعد کی تکذیب پر کمربستہ ہو کر باین تہذیب نصرۃ الاسلام کی شکل مین بدلگام ہوتے ہین کہ بتون کا گرنا غلط قصر کسریٰ سے ۱۴ کنگرون کا سقوط گپ - آگ فارس کا جو ہزار برس سے دہکتی چلی آئی تھی ٹر - کوئی مورخ یا محدث اس کا قایل نہین - حدیث صحیح کیا ضعیف بھی اسپر شہادت نہین دے سکتی لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ایسے کوڑ مغز کور باطنون کی جہالت کی قلع قمع کرنیکے لیے سمند قلم کو قرطاس کے میدان پر جولان دینا مناسب ہے تاریخ طبری مین بسند متصل بیان کرتے ہیں کہ مخزوم بن ہانی اپنے والد سے راوی ہے کہ لما کانت لیلۃ ولد فیہا رسول اللہ ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ وخمدت نار فارس الخ صفحہ ۳۱ علامہ عبد اللہ ابکری کتاب الانوار مین حضرت عبد المطلب کی زبانی لکھتے ہین کہ موقع ولادت پر وہ کعبہ مین تھے دیکھا کہ بت جو کعبہ کے ارد گرد تھے گر پڑے اور ہبل بہت بڑا بت بھی گرا اور آواز آیا کہ ولد رسول اللہ اور کعبہ پر - اقندیل کافوری روشن ہوئی وخمدت النیران صفحہ ۷۱ تاریخ حلبیہ مین فرماتے ہین کہ خصائص الصغریٰ سیوطی مین ہے کہ ان من خصائصہ تنکیس الاصنام لمولدہ اور اس مین ہے عن عبد المطلب قال کنت فی الکعبۃ فرایت الاصنام سقطت فی اماکنہا وزفرت سجدا وسمعت صوتا فی جدار الکعبۃ یقول ولد المصطفیٰ صفحہ ۷۸ وایضا فیہ ارتجس وانشق ایوان کسریٰ وسقط منہ اربع عشرۃ شرفۃ صفحہ ۷۹ وایضا فیہ وخمدت نار فارس صفحہ ۸۱ مواہب لدنیہ مین ابن حجر قسطلانی لکھتے ہین رات ام رسول اللہ حین وضعت نورا اضاء لہا قصور الشام حتی رأتہا قال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان والحاکم صفحہ ۲۳ اور یہ بھی اس مین ہے ومن عجائب ولادتہ ایضا ما روی من ارتجاج کسریٰ وسقوط اربع عشرۃ شرفۃ وغیض بحیرۃ طبریۃ وخمود نار فارس وکان لہا الف لم تخمد رواہ البیہقی وابو نعیم والخرائطی وابن عساکر صفحہ ۲۳ مواہب تاریخ ابو الفدا مین بھی ہے کہ ذکر البیہقی اسنادا الی مخزوم بن ہانی عن ابیہ قال لما کانت اللیلۃ التی ولد فیہا رسول اللہ ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذلک بالف عام الخ صفحہ ۱۰۱ (لقطۃ العجلان) مین صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہین قال البیہقی عن ہانی لما کانت اللیلۃ التی ولد فیہا رسول اللہ ارتجس ایوان کسریٰ بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵ پر دیکھو

Marfat.com

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد از تولد اپنی والدہ نے ۷ دن دودھ پلایا۔ اس کے بعد ثوبیہ عتیقہ ابولہب بشرفِ ارضاع مشرف ہوئی پھر دائی حلیمہؓ بنت ابی ذویب سعدیہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کے لیے اپنے گھر لے گئی اور دو سال کے بعد لائی۔ چونکہ عجائبات وغرائبات امور کا معائنہ کر چکی تھی اور خیر و برکات کا مشاہدہ بوجہ قدوم خیر لزوم نبی معصوم پیش نظر تھا اس لیے درخواست کی کہ چند مدت کے لیے پھر اجازت دی جائے کہ ابھی اس کے دیدار فیض آثار سے سیری حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت آمنہؓ والدہ حضور نے حلیمہ کی ملتمس کو قبول فرمایا۔ حلیمہؓ خوش ہو کر اس مولود بے بدل کو اپنے گھر لائی۔ چند ماہ کے بعد دائی حلیمہؓ کے گھر شق صدر ہوا اور مابین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴

وسقطت منارع عشرة شرفة وخمدت نار فارس ولم تكد تسكن فتكلم بالفارسية عارف جامی نے بھی شواہد النبوۃ کے صفحہ ۲۳ پر یہی اور اکثر دل کا گرنا لکھا ہے۔ نواب صدیق حسن غیر مقلد اپنے شمامۃ العنبریہ میں لکھتے ہیں آپ کی غیب ولادت کو کسریٰ حرکت میں آیا اس کی آواز سنی گئی چودہ کنگرہ گرگئے آتش فارس جو ہزار سال سے دہکتی آئی تھی بجھ گئی صفحہ ۱۰ اسی صفحہ پر لکھا ہے جب کہ حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرمایا تم بھی شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کی کرو۔ وہ سلوان نبی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی مدارج النبوۃ میں مذکور ہے یہ بات کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ خمیس میں مفصل طور پر کنگرہ دن کا گرنا وغیرہ وغیرہ بیان کیا ہے مگر فی ہذا القدر کفانہ ظن۔ فتاویٰ ہدایہ۔ یہ بھی کہہ دینا مناسب ہے کہ باب الفضائل بلکہ فضائل اعمال میں محدثین روایتوں پر کہہ جاتے ہیں تو ہمارے واعظ کرتے ہیں بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ کثرت طرق ضعیف کو بھی حسن کر دیتی ہے لیکن جن کے دلوں میں بکار معجزات ورنج وکینہ بھرا ہوا ہے۔ وہ تحقیق کے لباس میں کسی راوی کے مظنون وغیرہ کے بہانے سے اپنے مطلب کو پورا کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان کے اعلے اعلے ذخیرہ کے مناقب قرآن شریف واحادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور نہ وہ ان امور مذکورات کو اہمیت سمجھتے ہیں پھر نے نار کا بجھنا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور کھجور کے تنہ کا فراق الرسول میں بکا کرنا وغیرہ وغیرہ قرآن شریف و بخاری میں درج ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کا وسیع مضمون اگر قرآن شریف میں نہ ہوتا اور حدیث میں نہ ہوتا تو مریض القلب کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتے کہ یہ خدائی دعویٰ ہے۔ عالمین کی رحمت و بشر رحمۃ للعالمین کی کیسے یہ رحمت ہوئی کہ پیدا ہوتے ہی تمام کائنات میں بکا کرنا دقوع میں آیا اور اس کو بوجہ سے مشہر کرکے تو حید و لبیک کی صدا دن سے آخر گونجنے لگی۔ اللھم صل علیہ وعلی آلہ

Marfat.com

کتفین مُہر نبوت بمقدار سیب جس کا رنگ بعینہ رنگ بدن تھا اور اُسپر چند خال تھے موضع ہوئی۔ ونعم ماقلیل۔ رباعی ؎

پیغام خدا نخست آدم آورد — انجام بشارت ابن مریم آورد
باجملہ رسل نامہ بے خاتم بود — احمد برنامہ و خاتم آورد

القصہ جب دائی حلیمہؓ نے جبکہ سرور عالم کی عمر پانچ برس سے تجاوز ہو چکی تھی۔ لاکر خدمت والدہ ماجدہ حضورِ پُرنور کے سپرد کیا۔ جب حضور سرور عالم شش سالہ ہوئے تو حضرت آمنہ داعی اجل کو لبیک کرتی ہوئی بہشت کو سدھارین عبدالمطلب جد امجد نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ ۸ سال دو ماہ کے جب ہوئے تو عبدالمطلب راہی بجنت ہوئے۔ پھر جناب ابوطالب جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد متکفل ہوئے۔ فرع الثانی۔

جناب ابوطالب کے ایمان کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیان مین بیان کرونگا۔ لیکن یہہ کہے بغیر تو مین یہان نہین رہ سکتا کہ اگر ایسے شخص کو کافر کہتے ہین جو ناصر دین خدا اور حامی و محافظ و مصدق رسول اللہ ہو تو کاش ایسا کافر مین ہوتا کہ بقدر اپنی طاقت و قدرت کے اس مشکل وقت مین حضور کی خدمت کرتا ؎

جب حضور سرور عالم بارہ سال اور دو ماہ کے ہوئے تو بہمراہی اپنے چچا ابوطالب کے شام کو روانہ ہوئے۔ بصرے مین پہنچے تو بحیرا راہب نے علامت نبوت کو شناخت کیا اور ابوطالب کو کہا کہ حضور کو ساتھ نہ لیجائین کیونکہ قریش درپے ایذا ہونگے۔ چونکہ بحیرا عالم کتب سماویہ تھا۔ ابوطالب نے بموجب اسکے کہنے کے حضور کو مکہ معظمہ مین بھیجدیا۔ پھر پچیس برس کی عمر مین میسرہ کیساتھ جو بی بی خدیجہ کا غلام تھا بتقریب تجارت شام کو روانہ ہوئے۔ وہان بنفع کثیر واپس چونکہ اس سن شریف مین ارہاصات و معجزات کثیرہ وقوع مین آرہے تھے اور بی بی خدیجہ بھی مشاہدہ کر رہی تھین اسلئے باستمزاج جناب ابوطالب یہ قرار پایا کہ نکاح حضور کا بی بی خدیجہ کیساتھ ہو۔ پچیس ۲۵ دو ماہ دس یوم کی عمر مین حضور کا نکاح بی بی خدیجہ کیساتھ بمہر ۸۰ اونٹ مجمع قریش مین منعقد ہوا خطیب ابوطالب تھے حضرت خدیجہ کی عمر اُسوقت بقول مشہور چالیس سال تھی۔ اسی سال سے حضور

Marfat.com

کو ہاتف غیبی ہونے لگا۔ یعنے آوازین مسموع ہوئین۔ اور قایل مبصر نہ۔ پہر روشنائی مشاہدہ کرتے تھے جس کی تعریف ناممکن نہین۔ تو مشکل ضرور ہے۔ اس روشنائی سے آپ مسرور تھے۔ جب ایام وحی قریب تر ہوئے۔ تو آپ کو تنہائی پسند ہونے لگی۔ کوہ حرا کی غار مین جو مکہ معظمہ سے ۳ میل ہے۔ جاکر ذکر قلبی مین مشغول ہوتے۔ تباشیر نبوت پھٹنے لگی۔ جس درخت یا پتھر پر سے گذرتے۔ اُسی سے زبان فصیح السلام علیکم کی آواز نمودار ہوتی جو خواب دیکھتے باصواب ہوتا۔ مدت خلوت درویا چھ ماہ تہی۔ چالیس سال ایک دن کے جب ہوئے۔ تو بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو غار حرا مین جبرائیل علیہ السلام آپ پر ظاہر ہوئے۔ اور اللہ تعالے کیطرف سے رسالت کی بشارت کی خبر دی اور اقرأ باسم ربك الذی خلق لائے۔ اس کی تفصیل اول بخاری اور فتح الباری مین ہے آپ اس وقت خدیجہ مکرمہ کے پاس آئے۔ اور فرمایا مجہے کپڑے سے ڈہانک دو۔ پھر چند مدت وحی بند رہا۔ لیکن جبرائیل کی آمد رفت رہی۔ پہر تین سال کے بعد پے در پے وحی ہوا۔ اور خلقت کو اسلام کی دعوت شروع ہوئی۔ پہلے پہل آپ کی حلیلہ جلیلہ حضرت خدیجہ جو عاقلہ بی بی تھین۔ اور سالہا کے تجربہ سے آپ کی صفات دیانت۔ امانت حق پسندی سے بخوبی واقف تہین۔ ایمان لائین۔ اُن کے بعد آپ کے عم زاد بھائی علی المرتضےٰ جنہون نے آنکہین کہول کر پہلے پہل خانہ خدا اور رسول خدا کے جمال باکمال کو دیکھا تھا۔ اور آپ کے آغوش عاطفت مین تربیت پذیر تھے۔ اور لحمك لحمی ودمك دمی کا بیمثل خطاب پانا تھا۔ مشرف باقرار ہوئے۔ پہر عبداللہ بن ابی قحافہ جو نہایت وجاہت اور ہمراز نبی تھے۔ اور بعد ازان دفتر اسلامی کی فہرست مین ابوبکر صدیق رض اور یار غار کے لقب سے ممتاز ہونے والے تہے آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ حضرت بلال رض حضرت عثمان رض۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ جعفر بن ابیطالب۔ ابوذر عمار بن یاسر وغیرہ وغیرہ رضی اللہ علیہم اجمعین۔ مشرف باسلام ہوتے گئے۔ یہ حال ہوتے ہی قوم بخصومت قایم ہوگئی۔ نبوت کے ساتوین سال بنو ہاشم بنو مطلب نے سرور عالم و مسلمانان کو شعب مین محاصرہ کیا۔ جب ۴۹ سال کی عمر ہوئی۔ تو آپ

Marfat.com

ہر تشریف لائے۔ پھر ۸ ماہ ۲۱ یوم کے بعد جناب ابوطالب صاحب نے جان بحان آفرین سپرد کی۔ مشہور قول مین اسکے تین دن بعد جناب خدیجۃ الکبریٰ داخل فردوس ہوئین۔ چونکہ دونو غمگسار سردار عالم مفقود ہوگئے۔ آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ ۵۲ سال ۹ ماہ کی عمر مین بمرتبہ معراج المخصوص ہوئے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی مین اس کا بیان ہے۔ اور اسی شب اسریٰ کو نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔ جب ۵۳ سال کی عمر مبارک ہوئی۔ تو بحکم الٰہی مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی۔ دس سال مدینہ منورہ مین اقامت گزین ہوئے۔ **وفات شریف** بعمر ۶۳ سال دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہہ متفق علیہ اہلسنت و شیعہ امامیہ ہے۔ المخالف مخالف معارف ابن قتیبہ مین لکھا ہے۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول یوم الاثنین پورے دس سال مدینہ عالیہ رہکر پردہ پوش ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ مین لکھتے ہین۔ سرور عالم کا وصال یوم دوشنبہ کو بلاخلاف بوقت نصف النہار ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوا۔ کلینی شیعہ نے اصول کافی کے جلد اول مین لکھا ہے۔ کہ بقی بمکۃ بعد مبعثہ ثلث عشر سنۃ ثم ہاجر الی المدینۃ ومکث بہا عشر سنین ثم قبض لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول یوم الاثنین وہو ابن ثلث وستین سنۃ۔ یعنے صاحب کلینی تحریر فرماتے ہین۔ کہ سرور عالم بعثت کے بعد ۱۳ برس مکہ معظمہ مین رہے۔ پھر مدینہ عالیہ کو ہجرت کی۔ اور وہان ۱۰ دس سال اقامت کی۔ پھر ۱۲ ربیع الاول سوموار کے دن مقبوض ہوئے۔ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ فنعم الوفاق۔

اہل علم پر پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ کلینی شیعہ کے صحاح اربعہ مین سے ہے۔ اور شیعہ کلینی کو رئیس المحدثین کے عہدہ سے نامزد کرتے ہین۔ بلکہ یہ بھی بیان کرتے ہین۔ کہ امام العصر حجۃ اللہ المنتظر سلام اللہ علیہ یعنے بارہوین امام نے کلینی کے حق مین فرمایا۔ کہ ہذا کاف لشیعتنا۔ ہمارے شیعوں کو کلینی کافی ہے۔ شیعہ متوجہ ہون۔

Marfat.com

عجیبہ

جاہل شیعہ جاہل سُنیون پر اعتراض کرتے ہین۔ کہ تمہارے ملانون نے کہانے کے لئے ایک وفات کو ۱۲ وفاتین بنا دیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کبھی مُلانے بارہ وفاتین نہین بنائین۔ اصل لفظ بارہوین وفات تھا۔ کثرت استعمال سے بارہ وفات ہو گیا۔ فافہم

امام جعفر علیہ السّلام اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کرتے ہین۔ کہ میرے والد یعنے امام زین العابدین علیہ السلام کیخدمت مین ایک شخص قوم قریش سے حاضر ہو کر کہنے لگا۔ کہ کیا مین آپ کو سرورِ عالم کی حدیث بیان کرون۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہان ضرور بیان کرنی چاہیئے۔ اُس نے کہا۔ کہ جب سرورِ عالم بیمار ہوئے۔ تو آپ کی خدمت مین جبرائیل نے حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ مجھے پروردگار نے خاص آپ کیخدمت مین بھیجا ہے۔ باوجود اس کے اللہ تعالےٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہین۔ اور آپ کے حالات سے بھی زیادہ اعلم ہین۔ پوچھتے ہین۔ کہ مزاج مبارک کیسا ہے۔ آپ فرمانے لگے۔ اے جبرائیل مین مغموم ہون۔ اور مکروب ہون۔ پھر دوسرے دن جبرائیل خدا تعالےٰ کی طرف سے عیادت اور مزاج پرسی کو آئے۔ تو سرورِ عالم نے وہی جواب دیا۔ جو پہلے دن دیا تھا۔ پھر تیسرے دن بھی وہی کیفیت رہی۔ جو یوم اوّل و ثانی گذر چکی۔ پھر جبرائیل کے ساتھ ملک الموت بھی حاضر ہوا۔ جو اپنے لاکھ فرشتہ کا سردار تھا۔ کہ ہر ایک فرشتہ اس لاکھ کا لاکھ لاکھ فرشتہ پر مؤکل تھا۔ عزرائیل نے درِ دولت پر پہنچکر حضورِ سرورِ عالم فداہ ابی و امّی کیخدمت مین حاضر ہونے کے لئے اذن طلب کیا۔ حضورِ سرورِ عالم نے جبرائیل سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جبرائیل نے عرض کیا۔ کہ یہ ملک الموت ہے۔ اِسنے نہ پہلے کسی سے اذن طلب کیا نہ آپ کے بعد پھر کسی سے اذن طلب کریگا۔ صرف آپ ہی کا یہ مرتبہ ہے۔ کہ بجز اجازت داخل نہین ہو سکتا

Marfat.com

سرورِ عالم نے فرمایا۔ آنے دو۔ اُس نے آتے ہی سلام علیکم کرتے ہوئے باادب گذارش کی۔ کہ مجھے خلاقِ زمان نے خدمت عالیہ مین بھیجا ہے۔ اگر ارشاد ہو تو روح مبارک کو قبض کر لون۔ ورنہ نہ۔ آپ نے فرمایا۔ اے ملک الموت تو میری روح قبض کرتا ہے۔ عرض کی۔ ہان۔ لیکن ساتھ ہی یہ حکم ہے۔ کہ آپ کا مطیع رہون۔ سرورِ عالم نے جبرائیل سے استمزاج کیا۔ جبرائیل نے کہا۔ کہ پروردگار آپ کا مشتاق ہے۔ سرورِ عالم نے ملک الموت سے فرمایا۔ کہ جو تیرا کام ہے کر۔ اس نے حسب الارشاد روح پرفتوح قبض کیا۔ (کیفیت قبض و گفتگو بوقت قبض مین اخبار آثار و احادیث مختلفہ مین) جب حضور کی وفات ہو چکی۔ تو آنحضرت نے تعزیت کی رواہ البیہقی فی دلایل النبوۃ ۱۲ مشکوٰۃ باب وفات النبی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین۔ ممکن ہی۔ کہ راوی جو بشکل قریش تھا۔ خود حضرت خضر ہون واللہ اعلم۔ مشکوۃ شریف کے باب الکرامات مین ہے۔ کہ کعب احبار جب ام المومنین کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ تو رسول الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام ماوا ما القمرین، کا ذکر ہوتے ہوئے یہہ بیان کیا۔ کہ ہر ایک دن ستر ہزار فرشتہ سرورِ عالم کی مزار مبارک پر حاضر ہوتا ہے۔ اور قبر کو گھیر لیتا ہے۔ تمام دن پرون کو پھڑ پھڑاتے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا کرتے ہین۔ شام تک ان کی یہی حالت رہتی ہے۔ پھر شام ہوتے ہی وہ چلے جاتے ہین۔ اور دوسرے ستر ہزار فرشتے حاضر ہو جاتے ہین۔ پھر صبح تک اُن کی وہی حالت رہتی ہے۔ اور اسی طرح ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچے گی۔ کہ قیامت کے دن آپ ستر ہزار فرشتہ کے درمیان اپنی قبر مبارک سے نمودار ہو کر تسلی دہ عاصیان ہونگے۔ ۱۲ اللّٰھم صل وسلم وبارک علی محمد وعلے آل محمد کما تحب وترضی۔

قرطاس کے واقعہ پر جداگانہ بحث

Marfat.com

"طلب المیراث کا واقعہ صدیقؓ کے تذکرہ مین ہوگا" قرطاس کاغذ کو کہتے ہین۔ چونکہ حضور سرور عالم نے کاغذ طلب کیا تہا۔ کہ اس مین جسقدر مکتوب ہوجائے۔ اِس لئے اِسے واقعہ قرطاس کہتے ہین۔ اِس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جس سوموار کو آپکی وفات ہوئی۔ اُس سے ماقبل کے خمیس کو آپ کا مرض بہ نسبت سابق بڑھ گیا۔ اور درجہ شدید رونما ہوا۔ اور اُسی روز یہ واقعہ ہوا۔ حدیث قرطاس صرف بخاری ہی مین چھ یا سات موقعون پر مکتوب ہے۔ مین کتاب المرضے بخاری سے لکھکر تفصیل بیان کرتا ہون۔ بخاری شریف مین کتاب المرضے باب قول المریض قوموا عنی جلد رابع صہ مطبوعہ مصری مین حدیث قرطاس باین الفاظ درج ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما حضر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی البیت رجال من قرابتہ وصحابتہ فیہم عمر بن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھلم اکتب لکم کتابًا وفی روایتہ ایتونی لا تضلوا بعدہ فقال عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منہم من یقول قربوا یکتب لکم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتابا لن تضلوا بعدہ ومنہم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوموا وفی روایۃ قوموا قال عبید اللہ وکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب لہم ذلک الکتاب من اختلافہم ولغطہم ۱۲

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین۔ کہ جب سید الخلائق قریب وصال تھے۔ اور گہر مین مردون کی جماعت تہی۔ جو قرابتی صحابی تھے۔ جس مین حضرت عمر فاروق رضؓ بھی تھے۔ تو حضور سرور عالم نے فرمایا۔ کہ لائیے۔ مین تمہارے لئے ایک حکمنامہ یا وصیت نامہ لکھدون۔ تاکہ تم اس کے بعد پھر گمراہ نہ ہوجاؤ۔ امیر عمر رضؓ نے کہا۔ کہ حضور پر اس وقت غلبہ درد ہے۔ اور

Marfat.com

تمہارے پاس قرآن موجود ہے - اللہ کی کتاب ہمین کافی ہے - جو جماعت مردون کی اس گہر مین موجود تھی - اور مامور تھی - انہون نے آپس مین اختلاف کیا - اور جھگڑا قایم کر دیا - بعضے از جماعت تو اسپر تھے - کہ اسباب کتابت حاضر کرنا چاہیئے - تاکہ وہ تمہارے لئے حکمنامہ لکھدین - بعضے از جماعت امیر عمر رضہ کے ساتھ شامل تھے جب حضور رسالت مآب سب نے لغو اور اختلاف کو بحد کثرت پہنچا دیا - تو سرور عالم نے یکدم سب کو فرمایا - کہ مجھ سے دور ہو جاؤ - عبید اللہ کہتے ہین - کہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے - کہ اعلےٰ ترین مصیبت یہی ہے - کہ جماعت کے اختلاف اور بیہودہ گوئی رسول اللہ اور اور رسول اللہ کی کتابت کے درمیان جو انکے فائدہ کے لئے تھی حائل ہو گئی ؛

اس حدیث پر جسقدر شیعہ اور سنیون نے طبع آزمائیان کین ہین - اور سفید بے داغ کاغذون کو سیاہ کیا ہے - وہ دانشمند و نیر مخفی نہین - لیکن چند امور کی چھان بین کرنے مین معاملہ صاف ہو جاتا ہے -

(۱) صحابہ و اہلبیت علیہم الرضوان مین بجز ابن عباس رض کوئی اور بھی اس حدیث کا راوی ہے یا نہین -

(۲) خود ابن عباس رض اس واقعہ مین موقعہ پر موجود تھے - یا نہ -

(۳) ان الرزیۃ کل الرزیۃ یہ صرف ابن عباس کا خیال ہے - یا کوئی اور صاحب بھی ان کے ہمخیال تھے -

(۴) گہر مین جو مردونکی جماعت تھی - ان سب کو علے السویہ حکم تھا - کہ لاؤ مین لکھدون یا کسی خاص فرد کو تھا -

(۵) قلم دوات سب کے لئے تھا - یا صرف انہی کے لئے جو بشدت و حج تعمیل فوری سے مانع تھے -

(۶) یہ حکم لاؤ - فرض سے لیکر اباحت تک جو اصولیون نے ۱۶ درجہ قائم کئے ہین کونسا درجہ تھا -

۱۱۴۹۹۹

Marfat.com

(۷) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمودہ منجانب پروردگار تہا۔ یا بطور مصلحت۔

(۸) کیا یہ جائز ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور من اللہ ہو کر کسی حکم کو بوجہ اختلاف متبعین صحابہ ٹال دیتے۔

(۹) یہ سلسلہ چھڑا کیون۔ وحی ہوا تھا۔ یا لوگون سے کسی نے درخواست کی تھی۔ کہ کچھ لکھدو۔

جواب لکھنے سے پہلے یہ سمجھہ لینا چاہیئے۔ کہ اہلبیت علیہم السلام سے صرف حضرت علیؓ اور حسنین اور فاطمہ زہراء۔ اور ازدواج طاہرات بوقت طلب قرطاس موجود تھے۔ یا موجود ہونے کا احتمال ہے۔ اور یہ قابل توجہ ہے۔ کہ واقعہ خاص گھر کا ہے۔ اور جسوقت یہ واقعہ چھڑا۔ تو اس مین رجال یعنے بہت مرد موجود تھے۔ وقوع اس واقعہ کا یوم الخمیس ہوا۔ جس کے بعد حضور صرف ۴ یوم دار الفنا مین رہے ابن عباس نہ اس وقت رجل تھے۔ اور نہ موجود تھے۔ باینوجہ کہ دقیقہ شناس فن حدیث علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری مین کتاب العلم حدیث باب کے نیچے لکہا ہے۔ کہ ابن عباسؓ اس وقت حاضر نہ تھے۔ ابن عباس کی عمر بوقت وفات سرور عالم ۱۳ یا ۱۴ برس سے زاید نہ تھی۔ یہ امر بہی قابل فروگذاشت نہین ہے کہ موجودہ حضرات سے زیادہ حضور سرور عالم کے مبہمات کا نکتہ شناس کوئی نہین ہوسکتا۔ یہ امر بہی مسلم ہے۔ کہ افضل صحابہ جو رات دن خدمت بابرکت مین حاضر رہتے تھے۔ اور فیض صحبت کی وجہ سے شریعت کے اوا شناس ہوگئے تھے۔ اُن کو یہ تمیز کرنا نہایت آسان تھا۔ کہ کون احکام شرعی حیثیت رکھتے ہین۔ اور کون احکام انتظامی وغیرہ۔ اصطلاح اہلحدیث کا بیان طول طویل ہے۔ اسلئے قلم انداز کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بتلانا ضروری ہے۔ کہ احادیث الصحیحین اللتی لیست بمتواترۃ انما تفید الظن فانہا احاد وا الاحاد انما تفید الظن علے ما تقرر لا فرق بین البخاری وغیرہا فی ذالک ۔

Marfat.com

(مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی) یہ بھی معلوم ہو کہ روایت صحابی مقبول اور فہم صحابی حجۃ نہین
(اصول حدیث) جواب نمبروار دیا جاتا ہے۔

(۱) روایت مذکورہ کا تمامہا باین الفاظ بجز ابن عباس کوئی راوی نہین۔ (فاروق شبلی) (۲) ابن عباس خود موجود نہ تھے (فتح الباری) (۳) یہ صرف ابن عباس کا خیال تہا۔ جو بوقت روایت بیان کرتے (کما یفہم من الفتح) (۴) حدیث مذکور مین کوئی تخصیص نہین۔ لیکن مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مامور صرف حضرت علیؓ ہی تھے۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔ کما فتح الباری قال وفی مسند احمد من حدیث علی رض انہ المامور بذالک ولفظہ امرنی النبی ان ایتہ بطبق ای کتف یکتب مالا تضل امتہ من بعدہ ۱۲

افسوس سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت علی شیر خدا نے بہی امیر عمر رض سے دب کر حضور سرور عالم کے ارشاد کی تعمیل نہ کی۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ سبیون کی زبان سے محفوظ رہے۔ والنخار جی خارج۔ اگر امیر عمر کی طرح ان پر بہی زبان دراز یان ہوتین۔ تو بیچارے سنی کیا کر سکتے تھے۔ لیکن باانصاف گروہ سمجہ سکتا ہے۔ کہ حقیقت کیا ہے۔ مجہے کوئی موقعہ ایسا نہین ملا کہ مین کسی فاضل شیعہ سے دریافت کرون۔ کہ حضرت علیؓ ہمخیال امیر عمر تھے۔ یا نہین۔ گروہ ثانی۔ حدیث احمد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسد اللہ الغالب بہی ہمصفیر فاروق اعظم رہے۔ ورنہ اُن کو لادینے مین کیا رکاوٹ تہی۔ جبکہ مامور بہی یہی تھے۔ اور کاتب بہی (۵) سب کے لئے تہا۔ جو کہتے تھے۔ کہ قلم دوات حاضر کر دو۔ اُن کے لئے کیون۔ کیا دونون ناحق پر تھے۔ ہان یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ جو کہتے تھے۔ کہ نہ لادو۔ وہ بوجہ انکار ہٹا دیئے گئے۔ جو کہتے تھے۔ کہ لادینے مین کوئی حرج نہین۔ وہ لائے کیون نہ۔ عمر رض کے مخالفت کی وجہ سے انہون نے سرور عالم کے ارشاد کی تعمیل نہ کی۔ کیا حکم نبوی موافقت عمر کا محتاج تھا۔ اُن کے ہٹا دینے کی یہی وجہ ہو گی۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے۔ تو صرف امیر عمرؓ کی تشنیع۔ ترجیح بلا مرجح ہو گی۔ جو نہایت بے انصافی ہو گی۔ اصل یہ ہے

Marfat.com

کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ یا یون کہئے۔ کہ اہلبیت وصحابہ اسلامی آسمان کے آفتاب اور ماہتاب ہین۔ ان پر نکتہ چینی کرنی اپنی عاقبت کو برباد کرنا ہے۔ راز منکشف ہوئیوالا ہے۔ فانتظر (۶) فتح الباری مین لکھا ہوا ہے۔ اتیونی امرٌ وکان حق الجواب ان یبادر للامتثال لکن ظہر لعمرؓ مع طائفۃ انہ لیس علی الوجوب وانہ من باب الارشاد الی الاصلح فکرہوا ان یکلفوہ الخ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شروح مشکوۃ مین اسی طرح لکھا ہے۔ "دانست وشے" کہ دین حکم وامر آنحضرت بجزم وایجاب نبود بلکہ برائے مصلحت ایشان بود۔ اگر بکنند مختار اند واگر نکنند۔ ایشان دانند و عادت مستمرہ بود کہ چون امر میکرد صحابہ را بطریق ایجاب والزام و ایشان مراجعت میکردند ازان میگذاشت ایشانرا برائے وصلاح دید ایشان واگر امر ضروری ولابدی بود نمیگذاشت ایشان را بارا ایشان وعمرؓ دانست کہ شاید امرے باشد شاق وسخت برصحابہ موجب امتحان وفتنہ ازین جہت اشارت کرد۔ کہ ترک آن اولے است۔ آنحضرت نیز ترک کردانیدہ۔ علی قاری شرح شفا مین لکھتے ہین۔ قال بعضہم انہ لم یکن منہ امر عزیمۃ بل امر ردہ الی اختیارہم ولا یبعد امرہم فی مقام امتحانہم واختیارہم۔ بہت بڑی دلیل اس پر یہ ہے۔ کہ اس کی تعمیل حضور نے نہ امیر عمرؓ کے سامنے کرائی۔ نہ پس پشت (۷) اگر منجانب پروردگار ہوتا تو ضرور ہے۔ کہ واجب ہوتا۔ لو کان واجبا لم یترکہ لاختلافہم لانہ لم یترک التبلیغ لمخالفۃ من خالف (فتح الباری) علی قاری شرح شفا مین لکھتے ہین۔ لو کان امر عزیمۃ لما ترکہا۔ (۸) ہرگز نہین بدلیل قولہ تعالے۔ بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (۹) ضرور جرم ہے (۱۰) بالکل نہین۔ (۱۱) بعض صحابہ نے درخواست کی تھی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی مین لکھا ہے۔ طائفہ گفتہ اند کہ این امر ازان حضرت ابتدا نبود۔ بلکہ نخست بعضے ازوے طلبیدند کہ چیزے بنویسید پس اجابت کرد رغبت ایشانرا وچون دید کہ بعضے راغب نیستند چنانچہ عمرؓ و ہر کہ موافق وے بود ترک کردہ کذا قال القاضی

Marfat.com

عیاض فے الشفاء۔ چونکہ کتاب مین اختصار منظور ہے۔ اسلئے سوال وجواب کا سلسلہ
بالکل مختصر طریق پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ حقیقت امر یہ ہے۔ کہ اگر اس حدیث کو مان
لیا جائے۔ کہ باین الفاظ اسی قدر ہے۔ جو بیان ہوئی۔ تو اس پر سوالون کی
بوچھاڑ نہ صرف امیر عمرؓ پر ہوتی ہے۔ بلکہ تمام حاضرین پر۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ مثالب
صحابہ و اہلبیت کے بیان کرنیوالی جماعت سے بڑھا چڑھا ہوا۔ کوئی بدبخت یہ بھی
کہدے۔ کہ خود معصوم فداہ ابی وامی نے تبلیغ مین کوتاہی کی۔ جو کام کرنا تھا۔
وہ نہ کر سکے۔ والامر لیس کذالک۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ محدثین نے اپنی شرائط
کے ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت زمانہ کے بعد جسقدر الفاظ
ہاتھ آئے۔ لکھدیئے۔ ابن عباس کا خود موقعہ پر موجود نہ ہونا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔
اور اسپر طرہ یہہ کہ راوی کا نام نہ لینا باوجود صغر سنی اور عدم تمیز اس کے کہ بیان
کنندہ کس درجہ کا آدمی ہے۔ اور کب اس سے بیان کیا۔ مجلس کیصورت کیا تھی۔
امیر عمرؓ اور اسد اللہؓ کے سوا کون کون آدمی تھے۔ طرز ادا کیا تہا۔ صاف
بتلا رہا ہے۔ کہ اس واقعہ مین وہ الفاظ اور واقعات جو اس واقعہ کی جان تھے۔
بیان نہین ہو سکتے۔ یا محدثین نے بوجہ طول زمان اپنے شرائط کے معیار پر ٹھیک
نہ ہونے کی وجہ سے قبول نہین کئے۔ پس ایسی روایت سے جس مین راوی نے
نہایت ضروری خصوصیتین ترک کر دی ہون۔ یا مقبول نہ ہو سکی ہون۔ کسی واقعہ
کی کیونکر مستدل بن سکتی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ حسبنا کتاب اللہ کا کیا موقعہ
تہا۔ جو امیر عمرؓ نے بوقت طلب قرطاس حضورؐ کے جواب مین کہا۔ یہہ سایل کی غلطی ہے۔ بلکہ
امیر عمرؓ نے بجواب مخالفین (جو کہتے ہین قرطاس لادو) کہا تھا۔

علی قاری نے لکھا ہے۔ قول عمر حسبنا کتاب اللہ ای کافینا رد علی من نازعہ
ای خالفہ فی امر الکتاب علی ما راہ عمرؓ ان ترکہ ہو الصواب فی مقام فصل
الخطاب لا رد امنہ علی رسول اللہ انہ لا یتصور منہ فی ہذا الباب ۱۲ غلطی کیوجہ کیہے
ہوئی۔ کہ حدیث باب باوجود خبر واحد ہونیکے جو مفید علم قطعی نہین۔ اور بوجوہات

Marfat.com

مذکورہ قابل وثوق بھی نہین۔ مضطرب بھی ہے۔ حدیث ایک واقعہ ایک الفاظ مختلف طرز ادا مختلف با این ہمہ سایل خود غرض متعصب پھر توخدا حافظ خلاصۃ الکلام یہ کہ سائل بوجہ تعصب صحابہ خصوصاً خلیفہ ثانی رض سوق کلام سمجھ نہین سکا۔ اور اعتراض کر دیا۔ ورنہ وعندکم القرآن صاف بتلا رہا ہے۔ کہ مخاطب صحابہ تھے۔ جو امر کتابت مین ان کے مخالف تھے۔ نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ کہ امیر عمر رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان تک پاس ادب کرتے تھے۔ اگر کوئی کلمہ ہتک آمیز حضور کی نسبت سن لیتے تو طیش مین آجاتے۔ اور اجازت مانگتے۔ کہ ہتک کنندہ کی گردن مار ڈالون۔ اسی طرح اگر فیصلہ سرور عالم پر کوئی راضی نہ ہوتا۔ تو بجز گردن مارنے کے آرام نہ کرتے۔ ملاحظہ ہو۔ قصہ غزوہ بنی المصطلق آیہ لیخرجن الاعز منہا الاذل وکتب احادیث اور تاریخ الخلفاء (قاعدہ) جو حدیث کہ موافق اصول نہ ہو۔ وہ قابل قبول نہین۔ اگرچہ باسناد صحیح ثابت ہو۔ سید ابوالقسم رضوی شیعہ لوامع التنزیل مین لکھتے ہین۔ اخبار یکہ مطابق موازین وقوانین اصول نباشد اگرچہ صحیح الاسناد باشد چہ اخبار احاد قابل اعتماد در اصول دین اصلاً نیستند اگرچہ بسیار باشند زیرا کہ موجب ظن نیستند فضلا عن العلم وامور اعتقادی برہانی اند عمل بر ظن نہ مے تواند شد۔ (پھر لکھا) کہ لہذا اجل شریف علم الہدیٰ رض در چنین مقامات طعن بر عظیم محدثین چنین اخبار وروات فرمودہ انتہی مختصراً۔

سید حامد حسین شیعی استقصاء الافحام کے جلد اول مین لکھتے ہین۔ ہر حدیث صحیح جائز العمل ہم نیست۔ چہ جائیکہ واجب العمل باشد ۱۲

غرض حضور سرور عالم اس واقعہ کے بعد چار یوم جہان دنیا مین رہے۔ اور وقتاً فوقتاً ہدایتین اور وصیتین فرماتے رہے۔ لیکن قرطاس کا واقعہ قولاً وفعلاً کچھ نمودار نہ ہوا۔ آخر کار بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری حضرت عائشہ ام المومنین کے حجرہ مین جان بجان آفرین سپرد کی۔ آپ کی وفات سے جو صدمہ صحابہ و اہلبیت پر

Marfat.com

ہوُا۔ اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

وفات سرور عالم کا ذرا تفصیلی تذکرہ

سرور عالم کو بیمار چہارشنبہ اخیر ماہ صفر ۱۱ھ نبوت حضرت میمونہ کے گھر درد سر شروع ہوُا۔ اور بڑھتا گیا۔ چونکہ حالت معلوم تھی۔ کہ کیا ہونا ہے۔ اس کا اظہار باین مضمون کر بھی دیا۔ کہ مجھے خزائن دنیا کی چابیاں دی گئیں۔ اور دنیا مین ہمیشہ رہنے کو بھی فرما دیا ہے۔ اور اخیر مین بہشت بھی۔ لیکن مین نے لقاء پروردگار کو پسند فرمایا۔ دنیا و مافیہا کی پرواہ نہین کی۔ ابو مویہبہ نے عرض کی۔ کہ توقف فرمایئے۔ فرمایا۔ نہین۔ اخترت لقاء ربی۔ مگر یہ کمر باندھ لی۔ کہ بوقت افاقہ استغفار اُمت ضروری ہے۔ خصوصاً اُن جان فدایون اور پروسیون کے لئے جو بقیع الغرقد وغیرہ گورستان مین عالم خموشان بسا رہے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رض اور حضرت سرور عالم مین جسقدر محبت تھی۔ اُس سے اہل دانش بے خبر نہین۔ اسلئے سرور عالم کی علالت سے ام المومنین مذکورہ بھی گھبلی جاتی تھی۔ سرور عالم اس کی دلجوئی اور خوش مزاجی کا حوصلہ دلاتے تھے۔ تقسیم اوقات برابر حسب دستور مین النساء کا التزام تھا۔ اخیر ایام مین بوجہ تکلیف آپ جانے کے ایک بیوی کے گھر قیام کا خیال ہوُا۔ ام المومنین میمونہ کے گھر سب بیویون کو بلوا کر استمزاج کیا۔ کہ مین بیماری کے ایام مین عائشہ کے گھر قیام کرون۔ تو کیا تم اذن دیسکتی ہو۔ تمام ازواج مطہرات نے آپکا منشا دیکھکر عرض کی کہ بہتر بر سر و چشم چونکہ اشتداد مرض اور کمزوری تھی۔ اسی وقت بحالت سر بند ہی فضیل بن عباس اور علی المرتضے کے کندھون پر تکیہ لگائے حجرہ عائشہ رض مین تشریف فرما ہوئے۔ پاؤن مین اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ زمین پر جم سکتے لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر لکیرین نمودار کرتے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔ بیمار پرسی کرتے ہوئے حضرت عباس کو ایک دفعہ ذات الجنب کا اندیشہ ہوُا۔ لیکن حضور نے

Marfat.com

بوقت افاقہ فرما دیا۔ کہ ذات الجنب شیطانی مرض ہے۔ خدا مجھپر وہ مسلط نہ کریگا۔ حرارت تپش کا غلبہ تھا۔ سرور عالم پہلو بر پہلو بدلتے تھے۔ فرمایا۔ کہ سات مشکین پوری کی پوری مجھپر بہا دو۔ امید کہ مجھے قدرے استراحت ہو۔ اور مین لوگون سے کچھ کہہ لون۔ اُسی وقت سات مشکین منگائی گئین۔ اور ام المومنین حفصہ کے طشت مین بٹھا کر وہ ساتون مشکین آپ پر بہائی گئین۔ آپ کو قدرے آرام ہو گیا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا۔ جس مین حمد الٰہی اور اُحد کے شہدا کے لئے مغفرت کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا۔ کہ دنیا مین رہنا پسند کرون۔ یا اُن مشاہدات و تجلیات اور انعامات کو پسند کرون۔ جو عند اللہ ہین۔ لیکن مین نے ما عند اللہ کو پسند کیا ہے۔ اِس جملہ کے استماع سے حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو پہنچ گئے۔ کہ آفتاب رسالت بدلی مین چھپنے والا ہے۔ روئے اور ہم غلام سرور عالم کی مرض مین آزاد کر دیئے۔ چونکہ حضرت بتول فاطمۃ الزہرا دیکھہ دیکھہ کر گھبراتی تھین۔ اور نعش سرور عالم کی دواع کا آنکھون مین پھر جاتا تھا۔ رو مین۔ روایت مین ہے۔ کہ سرور عالم نے معصومہ مطہرہ کے کان مین کچھہ فرمایا۔ تو ہنس پڑین۔ حضرت عائشہ نے استفسار کیا بھی تو فرمایا۔ کہ مین اسرار سرور عالم کا افشا کرنا پسند نہین کرتی۔ وفات سرور عالم کے بعد بتلا دیا۔ کہ پہلی سرگوشی مین اپنی وفات کی خبر دی تھی۔ اور دوسرا یہ کہ مین ہی سب سے پہلے آپ سے ملونگی۔ اور یہ بھی مجھے فرمایا۔ کہ تو سیدۃ النسا ہے۔ اِن ایام مین امامت بنام ابو بکر صدیق کر دی تھی۔ سات دینار ام المومنین عائشہ صدیقہ کے پاس تھے۔ حکم دیدیا۔ کہ وہ فی سبیل اللہ خرچ کر دو۔ تاکہ دنیا سے بالکل فارغ البالی ہو۔ عبد الرحمن بن ابی بکر عیادت و زیارت کو اس حالت مین آئے۔ کہ اُن کے ہاتھہ مین مسواک تھا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہین۔ کہ مین اُس وقت سرور عالم کو سہارے مین لئے بیٹھی تھی۔ آپ اُسوقت خاموشی مین تھے۔ طاقت گویائی کم تھی۔ مسواک کو دیکھکر میری طرف بار بار دیکھنا شروع کیا [illegible] شناسی مین نے معلوم کیا۔ کہ شاید آپ مسواک لینے کی خواہش کرتے ہین۔ مین نے عرض کی۔ کہ مسواک ہو۔

Marfat.com

اشارتاً ارشاد فرمایا۔ مین نے مسواک لے کر اپنے مُنہ مین نرم کر کے دیا۔ آپ نے لیکر مسواک کیا۔ اس اخیری وقت مین سرورِ عالم کی اور میری ریق جمع ہو گئی۔ جب وفات کا دن ہوا۔ تو لوگ صبح کی نماز کے وقت ابھی صفوف ہی مین تھے کہ سرورِ عالم نے حجرہ کا در پردہ اُٹھوا کر آخری مشاہدہ فرمایا۔ اور مُسکرائے ابوبکر صدیق مقام امامت سے پیچھے ہونے لگے۔ کہ شاید حضور تشریف لاتے ہین۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ نماز تمام کرو۔ اور در پردہ چھوڑ دیا گیا۔ الحقنی بالرفیق الاعلےٰ بار بار فرماتے۔ خدا تعالےٰ کیطرف سے جبرئیل چند بار عیادت اور کیفیت مزاج کے لئے استیناساً آئے رہے۔ وقت مقررہ پر حضرت عزرائیل نے بصورت عرب درِ دولت پر ندا دی۔ جس سے اہلخانہ دہل گئے۔ حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ کہ مجھے قریب بلوا کر وصایا کئے۔ اور ایسا ہزار باب علم مجھے عطا فرمایا۔ کہ جس کے ہر ہر باب سے دیگر مجھپر مفتوح ہوا۔ آخر کار ملک الموت کو اذن داخلی دیا گیا۔ اُس نے حاضر ہو کر التماس کی۔ کہ تابع فرمان ہون۔ اگر حکم ہو۔ تو قبض روح کرون۔ ورنہ واپس چلا جاؤن۔ ارشاد ہوا۔ کہ کُلُّ نفس ذائقۃ الموت اس جبر کا عبور لابدی ہے۔ لو بسم اللہ۔ ناگاہ اللّٰھم الحقنی بالرفیق الاعلےٰ فرماتے ہوئے دست دراز کیا۔ اور بعالم وصال ارتحال۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ ؎

رفت آن طاؤس عرشی سوئے عرش — چون رسید اندر مشامش بوئے عرش
شاہ بازی این قفس در ہم شکست — رفت و خوش بر ساعدے سلطان نشست

اُس وقت ازواج مطہرات کی گریہ وزاری اور فاطمہ زہرا کی اشک باری و دلفگاری و حسنین شریفین کی بیقراری حضرت علیؓ و بنی ہاشم کی جان گدازی اور صحابہ کرام کی دلسوزی۔ حیوانات متعلقہ کا نالہ و اضطراب اسکے بیان کی برداشت نہین ہو سکتی۔ نہ یہ رسالہ تفصیل کا متحمل ہو سکتا ہے۔ (مضے ما مضے)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

سرورِ عالم کے قیام گاہ کے قریب ایک پردہ یمانیہ چدرون کا بنایا گیا۔ جس مین حضرت عباسؓ و حضرت علیؓ۔ حضرت فضیل۔ اسامہ۔ قثم۔ شقران نے باقاعدہ نہلایا۔ امیر الغسال علی مرتضےٰ تھے۔ سرور عالم کے پپوٹون مین جو پانی جمع ہو جاتا۔ حضرت علی اُسے چوس لیتے۔ حسب الوصیت بیر غرس کے پانی کی سات مشکون سے نہلائے گئے۔ پارچات اُتار کر نہین نہلایا گیا۔ کفن کے پارچات کی تعداد مختلف بیان کی جاتی ہے۔ تین یا سات پہر یہ بہی کہ قمیص و عمامہ ان مین محسوب نہین واللہ اعلم۔ صلوٰۃ الجنازہ بغیر امام فرادے فرادے پڑہی گئی۔ وہ بھی اسی طرح بوجہ انبوہ خلائق گروہ گروہ ہو کر جاتا۔ اور فارغ ہو کر نوبت بنوبت نکلتے۔ ترتیب یون بیان کیجاتی ہے۔ کہ اول گروہ بنی ہاشم پہر گروہ گروہ مہاجرین پہر انصار پہر دوسرے لوگ۔ پہر نساء۔ افسوس ہے۔ کہ عام شیعہ زمانہ موجودہ کھلے منہ کہتے ہین۔ کہ سرورِ عالم کا جنازہ صحابہ نے نہین پڑہا۔ حالانکہ ان کی کلینی نے اصول کلینی مین ابو جعفرؓ سے بصراحت لکہا ہے۔ کہ لما قبض النبی صلت علیہ الملائکۃ والمہاجرین والانصار فوجا فوجا۔ دوسری روایت مین دس دس کا ذکر ہے۔ جلاء العیون مین صحابہؓ کا جنازہ پڑہنا بحکم مرتضےٰ بتلایا ہے۔ کفے بہی قدوۃ سیرت حلبی مین شیخین کا مقام صف ہے۔ بتلا دیا ہے۔ صلواۃ الجنازۃ حسب الامر مرتضےٰ یہ دُعا تہی۔ اِنَّ اللہ وملئکتہ یصلّون علے النبیّ یا ایّھا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما۔ لبیک اللھم ربنا وسعدیک صلواۃ اللہ البر الرحیم والملئکۃ المقربین والنّبیین والصدّیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ یا رب العلمین علے محمد بن عبد اللہ خاتم النّبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العلمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وعلیہ السلام و التفصیل والاختلافات فے المطولات۔ لحد بنا کر حجرہ صدیقہ مین مدفون کئے گئے۔ مروی ہے۔ کہ دفن کے بعد حضرت بضعتہ رسول اپنے شوہر نامدار کو نہایت دردناک لہجہ مین فرمایا۔ کہ آپ نے کیسے کوارا کیا۔ کہ نبی الرحمۃ کو مٹی مین دبایا

Marfat.com

اور لحد پر مٹی ڈالدی۔ جواب ہوا کہ لامرد لامر اللہ تعالیٰ۔ دختر نبی روتی تھین اور یا ابتاہ وارسول اللہ وانبی الرحمتہ الآن لایاتی الوحی الآن ینقطع عنا جبرئیل اللھم الحق روحی بروحہ واشبعنی بالنظر الی وجہہ ولا تحرمنی اجرہ وشفاعتہ یوم القیامتہ۔ اور حضرت سرور عالم کی قبر مبارک کی خاک سونگھ کر فرمایا۔ ماذا علی من شم تربتہ احمد لم ان لا یشم مدی الزمان غوالیا۔ صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مختصر تذکرہ

یہہ تو مانی ہوئی بات ہے۔ کہ ازواج مطہرات بلحاظ افضلیت شوہر تمام نساء بنی آدم پر فضیلت رکھتی ہین۔ عمدۃ البیان شیعی بہی اپنی تفسیر مین اسکا مقر ہے۔ چنانچہ آیہ لستن کاحد من النساء مین لکھا ہے۔ تم کو اور عورتون پر فضیلت ہے بسبب تمہارے شوہر کے انتہی۔ ہان اس امر مین کسی قدر علماء کا اختلاف ہے کہ ترتیب کس طرح تھی۔ اور کتنی بیویان قبل از وصال حضور وفات پا چکین اور کتنی بیویون سے زفاف ہوا۔ اور کتنی قبل زفاف علیحدہ ہوئین۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم مشہور بلکہ اشہر اقوال کا ذکر کرتے ہین۔ جو غالبا اجماع اور اتفاق سے مزین ہوگا۔ ترتیب نہین ہو سکی۔ ازواج مطہرات سے پہلی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ[1] بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہے۔ جن کا لقب سرور عالم کے ساتھ تیرھوین پشت مین ملتا ہے۔ "طہیری"۔ یہی بیوی ہین جسے بجز ابراہیم حضور کی اولاد کی ماں ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس کے فضایل و مناقب بکثرت ہین۔ از انجملہ سرور عالم کی زبان مبارک پر خیر نسائہا خدیجہ بنت خویلد کا لقب پانیوالی ہے۔

[1] یہ بیوی نہایت عقلمند جلیل القدر۔ کثیر المال بڑی متانت و لیاقت دار تہین۔ نساء قریش کی سیدہ مشہور تھین۔ عفت و عصمت بجدے تہی۔ کہ زمانہ جہالت مین طاہرہ لقب تہا۔ اسلامی دروازہ مین سب سے پہلے انہین داخل ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ طہیری

Marfat.com

ازان جملہ یہ ہے۔ کہ جبرائیل خدا تعالےٰ کا سلام لیکر سرور عالمؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عرض کی فاقر علیہا السلام من ربہا۔ متفق علیہ یہ بیوی پہلے عتیق بن عابد مخزومی اور ابوہالہ نباش تمیمی سے یکے بعد دیگرے نکاح کر چکی تھین۔ سرور عالم سے اسکا جب نکاح ہوا۔ تو اس کی عمر اسوقت چالیس سال تھی۔ اور حضورؐ اقدس کی عمر پچیس سال۔ کما بیش ۶۴ برس کی عمر مین ہجرت سے تین سال اور ابوطالب کی وفات کے بعد تین ایام جان بجان آفرین سپرد کی۔ اور بہشت برین کے محل اکمل مین مروارید مین جالسین۔ جب تک یہ کریمہ زندہ رہین۔ حضور نے کوئی نکاح نہین کیا۔ حضرت فاطمہ جیسی بی بی کی مان ہونیکا فخر بھی انہین کو حاصل ہے۔ تمام سادات کی جدہ ہونے کا اعزاز انہین کے نام مقدر تھا۔ بڑی مضبوطی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت خدیجہ کے برابر خوش نصیب عورت تمام دنیا مین نہین ہو سکتی۔ اس کے بعد ام المومنین حضرت سودہؓ زمعہ قریش بنت زمعہ ہے۔ جو پہلے سکران بن عمر کی بیوی تھین۔ مکہ معظمہ مین اس سے نکاح ہوا۔ یہ بیوی تقریباً ۵۵ھ مین فوت ہوئین۔ اس بیوی کو بڑھاپے کیوجہ سے معلوم ہوا۔ کہ شاید سرور عالم مجھے طلاق دینا چاہتے ہین۔ اُس نے التماس کی۔ کہ میری نوبت اور باری بعائشہ صدیقہ سپرد ہو۔ اور مجھے یہی فخر حاصل رہے۔ کہ مین حضور کے دامن وسلک ازواج مین رہون۔ اس کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نکاح ہوا جو ابوبکر صدیقؓ کی چہیتی بیٹی تھین اور اسوقت حضور سرور عالم کی عمر تقریباً ۵۱ برس کی تھی۔ زفاف (سرمیل) مدینہ عالیہ مین ہوا۔ اسوقت عمر ام المومنین ۹ برس کی۔ سرور عالم کی بیویون سے کوئی بیوی بجز اسکے بکر نہین۔ اس کے مناقب وفضایل مشہور ہین۔ جسقدر سرور عالمؐ کی محبت اس سے تھی۔ وہ محتاج بیان نہین۔ اور جسقدر اسکو علم عطا ہوا۔ وہ کالشمس فی وسط النہار کی طرح روشن ہے۔ بوقت وفات سرور عالمؐ اسکی عمر ۱۸ برس کی تھی۔ اس بیوی کی وفات ۱۷ ماہ رمضان ۵۸ھ یا ۵۹ھ مین ہوئی۔ اسکے بعد حضرت ام المومنین حفصہؓ بنت عمر بن الخطاب سرورِ عالم نے ہجرت کے تیسرے سال

Marfat.com

نکاح کیا۔ یہ پہلے خنیس ابن عبداللہ کی بیوی تہین۔ یہ بیوی مدینہ عالیہ مین حضرت عثمان رض کی خلافت مین ۳۵ھ ہجرت مین فردوس برین مین پہنچین[1]۔ پہر حضرت زینب بنت خزیمہ سے ہجرت سے تیسرے برس نکاح کیا۔ یہ پہلے عبیدہ بن حرث بن عبدالمطلب کی بیوی تھین۔ اس بیوی کا لقب ام المساکین بھی ہے۔ یہ ایک سال نکاح کے بعد فوت ہوگئین۔

زینب بنت جحش۔ یہ بیوی سرور عالم کی پہوپھی (عمتہ) کی بیٹی ہے۔ ہجرت کے پانچوین سال سرور عالم سے نکاح کیا۔ یہ پہلی ام المومنین ہے۔ کہ سرور عالم کے بعد تمام امہات المومنین سے پہلے پہل دار فانی کو خیرباد کہتی ہوئین بزمانہ خلافت عمر رض بہشت برین کو سدھارین۔ سن وفات (۲۰) لکھا ہے۔ پہلے زید بن حارث کے نکاح مین تھین۔ نصرانی اسکے حق مین بہکی بہکی باتین کرتے ہین۔ اول من حول فی نعش بھی انہین کے حق مین کہا گیا ہے۔ ام حبیبہ نام اسکا رملہ ہے۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان اخت معاویہ رض یہ ام المومنین پہلے عبیداللہ ابن جحش کے نکاح مین تھین۔ وہ نصرانی ہوکر حبشہ مین جا مرا۔ سرور عالم نے ہجرت کے چھٹے سال اس سے نکاح کیا (اس کی تفصیل تذکرہ امیر معاویہ رض ہوگی) مشہور یون ہے۔ کہ نجاشی نے بہر چار سو درہم اس کا نکاح حبشہ مین سرور عالم کے ساتھ کر دیا تہا۔ جس سر پر مبارک پر حضور کا جنازہ اٹھایا گیا تھا۔ وہ اسی بیوی کے گہر کا تھا۔ اور اب تک مدینہ مین انہین کے متعلقین کے پاس ہے۔ خلافت معاویہ رض تک زندہ رہین۔ ام سلمہ یہ ام المومنین ام سلمہ بنت امیہ بن مغیرہ مخزومی کے خاندان سے ہے۔ اس کا بہائی عبداللہ ابی امیہ سرور عالم کا سخت ترین دشمن تھا۔ پہر بفضلہ تعالے مسلمان ہوکر طائف مین شہید ہوا۔ ابی امیہ ابوجہل کا چچا تھا۔ یہ ام المومنین پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے نکاح مین تھین۔ ہجرت کے چوتھے سال اس سے سرور عالم نے نکاح کیا۔ حسن بصری کی والدہ اسی بیوی کی خادمہ تہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے اسے نہایت دلچسپی اور محبت تہی۔ حضرت

[1] سودہ اور قوامہ اس بیوی کا لقب تہا۔ ۱۲

Marfat.com

امام حسینؓ کی شہادت کے متعلق اسی کے پاس ایک خاص علامت تہی سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ مین یہ بیوی فردوس عدن مین پہونچین۔ میمونہ حضرت میمونہ بنت الحرث یہہ ام المومنین ابن عباسؓ کی خالہ ہے۔ پہلے ابی سبرہ بن ابی اہم العامری کی بیوی تہین سرور عالم نے ہجرت کے ساتوین سال مین اس سے نکاح کیا۔ اس بیوی کی وفات کے سنہ مین اختلاف ہے۔ صفیہ۔ صفیہ بنت حیی ابن اخطب نضیری۔ یہ بیوی پہلے خیبر کے یہودیون مین سے کنانہ نام ایک یہودی سے نکاحی ہوئی تہین۔ چونکہ وہ بارتکاب جرم حلال الدم (واجب القتل) ہوگیا تہا۔ غزوہ خیبر مین قتل کیا گیا۔ اور اس کا اہل وعیال قیدی ہوکر اسلام کے قبضہ مین آیا۔ حضور انورؐ نے حضرت صفیہ کو ازاد کرکے سنہ ۷ ہجری مین بسلک ازواج مطہرات منسلک کردیا۔ اس وقت اس کی عمر ۱۷ سال تھی۔ اسکے سن وفات مین اختلاف کثیر ہے۔ معارف مین سنہ ۳۶ دکھلایا ہے۔ واللہ اعلم۔ جویریہ بنت حارث مجھے یہ نہین معلوم ہوسکا۔ کہ یہ بیوی پہلے کس کی منکوحہ تھی۔ صرف اتنا معلوم ہوا۔ کہ غزوۂ بنی المصطلق مین اسیر ہوکر ثابتؓ بن قیس کے حصہ مین آئین۔ اُنہون نے اُسے مکاتب کیا تہا۔ وہ بانیوجہ حضورؐ کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ کہ میری طرف سے مال کتابت ادا کرین۔ آپ نے اسکی مسکنت اور خواہش کو معلوم کرکے فرمایا۔ کہ نہ صرف مال ہی دیتا ہون۔ بلکہ اگر تو امہات المومنین کے ہمسلک ہونا منظور کرے۔ تو بھی دریغ نہین۔ وہ اسے سنکر خوش ہوگئی۔ آپ نے اس سے بعد از آزادی سنہ ۶ مین نکاح کرلیا۔ سنہ ۵۶ مین اس ام المومنین کی وفات ہے۔ ریحانہ بنت زید یہ بیوی بھی یہود کے خاندان سے تھی۔ یہ بہی چھٹے سال حضورؐ کے نکاح مین آئی۔ اور حجۃ الوداع سے جب حضورؐ تشریف واپس لائے تب یہ فوت ہوئین۔ رضی اللہ عنہن (دیکہو معارف ابن قتیبہ اور اشعۃ اللمعات وغیرہ) مذکورہ بالا وہ بیویان ہین۔ کہ جن سے زفاف بہی ہوا۔ اور آخر دم تک سرور عالمؐ کے زیر دامن رہین یا سامنے حضورؐ کے بہشت برین مین پہنچین۔ اب رہین وہ بیویان کہ جن سے نکاح تو ہوا۔ لیکن خلوت تک نوبت نہین پہنچی۔ کہ وہ جدا کردی گئین۔

Marfat.com

یا بوقت نزول آیۃ قل لازواجک الایۃ دنیا اختیار کرکے علیحدہ ہونا اختیار کیا یا وہ عورتین جن سے خواستگاری ہوئی تھی۔ لیکن نکاح نہیں کیا تھا۔ اُن کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے۔ اور تفصیل اُن کی مطولات مین مذکور ہے خصوصاً جامع الاصول مین (اشعۃ اللمعات) کنیزگان مین سے مشہور یہ ہین۔ ماریہ قبطیہ ام ابراہیم ابن رسول اللہ۔ ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید اس کا ذکر ہوچکا ہے۔ ام آیمن اس کا نام برکت تھا۔ اور بھی ہین۔

اولاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ تو مسلم ہے۔ کہ سرور عالم کی جملہ اولاد بجز ابراہیم حضرت خدیجہ سے ہوئے۔ ابراہیم کی والدہ ماجدہ ام المومنین ماریہ قبطیہ ہے۔ کما ستعرف باقی بیویون سے اولاد نہین ہوئی۔ کما لایخفی۔ ہان یہ ہے۔ کہ عائشہ صدیقہؓ بھی حاملہ ہوئی تھین۔ لیکن قبل از وقت حمل ساقط ہوگیا۔ اور سقط لڑکا تھا۔ جسکا نام سرور عالم نے عبداللہ رکھا۔ اور ام المومنین عائشہ کی کنیت ام عبداللہ مقرر کی۔ کما فی عمل الیوم واللیلۃ۔

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باتفاق شیعہ واہل سنت ۴ فرزند اور ۴ صاحبزادیان ہوئین۔ اگرچہ بعض شیعہ جو علم سے عاری بوجہ بغض امیر عثمانؓ خلیفہ ثالث بجز حضرت فاطمہ باقی صاحبزادیونکا انکار کرتے ہین۔ لیکن قرآن اور اخبار دونو شاہد عدل ان کی تکذیب کے درپے ہین۔ بعض کتب اہلسنت مین بھی اِن کے اشارات ہین۔ اور اُن کا ضعف ظاہر ہے۔ قال اللہ تعالےٰ یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن الایۃ۔ اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت سرور عالم کی ایک صاحبزادی نہ تھی۔ بلکہ صاحبزادیان تھین۔ فھوالمطلوب حیات القلوب مین ملا باقر مجلسی شیعی نے سرور عالم کی اولاد کی نسبت کھلے منہ کہدیا ہے۔ کہ چار صاحبزادیان تھین۔ پھر لکھا ہے۔ شرذمۃ قلیلہ

Marfat.com

شیعہ یا سنی جو انکار کرتا ہے۔ احادیث صحیحہ اس کی مخالفت کے لیئے کمر باندھے ہوئے ہین۔ انتہے بمعناہ کلینی شیعی اپنی اصول کافی کی کتاب الحجۃ جزو سوم مین لکھتے ہین۔ وکفی بہ تزوجہ (النبی) خدیجۃ وہو ابن بضع وعشرین سنۃ قولا منہا قبل مبعثہ القاسم۔ ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولدلہ بعد المبعث الطیب۔ والطاہر والفاطمۃ علیہا السلام وروی انہ لم یولد بعد المبعث الا فاطمہ وان الطیب والطاہر ولدا قبل المبعث صفحہ ۱۴۶ شافی شارح کافی شیعی اس کا حاصل باین الفاظ نگارش کرتے ہین۔ کہ مراد ذکر اولاد او از خدیجہ است در مکہ لہذا ابراہیم از ماریہ قبطیہ در مدینہ زادہ شد مذکور نشد۔ انتہی۔ خیرات الحسان[1] مین محمد حسن خان شیعہ اعتماد السلطنت نے لکھا ہے۔ چار پسر۔ کہ قاسم وطیب وطاہر وعبداللہ نامیدہ شدند وچہار دختر کہ رقیہ وام کلثوم (زینب) وفاطمۃ سلام اللہ علیہا باشند حضرت پیغمبر را از بطن خدیجہ مطہرہ حاصل آمد۔ انتہے۔ سید مرتضے[1] علم الہدے شیعہ نے سرور عالم کی ۴ دختر ین بحر الانساب مین لکھی ہین۔ فاطمہ۔ زینب۔ امامہ۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ لیکن ادب سے کہا جاتا ہے۔ کہ ان کی لغزش قلم ہے۔ ورنہ امامہ نواسی ہے۔ نہ دختر۔ تحفۃ العوام چھاپہ نولکشور صفحہ ۱۰۵ مطبوع حال مین امام علیہ السلام سے اذکار۔ رمضان شریف مین یون منقول ہے۔ کہ آپ زیارت پڑھنے کے وقت خدا تعالے کی جناب مین بہ نسبت بنات طاہرات اس طرح عرض کرتے۔ اللہم صل علے رقیۃ بنت نبیک وام کلثوم بنت نبیک انتہے۔ حضرت اسد اللہ علی ولی اللہ کا یہ مقولہ نہج البلاغۃ مین منقول ہے۔ جو امیر عثمان رض کے جواب مین لکھتے ہین۔ جبکہ وہ محصور تھے۔ وانت (یا عثمان) اقرب الے رسول اللہ وشیجۃ رحم منہما (ابی بکر رض وعمر رض) وقد نلت من صہرہ مالم ینالا صفحہ ۳۲۲ ان عبارات سے ظاہر ہے۔ کہ دختران سرور عالم چار تہین۔ اور چارون ہی آپس مین اخوات عینیہ تھین۔ اس مین بہی کوئی شک ریب نہین۔ کہ حضرت عثمان ذوالنورین کی دو بیبیان

[1] یہ کتاب ہمارے خان بہادر سید حسن بخش صاحب گردیزی رئیس ملتان جو حسن اخلاق اور تہذیب مین شہرہ آفاق ہین۔ جس کا مثل شہر بہی مین بیان نہین کر سکتا۔ اپنے ہمراہ باظفر سے جو کربلا معلے کے لئے گیا تہا۔ لائے تھے۔ اور ان کے پاس موجود ہے

Marfat.com

حضرت سرور عالم کی دو صاحبزادیان رقیہ وام کلثوم تہین۔ سُنی اور شیعہ اس پر متفق ہین حاجت منقولات نہین۔ والا تطویل بلا طایل ہوگی۔ اور یہ بہی حدیث متفق مین ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مین نے اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ مین سوال کیا۔ کہ نہ شادی کرون مین کسی سے۔ مگر وہ جنت مین ہو۔ اور نہ شادی کردون مین کسی کو مگر وہ جنت مین ہو۔ اور میری ساتھ ہو بہشت مین۔ ابوالقسم متعصب شیعہ بہی اپنی تفسیر لوامع التنزیل مین اس قسم کے احادیث کو نقل کرکے لکہتے ہین۔ کہ باین مضمون اخبار لاتعد ولاتحصے اند۔ بعد جمع رواۃ شان بلاشک تواتر معنوی حاصل میشود لہذا کل فرقات مسلمانان باجد وکد وصیت می کنند در خویشے خود با پیغمبرؐ۔ صفحہ ۳۲۸ جلد ثالث اگرچہ بعد ازان یہ بہی لکہا ہے۔ کہ اس مین ایمان شرط ہے۔ گویا اشارہ کیا ہے۔ اپنے بغض وعناد پر۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا فرمایا ہوا یہان خوب بیٹھتا ہے۔ کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل۔

افسوس ہے۔ کہ بعض نادان داماد نبیؐ کہ جس کا لقب بوجہ نبیؐ کی دو صاحبزادیون سے شادی کرنے کے ذی النورین ہوا۔ اس کے حق مین یون کہدیتے ہین۔ کہ منافق تھا۔ مرتد تھا۔ بے ایمان تھا۔ معاذ اللہ منہ۔ یہ نہین سمجہتے کہ یہ اعتراض حاشا نبیؐ پر آتا ہے۔ کہ مشرکون سے بوجہ عدم ممانعت شادیان ہوئی تہین۔ اُن سے علیحدہ کراکر پہر ایک ایسے شخص منافق سے بیاہ دین۔ جو اُن سے معاذ اللہ بحکم ان المنافقین فے الدرک الاسفل من النار بدتر تھا۔ خوب ہوا۔ فر من المطر وقر تحت المیزاب۔ اور پہر طرہ یہ کہ علم اولین وآخرین کا جامع اور عقل کل کا مالک سچ تو یہ ہے۔ کہ ان کے عقلون پر پتھر پڑ گئے۔ جو آیا بے تکے ہانک دیا۔ فاعتبروا یا اولے الابصار۔ بہلا ان کا اضطراب اور انکی بیقراری ایسے موقعون پر کسی سے مخفی ہے۔ کبھی تو انکار کہ نبیؐ کی ایک لڑکی ہے۔ قرآنی آیت قل لازواجک و بناتک کا انکار یا تاویل بما لا یرضیٰ بہ القایل۔ اپنی صحیح کتب پر تہمت۔ کبھی یہ کہ داماد نبیؐ منافق تھا۔ اور یہ اور وہ اللہم سلم۔ یہ بات بہی فروگذاشت کرنے کے قابل

Marfat.com

نہین۔ کہ حضرت قاسم صرف سات یوم کے ہوکر۔ اور خطیب بہی بحالت صغیر سنی مکہ معظمہ مین فوت ہوئے۔ اور ابراہیمؓ جو ماریہ قبطیہ سے ہوا تہا۔ وہ مدینہ شریفہ مین ۸ھ پیدا ہوا۔ ایک سال آٹھ ماہ اور آٹھ یوم زندہ رہکر بہشت برین کو سدہارا۔ حضرت سرور عالم کی جسقدر اس مولود مسعود سے محبت تھی۔ اور جو غم و قلق اس دُرِ بے بہا کے جدا ہونے سے ہوا۔ وہ اس روایت سے ظاہر ہے۔ کہ آپ اپنے فرزند دلبند سے اُسوقت جبکہ وہ آخری نظارہ دکھلا رہے تھے۔ رو رو کر یون خطاب کیا۔ کہ انا بفراقک یا ابراہیم لمحزونون۔ حضرت طاہرؓ کی نسبت مجہکو معلوم نہین ہوا۔ کہ وہ کتنی مدت کے ہوکر فوت ہوئے۔ ہان بعض علمانے تین فرزند حضور سرور عالم کے بیان کئے۔ اور طاہر لقب کہا ہے۔ نہ مستقل طور پر علم واللہ اعلم۔

حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ مدینہ عالیہ مین ۸ھ کو فوت ہوئین۔ اس کی صرف ایک لڑکی امامہ تھی۔ جو مغیرہ بن نوفل سے بیاہی گئی۔ اس سے ایک فرزند یحییٰ نام عطا ہوا۔ اور لاولد فوت ہوا۔ (معارف) علی قاری لکھتے ہین۔ کہ امامہ نواسی رسول اللہ کو حضرت علیؓ نے نکاح کیا۔ بعد وفات فاطمہ رضؓ کے اشرح فقہ اکبر۔

حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ۲ھ کو مدینہ عالیہ مین فوت ہوئین۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کو اُن سے ایک فرزند ہوا۔ جو ۶ برس کا ہوکر فوت ہوگیا۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنی اس بہن سے نہایت محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد بہی آپ کی یہ حالت تہی۔ کہ رسول اللہ جب قبرستان تشریف لیجاتے تو آپ ساتھ ہو لیتین۔ اور قبر رقیہ کو دیکھکر روتین۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین۔ روایت است۔ کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا بر کنار قبر رقیہ میگریست و پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ بطرف جامہ خود اشک از رخسارہ او پاک میکرد و ۵ھ۔ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۹ھ

لہ انس بن مالک سے مروی ہے۔ کہ جب ابراہیم پیدا ہوئے۔ تو جبرائیل نے حضرت سرور عالم کو باین الفاظ سلام پیش کیا۔ کہ السلام علیک یا ابا ابراہیم (ابن السنی)۔

Marfat.com

مین فوت ہوکر بقیع مین دفن ہوئین۔ جس قبہ مین یہ قبور فیض گنجور ہین۔ اسے قبہ بنات رسول اللہ کہتے ہین۔ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ان کا نکاح علیؓ مرتضےٰ شیر خدا سے مدینہ طیبہ مین ۱ھ کی اخیر یا ۲ھ کی ابتدا مین بعد جنگ بدر ہوا۔ اور قریبا تہوڑے عرصہ کے بعد زفاف ہوگیا۔ وفات بعد رسول اللہ بقول مشہور شش ماہ یا ضد یوم کے بعد ہوئی۔ آپ کے بطن مبارک سے امام حسنؓ امام حسینؓ شہید کربلا و محسن۔ ام کلثوم الکبرےٰ۔ زینب الکبرےٰ۔ بعضون نے رقیہ کو بھی لکہا ہے۔ یہ سب پیدا ہوئے۔ دیکھو معارف ابن قتیبہ۔ سید مرتضےٰ علم الہدےٰ شیعہ نے بہی اپنی کتاب بحر النساب مین اسی طرح اخیر کے بیان کی تصدیق کی ہے۔

حضرت علیؓ کی اولاد کے ذکر مین لکہتے ہین۔ وازین جملہ حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ و محسن و زینب الکبرےٰ و زینب الصغریٰ از حضرت فاطمہ علیہا السلام بودند۔ اتنے افسوس ہے کہ ام کلثوم کی جگہ زینب صغریٰ لکہدیا ہے۔ حالانکہ ام کلثوم کا ذکر اوپر کر آئے ہین۔ ہان یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ام کلثومؓ کنیت ہو۔ اور اصلی نام زینب صغرا ہو۔ یا واللہ اعلم علامہ مرتضےٰ نے کسی خاص وجہ سے۔ ایر۔ پہیر کیا ہوگا۔ والثانی ہوالاظہر الحال اس تمام مذکورہ بالا مضمون سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سرور عالم کی اولاد کی منبع اور چشمہ حضرت فاطمہ کی ذات بابرکات ہے۔ گو حضرت علیؓ بجز رسالت و نبوت کے تمام فضائل و کمالات سے موصوف ہین۔ لیکن بضعۃ الرسول فاطمہ علیہا السلام کا ایک ادنےٰ کمال یہ ہے۔ کہ آپ کے بطن مبارک کو اللہ تعالےٰ نے ایسا مصدر سیادت بنایا۔ کہ اسی سے سیادت کے دُر آبدار صادر ہوئے کہ تا قیامت اُن کا رنگ چمک نہایت آب و تاب سے مثل آفتاب نمودار رہیگا اور سفینہ نوحؑ کی طرح امت کو گرداب۔ آب ظلمات سے بچاتے رہینگے۔ گو سفینہ کی طرح دنیا کے دریا پر بوجہ طغیانی انہین صدمات پہنچین۔ تہپیری لگین۔ لیکن ان کا یہی کام ہوگا۔ کہ سب کو اپنی گود مین لیکر کنارہ سلامتی پر جا کر اُتارین۔ وائے ہے اُن خوارج اور دوست نما دشمنون پر کہ جو اس سفینہ کے نام

Marfat.com

سے کرتے ہین۔ یا نادان دوست بنکران کی بیجا نقلین کرتے ہین۔ اللّٰھم انا نسألک حبک وحب نبیک وحب اہلبیت نبیک وحب اصحاب نبیک کما تحب وترضیٰ۔

حضرت فاطمہؓ کا نام مبارک فاطمہ اسلئے رکھا گیا۔ کہ اللہ تعالے نے اسے اور اسکی اولاد کو دوزخ سے دور کر دیا۔ بلکہ انکے محب تابعدارون کو بھی بچالیا۔ (شرح فقہ اکبر) طبرانی نے ثقات سے بیان کیا ہے۔ کہ سرور عالم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالے نہ تجھے عذاب کرنیوالا ہے۔ نہ تیری اولاد سے کسیکو" اس پاک دامن نبی بی کا لقب بتول اس لئے ہوا۔ کہ اللہ تعالے نے انہین حیض و نفاس سے بغیر علت و مرض کے بری کر دیا۔ نسائی شریف مین بحکم حدیث مرفوع اس پاک دامن کو حوراء انسیہ اور لم تحض سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ بھی ہے۔ کہ بتول اسلئے ہوئین۔ کہ فضلا و دینا و حسبا و نسبا اپنے زمانہ کی عورتون سے بڑھ چڑھ کر تھین۔ لانقطاعہا عن الدنیا بھی موزون ہے۔ اس مین بھی شک نہین کہ احب البنات الے رسول اللہ تھین۔ کتب احادیث مین لکھا ہے۔ کہ جسوقت حضرت محمد صہ سرور عالم کی زیارت اور دیدار کو آتین۔ تو حضور دوپا کھڑے ہو جاتے۔ اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر اپنے مقام پر بٹھلاتے۔ علل الشرائع کے مؤلف شیعہ نے باب ۱۴۷ مین تکثیر تقبیل حضرت معصومہ مطہرہ کی یہ علت بیان کی ہے۔ کہ جبرائیل نے ایک سیب جنت سے حضور کو لاکر دیا۔ اور حضور نے تناول فرما کر حضرت خدیجہؓ سے خلوت کی۔ اور حضرت خدیجہ حاملہ ہوئین۔ اور حضرت فاطمہؓ اس حمل سے پیدا ہوئین۔ اور اس سیب جنت کا رائحہ (خوشبو) ہمیشہ ان مین رہا۔ جسے حضرت سونگھا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ حضرت فاطمہؓ کا زہد۔ خداپرستی۔ عفت۔ طہارت۔ شرافت۔ سیادت محتاج بیان نہین۔ اس صفیہ کے مناقب اور فضائل بے شمار اَن گنت ہین۔ بعض محققین کا مذہب ہے۔ کہ بعد الانبیاء یہی افضل و اکمل ہین۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہ زہرا صدیقۃ الکبریٰ درمیان علمائے طبع آزمائیان کین۔ اور اس مین شک نہین۔ کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے فضائل نامحصور ہین۔ اس کا علم اسکا اعزاز۔ عالی رتبہ پر ہے۔ اس کے حق مین جب کسی ناعاقبت

Marfat.com

اندیشش نے زبان کہولی۔ تو سورہ نور مین اللہ تعالے ۱۸ آیات اس کی براءت و پاکدامنی اور قاذفین کی مذمت مین نازل فرمائین۔ بلکہ یون ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم نے اس بات کو سنا۔ تو کیون نہ کہا۔ ہمارے لئے یہ لایق نہین۔ کہ ہم ایسی کلام کرین۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم ہذا افک مبین۔ اس مین بہی کلام نہین۔ کہ سرور عالم کی جسقدر اُن سے محبت تہی۔ وہ اس امر کے سمجہنے سے صاف طور پر نمایان ہوجاتی ہے۔ کہ جب حضور بیمار ہوئے۔ تو بھی اس بی بی سے جدا ہونا پسند نہ کیا۔ بلکہ اسی کے حجرہ مبارکہ مین جان بجان آفرین سپرد کی۔ اور قیام تا قیامت یہین پسند فرمایا۔ لیکن یہ امر مخفی نہین۔ کہ یہ سب کچھ بوجہ رشتہ نکاح صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ اور حضرت فاطمہ بضعۃ رسولؐ اور جزو رسولؐ ہے کسی نے کیا اچہا کہا ہے۔ ؎

وے کسے گفت عائشہ در فضل — بہتر از بنت سید البشر است

مصرعے در جواب او خواندم — رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت عائشہ بجائے خود۔ جب علامہ ابن داؤدی سے سوال کیا گیا۔ کہ فاطمہؓ افضل ہین۔ یا اُس کی والدہ خدیجہؓ۔ تو جواب دیا۔ کہ فاطمہؓ نبیؐ کا ایک ٹکڑا ہے۔ فلا نعدل بہا احدا ہم کسی کو اس کا ہم رتبہ نہین سمجہتے[1]۔ یہ بات بھی بیان کرنی ناموزون نہ ہوگی۔ کہ بعض کتب مین لکہا ہے۔ کہ عائشہؓ و فاطمہؓ دونون مان بیٹی کے درمیان یہ بحث چہری۔ کہ ہم دونون مین کون بلند رتبہ ہے۔ نہایت انصاف کے ساتھ یہ بحث چلتی رہی۔ اخیر مین حضرت عائشہ نے اپنی فضیلت کو باینطور ترجیح دی۔

[1] اس مسئلہ کو میر ازاد رح نے کتاب سند السعادات مین بتقریر شگفتہ بیان کیا ہے۔ طبرانی نے بسند علی شرط الشیخین حدیث لکہی ہے۔ کہ حضور سرور عالم نے اپنی بضعۃ قلب کو فرمایا یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریم قال تلک سیدۃ نساء عالمہا۔ یعنی اے فاطمہ کیا تو راضی نہین۔ کہ تو تمام جہانون کے عورتون کی سردار ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے۔ کہ حضرت زہرا سلام اللہ علے ابیہا وعلیہا تمام دنیا کی عورتون کی سردار ہین۔ ام عیسے پر بہی سبقت رکہتی ہین۔ کما اختارہ الزرکشی والمقریزی والخیضری والجلال السیوطی فی کتابیہ شرح النقایہ وشرح جمع الجوامع لادلۃ واضحۃ واخبار صادقۃ وردت فی ذالک کذا فی الفرع النامی۔ وقد مر بعض المناقب فی المقدمۃ فارجع۔

Marfat.com

کہ مین بہشت برین مین اپنے شوہر کے پاس اور تو اپنے شوہر کے پاس ہوگی۔ اور میرے شوہر کا افضل ترین مرتبہ ہونا مسلم ہے۔ کیونکہ جتنی فضیلت حضرت علیؑ پر میرے شوہر کو ہے۔ اتنا وہ بلند ہونگے۔ تو یہ بات نکل آئی۔ کہ حضرت علی جتنے اندازہ پر میرے شوہر سے کم رتبہ ہین۔ پشت ہونگے۔ اور تو بہی وہان ہوگی۔ لکہا ہے۔ کہ حضرت فاطمہ اسوقت خاموش ہوگئین۔ اور یہ حکایت حضورؐ انور کے پیش ہوئی۔ تو آپنے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کہ عائشہؓ کو یہ خبر نہین۔ کہ مین نے خدا تعالے سے خواست کی تہی۔ کہ مین اور میری اہلبیت ایک مرتبہ مین میرے ساتھ ہون۔ اور وہ منظور ہوگئی واللہ اعلم۔ وانت ذو قرینہا یا علی تو جنت کی دونون طرفون کا سردار ہوگا۔ فضایل مرتضے مین ذکر کرینگے۔ فانتظر۔

القصہ جب حضور سرور عالم کی وفات ہوئی۔ تو گو تمام اقارب واحبہ پر جو کچھ صدمہ ہوا۔ وہ اہل دانش پر مخفی نہین۔ لیکن حضرت فاطمہؓ کا جو حال ہوا۔ اس کی نظیر ناممکن نہ ہو۔ تو نہ ہو۔ لیکن مشکلتر ضرور ہے۔ احادیث صحیحہ مین وارد ہے۔ کہ کما بیش شش ماہ[1] بعد ازان زندہ رہین۔ مگر کبہی نہین ہنسین۔ المختصر حضرت سیدہ نساء العالمین۔ ام الآئمۃ الطاہرین۔ جوہرہ قدسیہ۔ قرہ عین النبی۔ بضعۃ الرسولؐ حضرت بتول سرور عالم کی وہ چہیتی بیٹی تہین۔ جس کی نظیر موجود نہین۔ جب سرور عالمؐ سفر کو تشریف برہ ہوتے۔ تو آخر ترین وداع اس سیدہؓ سے کرتے۔ اور جب تشریف لاتے۔ تو اول ہی اول زیارت فیض بشارت اس سیدہ کو کراتے۔ پہر اپنے حجرات کو روانہ ہوتے۔ یہ بہی سرور عالم نے فرمایا۔ کہ فاطمہ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی۔ ومن اغضبہا فقد اغضبنی علامہ سبکیؒ نے اس حدیث کے نیچے لکہا ہے۔ الذی اختارناہ وہو دیننا ان فاطمہؓ افضل ثم امہا خدیجہؓ ثم عائشہؓ پہر لکہا ہے۔ والحق ان الحیثیات مختلفۃ ولکن لا یبلغ احد بحسب شرف الذات و طہارۃ الطینۃ وتقدس الجواہر لفاطمہؓ والحسنینؓ۔

[1] تزئینۃ وتذکرہ وروضۃ الشہدا مین ۳ رمضان شب دوشنبہ سنہ ۱۱ لکہا ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

حضرت عائشہؓ فرماتی ہین۔ کہ مین نے بجز فاطمہؓ کسی کو نہین دیکھا۔ جو سرور عالم کے ساتھ سمت (روش) اور ہدی (سیرت) اور دل کیک خرامی مین مشابہ ہو۔ بموجب وصیت حضرت علیؓ نے بمعیت حضرت اسماء بنت عمیس غسل دیا۔ پانی ڈالنے والے حضرات حسنین تھے۔ جنازہ بھی حسب وصیت سیدہ حضرت علی نے شب کو ادا کیا۔ شیعہ کہتے ہین۔ کہ صرف تن تنہا حضرت علیؓ ہی نے جنازہ پڑھا۔ کسی مرد کو اہلبیت و صحابہؓ سے اطلاع نہ کی۔ شیعون کی تفسیر لوامع التنزیل مین لکھا ہے۔ تنہا شوہر شش علی اورا نماز خواندہ دفن نمود ص۴۱۵ جزو سوم۔ مؤلف علل الشرائع شیعی اپنی علل مین باب ۱۴۹ مین فرماتے ہین۔ العلۃ التی من اجلہا دفنت فاطمہؓ باللیل ولم تدفن بالنہار عن ابی حجرۃ عن ابیہ قال سئلت اباعبداللہ لای علۃ دفنت فاطمہؓ باللیل ولم تدفن فی النہار قال لانہا اوصت لایصلے علیہا رجال انتہے۔ اس روایت سے یہ مسئلہ حل ہوگیا۔ کہ وصیت بوجہ نہایت پردہ کی تھی۔ اور تھی بھی عام۔ حضرت ابوبکرؓ کو خولہ مخواہ کو ساجاتا ہے۔ جب ذکور ہاشمیون کا آنا بھی پسند نہین کیا جاتا۔ تو یتیمی اور عددی قریشیونکا کیا ذکر ہے۔

واہ رے پردہ۔ اگر ہو تو ایسا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خصوصیت کے ساتھ آپکے لئے قیامت کے دن محشر گاہ کے لوگون کو خدا تعالے کیطرف سے خطاب ہوگا۔ کہ غضوا من ابصارکم الخ یعنے اپنی آنکھین بند کرو۔ کہ رسول اللہ کی دختر نیک اختر جلوہ افروز ہوتی ہین (تفسیر عزیزی مین) اس سے اُن روایات شاذہ کی قلعی بھی کھل جاتی ہے۔ کہ حضرت فاطمہؓ بعد وفات سرور عالم چالیس شب انصار کے گھرون مین ایک کھجورون کے باغ کے لئے دربدر پھرتی رہین۔ کما تفوہ بالجہلۃ بلکہ رسی سے کھینچتی رہین۔ اور کسی نے غمخواری بجائے خود بلکہ التفات تک نہ کی۔ خود حضرت علیؓ کنارہ کش ہوگئے۔ حتے کہ مانند جنین پردہ نشین شدہ؟ کے خطابات سے حضرت سیدہ سے مذمتین سنین۔ اور اپنے نہان خانہ سے نہ ملے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الہذیانات والخرافات۔

Marfat.com

علامہ ابن حجر تقریب مین لکھتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رض سیدۃ نساء ہذہ الامۃ کا نکاح ۲ سنہ ہجری مین ہوا۔ اور قریبا چھ ماہ بعد الرسول ص زندہ رہین۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۲۰ سال سے کسیقدر متجاوز تھی۔ قبر مبارک بقیع یا متصل روضہ سرور عالم ہے۔ حضرت علی رض نے آپ کے مرثیہ مین دو شعر فرمائے۔ شعر

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ۔۔۔ وکل الاذی دون الفراق قلیل
وان افتقادی فاطمۃ بعد احمد ۔۔۔ دلیل علے ان لا یدوم خلیل

حضرت شیر خدا کی شعر گوئی کی نسبت آپکے ترجمہ مین بیان کرونگا۔ مدینہ عالیہ مین یوم وفات حضرت سیدہ جو کہرام ہوا۔ اور حضرات حسنین ؓ کی جو حالت ہوئی۔ اور اہل مدینہ جسقدر مضطرب ہوئے۔ اس کے بیان سے سینہ قلم شق۔ اور روئے قرطاس فق ہے۔ اور اک کاتب دنگ اور میدان کتابت تنگ ہے: انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

سرور عالم کے غزوات کا مختصر تذکرہ

صاحبان بصیرت پر مخفی نہین۔ کہ اہل مکہ ایک مدت تک سرور عالم کے دعوے نبوت کو سرسری سمجھا کئے۔ اور بے توجہی کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ اور سرور عالم نے بھی جسقدر اس مدت مین تکلیفین اور ایذائین برداشت کین۔ اُن کے لئے ایک علیحدہ دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن اسلام کا شیوع جسقدر ہوتا جاتا تھا۔ اہل مکہ کی بے توجہی غضب اور بیقراری سے بدلتی جاتی تھی۔ نوبت یہانتک پہنچی کہ جب مخلوقات کا ایک جم غفیر اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔ تو قریش مکہ نے زور اقوت کے ساتھ اسلام کے مٹانے مین سر پٹ کوشش کرنی چاہی حضرت ابوطالب ؓ کی حیات تک تو ظاہری طور پر کچھ کر نہ سکے مگر انکے فوت

Marfat.com

ہونے کے بعد مخالفین اسلام پر ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جس جس مسلمان پر قادر ہو سکے اُسے اِس طرح ستانا شروع کیا۔ کہ اگر اسلام کے پودے نے اُن کے دلون کی زمین مین پورے طور پر جڑ نہ پھیلائی ہوتین اور اپنی چھل پھل کی خوشنمائی اور پھول پھل کی بہار نہ دکھلائی ہوتی۔ تو ایک شخص بھی ثابت قدم نہ رہ سکتا۔ یہ حالت پانچ چھ سال تک رہی۔ اور یہ زمانہ اُس مصیبت اور سختی سے گذرا کہ اس کی تفصیل اور توضیح ایک نہایت دردانگیز اور جانکاہ داستان ہے۔ قصہ حضرت بلال رض۔ عمار رض اسکی والدہ کا مشہور ہے۔ اسی اثنا مین مدینہ طیبہ کی ایک معزز جماعت نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسلئے سرور عالم سے یہہ فرمان صادر ہوا۔ کہ جس جس شیدائی اسلام کو کفار نابکار سے ظلم وستم سے جان بری نہ ہو سکتی ہو۔ وہ مدینہ منورہ کو ہجرت کر جائین۔ سب سے پہلے ابو سلمہ رض عبداللہ ابن اشہل۔ پھر حضرت بلال رض اور عمار یاسر نے ہجرت کی اور ہوتے ہواتے یہان تک نوبت پہنچی۔ کہ بجز علی مرتضے اور ابو بکر رض صدیق اور اُن کے گھرانے کے لوگ آپ کے پاس رہگئے۔ مکہ معظمہ مین گھرون کے گھر ویران ہو گئے۔ عتبہ بن ربیعہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر ایک پورانے شاعر کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

وکل دار وان طالت سلامتہا یوما ستدرکہا النکباء والحوب

المختصر خود سرور عالم نے بھی اپنی طیاری بحکم الٰہی کرنی شروع کی۔ مشرکین مکہ کو اندیشہ ہوا۔ کہ مبادا آپ بھی بچکر نکلجائین۔ اسلئے بمعیت شیطان یہ مشورہ ہوا کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک جوان تلوارین لیکر یکدم سرور عالم پر دھاوا کرین۔ اور قتل کر ڈالین۔ کہ گویا ایک ہی شخص نے قتل کیا۔ تمام قبایل سے ان کا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ خون بہا لیکر جون کے تون رہجائینگے۔ سرور عالم نے خدا تعالے سے اس مشورہ کی خبر پاکر اپنے جان نثار عمزاد علی مرتضے کو بستر پر سورہنے کو فرمایا۔ اور وجعلنا من بین ایدیہم سدا الآیۃ پڑھتے ہوئے اور اپنے یار غمگسار ابو بکر صدیق رض کو ساتھ لیتے ہوئے ثور پہاڑ کی ایک غار مین رونق افروز ہوئے

Marfat.com

پھر وہان سے بسواری شتر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ ان معجزات کی تفصیل جو سرور عالم کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہونچنے تک ظہور مین آئے۔ بہت طویل ہے مشہور معجزات مثل نسج عنکبوت۔ کبوترون کا انڈے دینا۔ سراقہ کے مرکب کے پاؤن کا زمین مین دھس جانا۔ ام معبد کی لاغر بکریون کا بکثرت دودھ دینا وغیرہ وغیر کا عام وخاص پر روشن ہے۔ ابو سلیمان خطابی سے شیخ عبد الحق نے جذب القلوب مین نقل کیا ہے کہ جب سرور عالم مدینہ منورہ کے قریب پہونچے۔ تو بریدہ اسلمی ستر جوانون کے ساتھ باشارہ کفار فجار بطمع صد شتر سرور عالم کے گرفتار کرنے کے ارادہ پر تلاش مین تھا۔ کہ یکایک آفتاب رسالت پناہ مدینہ منورہ کے افق سے طالع ہوا۔ بریدہ بہی سیاہ بادل کی طرح سامنے آیا۔ سرور عالم نے نہایت دلیری سے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا بریدہ۔ آپ نے تفاول کے طور پر مادہ اشتقاق سے بردوت نکالکر ابوبکر صدیق رضہ سے فرمایا۔ بردامرنا یعنی خوشی وخنکی ہمارے کام مین ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ تو کس قبیلہ سے ہے۔ اس نے کہا۔ بنی اسلم سے۔ فرمایا خیر وسلامت ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ بنی اسلم کے کس خاندان سے۔ اس نے کہا بنی سہم۔ معلوم نہین۔ کہ اسوقت کیا رحمت کا دریا جوش زن تہا۔ کہ آپ کے منہ مبارک سے یہ نکلا۔ کہ تو نے اپنا سہم (حصہ) پالیا۔ بریدہ کی بہی سعادت زورون پر تہی۔ اور جمال محمدی نے اسکے دل کو روشن کردیا تھا۔ نہایت ادب سے عرض کی۔ کہ حضور کا نام نامی واسم گرامی۔ آپ نے فرمایا۔ محمد بن عبد اللہ رسول اللہ اس نام کے سنتے ہی مضمحل ہوگیا اور صدق دل سے کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ پھر جتنے ساتہی تھے۔ وہ بہی مشرف باسلام ہوئے۔ بریدہ نے التماس کی۔ کہ بوقت دخول مدینہ منورہ مجہے علمدار کے منصب سے سرفراز فرمائین۔ سرور عالم نے اس کا التماس قبول فرمایا۔ پھر بریدہ اپنے عمامہ کو سر سے اتار اپنے نیزہ کے سرے پر باندہ سرور عالم کی نقیبی کا شرف حاصل کیا۔ اور آپ ۱۲ ربیع الاول کو داخل منازل بنی عمرو ہوکر بعد کچہ عرصہ کے مدینہ پہونچے۔ انصار کی خوشنودی وشادمانی انتہا

Marfat.com

وسرور بوجہ قدوم میمنت لزوم حضور سرور عالم جسقدر تہا۔ اس کا اندازہ بجز پروردگار
اس کے رسول مختار کے کون کر سکتا ہے۔ اس کا شمہ جذب القلوب مین درج ہے۔
مدینہ عالیہ مین پہنچکر سب سے پہلے سرور عالم نے مہاجرین کے رہنے کا انتظام کیا۔
اور درمیان انصار و مہاجرین کے بھائی چارا قایم کیا۔ جسکا یہ اثر ہوا۔ کہ مہاجر جس انصاری
کا بھائی بن جاتا۔ انصاری اس کو اپنی ہر ایک قسم جائیداد سے نصف تقسیم کر دیتا۔ مدینہ
منورہ سے پہنچکر اسبات کا وقت بہی آیا۔ کہ اسلام کے فرائض وارکان محدود اور
معین کیے جائین۔ مکہ معظمہ مین یہی فرض سب سے بڑا تہا۔ کہ اپنی جان کی حفاظت
کیجائے۔ یہی وجہ تہی۔ کہ اب تک روزہ۔ زکوۃ۔ جمعہ۔ نماز عید۔ صدقہ فطر
کوئی چیز وجود مین نہ آئی تہی۔ نمازون مین بہی یہ اختصار تہا۔ کہ بجز مغرب باقی وقتون
مین دو دو رکعتین تہین۔ نماز کے اعلان کا کوئی طریقہ معین نہ تہا۔ سرور عالم نے
اس طرف بہی توجہ کی۔ اور انتظام کرنا چاہا۔ یہودیون اور عیسایون کے یہان بوق
اور ناقوس تہا۔ بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ زیر بحث رہکر امیر عمرؓ کی
رائے کے موافق بالفاظ مخصوصہ مروجہ منظور بارگاہ الٰہی ہوا۔ بلالؓ کو حکم ہوا۔ کہ
اذان دے۔ سنہ ۱ھ سے سنہ ۲ھ تک کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہین آیا۔ لیکن
قریش مکہ بایں خیال کہ اگر مسلمانون کا جلد خاتمہ نہ ہوا۔ تو زیادہ ہوتے چلے جائینگے
گے جملون کی تیاریان کرتے رہے۔ اور دو تین دفعہ چھوٹے چھوٹے قلیل تعداد
کے گروہ بہی بڑہاتے رہے۔ جن کی روک بسہولیت کر دی گئی۔ سنہ ۲ھ مین بدر کا واقعہ
پیش آیا۔ بدر ایک چشمہ کا نام ہے۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفرا کے اخیر پر
واقعہ ہے۔ اس کی ابتداء اس طرح ہوئی۔ کہ ابوسفیان جو قریش کا سردار تہا۔ تجارت
کا مال لیکر شام سے واپس آرہا تہا۔ کہ یکایک رستہ مین اُسے وہم ہوا۔ یا کوئی غلط
خبر ملی۔ کہ مسلمان تیرا قافلہ لوٹنا چاہتے ہین۔ اُس نے وہین سے قریش مکہ کے پاس
قاصد بہیجا۔ اور وہ تقریر سمجہائی۔ کہ اُس نے آگ پر تیل کا کام دیا۔ قریش
اس خبر کے سنتے ہی مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے اُٹہہ کہڑے ہوئے بلکہ تمام مکہ اُمنڈ

Marfat.com

آیا۔ سرورِ عالم کو بھی مدینہ منورہ مین خبر پہنچی۔ ماہ رمضان کی آٹھوین تاریخ ۲ھ کو سرورِ عالم ۳۱۳ بہادرون کے ساتھ جن مین ۸۳ مہاجرین اور باقی انصار تھے۔ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اس تمام لشکر مین دو گھوڑے اور ستر شتر تھے جن پر نوبت بنوبت سوار ہوتے خود سرورِ عالم اور علیؓ مرتضیٰ اور زید بن حارثہ ایک ہی شتر پر حصہ رسدی سوار ہوتے بمقام بدر لڑائی ہوئی۔ قریش مکہ کے ستر آدمی مارے گئے۔ مسلمانون سے صرف ۱۴ شہید ہوئے۔ جن مین ۶ مہاجر اور باقی آٹھ انصار تھے۔ کفار کے مقتولین سے ۲۴ نامی گرامی سردار تھے۔ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ولید وغیرہ۔ مؤرخ ابن ہشام لکھتا ہے۔ کہ سرداران قریش سے ۹ کو علیؓ مرتضےٰ نے لڑکر مارا۔ اور باقیون کو باقی نے۔ یہ پہلی نوبت تھی۔ حضرت علیؓ مرتضےٰ کو اپنی بے مثل شجاعت کے جوہر دکھلانے کا موقعہ ملا۔ قریش مکہ کا اس شکست فاش سے زور ٹوٹ گیا۔ تمام مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ سب مال اسلام کے قبضہ مین آگیا۔ امیر عمرؓ کا ایک ماموں قریش کا معزز سردار تھا۔ اس کو امیر عمرؓ نے ہی قتل کیا۔ ان کے خصوصیات مین لکھا ہے۔ کہ اسلام کے معاملات مین قرابت اور محبت کا اثر کبھی اُن پر غالب نہین آیا۔ قریش مکہ کے ستر آدمی جو گرفتار ہوکر آئے۔ اُن مین بھی بڑے بڑے سردار تھے۔ مثلاً حضرت عباسؓ عقیل برادر علیؓ ابوالعاص وغیرہ وغیرہ۔ ان سرداران کا نہایت ذلیل ہوکر آنا۔ ایک ایسا تماشا تھا۔ کہ ملی بی سودہؓ بے اختیار بول اُٹھین۔ کہ بلا متم کراما۔ یعنی مطیع ہوکر ذلیل اور قید ہوکر آئے۔ اور شریفون کی طرح لڑکر مر نہ گئے۔ بدر کی فتح نے اگرچہ قریش کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ لیکن کل دیگر شگفت کا معاملہ ہوا۔ وہ یہ کہ مدینہ عالیہ اور اسکے گرد نواح پر مدت سے یہودی قابض تھے۔ جب سرورِ عالم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو ملکی انتظامات سے ایک یہ انتظام کیا۔ کہ یہودیون کو بلاکر معاہدہ کرلیا۔ کہ وہ مسلمانون کے برخلاف دشمنون کو مدد نہ دینگے۔ دوم یہ کہ اگر کوئی دشمن مدینہ منورہ پر چڑھائی کرے تو مسلمانون کے مددگار رہونگے۔ لیکن جب سرورِ عالم فتحیاب ہوکر آئے۔ تو اُنہین خوف چھایا۔ کہ مسلمان کہین زور پکڑ کر ہمارے برابر حریف نہ

Marfat.com

بن جائین۔ چنانچہ انہون نے خود چہیڑ چہاڑ شروع کی۔ اور کہا۔ کہ قریش فن حرب سی آشنا نہ تھے۔ ہم سے اگر مقابلہ ہوتا۔ تو دکھلا دیتے کہ لڑنا اسے کہتے ہین۔ نوبت یہان تک پہونچائی۔ کہ معاہدہ بہی توڑ ڈالا۔ سرور عالم نے شوال مین ان پر چڑہائی کی۔ اور بالاخر یہودی گرفتار ہو کر مدینہ سے جلاوطن کئے گئے۔ لڑنا اسے کہتے ہین کی خوب قلعی کہل گئی۔ اسلامی تاریخ مین یہودیون سے جنگین جو نظر آتی ہین۔ ان سب کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ بچے بچائے قریش بدر مین شکست کہا کر انتظام کے جوش مین دیوانہ بنے ہوئے تہے۔ اور مثل ماہی بے آب بے تاب تہے۔ ابوسفیان نے حلفاً کہا تہا۔ کہ جب تک بدر کا بدلا نہ لونگا۔ تب تک غسل نہ کرونگا۔ چنانچہ ذی الحج ہی مین دوسو شتر سوارون کے ساتھ مدینہ منورہ کے قریب پہنچکر دو مسلمانون کا قتل کر دیا۔ سرور عالم کو خبر ہوئی۔ اُن کے تعاقب کے لئے انتظام ہوا۔ لیکن ابوسفیان نکلگیا۔ اس قسم کے چہوٹے چہوٹے اور بہی واقعات ہوئے۔ آخر کار یہ نوبت ہوئی۔ کہ شوال سنہ ۳ھ مین جنگ اُحد کا مشہور معرکہ ہوا۔

اُحد ایک سرخ پہاڑ کا نام ہے۔ جو مدینہ عالیہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بدر کی شکست نے اہالیان مکہ کو خصوصاً مقتولین بدر کے وارثون کو خون خواہی اور انتظام کے جوش نے بے چین تو کر رکہا تہا۔ لیکن کچہہ بن نہ آتی تہی۔ عکرمہ بن ابوجہل اور بہت سے سرداران قریش نے۔ ابوسفیان سے جا کر کہا۔ کہ اگر تم مصارف کا ذمہ اُٹھاؤ۔ تو اب بہی بدر کا بدلا لیا جا سکتا ہے۔ بالآخر سب نے ملکر ایک کمیٹی قائم کر کے یہ ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ اس مال تجارت سے جسکو ابوسفیان شام سے لایا تہا۔ اور اب تک بلا تقسیم پڑا ہوا ہے۔ مدینہ منورہ پر ایک بہاری فوج جرار کے ساتہہ حملہ کرنے کی تیاری کیجائے۔ چنانچہ وہ مال فروخت کر کے اصل سرمایہ مالکان پر بانٹ دیا گیا۔ اور پچاس ہزار مثقال سونا۔ ایک ہزار شتر جو منافع کا تہا۔ جنگ کی طیاری کے لئے رکہا گیا۔ عرب کے مختلف قبایل کے پاس چار معزز لیکچرار ذی اثر اور شاعر باوقر تھے۔ جنگ کی ترغیب دلانے کے لئے وہ بہیجے گئے۔ ان مین ایک

Marfat.com

ایک وہ مشہور و معروف ابوعزہ شاعر بھی تھا۔ جو بدر کی لڑائی مین پکڑا گیا تھا۔ اور اس وعدہ پر اس کی جان بخشی ہوئی تہی۔ کہ پھر وہ اپنے پر تاثیر اشعار سے مشرکون کو مسلمانون کے برخلاف کبھی برانگیختہ نہ کریگا۔ ان لیکچرارون اور سپیکرون کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ تین ہزار اور ناسخ التواریخ کی روایت کے ساتھ پانچہزار پرجوش سپاہی مکہ مین جمع ہوئے۔ جن مین سات سو زرہ پوش تہے۔ دو سو عربی گھوڑے اور تین ہزار شتر تہے۔ اور پندرہ عماریان جو حسین عورتون کی سواری کے لئے بہم پہونچائین۔ کہ جو بوقتِ جنگ دفین بجاکر اور غیرت انگیز گیت گاکر لوگون کو لڑنے اور مرنے پر آمادہ کرتی رہین۔ الغرض ابوسفیان سپہ سالار بنکر اس قہار فوج کے ساتھ باکروفر مکہ سے روانہ ہوکر بروز چہارشنبہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچکر مقام کیا۔ سرورِ عالم کا خیال تو یہ تہا۔ کہ مدینہ ہی مین بیٹھکر انکا حملہ روکا جائے لیکن جان نثاران نے متفق ہوکر یہ مشورہ دیا۔ کہ مدینہ سے نکلکر جسطرح مناسب ہو کیا جاوے۔ سرورِ عالم بمعہ اپنے جان فدایان کے جمعہ کے دن مدینہ سے تشریف برہوئے۔ قریش کی سپاہ ایک ٹڈی دل تہی۔ جس کی تعداد تین یا پانچہزار تہی۔ خالد بن ولید میمنہ کے اور عکرمہ بن ابی جہل میسرہ کے افسر تہے۔ ادہر صرف سات سو مسلمان تہے۔ عبداللہ بن ابی منافق بمعہ دیگر منافقین جن کی تعداد تین سو تہی۔ ساتھ ہوئے تہے لیکن قریش سے کنگاش کرتے ہوئے واپس مدینہ کو چلے آئے۔ جن مین ایک سو زرہ پوش اور دو سو سولہ سوار باقی پیادہ احد پہاڑ کے دامن مین دونون فوجین صف آرا ہوئین۔ سرورِ عالم نے عبداللہ بن جبیر کو ۵۰ تیراندازون کے ساتھہ فوج کے عقب ایک مورچہ پر متعین کیا۔ کہ ادہر سے کفار حملہ نہ کرنے پاوین۔ کیونکہ محل خطر تہا۔ مشرکین کو اپنی کثرت۔ قوت۔ شوکت پر بڑا گھمنڈ تہا۔ ہبل بت کی مورت قلب فوج مین رکہکر بڑے جوش و خروش سے ہفتہ کے دن آگے بڑھے۔ گیت گانے والی عورتون مین جن کی بہنڈن سرپرست ابوسفیان کی جورو تہی۔ اپنے لطیف لطیف لہجہ مین خوش آوازی سے

Marfat.com

سپاہیون کو لڑائی کی رغبت اور جرأت دلانی شروع کی۔

گیت

ضربا نبی عبدالدار ۔ضربا حماۃ الدرا۔ضربا کل تبار

ہان اے بنی عبدالدار کے بہادرو ایک وار کرکے دکھاؤ۔ اے وطن مکہ کے حمایتو۔ تلوارون کے جوہر دکھاؤ۔ ہان خوب تلوارین مارو۔

مشرکین سنتے ہی حملہ آور ہوئے۔ سب سے پہلے زبیر اسلام کے بہادر نے مع اپنے ماتحتون کے حملہ کیا۔ اور قریش کے میمنہ کو شکست دی۔ پھر عام جنگ ہوئی حضرت علی رضہ حضرت حمزہ رضہ۔ حضرت ابو دجانہ رضہ۔ دشمن کی فوج مین ایسے دلیرانہ بلکہ شیرانہ حملون سے گھس آئے۔ کہ کفار کے کھیت لگا دیئے۔ اور صفین الٹ دین۔ ابو سفیان جو سپہ لا رہا تھا۔ بھاگتا ہوا نظر آیا۔ کافرون مین بھاگر پڑ گئی۔ اور پاؤن اکھڑ گئے۔

اسلام کی فتح ہوگئی مسلمانون نے باین خیال کہ معرکہ ہو چکا۔ غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ تیر انداز بھی مورچہ چھوڑ لوٹنے مین مصروف ہوئے۔ تیر اندازون کا ہٹنا تھا۔ کہ خالد نے دفعۃً عقب سے بڑے زور شور کے ساتھ حملہ کیا۔ ابو سفیان بھی معہ فوج پلٹ پڑا۔ اور مسلمانون کو گھیر لیا۔ مسلمان چونکہ ہتھیار ڈال چکے تھے۔ کفار کی اس ناگہانی زد کو نہ روک سکے۔ اور یکایک مخالف سمت سے آندھی کے آجانے کے سبب آپس مین بھی ایک دوسرے کی پہچان نہ رہی۔ اور باہم لڑنے لگے۔ اور بعض شجاعان اسلام کے مارے جانے سے بالکل میدان کا رنگ بدل گیا۔ اور کفار سرور عالم پر ٹوٹ پڑے۔ پتھرون اور تیرون کی بوچھاڑ کی۔ یہانتک کثرت کہ آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ پیشانی پر زخم آیا۔ رخسارون مین مغفر کی کڑیان بیٹھ گئین۔ باایںہمہ آپ ایک گڑھے مین بھی گر پڑے۔ اور لوگون کی نظر سے چھپ گئے۔ اسی برہمی مین غل پڑ گیا۔ کہ رسول اللہ مارے گئے۔ اس خبر

Marfat.com

کے سنتے ہی بعض مسلمانون کے اور بہی چھکے چھوٹ گئے۔ کمرین ٹوٹ گئین۔ استقلال رفو چکر ہوگیا۔ سراسیمہ پریشان ہوگئے۔ کوئی بہاگا۔ کوئی ششدر ہوگیا۔ چونکہ نیت سب کی نیک کی۔ دل باخدا تہا۔ خدا تعالےٰ نے انکی اس قصور کو قرآن شریف مین معاف کردیا۔ آیہ شریفہ معافی یہ ہے۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم ہان یہ بات خصوصیت سے ذکر کرنے کے قابل ہے۔ کہ حضرت علی رض ایک قدم بہی میدان سے نہ ہٹے۔ چونکہ آپ نے سن لیا تہا۔ کہ سرور عالم شہید ہوگئے۔ اسلئے آپ کو طیش تہا۔ کہ یکایک آپ نے دیکہا۔ کہ مسلمان کچہہ دوسری طرف اب تک لڑ رہے ہین۔ پس آپ اسطرف کا قصد کیا۔ صفون کو چیرتے۔ لڑتے بہڑتے وہان تک پہونچے۔ کیا دیکہتے ہین۔ کہ ابو دجانہ وغیرہ چند مجاہدین جانباز اپنا سینہ سپر کئے ہوئے سرور عالم کو دشمنون کے حملہ سے بچا رہے ہین۔ سرور عالم کے دیکہتے ہی اُن کی جان مین جان آگئی۔ اور نہایت شجاعت کے ساتھ دشمنون پر متواتر حملے کرکے انکو ہٹا دیا۔ جب یہ خبر مشہور ہوگئی۔ کہ وفات سرور عالم کی خبر غلط تہی۔ آپ زندہ موجود ہین۔ پہر سب مسلمان جمع ہوگئے۔ چونکہ کفار لڑتے مرتے تہک گئے۔ لڑائی رُک گئی۔ فتح اسلام کا غلغلہ بلند ہوا۔

غزوہ بنی نضیر

اُحد اور نضیر کے معرکہ کے درمیان کچہہ نوکین جہوکین ہوتی رہین لیکن ۴ھ مین غزوہ نضیر پیش آیا۔ یہودیون کے ایک قبیلہ کا نام نضیر ہے۔ دوسرے یہودی تو عہد شکنی مدینہ سے نکالے گئے تہے۔

بنی نضیر سے بہی معاہدہ تہا۔ لیکن یہ بہی اسلام کے سخت دشمن تہے۔ عمرو بن امیہ نے قبیلہ بنی عامر کے دو شخصون کو سوتے ہوئے باین خیال کہ یہ دشمن اسلام ہین

Marfat.com

قتل کر ڈالا۔ حالانکہ یہ معاہد تھے۔ اور بنو النضیر کے حلیف بھی تھے۔ سرورِ عالم کو جب خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ عمرو کی غلطی ہے۔ مین ان دونون کی دیت (عوض خون بہا) ادا کرونگا۔ آپ بمعیت ابوبکر صدیق رض و امیر عمر رض بنو نضیر کیطرف روانہ ہوئے۔ کہ عمرو کی غلطی کی مکافات کیجائے۔ بنو نضیر نے بجائے اس کے کہ خوش ہوتے۔ بلکہ مشکور ہوتے۔ کہ سرورِ عالم ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے ہین۔ اُلٹا انہون نے کہا۔ ایک یہودی کو اپنی چھت پر بانیوجہ امادہ کیا۔ کہ سرورِ عالم کے سر پر پتھر کی چاٹی گرادے۔ ابھی وہ چھت پر چڑھ بھی نہ سکا تہا۔ کہ آپ کو خبر ہوگئی۔ اُٹھ کر چلے آئے۔ اور کہلا بہیجا۔ کہ تم مدینہ سے نکلجاؤ۔ کہ اطمینان جاتا رہا۔ انہون نے انکار کیا۔ اور مقابلہ کی تیاریان کین۔ سرورِ عالم نے اُنپر قابو پاکر جلا وطن کرادیا۔ اُن مین سے بعض تو شام کو چلے گئے۔ اور باقیون نے خیبر مین آباد ہو کر حکومت قائم کرلی۔ پہر بوجہ انتظام مکہ معظمہ مین مخالف پارٹی کو ملکر ترغیب دی۔ اور تمام عرب کے قبایل مین دورہ کرکے ملک مین آگ لگادی۔ چند روز مین قریش کے علم کے نیچے دس ہزار آدمی جمع کردیئے۔ ابوسفیان کی سپہ سالاری مین یہ گرجتا ہوا سیاہ بادل مدینہ منورہ پر گہر آیا۔ سرورِ عالم نے بہی خبر پاکر مدینہ کے باہر سلم پہاڑ کے آگے ایک خندق تیار کرائی تہی۔ عرب مین خندق کا رواج نہ تہا۔ کچہ تدبیر بن نہ آئی۔ مجبوراً محاصرہ کرکے ہر طرف فوجین معین کردین۔ رسد وغیرہ بہی بند ہوگئی۔ ایک ماہ محاصرہ رہا۔ کفار گاہ بگاہ خندق مین اتر کر حملہ کرتے۔ لیکن ناکامیاب واپس ہونا پڑتا۔ کیونکہ اکابر صحابہ خندق پر متعین تھے۔ آخر کار کفار نے بڑے زور کا ایک دن حملہ کیا۔ مسلمانون نے بہی اپنے اسلامی استقلال کے وہ جوہر دکہلائے کہ سبحان اللہ لڑائی نے یہانتک طول کھینچا۔ کہ عصر کی نماز ادا کرنیکا موقع بہی نہ ملا۔ اس لڑائی مین عمرو بن عبدود مشہور بہادر پانسو سوارون کے برابر سمجہا جاتا تہا۔ حضرت علی رض کے ہاتھ

سلہ لکہا ہے کہ جب حضرت علی رض نے سرورِ عالم سے عمرو بن عبدود کے مقابلہ کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے فرمایا۔ سانہ نفس علی رض نے جو یہ بہن کی۔ قصہ سلہ لکہا ہے مگر عمرو نوفل نام کا حید۔ مین ہے۔

Marfat.com

سے گاجر کی طرح دو ٹکڑے ہو کر مارا گیا۔ اسکے مارے جانے سے قریش مین بیدلی پیدا ہوگئی۔ کمرین ٹوٹ گئین۔ ادہر بنو نضیر کے گروہ سے نعیم بن مسعود نے مسلمان ہو کر قریش اور یہود کے درمیان پھوٹ ڈالدی۔ مختصر یہ کہ کفر کا ابر سیاہ جو مدینہ منورہ پر چھا گیا تہا۔ روز بروز گھٹتا چھٹتا رہا۔ یہان تک نوبت پہنچی۔ کہ اسلامی ہوا کے جھوکون سے رفو چکر ہوا۔ اور مطلع بالکل صاف ہوگیا۔

۶ھ مین سرور عالم نے بمعہ صحابہ بخانہ کعبہ کی زیارت کا قصد کیا۔ بایں غرض کہ قریش کو جنگ کا خیال نہ ہو۔ حکم دیدیا۔ کہ کوئی فرد بشر ہتھیار باندھکر نہ چلے۔ ذوالحلیفہ جو مدینہ منورہ سے ۶۰ میل پر برابستہ کہ معظمہ واقع ہے۔ پہنچگئے۔ حضرت عمر کو خیال ہوا۔ کہ بغیر سلاح جانا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ اپنے اس خیال کو سرور عالم کی جناب مین پیش کیا۔ حضور نے ان دلایل کو پسند فرماکر ہتھیار منگوائے۔ جب کہ معظمہ دو منزل رہ گیا۔ مقام حدیبیہ جو ایک گاؤن ہے۔ اور اس مین اس نام کا ایک چاہ ہے۔ مقام کیا۔ تو مکہ سے بشر بن سفیان نے آکر خبر دی کہ تمام قریش نے عہد و پیمان کرلیا ہے۔ کہ مسلمانون کو مکہ مین قدم بھی نہ رکھنے دینگے۔ زیارت خانہ کعبہ کجا۔ سرور عالم نے حضرت ذی النورین کو سفیر بنا کر بھیجا۔ کہ ہم کو لڑنا مقصود نہین صرف زیارت کرکے واپس ہونگے۔ حضرت عثمانؓ وہان پہونچے۔ تو ان کو روک رکھا۔ اور مشہور کردیا۔ کہ وہ شہید ہوگئے۔ بنا بریں سرور عالم نے وہین درخت کے نیچے صحابہ سے جہاد کی بیعت لی۔ تعداد بیعت شدہ ۱۴ سو لکھا ہے۔ آیۃ یداللہ فوق ایدیہم کی تفسیر مین عمدۃ البیان کا شیعی مفسر بھی تعداد بیعت کنندگان مین ہمارا ہم صفیر ہے۔ لکھتا ہے۔ ۱۴۰۰ سو نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہی بیعت ہے کہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیۃ جسکا مورد ہے۔ بیعۃ الرضوان اور بیعۃ الشجرۃ اسی بیعت کا نام ہے۔

قریش کو اصرار تہا۔ کہ سرور عالم مکہ مین ہرگز داخل نہ ہون۔ آخر کار ہوتے

Marfat.com

ہوالتے یہ قرار پایا۔ کہ اس دفعہ مسلمان واپس جائین۔ آئندہ سال آئین لیکن تین یوم سے زیادہ نہ ٹھہرین۔ لیکن وہ آنا بھی باین شرائط کہ (۱) دس سال جنگ موقوف (۲) اگر قریش کا کوئی آدمی رسول اللہ کے پاس چلا جائے۔ تو اسے واپس کر دین (۳) اگر قریش کے ہاتھ کوئی مسلمان آجائے۔ تو انہین اختیار ہوگا۔ کہ روک رکھین۔ یا واپس بھیجدین۔ اور یہ بھی کہ جو قومین چاہین۔ قریش کا ساتھ دین۔ اور ان کے ساتھ دینے مین روک ٹوک نہ ہوگی۔ سرور عالم نے منظور فرما لیا۔ امیر عمرؓ نے اس مین گفتگو کی چونکہ خلاف مصلحت حقیقی تھی۔ اس لئے قابل توجہ نہ ہوئی۔ چنانچہ جب یہ مصلحت ظاہر ہوئی۔ جیسا ذکر ہوگا۔ تو امیر عمرؓ نادم ہوئے۔ اس کفارہ مین روزے رکھے۔ نفلین پڑھین خیرات دی۔ غلام آزاد کئے الغرض معاہدہ لکھا گیا صحابہ معتبرین کے دستخط کرائے گئے۔ مدینہ عالیہ کو واپس جاتے ہوئے۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا الایۃ۔ نازل ہوئی۔ محدثین نے لکھا ہے۔ کہ اس وقت تک مسلمان اور کفار بالکل ایکدوسرے سے الگ الگ رہتے تھے۔ صلح اور معاہدہ ہو جانے مین میل جول ہونے لگا۔ اسلام کے مسایل اور حکم سے لوگ مطلع ہونے لگے۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ دو برس کے اندر اس کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ کہ ماقبل کی وسیع مدت مین نہوئے تھے۔ یہی مصلحت تھی۔ جو بوقت معاہدہ امیر عمرؓ کی فہم مین نہ آسکی۔ اور خدا تعالےٰ نے اس صلح کو صریح فتح مین لفظ فتح سے تعبیر کیا۔ اسی سال سرور عالم نے سلاطین اور والیان ملک کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھے۔

غزوہ خیبر

خیبر ایک مشہور معروف بڑا شہر ہے۔ مدینہ منورہ سے شام کو جاتے ہوئے آٹھ منزل پر ہے۔ ۷ھ مین یہ غزوہ ہوا۔ اوپر یہ بیان ہو چکا ہے۔ کہ یہودی بنو نضیر۔ جب مدینہ سے بوجہ بدعہدی نکالے گئے۔ تو خیبر مین جا کر صرف آباد ہی نہین

Marfat.com

ہوئے۔ بلکہ حکومت بھی حاصل کرلی۔ المختصر یہ اسلام کے دشمن کبھی بھی آرام سے نہ بیٹھے۔ ہر وقت انکا یہ خیال تہا۔ کہ اسلام یا تو ایک سرے سے مٹا دیا جائے۔ یا کم سے کم ذلیل تو کر دیا جائے۔ تعجب یہ ہے۔ کہ جب انہون نے سر اٹہایا۔ تب ہی خراب اور خاسر ہوئے۔ لیکن ضد۔ اور حسد ایسے دشمن ہین کہ بجز جان اور ایمان لئے راضی نہین ہوتے۔ بنو نضیر نے خیبر جاکر دو تین دفعہ وساطتا یا استقلالاً بہت سر پٹ کوششین کین۔ اسلام نے سرسری طور پر انہین سمیٹ ہا کر لیا۔ لیکن جب یہہ یقین ہو گیا۔ کہ جب تک ان کی پوری گوشمالی نہ کیجائے۔ اور انکا زور نہ توڑا جائے۔ یہ ہرگز ظلم سے باز آنیوالے نہین۔ تو ضرور ہوا کہ ان کیطرف توجہ مبذول ہو چنانچہ ۷ھ مین سرور عالم نے (۱۴۰۰) پیدل اور دو سو سوارون کے ساتھ خیبر کا رُخ کیا۔ خیبر مین یہودیون نے اسی دن کے لئے بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے تہے۔ لیکن اہل اسلام نے جاتے ہی آسانی ان کو فتح کر لیا۔ لیکن قلعہ وطیح وسلالم جن پر عرب کا مشہور بہادر مرحب قابض تہا۔ آسانی فتح نہین ہو سکتے تھے۔ سرور عالم نے اُن کے فتح کرنے کے لئے ابوبکر صدیق رض و امیر عمر رض دونون سپہ سالار یکے بعد دیگرے معین کئے گئے۔ اور وہ نہایت جانبازی سے لڑے چونکہ فتح بنام علی مرتضےٰ رض تہی۔ دوسرا کون فتح کر سکتا تہا۔ اسلئے وہ دونون بغیر فتح واپس ہوئے۔ سرور عالم نے فرمایا۔ کل مین ایسے شخص کو علم دونگا۔ جو بغیر فتح واپس نہ ہوگا۔ اگلے دن تمام اکابر صحابہ رض سج دہج بنا کر ہتھیار لگائے ہوئے باین امید حاضر ہوئے۔ کہ یہ شرف ہمین حاصل ہو۔ مگر قضا و قدر نے یہ فخر حضرت علی رض کے لئے اُٹہا رکہا تہا۔ سرور عالم نے کسی کی طرف توجہ نہ کی۔ اور اپنے داماد علی رض مرتضےٰ کو بلا کر علم عنایت کیا۔ حضرت علی رض شیر کی طرح لپک کر صفین اُڑاتے ہوئے خود مرحب کے سر پر پہنچے۔ اور اس کے سر کو تن سے جدا کر فتح کا ڈنکا بجاتے ہوئے سرور عالم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ خیبر کی زمین مجاہدون کو تقسیم کر دیگئی۔ اسکا

Marfat.com

ایک قطعہ تمغ نامی حضرت عمر رضہ کو ملا۔ بروایت صحیح مسلم امیر عمر رضہ نے ضرورت محسوس کرکے اس کو وقف کر دیا۔ اسلام کی تاریخ مین یہ پہلا وقف تہا۔ جو عمل مین آیا۔ اسی سال سرورِ عالم نے امیر عمر رضہ کو ۳۰ آدمیون کے ساتہہ قبیلہ ہوازن کے مقابلہ مین بہیجا۔ وہ اُن کی آمد سنکر بہاگ گئے۔ کوئی لڑائی پیش نہین آئی۔

سنہ ۸ھ مکہ فتح ہوُا

اس کی ابتدا یون ہوئی۔ کہ مقام حدیبہ مین جو صلح بشرائط بالا قرار پائی تہی۔ اُس مین ایک شرط یہ بہی تہی۔ کہ جو قومین سرورِ عالم کے سایۂ امن مین آنا چاہین آئین۔ اور جو قبایل قریش مین ملنا چاہین۔ ملین۔ چنانچہ بنو خزاعہ سرورِ عالم کے ساتہہ اور بنو بکر قریش کے ساتہہ ہم صفیر ہوئے۔ ان دونون قبیلون مین مدت سے مخالفت اور چہیڑ چہاڑ چلی آتی تہی۔ اور طرح طرح کے جنگ وجدال ہو چکے تھے۔ اب صلح کے بعد دونون لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ کیونکہ شرائط معاہدہ پیش نظر تھا۔ لیکن تہوڑی ہی مدت گذری تھی۔ کہ قبیلہ بنو بکر نے نقض عہد کرکے قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا۔ قریش مکہ نے بہی برخلاف شرائط معاہدہ۔ ہتہیار بہیجنے سے بنو بکر کی مدد کی۔ بلکہ بعض سرداران قریش خود بہی تبدیل لباس اُن کے شریک ہوئے۔ اور بنو خزاعہ کو یہان تک عاجز کیا۔ کہ اُنہون نے حرم کعبہ مین پناہ لی۔ مگر نوفل نے وہان بہی ان کا تعاقب کیا۔ اور کہا کہ کعبہ بہی آج کوئی چیز نہین۔ ہم کو اس کا بدلہ لینا چاہئے۔ ناچار بنو خزاعہ نے جون تون کرکے بخدمت سرورِ عالم استغاثہ کیا۔ کہ امداد ہو۔ ابوسفیان کو خبر ہوئی۔ کہ بنو خزاعہ کا استغاثہ بحضور دائر ہو گیا ہے۔ تو چالاکی سے پیش بندی کے لئے سرورِ عالم کی جناب مین پہنچکر قریش کی طرف سے تجدید صلح کی درخواست کی۔ سرورِ عالم نے کچہ جواب نہ دیا۔ وہ اٹہکر ابوبکر صدیق رضہ اور امیر عمر رضہ کی خدمت مین حاضر ہو کر چاپلوسی اور خوشامد سے بیان کیا۔ کہ آپ اس معاملہ کو طے کر دیجئے۔ حضرت عمر رضہ نے اس سختی سے جواب دیا۔ کہ رہی سہی امیدین بہی اسکی منقطع ہو گئین۔ اور نا اُمید

Marfat.com

ہوکر چلا گیا۔ بنوخزاعہ کے قتل۔ لوٹ مار مین انہون نے کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا تہا۔ اس لئے بالکل بے انصافی تہی۔ اگر درخواست قریش منظور کیجائی۔ سرور عالم نے مکہ کی تیاریان کین۔ اور فوج کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور مکہ معظمہ کے رستون کی ناکہ بندی کیگئی۔ تاکہ قریش کو خبر نہ پہونچ سکے۔ رمضان ۸ھ مین دس ہزار فوج جرار کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اور مکہ معظمہ کے قریب بمقام مرالظہران نزول اجلال فرمایا۔ اور فرمان جاری کردیا۔ کہ تمام سرداران لشکر اپنے اپنے خیمون کے آگے رات کو آگ روشن کردین۔ قریش اس معاملہ سے اگرچہ بے خبر تہے۔ لیکن پہر بہی مطمئن نہ تہے۔ اسلئے مدینہ منورہ کے راستونپر خبرگیری کے لئے لوگون کو بہیجا کرتے تھے چنانچہ اسی رات کو ابوسفیان۔ بدیل ورقا۔ حکیم بن حزام تفحص اور جاسوسی کرتے ہوئے آرہے تہے۔ کہ اُن کو ایک ٹیلہ پر سے مدینہ کی جانب جابجا آگ جلتی ہوئی دکہائی دی حضرت عباسؓ نے جو مقام مرالظہران مین آکر سرورعالم کا جاہ وجلال دیکہا۔ تو طبع رقیق ہوگئی۔ خیال آیا۔ کہ سرورعالم باین شان وشوکت اور غیظ وغضب مکہ مین گئے۔ تو قریش کا ستیاناس ہوجائے گا۔ اگر کوئی صورت ہو تو ان کو مطلع کردون۔ تاکہ وہ الحاح کے ساتھ امان طلب کرلین۔ حضرت عباس نے باین خیال سرورعالم کے خچر پر سوار ہوکر مکہ کا رُخ کیا۔ رستہ مین ابوسفیان کی آواز سنکر بلایا۔ وہ بہی آواز پہچان کر قریب ہوا۔ حالات دریافت کئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ کیفیت ہے۔ ابوسفیان کے ہوش اڑ گئے۔ ششدر ہوگیا۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ کہ آمین تجکو رسول اللہ سے امان دلادون ورنہ تیری خیر نہین۔ ابوسفیان نے اُسے غنیمت سمجہا۔ اور حضرت عباس کے ردیف ہوکر ساتھ ہولیا۔ راہ مین امیر عمرؓ کا سامنا ہوا۔ وہ تاڑ گئے۔ کہ حضرت عباسؓ کو سفارشی بناکر لایا ہے۔ نہایت تیزی سے دوڑکر سرورعالم کیخدمت مین حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ مدتون کے بعد اس دشمن پر قابو ملا ہے۔ اجازت ہو تو اسکی گردن ماردون۔ حضرت عباسؓ نے بھی حاضر ہوتے ہی یہ سن لیا۔ اور کہا اے عمرؓ اگر یہ عبدمناف کے خاندان سے

Marfat.com

نہ ہوتا۔ اور تمہارے قبیلہ کا آدمی ہوتا۔ تو تم اس طرح اسکی جان کے خواہان نہ ہوتے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ یہ آپ کی عدم توجہی ہے۔ ورنہ خدا کی قسم اگر خطاب میرا باپ اسلام لاتا۔ تو مجہکو اتنی خوشی نہ ہوتی۔ جتنی اس وقت ہوئی ہے جب آپ اسلام لائے تھے۔ سرورِ عالم نے حضرت عباس کی سفارش قبول فرما کر امان دیدی۔ بلکہ یہ اضافہ بھی کر دیا۔ کہ جو شخص ابوسفیان کے گہر مین پناہ لے گا۔ وہ بہی باامن ہوگا ابوسفیان کو اجازت ہوئی۔ کہ مکہ واپس چلا جائے۔ سرورِ عالم نہایت جاہ و جلال کے ساتھ مکہ معظمہ کیطرف بڑھے۔ اور مشتہر کر دیا۔ کہ جو شخص ابوسفیان کے گہر مین پناہ گزین ہوگا یا حرم کعبہ مین پناہ لیگا۔ وہ مامون ہے۔ سرورِ عالم بلا مزاحمت مکہ معظمہ مین نہایت اجلال کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور درِ کعبہ پر کہڑے ہو کر نہایت فصیح بلیغ خطبہ پڑہا۔ پہر حضرت عمرؓ کو ساتہہ لیکر کوہ صفا پر لوگون سے بیعت لینی شروع کی لوگ جوق جوق آتے۔ اور بیعت کرتے جاتے۔ حسب فرمان سرورِ عالم کی بیعت کی۔ خانہ کعبہ مین جو بُت اور تصویرین تہین۔ سب کو ملیامیٹ کر دیا۔ چند بت کعبہ کی دیوارونپر باقی رہ گئے۔ جہان ہاتھ نہین کام کر سکتا تھا۔ حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میرے کاندھے پر سوار ہو کر توڑ ڈالئے۔ فرمایا نہین۔ بلکہ تم میرے دوش پر سوار ہو کر یہ کام کرو۔ آپ نے بفرمان سید انس و جان سوار ہو کر تعمیل کی۔ کسی شاعر نے اس وقت کی کیفیت کو اچھے لفظون مین ادا کیا ہے۔ کہتا ہے۔ ؎

علیؓ بر دوشِ احمد چشم بد دور　　عیان شد معنئ نورٌ علےٰ نور

حضرت امیر عمرؓ اس بات پر معین تھے۔ کہ کعبہ کے اندر جو مورتین اور صورتین ہین انکو مٹا دین۔ غرض کعبۃ اللہ تمام آلائش سے پاک کر دیا گیا۔ اور اللہ اکبر کے نعرے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے غلغلون سے تمام مکہ گونجنے لگا۔ فللہ الحمد۔ تمام اہل مکہ کو گولمان مل گئی۔ لیکن یہ خیال تہا۔ کہ شاید سرورِ عالم معلوم نہین کہ غلام بنانا پسند کرینگے۔ یا کیونکر۔ کیونکہ جو کچہہ ہم نے ان کے مقابلہ مین کیا ہے۔ وہ ہم پر مخفی نہین۔ مگر رحمۃ للعالمین کی یہ کب شان ہے۔ کہ وہ خلاف رحمت معاملہ کرین۔ عام اشتہار دیدیا کہ انتم الطلقاء

Marfat.com

تم آزاد ہو۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ لا تثریب علیکم الیوم ان پاکیزہ کلمات اور خوش اخلاقی رحم دلی سے معافی نے وہ کام کر دکھلایا۔ کہ گرد نواح سے اسقدر فوج فوج اور گروہ گروہ آکر اسلام مین داخل ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سورہ نصر مین ان کو تصویر کھینچ کر دکھلادی۔ اور فرمایا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ اس سال غزوۂ حنین جسے غزوہ ہوازن اور اوطاس بھی کہتے ہین۔ ظہور مین آیا۔

غزوۂ حُنین

حنین اور اوطاس دو مقامون کے نام ہین۔ جو کہ مکہ اور طائف کے بیچ مین ہین۔ ہوازن ایک قوم ہے۔ جن سے اِن مقامون پر لڑائی ہوئی۔ ہوازن عرب کا مشہور اور معزز قبیلہ ہے۔ جب سرورِ عالم بارادہ فتح مکہ۔ مدینہ منورہ سے فوج جرار کے ساتھہ نکلے۔ تو انہین یہ وہم ہوا۔ کہ ہم پر حملہ کرنا مقصود ہے۔ پس جنگ کی تیاریان شروع کر دین۔ جب یہ معلوم ہوا کہ آنجناب مکہ پہنچے۔ تو مکہ پر حملہ کرنے کیلئے سامان کے ساتھہ بمعہ فوج کثیر وادیٔ حنین مین ڈیرے جما دیئے۔ اور کمین گاہون کو مضبوط کر لیا۔

سرورِ عالم نے بجمعیت بارہ ہزار اُدھر کا رُخ کیا۔ القصہ حنین مین دونون لشکر صف آرا ہوئے۔ مسلمانون نے پہلے حملے مین ہوازن کو شکست دیکر بھگا دیا جب اہل اسلام غنیمت مین مصروف ہوئے تو ہوازن نے کمین گاہون سے نکل یکدم ایسا حملہ کیا۔ کہ مسلمان سنبھل نہ سکے۔ اور ہلچل پڑ گئی۔ تیرون کی بوچھاڑ نے اُن کا استقلال نہ رہنے دیا۔ بجز معدودہ کبر اصحابہ کے کوئی بھی ثابت قدم نہ رہ سکا

مسلمانون کو چونکہ اپنی کثرت پر گھمنڈ کیا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ان پر ابتلا کی۔ کہ اگر نصرت خدا تعالےٰ نہ ہو۔ تو ہوتا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف مین یہ مفصل طور پر مرقوم ہے۔ فرماتے ہین۔ ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ الخ۔

Marfat.com

سرورِ عالم نہایت شجاعت کے ساتھہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوکر حضرت عباس کو فرمایا کہ بلند آواز سے مسلمانون کو ہوشیار کردے۔ چنانچہ ان کے باحشمت آواز نے کہ اے بہادرو؟ کہان بہاگے جاتے ہو۔ یہ سرورِ عالم موجود ہین۔ اس عباسی آواز نے مسلمانون کے ٹوٹے پہوٹے دلون کو سنبھالا۔ اور پلٹ کر سنبھلگئے۔ لڑائی کی بگڑی ہوئی صورت پھر بن گئی۔ اور ایسا حملہ کیا۔ کہ صرف نری پری فتح ہی نہین بلکہ چھہ ہزار آدمی بھی ہوازن کے گرفتار کرلئے۔ لکھا ہی۔ کہ چند یوم کے بعد رہے سہے ہوازن کے لوگ بخدمت سرورِ عالم حاضر ہوئے۔ اور نہایت دردناک لہجہ مین عرض کی۔ کہ ہوازن کے قیدی احساناً بلاعوض رہا ہون۔ یہ بات کسی قدر مشکل تہی کیونکہ لڑنیوالی فوج کا اس مین حصہ تہا۔ رحمۃ للعالمین جبلت ان کو بھی کہنا گوارا نہ کرسکتی تہی۔ مصلحت سوچکر فرمایا۔ نماز کیوقت جب تمام غازی جمع ہونگے۔ وہان یہ درخواست پیش ہو۔ جب نماز ہوچکی۔ تو درخواستی حاضر ہوئے۔ اور بیان کیا۔ کہ ملتمس قبول ہو۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ معاف مہاجرین وانصار نے مزاج شناسی کرکے عرض کی۔ کہ ہمارے حصص کا بھی اختیار حضور ہی کو ہے آپ نے تمام قیدیون کو بلاعوض احساناً رہا کردیا۔ ؎

دل و جانم فدایت یا محمدؐ
سرِ من خاک پایت یا محمدؐ

غزوۂ تبوک

یہ ایک قصبہ ہی۔ شام اور وادی القریٰ کے درمیان ۹ھ مین یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ قیصر دوم تمام گرد و نواح کے عیسایون کے ساتھہ مل کر جنگ کی تیاریان کررہا ہے۔ سرورِ عالم نے یہ سنکر صحابہ کو تیاری کا حکم دیا۔ چونکہ نہایت تنگی و عسرت کا زمانہ تہا اسلئے فراہمی مال کیلئے چندہ کی ترغیب دی گئی۔

Marfat.com

اکثر صحابہؓ نے بڑی بڑی رقمین پیش کین۔ سامان جنگ بآسانی مہیا ہو گیا۔ سرور عالم مدینہ سے تشریف لیجاکر تبوک پہنچے۔ دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ وہ خبر غلط تھی۔ اس لئے چند روز ٹہیر کر انتظامات مناسب کرتے ہوئے۔ واپس مدینہ مین رونق افروز ہوئے۔

سنہ ۱۰ھ مین تمام اطراف عرب سے نہایت کثرت سے سفارتین آئین۔ اور ہزارون نہین۔ بلکہ لاکھون آدمی اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اور خاتمہ بالخیر ہوا۔

اعمام النبی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے

حضرت عبد المطلب کے ۱۲ فرزند تھے ہین۔ لیکن معارف ابن قتیبہ مین دس بتلائے ہین۔ نام نامی اُن کے یہ ہین۔

(۱) عبداللہ (۲) زبیر (۳) ابوطالب حضرت علیؓ کے والد (۴) عباس (۵) ضرار (۶) حمزہ (۷) مقوم (۸) ابولہب (۹) حرث (۱۰) غیداق۔

اول نمبر حضور سرور عالم فداہ ابی و امی کے والد ہین۔ اور باقی چچے ہین۔

عمات النبی سرور عالم کی پھوپھیان

اُن کی تعداد چھ بیان کی گئی ہے۔

(۱) عاتکہ (۲) اُمیمہ (۳) بیضاء (۴) برۃ (۵) صفیہ (۶) اروی۔

عاتکہ ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی کی منکوحہ تھین۔ اور امیمہ جحش رباب کی زوجہ تھین۔ بیضاء کی شادی کریزہ ابن ابن عبد الشمس سے ہوئی۔ برۃ۔ عبد الاسد بن ہلال مخزومی کے ساتھہ بیاہی گئین۔ ابوسلمہ اسی کا فرزند تھا۔ ام سلمہ ام المومنین قبل از سرور عالم اسی کے نکاح مین تھین صفیہ [illegible] ام حبیبہ کے عقد مین تھین۔ پھر عوام بن خویلد کی منکوحہ ہوئین۔ وہی ام الزبیر۔ اروی عمیر کے نکاح مین آئی۔ صفیہ جو زبیر کی ماں تھی۔ بالاتفاق مسلمان ہوئین تھین۔ اروی مین اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

معجزاتِ سرورِ عالم

اس مین کافۂ اہل اسلام متفق ہین۔ کہ معجزات سرورِ عالم افزون تر از عدو عد ہین۔ چکرالی ومن نخا بنحوہ شر۔ ذمۃ قلیلۃ اس حکم مین ہے۔ کہ من شذ شذ فی النار قصہ اسکے وشی قسر وعلمک مالم تکن تعلم وقائع گذشتہ واخبار آئندہ قرآن شریف مین موجود ہین۔ بلکہ افضل ترین معجزہ خود قرآن شریف ہے۔ گریۂ ستون پانی کے چشمہ ہا کا انگلیون سے جاری ہونا۔ ایک کاسہ شیر سے تمام اہل صف کا سیر ہونا درندون۔ چرندون کا شکایت لانا۔ حشرات الارض کا گواہی رسالت ادا کرنا۔ شجر و حجر کا مطیع و منقاد ہونا۔ وغیرہ وغیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت جامی کا کیا اچھا فیصلہ ہے۔ کہ مصرعہ۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ آپ کا وجود سراپا مسعود ہمہ تن معجزہ تہا۔ آپ کے حرکات سکنات کلام رفتار تمام معجزہ تہے۔

ہر جلوۂ جمال ترا ناز دیگر است ہر نغمۂ کمال ترا ساز دیگر است
اعجاز حسن را بسخن نیست احتیاج ہر غمزۂ ز چشم تو اعجاز دیگر است

حتی کہ آپ کے فضلات کی بہی عجیب کیفیت ہے۔ سرورِ عالم کا فضلہ زمین پر کبہی نہین دیکہا گیا۔ بول نبیؐ عنبر کی طرح اس شخص کے حق مین موجب تعطر و تنور ہو گیا۔ جس نے اندھیری رات مین پانی کے خیال سے نوشِ جان کیا۔ آب دہن سے مریض شفایاب ہو گئے۔ پسینہ مشک کو گرد کرتا تھا۔ جسد اطہر کا خود سایہ نہ ہونا۔ عجیب تر معجزہ ہے۔ نعم من قال۔

ابیات

سایہ نبودش بزمین اے فلان سایہ ندید است کس از روح جان

Marfat.com

عرق تنش طیب تر از مشک چین — فضلہ دگر ہا بہمین حکم بین
غائط و خون بول نبی طاہر است — گفت چنین آنکہ بدین ماہر است
در شب تاریک یک از راہ مرد — بول نبیؐ با شبہ آشام کرد
شام دلش صبح شد و پاک شد — جملہ تنش صاف عطرناک شد
آنکہ چنین فضلۂ او نادر است — ذات مبارک چہ بود برتر است

معجزات بابرکات کا بحر ذخار کون تیر سکتا ہے۔ اور اُن کے لئے گویائی کہان تک بیان کر سکتی ہے۔ جبکہ ایک ہی معجزہ مین جامی جیسے پہلوان باینطور سنان خامہ کو پہینکدین کہ۔ ؎

دراین مشہد ز گویائی مزن دم — سخن را ختم کن واللہ اعلم

باقی رہا اس نبیؐ امی فداہ ابی وامی کا علمی ذخیرہ اس کی نسبت چہ یارا کہ دم زنیم جل علمہ۔ قصیدہ بردہ والے علامہ کو بہی اس کا کل تو معلوم نہین ہوا لیکن اس کی جزو کو باین طور بیان کیا ہے۔ ؎

ومن علومك اعلم اللوح والقلم من تبعیضیہ ہے۔

علماء نے وجہ تبعیض یہ لکہی ہے۔ کہ لوح مین صرف مخلوقات کا علم مندرج ہے۔ ذات وصفات باری کے معارف سے وہ معرا ہے اور حضور سرور عالم کی لوح قلب اس سے بہی لبریز تہی۔ افسوس اُن جاہل ناعاقبت اندیشون پر ہے جو سرور عالم کی نسبت علمی نقائص منسوب کرتے ہین۔ بے خبر اس سے کہ علماء کاملین نے فیصلہ دیدیا ہے کہ جو کوئی سرور عالم کے حق مین کسی قسم کی بے ادبی کرے خواہ طرز بیان مین خواہ عبارت مین یا اشارت مین جس سے آنحضرتؐ کیطرف کوئی نقص عائد ہوتا ہو۔ خواہ جہالتاً یا عمداً وہ شاتم النبیؐ کے حکم مین ہے۔ قتل کیا جائے عذر جہالت یا ذلت لسانیہ نامسموع ہوگی (دیکہو شفا قاضی عیاض) قاضی ثناء اللہ مالابد مین لکہتے ہین۔ ملعونے کہ در جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ دشنام دہد یا اہانت کند در وصفے از اوصاف او یا در صورت مبارک او خواہ آنکس مسلمان بود خواہ ذمی

Marfat.com

یا حربی اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد واجب القتل کافر است گو بہ او مقبول نیست اجماع امت بر آن است کہ بے ادبی ہر کس از انبیا کفر است خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ لنتہے ۔ فَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝

سرورِ عالم کی جانشینی اور جانشینوں کا مختصر تذکرہ

اس مین شک نہین ۔ کہ سرورِ عالم کے فیض یافتہ خلفاء پانچ ہین ۔ ابو بکر صدیق ؓ عمر فاروق ؓ عثمان ؓ غنی ۔ علی ؓ مرتضیٰ حسن ؓ مجتبیٰ ۔ چونکہ اخیری صاحبزادہ بلند اقبال نے خلافت کو ترک کر دیا تھا ۔ اسلئے خلفاء اربعہ مشہور ہین ۔ مسئلہ خلافت کی نزاع اسی وقت سے قایم ہے ۔ جب سے کہ خلافت کی بنیاد قایم ہونے لگی ۔ آجتک یہ جھگڑا چلا جارہا ہے بجز قیامت کے اس کا فیصلہ ہونا ناممکن نہین ۔ لیکن مشکلتر ضرور ہے ۔ ہمارے زمانہ مین یہ مسئلہ بوجہ ترقی بغض وعناد حسد اور نفاق کے ایسا پیچ در پیچ ہوگیا ہے ۔ کہ خدا کی پناہ ۔ خلافت کی اصلی تصویر پر وہ رنگ آمیزی کی ہے کہ سچ مچ اس کو مشتبہ کر دیا ہے ۔ بجز صاحبان بصیرت اس کا حلیہ بہی بیان کرنے سے عاجز ہین ۔ تعجب یہ ہے ۔ کہ سر پٹ کوشش سے بہی بجز دل خوش کر لینے کے کچھ ہوتا ہوتا نہین ۔ جو ہونا تہا ۔ ہو چکا ۔ اور یہ نہایت بے انصافی ہوگی ۔ کہ یون کہا جائے ۔ کہ سرورِ عالم ؐ کی وفات کے بعد تمام صحابہ ؓ و اہلبیت راہِ راست سے بگڑ گئے ۔ صحابہ ؓ اسلئے کہ خود غرضی سے نظام حکومت حاصل کر لی ۔ اور اہلبیت اس لئے کہ خود غرضی سے ظالمون کی اطاعت کر لی ۔ اور راہ حق مین یہانتک مداہنت کی ۔ کہ باوجود اس بات کے کہ شیر خوار لڑکے سے جو اپنے شیر گاہ کا عاشق ہوتا ہے ۔ اس سے بہی موت پر زیادہ عاشق تہے ۔ جان بازی کر کے حق اور باطل مین فرق نہ کر دکھلایا ۔ بلکہ ایسے بزدل ہوئے ۔ کہ ہان مین ہان ملاتے رہے ۔ اور حلقہ بگوش ہو گئے ۔ جمعہ کیا جماعت روزانہ مین انہین سے اقتدا جنگون مین

Marfat.com

معین. مشورون مین صلاحکار بنے رہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ تقیہ پیش ہو۔ جو کسی خاص موقع پر نہین۔ بلکہ دائمی اور لازمی صفت بن گیا۔

میرے خیال مین تو یہ چارون خلفا، سرور عالم کے سچے تابعدار اور مستحق خلافت تھے۔ چونکہ ان کی عمرین اسی طرح تھین۔ جس طرح خلافت کی ترتیب وقوع مین آئی۔ پس ہر ایک مستحق کو اپنا حق ملتا گیا۔ ورنہ ضرور ہے کہ کسی مستحق کا حق چلا جاتا۔ اور یہ صرف میرا خیال نہین۔ بلکہ ان حق پسند اور صاف دل صوفیون کا خیال ہے۔ جو راستبازی۔ تقویٰ کے دست و بازو خیال کئے جاتے ہین۔ کما فی الیواقیت ۱۲

ہم سچے دل سے خدا کو حاضر کر کے کہتے ہین۔ کہ اگر خلافت اصحاب ثلاثہ کی باطل نہین مشتبہ بھی ہوتی۔ تو ہمارے سردار حضرت علی جو شجاعت اور حق گوئی اور انصاف پسندی کے اعلیٰ رکن رکین تھے۔ کبھی اس بات کے روادار نہ ہوتے۔ کہ ان کے مسند نبوی پر قدم رکھنا بجائے خود۔ اس کی طرف چلنے کا بھی دم بھرنے دیتے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب لوگون نے آپ کو بھڑکایا۔ کہ خلافت ظاہری بھی بلا فصل آپکا حق ہے۔ تو جواب دیا کہ اگر ایسا ہوتا۔ تو ابو قحافہ کے بیٹے کی طاقت تھی۔ کہ پیش دستی کر سکتا۔ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لکھتے ہین۔ کہ از وے کرم اللہ وجہہ نقل کردہ اند کہ فرمودہ سوگند بخدا کہ پیدا کنندہ نفس و رویانندہ دانہ است اگر پیغمبر خدا با من عہد کردہ باشد و امرے فرمودہ و بر من حرز این روائے نبود نگذارم ابن ابی قحافہ را کہ بر اورنگ پایہ مصطفےٰ برآید ولیکن چون آنحضرت باوجود حضور من و معرفت موضع من ابو بکرؓ را امر کرد کہ امامت کند و با مردم نماز گذارد۔ مرا مجال نزاع در آن نبود چہ آنحضرت او را در امر دین نا اختیار کرد۔ ما را اختیار او در کار دنیا اولے باشد و شیعہ گویند کہ این ہمہ از جہت تقیہ بود و بحقیقت این تقیہ کہ شیعہ اعتقاد کنند۔ اگر بنظر انصاف در نگرند عین عیب و صریح منقصت است یعنے علی مرتضیٰ کہ طلب حق نکرد و سکوت ورزید و بطلب حق بر نخاست ازان بود کہ از اجل امی ترسید تا وے را نکشند و ہلاک نکنند این چہ سخن است مثل علی مرتضیٰ

Marfat.com

با آن کمال ایمان و یقین که لوکشف الغطاء ما ازدوت یقیناً از پیغمبر شنیده باشد که خلیفه (ظاهری) بعد از من تومی و اشارت غیر این معنے ندارد که متکفل تمشیت و اجرائے احکام دین بعد از من تو خواہی بود۔ دیگر وے از مردم بترسد و داند که اگر من طلب خلافت کنم کشته شوم و نیز تقیه و خوف و رجائے بود که صاحب حق ضعیف و مغلوب و زبون بود اینجا نه چنین است۔ علی مرتضیٰ با آن شجاعت و صلابت در دین و توکل بر خدا که وے داشت و فاطمه رضہ بنت رسول اللہ با آن عظمت و علو منصب زوجه وے۔ و حسنین سبط رسول اللہ محبوب ترین خلق نزد وے و عباس رضؓ بن عبد المطلب عم رسول اللہ با آن رفعت محل تابع وے و زبیر بن عمه رسول اللہ ص با کمال شجاعت و شہامت که داشت بادے و بنو ہاشم با آن شوکت و عزت و شجاعت برادران وے۔ دیگر ضعف و زبونی چه معنے دارد۔ و روایت کرده اند که عباس در مدت توقف با علی رضؓ گفت دست برار که با تو بیعت کنم تا اہل علم گویند که عم رسول اللہ ص با ابن عم وے بیعت کرد و ہیچکس را مجال خلاف با تو نماند و ابو سفیان اموی گفت چه شد شما را اے پسران عبد مناف که راضی شدید که یتیمی بر شما والی گردد۔ ارذل بیت من قریش اشارت ابا بکر صدیق کرد۔ که از نبی یتیم بود۔ اگر شما دعوی کنید من پیاده و سوار چندان جمع کنم که تمام وادی پر گردد و دمار از روزگار ایشان برآرم۔ پس علی مرتضیٰ او را منع کرد و زجر فرمود۔ که یا عدو اہل اسلام این چه سخن است که تو می گوئی۔ میخواہی۔ که فتنه برپا شود۔ الخ کذا فی التکمیل۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ که بالجمله علی مرتضیٰ دایم مطیع و سامع و ممتثل امر ابو بکر صدیق رضؓ بود و در نماز فرض و جمعه و عید اقتدا بوے میکرد۔ و در غزوه بنی حنیفه که مسیلمه کذاب در انجا کشته شد۔ بادے بود و جاریه را که از غنائم آن غزوه به تسری برگرفت اگر بحکم امام حق غزوه نمی بود۔ تصرف در غنایم آنجا جائز نمی بود و ہیچ عاقلے روا دارد که علی مرتضیٰ که شیر خدا و امام اولیاء و مرکز دائره حق بود قرآن بادے بود و با قرآن مدت عمر در نماز و جمیع طاعات بدنی و مالی تابع او باشد۔ با وجود آنکه داند که حق بجانب اوست۔ و از رسول خدا نصے در شان خود شنیده باشد بطلب حق نه برآید۔ و

Marfat.com

سکوت وراز دومدت عمر خود زبون واسیر اہل باطل وارباب ہوا بود الخ -
قول متحسن مین سیوطی کی تصحیح سے یہ روایت لکھی ہے - کہ حضرت علیؓ نے فرمایا-
لوکان عندی من النبی عهد فی ذلك ما ترکت اخا بنی تیم بن مرة وعمر بن الخطاب
یقومان علی منبره ولقاتلتهما بیدی ولو لم اجد الا بردی هذه ۱۲ صفحہ ۲۲۰ -
اگر حضرت سرور عالم نے خلافت ظاہری کے لئے آپ ہی کو نامزد کیا ہوتا - تو کیا ممکن
تہا - کہ آپ بوقت حصول خلافت علے رؤس الاشہاد ایسے عہدہ مفوضہ کی نسبت یہہ
فرماتے کہ واللہ ما کانت لی فی الخلافة رغبة ولا فی الولایة ارب بلکہ ساتھ
ہی یہ فرمایا - ولکنکم دعوتمونی الیها ودعوتمونی الیها - (کما فی نہج البلاغت)
واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا کی تفسیر مین صافی اور مجمع البیان دونون
شیعی تفسیرون مین لکہا ہی - کہ پوشیدہ بات سرور عالم نے یہی فرمائی تہی - کہ عائشہ
اور حفصہ دونون کے والد میرے بعد تخت حکومت کے مالک ہونگے - لام - کاف
تقیہ کی تاویل قائلین کو مبارک ہو - نہج البلاغت سے تو صراحتا معلوم ہوتا ہے -
کہ آپ یعنے علی مرتضے کو یقین طور پر معلوم نہا - کہ خلافت بلافصل کا دعوی قبل
از وقت ہے - چنانچہ شریف رضی نے حضرت علیؓ کے کلام کو نقل کیا ہے لکہتے ہین
ومن کلام له لما قبض رسول الله وخاطب له العباس وابو سفیان بن
حرب ان یبایعاله بالخلافة ایها الناس شقوا امواج الفتن بسفن
النجات وعرجوا عن طریق المنافرة وضعوا تیجان المفاخرة افلح
من نهض بجناح او استسلم فاراح هذا ماء اجن بعض بها اکلها ومجتنی
الثمرة بغیر وقتها - انیاعها کالزراع بغیر ارضه فان اقل یقولوا حرص
علی الملك وان اسکت یقولوا جزع من الموت هیهات بعد اللتیا والتی
لابن ابی طالب انس من الموت من الطفل بثدی امه بل اندمجت علی مکنون
علم لو بحت به لاضطربتم اضطراب الارشیة فی الطوی البعیدة ۱۲ (مطرف)
یعنی جب رسول اللہ کا قبض ہوا - اور عباس رض وابو سفیان نے آپ سے بیعت

Marfat.com

خلافت کی درخواست کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے لوگو نجات کی کشتیون کیساتہہ فتنہ کی موجون کو پہاڑو۔ اور باہم نصرت کے طریق سے یکسو رہو فخر کے تاج کو اتارو۔ جو بازو کے ساتہہ اٹھتا۔ یا مطیع ہو اچین کی۔ یہ تلخ پانی ہے۔ جو پینے والے کے گلے مین پہنستا ہے۔ اور بوقت میوہ چننے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ غیر کی زمین مین کشت کرنیوالا۔ اگر مین بولتا ہون۔ تو کہینگے۔ ملک کی حرص کی۔ اگر چپ رہتا ہون۔ تو کہینگے۔ موت سے ڈر گیا۔ توبہ توبہ بعد چنین وچنان کے بات تو یہ ہے۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب بہ نسبت اس بچہ کے جو اپنی مان کے پستان کا شائق ہوتا ہے۔ موت کا زیادہ شائق ہے۔ بلکہ مین اپنے پوشیدہ علم پر مطلع ہون۔ اگر اس کو ظاہر کرون۔ تو تم کہرے کوئین کی رسیان کی طرح کانپنے لگو ۱۲ (مطرقہ)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے ان کی درخواست رد کی۔ باین دلیل کہ ابہی میرا وقت نہین آیا۔ اور قبل از وقت وہی بات ہے۔ کہ غیر کی زمین مین کشت کرنا۔ جو مجھہ سے نہین ہو سکتا۔ نہج البلاغت مین یہ بہی لکہا ہے۔ انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضیٰ الخ

اسرار الہدیٰ مین عیون الاخبار شیعی سے خود خضر سے نقل کیا ہے۔ کہ اس نے بوقت ملاقات حضرت علی علیہ السلام علیک یا رابع الخلفاء کہا۔

اب یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ یہ تو سب کچہہ ہوا۔ لیکن احادیث صحیح سنیون کی کتابون مین موجود ہین۔ کہ سرور عالم نے بحق علی مرتضیٰ رض فرمائین۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور یہ حدیث کئی طریق سے مروی ہے۔ کاد ان یکون متواترا ثابت ہے منی بمنزلۃ ہارون من موسےٰ الا انہ لا نبی بعدی بلکہ بعض حدیثون مین یہ بہی آیا۔ کہ علی ولی کل مومن بعدی۔ بعض محدثین نے صحیح بہی کہا ہے۔ ان کا کیا جواب ہے۔ ہم بڑے زور سے اور کہلے منہ کہتے ہین۔ کہ یہ احادیث صحیحہ ہین۔ مولی بہی بمعنی خلیفہ فرض کر لیتے ہین۔ اور بعدی بہی اتصال کے لئے ہے۔ حدیث اقتدوا من بعدی ابوبکر رض وعمر رض۔ ت۔ ان لم تجدینی فاتی ابابکر۔ مروا

Marfat.com

ابابکر یصلی بالناس۔ ایک عورت کو کہا۔ ان جئت فلم تجدینی فاتی ابابکر فانہ الخلیفۃ من بعدی اس قسم کی احادیث بھی بکثرت ہین۔ اور ہین بھی صحیح ان مین تطبیق اور توفیق بھی بآسانی ہوسکتی ہے۔ ہر حدیث کا اپنا محل ہے۔ لیکن انصاف درکار ہی۔ ہم مختصر طور پر اس کا ذکر کردیتے ہین۔ وما توفیقی الا باللہ۔

احادیث جو علی مرتضیٰ رض کے حق مین بیان کی گئین۔ ان سے مراد ولایت و خلافت باطنہ ہے۔ جو بلا فصل ہے۔ اور وہ احادیث جو ابوبکر رض صدیق کے بارہ مین وارد ہوئین۔ ان سے مراد خلافت ظاہرہ ہے جو بلا فصل ہے۔ فلا تعارض۔ اب نظر ڈالنے سے یقینا معلوم ہوگا۔ کہ خلافت باطنہ کا کام جو علی مرتضےٰ نے کیا۔ وہ انہین کا حصہ تہا۔ اور خلافت ظاہرہ کا کام جو ابوبکر صدیق رض وغیرہ نے کیا اسکی تفصیل ہی ہین۔ یہ بھی بتلانا ضروری ہے۔ کہ خلافت باطنہ کا کام ہے۔ دلون کو صاف کرنا۔ دنیا سے سرد مہری۔ بغض کینہ سے برأت۔ جہاد نفس۔ تمام اوصاف ذمیمہ سے مجلی اور اوصاف قبیحہ سے اجتناب۔ اور خلافت ظاہرہ کے متعلق ہے اجرائے احکام شریعت۔ جہاد کفار۔ صوم۔ صلوۃ کی پابندی وغیرہ وغیرہ یہی وجہ ہی کہ خلفاء ثلاثہ سے جو کام ہوئے۔ وہ حضرت علی رض نہین کرسکے۔ اور جو کام حضرت علی رض نے کئے اُنکی طرف سے وہ معطل رہے۔ ابوبکر صدیق رض کو دیکھو۔ کہ مسیلمہ کذاب کو کس طرح نابود کیا۔ مرتدین کی کیسی خبر لی۔ منکرین زکوٰۃ کی کیسی گت بنائی۔ دمشق۔ بصرہ کوفہ بلقان وغیرہ کو کس طرح فتح کیا۔ خلافت کل دو برس اور چند ماہ۔ حضرت علی رض نے اُن سے دگنی مدت خلافت کی۔ لیکن کوئی ملک اور شہر فتح نہین کیا۔ (دقیقہ سر بمشکفد فی تذکرۃ خلافۃ المرتضےٰ رض)

اگرچہ اولیاء اللہ کا ایک ایسا سلسلہ قایم کردیا۔ اور دلون مین وہ نور بھر دیئے کہ ایک ایک فرد کو لو اقسم علی اللہ لابرہ کا مصداق بنا دیا۔ جہاد نفس سے اتنے نفوس مزکے کئے۔ کہ جنکی تعداد بجز علیم خبیر کسی کو معلوم نہین۔ یہی باعث ہے۔ کہ تمام سلاسل اولیاء اللہ انہین کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ اور یہ ولایت

Marfat.com

باطنہ بلافصل حضرت علی مرتضیٰ سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک سینہ بسینہ
چلی آئی۔ کما اقربہ ولی اللہ الدہلوی وغیرہ لا یعلم عدہ الا اللہ دیکھو
قول مستحسن صفحہ ۲۲۲ حضرت باقی باللہ حضرت علیؓ کی کنیت ابوتراب کی نسبت سے فرماتے
ہین کہ تراب اشارہ ہی۔ وجود اہل التوحید اور مقام فنا کی طرف۔ حاصل معنی
ابوتراب یہ ہوگا۔ کہ حضرت ابوتراب ھوالاصل المقتدی الامام المرجع لطائفۃ
الفقراء وارباب الفناء الکمل فلاجرم ان سلاسل مشائخ الطریقۃ
تنتھی الی ذات الشریفۃ ۱۲ الفقہ ابوتراب اینست تفسیر اشارہ این چنین است
خلافت ظاہرہ اگر ان آئمہ سے کسیکو حاصل بھی ہوئی۔ تو اس کا نبھانا مشکل ہوگیا۔
اگر ایسا نہ مانا جائے۔ تو سرورعالم کا فرمودہ کہ میرے بعد ۱۲ خلیفے ہونگے یہ معنی
ہوگا۔ پوچھنے والا پوچھ سکتا ہے۔ کہ سرورعالم کا ان چھ فرمودہ کہ میرے بعد ۱۲ خلیفہ
ہونگے۔ اور ہین بھی ہی حضرت علی رضہ سے لیکر امام مہدی تک۔ پھر کیون نہ ہوئے
کیا پیشینگوئی وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحیٰ کی بھی شان ہی لامحالہ
ماننا پڑے گا۔ کہ خلافت سے مراد خلافت باطنہ ہی۔ جو خلافت ظاہرہ سے کہین بڑھ
چڑھ کر ہے۔ جو واقع مین ہوئی بھی۔ حضور سرورعالم کے مقولہ سے کہ مثل اھلبیتی
کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق سے بخوبی توضیح ہوجاتی
ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے کیا اچھا لکھا ہے۔ جسکے سمجھنے سے بے تعصب
انسان بخوبی یقین کرسکتا ہے۔ کہ جو ہم نے کہا۔ وہی حق ہے۔ ہم اس محدث
کی تحریر کو جو سلک مروارید سے زیادہ شاندار ہے بلفظہ ملتقطا درج کرتے تاکہ
ناظرین لطف اٹھاکر مشکور یا مسرور ہون۔

وھو ھذا۔ لہذا محققین صوفیہ نوشتہ اند۔ کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ
اند وحضرت امیرؓ حامل کمالات ولایت[1] ولہذا کار اینہا کہ جہاد با کفار وترویج احکام

[1] شاہد النبوت مین جامی علیہ الرحمۃ نے فیصلہ کر دیا ہی کہ نبی کی نبوت اور ولایت دو مرتبہ ہین مرتبہ ولایت نبی کا مرتبہ
نبوت سے افضل ہے۔ ۱۲ یہ معنی نہین کہ ولایت غیر نبی نبوت سے افضل ہے۔ کما اغتر بہ بعض الجہال (بقیہ صفحہ ۷۳ پر دیکھو)

Marfat.com

شریعت واصلاح امور ملت است از شیخین خوب سر انجام یافت۔ وکار اولیاء از انجام طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین وتنبیہ برغوایل نفس وترغیب زہد در دنیا از حضرت امیرؓ بیشتر مروی گشت۔ ولہذا شیوخ طریقت وارباب معرفت وحقیقت آنجنابؓ (حضرت علیؓ) را فاتح باب ولایت محمدیہ وخاتم ولایت مطاقہ نوشتہ اند۔ وازین است کہ سلاسل جمیع فرق اولیاء وآئمہ بانجناب منتہی میشود ومانند جداول از بحر عظیم منبعث میگردد۔ چنانچہ سلاسل تلمذ فقہاء شریعت ومجتہدین ملت بشیخین ونواب ایشان مثل عبداللہ بن مسعود ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعبداللہ ابن عمر میرسد ورشحہ از علوم ایشان میکرد۔ ومعنے امامت کہ در اولاد حضرت امیر ماند ویکے مردیگرے را وصی آن می یافت ہمین قطبیت ارشاد منبعیت فیض ولایت بود ولہذا الزام این برکافہ خلائق از آئمہ اظہار مروی نشدہ بلکہ یاران چیدہ ومصاحبان برگزیدہ خودرا بآن فیض خاص مشرف ساختند۔ و ہریکے را بقدر استعداد باین دولت می نواختند۔ این فرقہ بے فہم (شیعہ) آن ہمہ اشارات ایشان را بریاست عامہ واستحقاق تصرف در امور ملک ومال فرد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) لہ تو اس سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ حامل کمالات نبوت اور حامل کمالات ولایت دونوں کی فضیلت وخیریت باعتبار نبوت وولایت ہوگی۔ مولوی جامی صاحب کی اپنی عبارت یہ ہے۔ "وآنچہ منقول است از بعض اولیاء اللہ کہ ولایت از نبوت فاضل تر است بنا بر آن است کہ نبی را دو جہت است۔ یکے جہت ولایت کہ باطن نبوت است ودیگر جہت نبوت ظاہر ونبی را بجہت ولایت از حق تعالے عطاء وفیض می رسد واز راہ نبوت کہ ظاہر ولایت است بخلق میرساند شک نیست کہ روئے کہ در حق است سبحانہ اشرف وافضل است۔ اندوئے کہ در خلق است۔ پھر آگے چلکر لکھدیا ہے کہ ازین جا لازم نمی آید۔ چنانچہ قاصر انرا توہم مے شود کہ وے افضل باشد از نبی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مرج البحرین مین فرماتے ہین۔ کہ باتفاق متکلمین ومحققین صوفیہ رہ ہیچ ولی بمرتبہ نبی نرسد۔ وآنچہ مشہور است کہ الولایۃ افضل فی النبوۃ بعد از تحقیق آنکہ مصدر این کلام کیست۔ اگر مراد بوے افضلیت ولی است از نبی پس این سخن مردود وباطل ومخالف بمذہب اہل حق است واگر اشارتے دیگر وتاویلے دیگر دارد صحیح است۔ ومخالفت بحق ندارد ۱۲

Marfat.com

آوردہ در ورطہ ضلالت افتادند و نیز ازین است کہ حضرت امیرؓ و ذریت طاہرہ اور تمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردید۔ چنانچہ با جمیع اولیا راللہ ہمین معاملہ است و نام شیخین درین مقدمات کسے بزبان نمی آرد الخ تحفہ اثنا عشریہ مولوی علیہ الرحمۃ نے ایک شعر مین کیا اچہا فیصلہ کیا ہے۔

جامی از قافلہ سالار رہ عشق ترا
گر بپرسند کہ آن کیست علیؓ گو علیؓ

شاہ عبد العزیزؒ محدث دہلوی نے آیہ۔ انا لما طغی الماء حملناکم فی الجاریہ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیہ ۱۲ کی تفسیر مین صحابہؓ و اہلبیت کے اتحاد کا نقشہ اور وجہ تخصیص حضرات اہلبیت بکشتی اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی شمولیت کی نہایت نفیس تقریر کی ہے۔ شائقین دیکھ سکتے ہین۔

القصہ بعد وفات سرور عالم تمام اکابر صحابہؓ سرور عالم ہی کی منزل مین مغموم و مہموم تہے۔ کہ یکایک ہونے والا کام نمودار ہوا۔ ابوبکرؓ عمرؓ علیؓ وغیرہ کو اس وقت یہ خیال بہی نہ تہا۔ کہ خلافت کی بحث سقیفہ بنی ساعدہ مین چھڑ گئی۔ یہ مسئلہ مسلمہ ہے۔ کہ زمانہ امام وقت سے خالی نہو۔ کیونکہ بجز حاکم وقت مفسدین کی کامیابی جس قدر مظنون ہوتی۔ وہ مخفی نہین۔ علاوہ برآن انتظام عالم قائم نہین رہ سکتا فتح الباری مسند ابویعلی سے نقل کیا ہے۔ کہ بینما نحن فی منزل رسول اللہ اذ رجل ینادی من وراء الجدار ان اخرج الی یا ابن الخطاب فقلت الیک عنی فانا عنک مشاغیل یعنی بامر رسول اللہ فقال لہ قد حدث امر فان الانصار اجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدہ فادرکوا ہم ان یحدثوا امرا یکون فیہ حرب فقلت لابی بکر انطلق۔ اس سے بالکل یہ امر صاف ہوجاتا ہے کہ خلافت کی بحث کو نہ ابوبکرؓ نے چھیڑا نہ عمرؓ نے بلکہ یہ بات یہی نمایان ہوجاتی ہی

Marfat.com

کہ وہ بجز اہم کام کے جسکے اغماض سے مفاسد لازم آتے ہون۔ جانا پسند نہ کرتے تھے۔ اور یہ بھی ہم صاف کہدیتے ہین۔ کہ اگر اس نازک وقت مین دلونپر پتھر رکھکر اسلامی آسمان کے نیرین تشریف نہ لیجاتے۔ اور نشتر اور مرہم دونون سے کام نہ لیتے۔ تو اسی وقت اسلامی جماعت کا شیرازہ بکھر جاتا۔ اور وہی خانہ جنگیان شروع ہوجاتین۔ جو آگے چلکر بزمانہ اسد اللہ رونما ہوئین۔ کیونکہ انصار نے دو گروہ ہوکر نزاع خلافت کو اور زیادہ بھڑکا رکھا تھا۔ اوس اور خزرج دونون قبیلون کی نااتفاقی پوشیدہ امر نہین۔ قریب تھا۔ کہ تلوارین میانون سے نکلکر فتنہ برپا کرین۔ امیر عمرؓ نے دیکھا۔ کہ اگر کسی مسلم بزرگ کا انتخاب نہ ہوا۔ تو معاملہ بگڑکر بُرا رنگ دکھاویگا۔ اس مجمع مین نگاہ کی۔ تو قرآن[1] و حدیث کے اشارے اور کثرت رائے کی امیدین ابوبکر صدیق رضؓ کیطرف نظارہ کر رہی تھین۔ امیر عمرؓ نے فوراً اُٹھکر ابوبکر صدیقؓ کو پیش کر دیا۔ کہ اسکے ہوتے ہوئے کون کامیاب ہوسکتا ہے۔ دفعتاً ابوبکر رضؓ صدیق کے ہاتھ مین ہاتھ دیدیا۔ کہ سب سے پہلے مین بیعت کرتا ہون۔ حضرت عثمان رضؓ۔ ابوعبیدہ جراح۔ عبدالرحمان بن عوف نے بھی ہاتھ بڑھایا۔ پھر عام خلقت ٹوٹ پڑی۔ اس کارروائی سے اٹھتا ہوا طوفان رُک گیا۔ ان منافقین کی مرادین کہ سرورِ عالم کی وفات کے بعد اسلام کو پائمال کرینگے۔ خاک مین مل گئین۔ بنی ہاشم جنکو سرورِ عالم ہی کی بیماری ہی مین یہ خیال تھا[2]۔ کہ ہمین سے کوئی خلیفہ ہو۔ کچھ عرصہ تک تو بوجوہ حدیدہ کسیقدر مخالف

---

[1] کم سے کم مناقب الخلفا کے دیکھنے سے یہ عقدہ حل ہوسکتا ہے۔

[2] بخاری کے باب مرض النبیؐ معہ ضمیمہ فتح الباری مین لکھا ہے کہ سرورِ عالم کی وفات کے روز علی مرتضیٰؓ گھر سے باہر تشریف لائے۔ تو لوگون نے پوچھا۔ کہ سرورِ عالم کا مزاج کس طرح ہے آپنے جواب دیا۔ کہ بفضلہ تعالےٰ اب تو اچھی حالت ہے۔ حضرت عباسؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ واللہ تم تین ایام کے بعد غلامی کرتے نظر آوگے۔ سرورِ عالم عنقریب وفات پانیوالے ہین۔ مجھے اس کا تجربہ ہے کہ خاندان عبدالمطلب کا چہرہ بقرب موت اس طرح ہوجاتا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ سرورِ عالم سے استفسار کرلین کہ منصب خلافت حضورؐ کے بعد کس کو حاصل ہوگا۔ اگر ہم ہی مستحق ہین۔ تو وصیت فرماوینگے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اگر انکار کر دیا۔ تو پھر آئندہ کوئی امید نہ ہوگی۔

Marfat.com

اور یکسو رہے۔ لیکن شش ماہ بھی پورے نہ گذرے ہونگے۔ کہ سب کے سب مطیع ہوگئے۔ اور اتفاق ہوگیا۔

القصہ خلافت ابوبکر صدیق قایم ہوگئی۔ پھر پہلا کام تجہیز و تکفین و تدفین سرور عالم فداہ ابی و امی ضروری تہا۔ جو کیا گیا۔ حضرت علی مرتضےٰ رض بمعیت احباب نہلا چکے تہے۔ جنازہ پڑہا گیا۔ لیکن فرادی فرادی۔ شیعہ کی بعض روایتون مین گروہ گروہ مع الامام کا ذکر بہی ہے واللہ اعلم۔ وقد مر ذکر الجنازۃ۔ فتذکرہ۔

شیعہ کا یہ اعتراض کہ صحابہ خصوصًا ابوبکر صدیق رض و عمر فاروق رض جنازہ سرور عالم مین شریک نہے۔ بالکل لغو اور بیہودہ ہے۔ تفسیر صافی اور کلینی دونون شیعہ تصریح کرتے ہین۔ کہ تمام مہاجرین و انصار نے سرور عالم کا جنازہ پڑہا۔ جلاء العیون کے مؤلف شیعی بہی۔ بمقام جنازہ سرور عالم تحریر فرماتے ہین۔ کہ ابوبکر رض امامت کے لئے نماز جنازہ مین منتخب ہونے لگے۔ تو علی مرتضےٰ نے انکو ہٹا دیا۔ اس خیال سے کہ پہلے خود دروازہ حجرہ مقدسہ پر کہڑے ہوکر جنازہ پڑہا۔ اور پہر عام اجازت فرمائی۔ کہ دس دس آدمی آوین۔ اور جنازہ پڑہتے جائین۔ چنانچہ سوموار اور شب و سہ شنبہ کے دن برابر جنازے ہوتے رہے۔ مہاجرین۔ انصار۔ نساء غلمان وغیرہ کل اہل مدینہ و اہل العوالی نے جنازہ پڑہا۔ انتہے۔

مجہے نہایت تعجب سے کہنا پڑتا ہے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد سیرۃ حلبی مین خلفاء ثلاثہ کا نام بنام مع مقام صف ذکر کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف مین بروایت ترمذی یہ بہی موجود ہے۔ کہ اختلفوا فی دفنہ الخ یعنے حاضرین سرور عالم کے مقام دفن مین مختلف ہوے۔ کوئی کہتا تہا۔ کہ مکہ معظمہ مین کوئی کہتا تہا بقیع مین کوئی کہتا تہا۔ کہ بیت المقدس مین دفن ہون کوئی مدینہ بتلاتا تہا۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا۔ کہ حضور خود فیصلہ اس کا فرما چکے ہین۔ مین نے آپ کی زبانی سنا تہا۔ نبی کا جہان روح قبض ہو وہین اُن کا مدفن ہے۔ ادفنوہ

Marfat.com

فی موضع فراشہ یعنے مقام خوابگاہ مین دفن کیجئے۔ چنانچہ ویسا ہی کیا گیا ان روایات مذکورہ سے ادنے عقلمند بہی سمجہ سکتا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق نے کوئی موقعہ ہاتھ سے نہین جانے دیا۔ لیکن حاسدین کو ایسا مرض لاحق ہوا ہے۔ کہ خدا کی پناہ :-

ابوبکر صدیقؓ کا مختصر تذکرہ

آپ کے ایمان کا ذکر تذکرہ علیؓ مرتضیٰ مین ہوگا۔

معارف ابن قتیبہ مین لکہا ہے۔ کہ آپ کا نام جاہلیت مین عبدالکعبہ تہا۔ سرور عالم نے ان کا نام عبداللہ رکہا لقب ان کا عتیق ہے۔ اور اس کے چند وجوہ بیان کئے جاتے ہین۔ رسول اللہ نے فرمایا تہا۔ کہ تو دوزخ سے آزاد ہے چونکہ انکے برادران بحالت صغر سنی مرجایا کرتے تھے۔ اسلئے جب یہ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے بیت اللہ کو منہ کر کے بجناب الٰہی دعا کی۔ اللھم ان ھذا عتیقا من الموت فھبہ لی۔ عرب مین خوبصورت جوان کو بھی عتیق کہا کرتے تھے۔ کہ سمے عتیقا لحسن وجھہ صدیق بوجہ تصدیق معراج مشہور ہین

حاکم محدث نے بیان کیا ہے۔ کہ لوگون نے علی مرتضیٰ سے ابوبکر صدیقؓ کی نسبت سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ایسا شخص ہے۔ کہ اللہ تعالے نے اسکا نام صدیق رکہا ہے۔ ترمذی نے عائشہ صدیقہ سے لکہا ہے کہ ایک دن ابوبکر سرور عالم کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمے عتیقا ۱۲ مشکوۃ

آپ سرور عالم کے ساتوین نمبر پر حضرت مرہ تیمی سے نسب مین ملتے ہین اس لئے یہ تیمی مشہور ہین۔ آپ کے والد ماجد ابوقحافہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔

Marfat.com

تھے۔ اور آپکی وفات کے بعد خلیفہ عمر فاروقؓ کے زمانہ مین ان کا انتقال ہوا۔ عمرؓ کا تخمینہ ۶۳ سال لگایا گیا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ قریبًا ہم عمر سرورِ عالم تھے۔ دو برس چند ماہ بعد ولادت سرورِ عالم پیدا ہوئے۔ سن عیسوی ۵۷۲ بتلایا گیا ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہین۔ کہ لڑکپن ہی سے یہ خدائی اور نبی خواہ اور محبوب سرورِ عالم تھے۔ اور ہمیشہ کے ہمراہی اور ہمخیال رہے۔ حتی کہ یار غار مشہور ہین۔ جو ضرب المثل معروف ہی۔ کسی ملتانی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

دنیا دیو چہ نانو نا لے　　غار دیو چہ بھی آہن سا لے
ہن بھی رلے روضہ اغلے　　اینوین اٹھسن روز جزا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ امر بھی قابل فروگذاشت نہین ہے۔ کہ آپ زمانہ جاہلیت مین نہ فقط رئیس مشاورہ اور محترم قریش تھے۔ بلکہ صاحب الرائے اور مرجع الناس تھے مشکلترین امور مین جو فیصلہ آپ فرمادیتے۔ قبول ہوتا اور مانا جاتا۔ اس امر کی تائید مین ہم صرف خیرات الحسان کی عبارت پیش کرتے ہین۔ جو محمد حسن خان اعتماد الدولہ کی تصنیف ہی۔ وہ لکھتے ہین۔

ابوبکر صدیقؓ در جاہلیت از رؤسا مشاورہ بود در میان قریش محترم و در مشکلترین امور از قبیل قتل و دیت مؤتمن شدہ آنچہ او تعین میکرد مقبول بود ۱۲ صفحہ ۱۵۲

---

۱۲ بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرورِ عالم صدیقؓ کے گھر صبح و شام دونون وقتون مین بلا تکلف تشریف لیجاتے۔ اور یہ بھی کہ ابوبکر صدیقؓ ہی کے صحن مین ایک چھوٹی سی مسجد بنائی ہوئی تھی جس مین نماز و قرآن شریف پڑھتے۔ اور صدیقؓ ملازم بارگاہ رہتا۔ چنانچہ عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہین۔

ولم یمر علینا یوم الا یاتینا فیہ رسول اللہ طرفی النہار بکرۃ وعشیا ثم بدا لابی بکرؓ فابتنی مسجدا بفنا دارہ فکان یصلی فیہ ویقرا القرآن فیقف علیہ نساء المشرکین وابناءہم یعجبون منہ وینظرون الیہ وکان ابوبکرؓ رجلا بکاءً اذا قرا القرآن فاقشعر ذلک اشراف قریش من المشرکین۔

بخاری۔

Marfat.com

القصّہ جب یہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو ان کو ایسی صعوبتین پیش آئین۔ جو ناک مین دم بند کر دینے والی تھین۔

منہا قصہ طلب المیراث

صحیح بخاری مین مکتوب ہے۔ کہ جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضہ ابوبکر صدیق رضہ کی عدالت مین یہ درخواست دائر کی۔ کہ فدک کا مجھے ورثہ ملنا چاہئے۔ جسکے جواب مین یہ فیصلہ صادر ہوا۔ کہ انبیاء کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا۔ درخواست داخل دفتر ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضہ خلیفہ وقت پر غضبناک ہوئین۔ اسپر شیعہ و سنی ہر دو صاحبان نے جسقدر سفید بے داغ کاغذون کو سیاہ کیا ہے۔ اسکا اندازہ خلاق عالم کے سپرد ہے۔ شیعہ کا خیال ہے کہ بموجب حدیث من اغضبہا[1] فقد اغضبنی خلیفہ کا ایمان خطرناک ہے۔ سنی کہتے ہین۔ کہ اس فیصلہ کے بعد خطرناک ہوا یا پہلے بہی تھا۔ اگر پہلے بہی خطرناک تہا۔ کہ خلافت بغیر حق غصب کر لی تہی۔ تو درخواست میراث غلط کیونکر خدا تعالے نے منع کیا ہے۔ کہ ظالم حکام کے پاس مرافع ہو۔ تفسیر قمی مین حضرت موسیٰ کاظم رضہ سے منقول ہے کہ قد علم اللہ ان یکون حکاما یحکمون بغیر الحق فنہی ان یتحاکم الیہم الخ دیکہو تفسیر لوامع التنزیل کے مصنف یا مؤلف لوامع نے بقلم جلی لکہدیا ہے۔ کہ بیان آنکہ نزد قضاۃ ظلمہ مرافعہ جائز نیست۔ اگر فیصلہ کے بعد خطرناک ہوا۔ تو خلافت صدیق صحیح اور غضب لوازم بشریت۔ لیکن یہ دیانت ہوگا۔ کہ حدیث کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ جس نے معصومہ کو غضب مین ڈالا۔ نہ یہ کہ جسپر بی بی کو غضب آیا۔ ورنہ موافق روایات شیعہ حضرت علی مرتضےٰ بہی اس الزام سے بری نہ ہونگے۔ پس جو جواب مرتضےٰ رضہ کا ہوگا۔ وہی صدیق کا تصور ہوگا (بحار الانوار) اور حق الیقین مین ہے۔ کہ بسبب [illegible] درخواست داخل دفتر کی

[1] یہ حدیث مسلمہ فریقین ہے جو بوجہ ارادہ تزویج حضرت علی رضہ بنت ابوجہل۔ سرور عالم سے صادر ہوئی۔ فافہم

Marfat.com

گئی - تو بی بی حضرت علیؓ پر اس قدر غضبناک ہوئین - کہ خدا کی پناہ - بے تحاشا
اپنے شوہر مطاعؓ ابو الآئمہ کو باین کلمات خطاب کر کے کہا - جنکا فارسی شیعی ترجمہ یہ
ہے - کہ مانند چنین پردہ نشین شدہ و مثل خائبان در خانہ گریختہ و بعد از انکہ شجاعان
دہر را بر خاک ہلاک افگندی مغلوب این نامردان گردیدہ اینک پسر ابو قحافہ بظلم
و جبر بخشیدہ پدر مرا و معیشت فرزندان مرا از من میگیرد و انصار مرا یاری نمیکنند و
مہاجران خود را بہ پناہ کشیدہ اند و نہ دافعی دارم نہ یاوری - نہ شافعی خشمناک
بیرون رفتم و غمناک برگشتم - خود را ذلیل کردی - گرگان میدرانند و می برند و تو از
جائے خود حرکت نمی کنی - کاش پیش ازین مذلت و خواری مردہ بودم ۱۲
اس عبارت سے جسقدر غیظ و غضب دخترِ رسول کا - واجب الاتباع امام معصوم
علی مرتضیٰؓ شوہر باوفا پر سمجھا جاتا ہے - محتاج بیان نہین - شیعہ صاحبان کا یہ
جواب کہ اس مین مصلحت تھی - اور اسرار اہلبیت مستورات از مدرکات امثال
نامردم اور موسیٰ و ہارون کی کیفیت غضب کی مانند اغماض بہتر ہے وغیرہ وغیرہ کما
فی حق الیقین - بحار الانوار - دور از کار معلوم ہوتا ہے - فغضبت فاطمۃ علی ابی بکر
مین تو بحث بھی ہے - کہ یہ مقولہ وجدان راوی ہے - اور وہ بھی غیر مسلم اور مبہم - نہ
کلام معصوم - نہ فرمودہ پیغمبرؐ - اور پھر یہ بھی کہ مخالف مضامین لادلۃ الاخر - اور خبر
واحد بھی نہین - بلکہ اثر ہے - اور وہ بھی بلفظہ نہ بل بالمعنی مخبر بہ ہے - جو کسی طرح علم
قطعی پر مدل نہین ہو سکتا - اور یہ بھی فیصلہ شدہ امر ہے کہ مرفوعات بخاری
علی حسب ظنہ مقطوع الصحۃ ہین - باقی رہے موقوفات و مقطوعات وغیرہ اس
کے وہ زیر بحث ہین - (فتح المغیث) مناظر یا قاری کو چاہئے کہ ہر روایت مین
درایت سے کام لے اور قواعد اصولیہ سے بے خبر نہو - شیعہ علماء کا یہی یہی مسلک
ہے - روائح القرآن مین سید عباس صاحب لکھتے ہین - کیف یعول علی
خبر ویدع ما عارضہ من اثر معتبر - پھر آگے چلکر لکھا ہے - فقد ورد فی
الخبر ان خبرا تدریہ خیر من الف ترویہ الخ خلاصۃ الکلام یہ ہے - کہ جب کوئی

Marfat.com

اثر یا خبر خلاف اولہ معتبر اُخر ہو تو لامحالہ نظر باخبر ہونی چاہیئے۔ ورنہ مفتی یا متکلم معرض خطر مین ہوگا۔ علاوہ برآن کہا جا سکتا ہے۔ کہ جناب بتولؓ نے ورثہ طلب کیا۔ جواب ملا۔ کہ بفرمودہ رسولؐ لانورث ماترکناہ صدقۃ معذور رکھے گا۔ اسپر غضب وغیظ کے کیا معنی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے۔ کہ غضب داخلہ وجدان یا وہم راوی ہے۔ جو ناقابل توجہ ہے۔ ورنہ پوچھنے والا دریافت کر سکتا ہے۔ کہ غضب البتول کس طرح معلوم ہوا۔ خود حضرت سیدہؓ نے فرمایا۔ کہ مین غضبناک ہون یا سرورِ عالم فرما گئے تھے۔ کہ یہ معاملہ ایسا ہوگا۔ اور حضرت صدیقہ خلیفہ صدیق پر ناراض ہوگئے۔ یا علی المرتضےٰؓ اور حسنینؓ شریفین کی یہ رائے تہی یا رہی۔ اور یہ بہی کہ غضب کا موقعہ ہی کیا تہا۔ روایت کا حاصل معنی تو صرف یہی ہے۔ کہ آپ کے دعویٰ کی ڈگری مین بوجہ قانون نبوی نہین دے سکتا۔ اور یہ بہی عرض کردی گئی۔ کہ جناب کے حقوق مین کوئی قصور نہوگا۔ بلکہ عین بین وہی معاملہ ہوگا۔ جو رسولؐ کا معمول تہا۔

اس مین کونسی درشتی وخشونت کی بات تہی۔ جو غضب کی باعث ہوئی۔ یہی دریافت کرنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ غضب کے آثار یا گفتار کیا تھی۔ کچھ تو معلوم ہو۔ چہرہ نمودار تہا۔ کہ تیور بدلے نظر آئے۔ یا رگین پہولی ہوئی معلوم ہوئین۔ یا کچھ گہنگہناہٹ مسموع ہوئی۔ خوارج لعنہم اللہ تبہی تو معترض ہین۔ کہ خلافت کے فیصلہ پر ناراضگی تو علیحدہ بحث ہے۔ حدیث کے مقابلہ مین نفسانیت اور غضب اور پہر ذوالمناقب ہی ھذا شئ عجاب۔ ہمارے طرف سے تو خوارج وروافض دونونکا ایک جواب ہے۔ جو بیان ہوچکا۔ کہ وہم راوی ہے۔ جو ناقابل توجہ ہے۔ یا مدسوس ہے۔ یا بقرائن ستر وغم فرقت رسولؐ اثر ہی موضوع ہے۔ بخاری کی مرفوعات صحیح ہین۔ نہ کل مندرجہ بخاری (کما صرح فی کتب اصول الحدیث) حضرت عباس وازواج مطہرات کا وراثت طلب نہ کرنا۔ اور خود حضرت علی المرتضےٰ کی عدم تائید بتول صدیقی سبیل کی مصداق ہے۔ اگر حضرت صدیقؓ راستی پر نہوتے۔ تو کیا کوئی غیرت مند یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ہاشمیون کے یہ دونون شیر عباسؓ۔ علیؓ المرتضےٰ طوفان نہ کھڑا کردیتے۔ حکومت

Marfat.com

ہزار پہلوور کہتی ہو۔لیکن یہ ایسے شیر الٰہی تھے۔کہ ایک ہی گرج مین اُسکا کام تمام کر دیتے۔ انکے جوہر شجاعت کس مومن پر مخفی ہین۔ تعجب ہے، کہ شیعی حدیث[1] بھی صدیقی تائید کے پہلو مین ہے۔ اگرچہ بخاری مسلم سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت عباس عم الرسول کو بعد از وفات حضرت بتول رض یہ خیال پیدا ہو گیا تہا۔ کہ اگر وارث نبی کریم ثابت ہو جائے۔ تو حق خصومت کا حقدار مین ہون۔ حضرت علی المرتضے گو بذاتہ تو وارث نہین ہو سکتے تھے۔ لیکن اپنی زوجہ محترمہ کی جانب سے حصہ رسدی کے خاص حقدار ہین۔ چنانچہ انہین بہی اُبہارا۔ کہ چلو ہم دونو عدالت فاروقی مین فدک کی دخلیابی کی درخواست کرین۔ یہ اسوقت کا معاملہ ہے۔ جبکہ فدک کے متولی بحکم فاروقی یہی حضرات مقرر ہوئے تھے۔ اور بوجہ نا اتفاقی تقسیم کا دعوے پیش کرنیکو حاضر عدالت ہوئے۔ امیر عمرؓ نے اس سارے قصہ کو دہرا کر فرمایا۔ تمہین یاد ہو گا۔ کہ تم دونونے آکر وراثت کا دعویٰ کیا تہا۔ اور مین نے جواب دیا تہا۔ کہ یہ تو فیصلہ شدہ امر ہے۔ کہ زمین متدعویہ مخصوصات نبوت ہے یعنی نفقات زوجات الرسولؐ وغیرہ وغیرہ کامون کے لئے وقف ہے۔ اور پہر بہی آپ صاحبونکو یاد دلاتا ہون۔ اور استصواب کرتا ہون۔ اور کرتا بہی حلفاً ہون۔ آپ سچ سچ حلفیہ بتلائین۔ کہ سرورِ عالم کا یہ فرمان صادر ہوا تہا۔ یا نہین۔ کہ "لا نورث ما ترکناہ صدقۃ"۔ آپ دونون صاحبون نے تسلیم کیا تہا۔ کہ ہان یہ فرمان حضورؐ کا صحیح ہے۔ پہر مین نے یہ بہی کہا تہا۔ کہ بس جو اس ملک کو قبضہ مین رکھے گا۔ بطور تولیت رکھہ سکتا ہے۔ نہ بطور ملکیت۔ اگر آپ حضرات کو یہ شوق ہو۔ کہ اسکی تولیت ہماری نام ہو۔ تو مین دینے کو تیار ہون۔ لیکن یہ عہد و میثاق ضروری ہو گا۔ کہ عملدرآمد بطور سابق کرنا ہو گا۔ جیسے خود سرورِ عالم و صدیق رض کا دستور العمل رہا ہے۔ ورنہ پہر مجہے معاف رکھئے گا۔ آپ صاحبان نے بالاتفاق بشرائط مذکورہ

[1] کلینی کے اصول کے جلد اول بروایت ابی عبداللہ منقول ہے کہ ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذاک ان الانبیاء لم یورثوا درہما ولا دینارًا وانما اورثوا احادیث من احادیثہم الخ قولہ انما حضریہ قابل ملاحظہ ہے۔ ۱۲

Marfat.com

منظور کر کے متولی ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ اور مین نے وہ ملک تمہارے سپرد کیا
اب یہ نوبت پہنچی کہ تمہارا اتفاق تو بجائے خود۔ گالی گلوچ دیتے لیتے ہوئے
تقسیم تولیت فدک کے خواہان ہو۔ چونکہ حضرت عباسؓ نے باین مضمون عدالت
کے سامنے استدعا کی۔ کہ جناب! آپ میرے اور اس ظالم (یعنی علیؓ المرتضیٰ) کے
درمیان فیصلہ تقسیم کر دیجئے۔

امیر عمرؓ کو یہ خشونت آمیز الفاظ بحق علی المرتضےٰ ناپسند اور مکروہ معلوم ہوئے
عم النبیؐ ہونے کا شرف تو انہین تھا ہی۔ اور مزاج کے بھی تیز تھے۔ سمجھانا یہی
تھا۔ ادہر علیؓ المرتضےٰ بھی عالی مرتبہ تھے۔ ان کی دلداری اور تربیت شناسی بھی ملحوظ
خاطر تھی۔ حضرت فاروقؓ نے بصیغہ تثنیہ اور مراد واحد جس کی استعمال کلام بلغا بلکہ
خود قرآن شریف مین بھی موجود ہے۔ بایں طور مصالحتاً فرمایا۔ کہ میان تم تو حضرت
صدیقؓ کو بھی ایسا گمان کرتے تھے۔ حالانکہ وہ راشد اور صادق تابع للحق تھے۔
علیؓ تو خیر آپ کے بچے ہین۔ انپر حملہ کرنے مین تم کب جھجکتے ہو۔ تمہاری عادت
ہو گئی ہے۔ کہ اپنے خیال کے مخالف کو گو وہ حق پر کیون نہ ہو۔ ایسا گمان کر بیٹھتے
ہو۔ القصہ اب فیصلہ کن بات اور اخیری حکم یہ ہے۔ اگر تم بشراکت ملجلکر تولیت
کا حق ادا نہین کر سکتے۔ یا تنگ آگئے ہو۔ اور منشا ہی۔ کہ مین اپنی سابقہ فیصلہ کے
خلاف کچھ لب کشائی کرون۔ تو یہ امید مجھسے نہ رکھئے گا۔ اور یہ میری سپرد کیجئے مین
خود سنبھالونگا۔ فوالذی باذنہ تقوم السماء والارض لا اقضی قضاءً غیر ذٰلک
حتےٰ تقوم الساعۃ فان عجز تما عنہا فادفعاہا الی فانی اکفیکماہا۔ بخاری جلد
رابع مع الشروح ۱۲

اب ہم پھر اصل قضیہ کی طرف رجوع کرتے اور دکھلاتے ہین۔ کہ اگر احد من الناس
کی طرح سرور عالم کا ترکہ تقسیم ہوتا۔ تو اس صورت پر ہوتا۔ کہ تمام دیونات اور
مہر ازواج کی ادائی کے بعد جسقدر کہ بذمہ سرور عالم ہوتا۔ اسکے ۲۴ حصص
معین کر کے بصورت ذیل تقسیم کیا جاتا۔

Marfat.com

۲۴		
محمد رسول اللہ صلعم		
بنت فاطمۃ الزہرا رض	زوجات تسعہ رض	عم عباس رض
۱۲/۱۴	۳/۲۴	۹/۲۴

لیکن باین ترتیب کسی نے علے السویہ دعوے نہین کیا۔

تعجب سے کہا جاتا ہے۔ کہ اگر ایسا کرنا شرعی حکم تہا۔ کہ حضور حیات النبی بہی یوصیکم اللہ فے اولادکم۔ الآیہ مین شامل تہے اور خصوصیات الرسول کیطرف بہی بے توجہی تہی۔ حضرت سیدہ نے بہی تکلیف گوارا کی۔ حضرت عباس نے بہی دبے منہ کچہہ کہا۔ لیکن باب علم النبی خاموش رہے۔ بلکہ حضرت سیدہ کے فرمانے پر بہی نہ ہلے۔ بعد ازان امامان جلیلان حسنین شریفین بہی خاموش رہے۔ زیادہ تعجب یہ ہے کہ جب خلافت علی المرتضیٰ کے قبضہ مین آئی۔ تو اُسوقت بہی قواعد شیخین پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ اس سے ہمین یقین ہوتا ہے۔ کہ اہلسنت جو کہتے ہین وہی حق ہے۔ روایات ظنی ہین۔ صافی و کلینی کے دیکہنے سے اور زیادہ معاملہ صاف ہوجاتا ہے۔ کہ انہون نے فدک کو امام کا حق بتلایا ہے۔ وراثت یعنی چہ شیعہ صاحبان کا یہ فرمودہ۔ کہ وات ذا القربے حقہ کی تعمیل مین سرور عالم نے فدک حضرات زہرا رض کو دیدیا تہا۔ علاوہ اور بخشون کے بروایت کلینی غلط معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکہتے ہین۔ کہ قربیٰ سے مراد علی و حسنین ہین۔ نہ فاطمہ۔ ہان یہ لکہدیا ہے۔ کہ کسی مصلحت سے فاطمہ کو دیا گیا تہا۔ اس مصلحت کا یہ معنے ہوا کہ حکم تو قربے کے دینے کا تہا۔ لیکن ان کو نہین دیا گیا۔ غیر قربے کے دینے مین مصلحت تہی۔ یا اس مصلحت کا معنی حق تلفی ہوگا۔ (حاشا وکلا) سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ فدک تو مصلحتاً حضرت فاطمہ کو دیا گیا۔ الٰہی فرمان وات ذا القربی حقہ جسکے مصداق علی و حسنین بتلائے گئے ہین۔ اس کی

لہ تقسیم شیعی کی صورت یہ ہے محمد رسول اللہ صلعم ۔ لیکن بقرینہ دعوے عباس بہراہی علی المرتضیٰ جیسا کہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے۔ جو اس مضمون کے خیر بین بیان ہوگا۔ اور تلمیحات قرآنی اسکے خلاف پر ہین۔

Marfat.com

تعمیل مین ان کو کیا کیا دیا گیا۔

اصل معاملہ مسلمہ یہ ہے۔ کہ مناصب کے متعلق جو مال حاصل ہوتا ہے۔ اس مین کبھی وراثت قایم نہین ہوسکتی۔ نبی ہون۔ یا سلطان۔ خلیفہ ہون یا امام۔ مخدوم ہون یا حکام۔ جو مال مذکورہ لحاظات سے حاصل ہوگا۔ اس مین حق وراثت معدوم ہوتا ہے۔ جو جانشین آتا رہے گا۔ وہی مناسب طور پر تصرف و انتظام مین رکھیگا۔ ہان جو چیز مذکورہ بالا اشخاص نے بلالحاظ عہدہ خود پیدا کی ہو۔ جیسے داؤدؑ کا زرہ بنانا۔ امیر عمرؓ کی خشت بندی۔ عالم گیر کی کتابت قرآن مجید وغیرہ وغیرہ یہ آمدنیان ان کی ذاتی متصور ہوتی ہین۔ انپر ہر طرح کا حق و اختیار انہین ہوتا ہے۔ بچے سچے پر وراثت کے قواعد کا اجرا بھی ہوتا ہے۔ اور وہ محاصلات جو ان کے خود پیدا کردہ نہین ہوتے وہ مملوکۂ مناصب ہوتے ہین۔ مثلاً حضرت داؤدؑ کے مقبوضہ ممالک صرف حضرت سلیمانؑ کے قبضہ و تصرف مین بحیثیت وراثت منصب و جانشینی آئی۔ اس مین وراثت نسبی جاری نہوئی۔ خود مالک حقیقی نے اس مسئلہ کو تذکرہ داؤدؑ و سلیمان مین قرآن مجید ہی سے بیان کرکے بنیاد قائم کردی۔ کہ "ورث سلیمان داؤد" حالانکہ داؤدؑ پیغمبر کے ۱۹ فرزند تھے۔ باین دلیل یہ مسئلہ مسلم ہوگیا۔ کہ پیغمبری یا امامت یا سلطانیت یا مخدومیت کل مناصب کی حیثیت سے جو شخص انکا جانشین ہوگا وہی ان اشیاء کا قابض و متولی ہوگا۔ نہ کل ورثاء نسبیہ۔ یہ مسئلہ مذہبی لحاظ سے بھی اور زمانہ کے مذاق کے مطابق بھی طے ہوچکا ہے۔ کہ جو جاگیرات مثلاً کسی خانقاہ پر وا گذار ہون یا تیل چراغ کا وظیفہ یا لنگر خانہ۔ دیوان خانہ۔ یا دیگر محاصل خانقاہ وہ ہمیشہ سجادہ کی تحویل مین ہونگے۔ وراثت کے قاعدہ کے نیچے نہ آسکینگے۔ جانشین ہی کو یہ اختیار ہوگا۔ کہ وہ اصل اشیاء کو محفوظ رکھکر انکے منافع و محاصل کو باقاعدہ تصرف مین لانے کا مجاز ہوگا۔

Marfat.com

یہ مسئلہ اور بھی صاف ہو جاتا ہے جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ فدک درجہ بدرجہ جانشینون کے قبضہ مین آتا رہا جن مین حضرت علی المرتضےٰ اور حسن مجتبےٰ بھی ہین۔ لیکن تقسیم وراثتی کسی نے بھی نہ کی۔ اس طرز و طریق سے اصل مسئلہ پر کامل روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ اور ہر دانشمند کھلے منہ اعتراف کر سکتا ہے۔ کہ جو ہمنے ثابت کیا وہی حق ہے۔ فدک کو تمام مذاہب جانتے ہین۔ کہ یہ بحیثیت نبوت صلحا حاصل ہوا تھا۔ نہ از روئے کسب۔ ہان از روئے روایت یہ سوال پیدا ہو سکتا ہی۔ کہ حضرت صدیقہ نے جو دعوی وراثت دائر کر دیا۔ اور جوش خروش سے اس کی پیروی کرنے کی تکلیف گوارا کی۔ آخر اس کا بھی تو کوئی باعث ہوگا۔ کم سے کم وجہ اشتباہ منشا دلیری وجرأت کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیئے۔ ورنہ خاتون قیامت بضعۃ النبیؐ صاحب تطہیر کی شان و مرتبت کے دامن پر خاک در دہنم دہندہ ہوگا۔ اسکے جواب مین میرے جیسون کا جسارت کرنا مثل تو وہی ہے کہ انگلی کٹا کر شہیدون مین داخل ہونا۔ لیکن پھر بھی اپنے فہم کے مطابق جو معلوم ہے لکھتا ہون۔ اس مین شک نہین۔ کہ طلب میراث کی روایت متواتر تو بالاتفاق نہین۔ لیکن ہے ضرور لیکن ہم نے کسی جگہ واقعہ قرطاس کے موقعہ پر لکھدیا ہے۔ کہ جو حدیث اصول کے خلاف وارد ہو۔ وہ قابل استناد نہین ہوتی۔ اور یہ بھی کہ بخاری کے مرفوعات صحیح بتلائے گئے ہین۔ نہ کل مقطوعات اور آثار۔ روائیت طلب میراث حدیث مصطلح نہین۔ علاوہ بران بخاری کی کل احادیث کل کے نزدیک بخاری کے خیال کے مطابق صحیح ہین نہ کل کے نزدیک صحیح۔ خصوصاً وہ احادیث جو کہ یقینیات کے خلاف ہون۔ ایسے مواقعات پر ضرورتاً کہنا پڑتا ہے کہ راوی سے یا تو بقاعدہ الصدوق قد یکذب صادر ہوا۔ یا اسکے فہم مین واقعہ کی تصویر بغلط فہمی متصور ہوگئی جو حقیقت مین خلاف واقع تھی۔ فتح الباری مین حدیث کذبات ثلاثہ ابراہیمؑ و حدیث استغفار زائد از سبعین مرۃ ملاحظہ ہو۔ علامہ رازی تفسیر کبیر مین ذکر کیا ہے۔ کہ اسنے لم یکذب ابراہیم الا ثلاث کذبات کو موضوع کہا۔

Marfat.com

تو ایک شخص نے اعتراض کیا۔ کہ تم حدیث کو جھوٹا کہتے ہو۔ علامہ نے جواب دیا۔ کہ حدیث نبیؐ کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ کسی راوی نے جھوٹ کہا ہوگا۔ ابراہیمؑ کے جھوٹا کہنے سے راوی کو جھوٹا کہنا بہتر ہے۔ تعجب ہے۔ کہ ابراہیم نبیؑ اللہ کے جھوٹا کہنے پر بال بھی بیکا نہ ہو۔ اور بخاری کے راوی عکرمہ کو سید حامد حسین شیعی نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ ہر حدیث صحیح جائز العمل نباشد چہ جائیکہ واجب العمل باشد پھر یہ بھی لکھدیا ہے۔ ضرور نیست کہ ہر روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق رضوان اللہ علیہما و اتباعہما واجب القبول باشد۔ (دیکھو استقصاء الافہام جلد اول)

اسی طرح روائح القرآن اور لوامع شیعی مین مکتوب ہے۔ علاوہ برآن اگر علی کارنامہ حضرت سیدہ پر نظر غائر ڈالی جائے تو یقین ہوگا۔ کہ روایت کی نسبت عدم صحیح صحیح ہے۔ سیدہ کا زہد۔ اتقا بے نفسی۔ توکل باایہمہ بعد وصال سرور عالم ترک ضحک۔ گریہ و بکا۔ گوشہ گزینی۔ ستر پردہ بحدیکہ دفن کی وصیت کہ شب ہو۔ مرد جنازہ پر نہ آئین۔ گہوارہ نعش مستور ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ ادہر یہ کہ فدک کی طلب مین دربار مین حاضر ہونا۔ خود بحث کرنا۔ شیخین کے گھرون مین جاکر گڑگڑانا۔ علی المرتضیٰؓ شوہر امام واجب المطاع سے درشت خوئی۔ سخت کلامی یہ آپس مین متناقض امور ہین۔ اوصاف اولیہ یقینی ہین۔ کہ وہم کو بھی ان کے درمیان شک کرنیکی گنجایش نہین ملتی۔ دوسرے پہلو کے واقعات محض ظنیہ و وہمیہ ہین جنکو سلیم القلب کبھی بھی صحیح بلاریب کہنے کی دلیری نہین کرسکتا۔ فثبت ماقلنا۔ برتقدیر تسلیم جو منقولات ہین۔ وہ یہ ہین۔ ابن قیم نے زاد المعاد مین یہہ جواب دیا ہے۔ کہ فدک سرور عالم کے قبضہ مین ایسا تہا۔ جیسا ملک ہوتا ہے۔ لیکن ایسا ملک نہ تہا۔ جس مین وراثت جاری ہوتی ہے۔ حضرت سیدہ کا خیال مطلق ملک کی طرف تہا۔ تنازع کا منشا فدک کا ذو جہتین ہونا ہے۔ ۱۲
فتح الباری نے بھی بین بین طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ دونو حق پر تھے حاصل وہی

Marfat.com

ہے۔ جو زاد المعاد میں ہے۔

میرزا مظہر جان جانان مکتوبات میں باینطور لکھا ہے۔ کہ بخن معاشر الانبیا نبی معصوم کے مقابلہ میں تسلی نشدن حضرت خیر النسا، باین جہت خواہد بود کہ ثبوت ارث بآیہ توریث واقع شدہ۔ واین حدیث ظاہر بحد شہرت نرسیدہ باشد تا بر حضرت فاطمہ حجت تواند شد۔ باز ازاں نازک مزاجی خواہد بود کہ لازم صاحبزادگی ہاست۔ وبحکم لاتبدیل لخلق اللہ ہیچ کمالے خصوصیات مزاج را تغیر نمی تواند داد شدت غضب موسیٰ تا دم واپسین زایل نشد۔ وقصہ طماچہ زدن آنحضرت بر روئے ملک الموت مشہور است پس درین صورت ہر دو معذور اند و بر ہر دو طرف حق ثابت میشود و اہلسنت را حسن ظن و تاویل حسن در شان طرفین واجب است انتہے۔ کاتب الحروف کی تو کچھ ہستی نہیں۔ کہ حضرت سیدہ و حضرت صدیق کے درمیان محاکمہ کر سکے۔ بر تقدیر تسلیم روایت بجز اسکے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ؎

رموز سلطنت خویش خسروان دانند　　گدائے گوشہ نشینی تو قاضیا مخروش

امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ وامنت برسول اللہ کما ھو عند ربہ وبآلہ واصحابہ کما ھم عند اللہ ورسولہ۔

اسی قبیل سے ہے متنبیون مسیلمہ وغیرہ کی قلع قمع اور مرتدین کے ساتھ قتال وجدال اور شام پر چڑھائی۔ وغیرہ وغیرہ۔ حق پسند معترف ہیں۔ کہ جس انتظام اور خوبی سے اس اسلام کے بہادر نے ان مہمات کو سرانجام کیا۔ وہ اسی کا حصہ تھا۔ جو فرقہ ایسے جلیل القدر خلیفہ کو نفاق کے عیب سے نامزد کرتا ہے۔ انہیں شرم کرنی چاہیئے۔ اور سمجھنا چاہیئے۔ کہ کیا منافق وہی ہوتا ہے۔ جو ایسے نازک وقت میں اسلام کے کام آئے۔ کیا منافق وہی ہوتا ہے۔ جو اسلامی احکام کے قایم کرنے میں جان تک دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ کیا منافق وہی ہوتا ہے۔ جو خاتم النبیین کے بعد نبوت کے دعویدار کا سر کاٹے بغیر چین نہ لے۔ کیا منافق وہی ہوتا ہے۔ جو اسلامی فہرست کا جم دگنا کر دکھائے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ط

منکرین زکوٰۃ کا مختصر قصہ یہ ہے۔ کہ جب سرور عالم کی وفات کا شہرہ ہوا۔ تو بجز مکہ۔

Marfat.com

مدینہ۔طائف کے تمام عرب باغی ہوگیا۔اور زکوٰۃ دینے سے انکاری۔بلکہ اسی پر قناعت نہ کرکے مدینہ عالیہ پر چڑھائی کردی۔ابوبکر صدیق نے نہایت مردانگی اور شجاعت سے اسلامی فوج جرار کو لیکر بنفس نفیس روانہ ہوئے۔چونکہ باغیون کی کثرت بیحد تھی۔حضرت علی مرتضیٰ قدردان نے جاکر ابوبکر صدیق رض کے مرکب کی لجام پکڑلی۔اور کہا کہ اے سرور عالم کے جانشین۔اور اے خلیفۂ رسول اللہ۔آپ مدینہ طیبہ ہی واپس ہوجائین۔کیونکہ اگر آپ کو تکلیف پہونچی۔تو پھر اسلام کا انتظام کبھی نہ ہوسکے گا۔آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کے فرمودہ کو تصویب کرکے خالد کو روانہ کیا۔اور جو مناسب احکام اور تجاویز تھے سمجھا دیئے۔پس خالد نے اُن احکام اور تجاویز پر عمل کرتے ہوئے سرتوڑ کوشش کی۔اور ان کو مغلوب کرلیا۔جو قتل ہونے تھے ہوگئے۔کچھ قید ہوکر پکڑے آئے اور باقی سب کے سب نئے سرے سے مسلمان ہوگئے۔

اس کے بعد ابھی تلوارین میانون مین قرار کرکے کھونٹیون پر جاگزین نہ ہوئی تھین کہ مسیلمہ کذاب جو مسلمان ہوکر بحکم سرور عالم یمامہ کا حاکم سمجھا گیا تھا۔بعد وفات سرور عالم بگڑ گیا۔اور مدعی نبوت ہوکر ہمچو ما دگرے نیست کا نقارہ بجایا۔اور لوگونکو تھوڑے ہی عرصہ مین اپنے دام مین پھنسالیا۔ایک سجہ نامی عورت جو فن شاعری مین یکتا تھی۔اور حسن وجمال مین ثانی زلیخا اُسے بھی نبوت کا چسکا دل مین سمایا ہوا تھا۔جب اُسے مسیلمہ کی خبر پہونچی۔تو ملاقات کے لئے آئی۔ایک خیمہ مین بیٹھکر دونو نے ایکدوسرے کی تصدیق کی۔آخر مسیلمہ نے کہا۔کہ مجھے وحی ہوا ہے کہ سجہ یا سجاح نبیہ میری تحت مین ہو۔اور مین جسطرح چاہون۔اُسے اپنے پاس رکھون۔لیکن یہہ باتین ایسی انداز اور غمزون۔رمزون مین ہوئین۔کہ باہم الفت پیدا ہوگئی۔خوب مزے اڑائے۔آخر کار نکاح کی ٹھیری۔مجلس منعقد ہوئی۔تو مہر کا ذکر آیا۔ہوتے ہوتے یہ قرار پایا کہ سجہ کی قوم کو عصر کی نماز مہر مین معاف کی گئی۔منظور ہوکر نکاح ہوگیا۔کہتے ہین کہ چند مدت وہ قوم رہی۔نماز عصر کو خیر باد کہا ہوا تھا۔بلکہ فخریہ کیا کرتی تھی۔ہذا مہر کریمنا۔لیکن سجاح زمانہ معاویہ رض مین توبہ کرکے مسلمان

Marfat.com

ہوگئی۔ القصّہ ان دونون کے ملنے سے انکی جماعت بڑھگئی۔ اور ٹڈی دل لشکر تیار ہوگیا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے خالد کو سپاہ سالار بناکر بسم اللہ کرکے سمجھا۔ بھیجا کر روانہ کیا۔ خالد سیاہ بادل کی طرح گرجتا ہوا۔ اور تلوارونکی بجلیان گراتا ہوا اُسکے سر پر آ ٹوٹا چونکہ کذاب کی سپاہ تعداد مین کہین زیادہ تہی۔ اسلئے وہ مغلوب نہ ہوسکے۔ بلکہ قریب تہا کہ وہ فتحیاب ہون۔ بارہ سو مسلمان قتل ہوجانے سے سپاہ کم ہوگئی۔ لیکن خالد نے نہایت مردانگی سے قوم کو جمع کرکے اللہ اکبر کہتے ہوئے ایسا دہاوا کیا۔ کہ دسہزار آدمی تہ تیغ ہوگئے۔ پل چل پڑگئی۔ مسیلمہ بہادری سے لڑتا رہا۔ مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ اُس نے تو ایک دن ذبح ہونا ہے۔ حضرت وحشی جسنے جنگ اُحد مین امیر حمزہؓ کو نہایت بیدادی سے قتل کیا تہا۔ اسکے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور مطلع صاف ہوگیا۔ وحشی بعد مین کہا کرتا تہا۔ کہ بحالت کفر اگر میرے ہاتھ سے خیرالناس شہید ہوا تہا۔ تو شکر ہے کہ بحالت اسلام میرے ہاتھ سے شرالناس قتل ہوا۔ مسیلمہ کی بچی بچائی فوج مسلمان ہوگئی۔ اسلام کا بول بالا ہوگیا۔

اسود عنسی کو فیروز دیلمی نے دہوکہ دیکر مار ڈالا۔ دونون جہنم راہی ہوئے۔ پھر ابوبکر صدیق رضؓ نے جب دیکہا۔ کہ مدعیان نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ تب انہون نے حسب مصلحت اُن ملکون کی طرف توجہ کی۔ جو اسلام کو بُری نگاہ سے دیکھکر بیچین تہے۔ لیکن اُنہون نے مناسب سمجہا۔ کہ پہلے اس بارہ مین ایک کمیٹی کیجائے جسکے ممبر اعلےٰ درجہ کے صاحب الرائے ہون۔ پھر حسب قرارداد کام چلایا جائے۔ اکابر صحابہ کو جمع کرکے شام[1] کی نسبت لشکر کشی اور فوج کی جمع آوری کا مسئلہ پیش

[1] شام کا اطلاق اسوقت عام طور پر ان ممالک پر ہوتا تہا۔ جو درمیان دریائے فرات اور الجزیرہ روم کے واقع ہے۔ فنشیا اور فلسطین بہی ان مین شامل تہا۔ کتب مقدسہ مین ان کو ارم کہتے تہے۔ میسوپوٹامیا۔ چلڈیا اور اسیریہ بہی ان مین شامل تہے۔ پہلے تو یہ ممالک علیحدہ علیحدہ چہوٹی چہوٹی ریاستین بنی ہوئی تہین۔ ہر ایک ریاست کا اپنا اپنا حاکم تہا۔ لیکن اسوقت یہ ایک شہنشاہ ہرقل کے تابع تہے جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ مین تہا۔ آبادی۔ سرسبزی۔ زرخیزی تجارت کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر تہا ۱۲

Marfat.com

کیا۔ باتفاق رائے یہ پاس ہوا۔ کہ لشکر کشی ضرور کرنی چاہیئے۔ اور فوج کی جمع آوری کے لئے خود ابوبکر صدیق رض ایک پروانہ مناسب جاری کرین جسکی تعمیل اطراف و نواحی مین پورے طور پر کیجائے۔ ابوبکر صدیق رض نے وہ پروانہ باین مضمون لکھا۔ کہ عبداللہ عتیق ابن ابی قحافہ تمام سچے دینداروں اور دین کے سچے خواہون کو بعد حمد اور نعت کے مطلع کرتا ہے۔ کہ اس کا ارادہ شام پر لشکر کشی کا ہے۔ تاکہ کفار کے ہاتھ سے اسلامی سلطنت کو بچائے۔ ہر ایک شخص جسے یہ اطلاع پہونچے وہ اپنی رائے ظاہر کرے۔ کہ اسکا کیا خیال ہے لیکن یہ واضح رہے۔ کہ جو شخص جہاد کیلئے مستعد ہوگا اور کرکے دکھائیگا۔ وہی خدا تعالےٰ کا مطیع ہوگا۔ ۱۲

حضرت انس بن مالک پروانہ گردی پر مامور ہوئے۔ چنانچہ اُنہون نے تھوڑے ہی دنون مین گشت کرکے ایسی اشاعت کی۔ اور لوگون کو اس طرز سے پروانہ سنایا۔ کہ مسلمانون کے گروہ گروہ اور قبیلونکے قبیلے فوراً سے پیشتر مدینہ منورہ مین جمع ہوگئے۔ لوگون کا اس قدر ہجوم ہوا۔ کہ رسد کا انتظام باوجود اہتمام کے اسقدر ناکافی سمجھا جانے لگا۔ کہ قیس نے بخدمت ابوبکر صدیق رض حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ تمام لشکر جمع ہے۔ اور سامان سفر درست۔ اگر حکم ہو تو روانگی کر دیجائے۔ کیونکہ یہان تکلیف ہوتی ہے حضرت صدیق اسی وقت پاپیادہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کا اٹھنا تھا۔ کہ اللہ اکبر کا غل ہوگیا اور سب تیار ہوگئے۔

خلافت کے سنہ یعنی سنہ ۱۲ھ مین پہلے پہل عراق پر لشکر کشی ہوئی۔ اور حیرۃ کے تمام اضلاع فتح ہوگئے سنہ ۱۳ھ مین شام پر چڑھائی ہوئی۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے فوج کے دو حصہ مقرر فرمائے تھے۔ ایک حصہ کا سپہ سالار یزید بن ابی سفیان۔ اور دوسرے حصہ کا افسر ربیعہ بن عامر مقرر فرمایا تھا۔ ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ہزار سوار تھا۔ جب ہرقل شاہ روم کو خبر پہونچی۔ کہ مسلمانون کا لشکر منزلین طے کرتا ہوا براہ تبوک آرہا ہے۔ تو اس نے تمام ارکان دولت سرکردگان ملت کو جمع کرکے نہایت خوشیلے لہجہ مین لیکچر دیا۔ کہ صاحبان! جب تک تم اپنی شریعت کے احکام کے پابند رہے

Marfat.com

کوئی قوم تیر غلبہ نہین پاسکی۔ بلکہ جس نے ادہر کا رُخ کیا۔ مُنہ کی کہائی۔ تمکو یاد ہوگا۔ کہ کسرے بن ہرمز نے بمعیت لشکر فارس جب چڑہائی کی تہی۔ توکس طرح پائمال ہوکر دُم دبا کر بہاگتا ہوا نظر آیا تہا۔ یہ سب کچہہ انجیل مقدس کی تعمیل کی برکت تہی۔ اب چونکہ تمنے شریعت عیسوی سے کم توجہی کی۔ اسلئے اسکی پاداشں مین یہ نوبت پہنچی۔ کہ ضعیف سے ضعیف قوم بہی تمہارون ملکون اور شہرون کے فتح کرنے کے خیال سے بہادرانہ حملہ کرنا چاہتی ہے۔ خدانکرے اگر یہی غفلت اور شریعت عیسوی سے کم توجہی رہی۔ تو صرف تم ہی نہین بلکہ تمہاری نسلین بہی کسی قوم کے سامنے آنکھ نہ کرسکینگی۔ قوم کو اس لیکچر کے سماع سے وہ جوش ہوا۔ کہ اسی وقت چہرے سُرخ ہوگئے۔ اور رگین پہول گئین۔ یکزبان ہوکر التماس کی کہ اجازت کی دیر ہے۔ رستے ہی مین اسلامیون کا کام تمام کرتے ہوئے خود کعبہ کی اینٹ سے اینٹ اکہاڑ دینگے یہ معلوم نہ تہا کہ ؎

چراغے راکہ ایزد برفروزد اگر کس دم زند ریشش بسوزد

القصہ ہرقل نے آٹھ ہزار سوار کا لشکر سبرداری چار شخصون یعنی باطلیق جبلہ توقا جلیا کے تیار کرکے روانہ کیا۔ اور انہون نے تبوک مین اسلامی لشکر کو دیکہکر ڈیرے لگا دیئے۔ مذہبی جوش تو ان کی رگون مین ہرقل نے بہر ہی دیا تہا۔ اسلامی فوج کی قلت دیکہکر ان کی اور حوصلہ افزائی ہوگئی۔ سپہ سالاران اسلام مین وہ بہادری کے جوہر تہے۔ کہ ذرا بہی ہراسان نہ ہوئے۔ نہایت عمدگی سے یہ انتظام کرلیا کہ ربیعہ بن عامر مع ہزار سوار کمین گاہ مین بیٹہ گئے اور یزید بن ابی سفیان اپنے ماتحت ایک ہزار سوار کے ساتہہ مرد میدان بنے۔ ہرقل کے آٹھہ ہزار کے مقابلہ مین ایک ہزار کیا وقعت رکہتا تہا۔ یکدم حملہ کرکے ٹوٹ پڑے۔ اور لشکر اسلام کو گہیر لیا۔ اور یقین تہا۔ کہ میدان شامیون کا ہے۔ لڑائی چہڑ گئی۔ ربیعہ بن عامر نے اچانک مع ایک ہزار سوار کمینگاہ سے نکلکر اللہ اکبر کہتے ہوئے وہ حملہ کیا۔ کہ آٹھ ہزار سوار کے چھکے چہڑا دیئے۔ باطلیق جو سپہ سالار تہا۔ اتفاقاً ربیعہ بن عامر کے مقابلہ مین آگیا۔ ربیعہ نے نہایت تیزی سے

Marfat.com

ایک ایسا نیزہ تاک کر مارا۔ کہ اسکی سُرین توڑ کر دوسری جانب جا نکلا۔ اور بیہوش ہو کر گر گیا
اس کا گرنا تھا۔ کہ بھاگڑ پڑ گئی۔ اسلامی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ اور ڈنکا بج گیا۔
دو ہزار دو سو لشکر ہر قل سے مقتول ہُوا۔ جرجیس نے کہین جا کر ہوش سنبھالا۔ تو کہا
کہ یہ چہرہ ہرقل کو دکھلانے کے قابل نہین ہے۔ علاوہ برآن باطلیق جیسے بھائی کا انتقام
نہ لینا۔ نہایت بُزدلی ہے معلوم نہین کیا منصوبہ سوچکر ایک شخص کی معرفت کہلا بھیجا۔
کہ لشکر اسلام کا مدعا کیا ہے۔ کوئی عقلمند اگر یہان ہمارے پاس آ کر بیان کرے۔ تو
مناسب جواب دیا جائیگا۔ اس پیام پر ربیعہ بن عامر سپہ سالار خود اُٹھ کھڑے ہوئے
کہ مین چلنے کو تیار رہون۔ اور روانہ ہو پڑے۔ جرجیس خیمہ مین تھا۔ اطلاع پر اذن ہُوا۔
ربیعہ بن عامر داخل ہوئے۔ دونون سپہ سالارون کی رُو در رُو باتین ہوئین۔ جرجیس نے
کہا۔ کہ آپ کا مُدعا کیا ہے۔ ربیعہ بولے۔ کہ اسلام قبول کرو۔ ورنہ جزیہ کی ذلت اختیار
کرو۔ اگر یہ دونون نہین تو تلوار فیصلہ کریگی۔ جرجیس نے اسلام کے متعلق بحث شروع
کر دی۔ کہ اس مین کیا فوقیت ہے۔ جواب باصواب ملنے پر قایل ہو گیا۔ ایک دربان نے
جرجیس کے کان مین کہا۔ کہ جو پسند ہو کیجیے۔ لیکن یہ واضح ہو۔ کہ یہی ربیعہ آپ کے
بھائی باطلیق کا قاتل ہے۔ اور موقعہ انتقام بھی خاطر خواہ ہے۔ یہ سُنکر جرجیس کی آنکھین
بوجہ طیش سُرخ ہو گئین۔ نہایت بیرحمی سے قواعد کا پاس نہ کر کے ربیعہ پر حملہ کیا۔ ربیعہ
نے نہایت تیزی سے چوکڑی بدل اسکے حملہ کو روک تلوار کا ایسا وار کیا۔ کہ دو ٹکڑے
ہو کر مردار ہو گیا۔ خیمہ سے یزید بن ابی سفیان سپہ سالار فوج اسلام نے دیکھا۔ کہ ربیعہ کے
ساتھ بیوفائی کی گئی۔ انہون نے فوراً حکم دیدیا۔ کہ یکدم حملہ کیا جائے۔ اتنے مین
مسلمانون کا لشکر بسرداری شرجیل اور بھی کمک کو پہنچگیا۔ پھر تو لڑائی کا ٹھہرنا تھا
کہ یکدم آندھی کی طرح دشمن کی سپاہ کو گھیر کر ایسا تباہ کیا۔ کہ آٹھ ہزار کی تعداد
سے ایک بھی نہ بچا۔ سب کے سب تہ تیغ ہو گئے۔ مال کثیر ہاتھ آیا۔ فتح کا نقارا
بجگیا۔ بمشورہ ہر سہ سپہ سالاران یہ قرار پایا۔ کہ تمام مال بخدمت صدیق اکبر بھیجدیا جائے

Marfat.com

ابوبکر صدیق رضہ یہ خبر سنکر تمام گرد و نواح مین اس جنگ کی فتح کا اعلان کرا بھیجا پھر تو یہ حالت ہوئی۔ کہ جس قوم نے سرکشی کی اس کی خبر لیگئی۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بصرہ کوفہ۔ بکر۔ کلیب۔ دمشق۔ بلقاء۔ معب۔ معان بیکر وغیرہ مفتوح ہوکر اسلام کے قبضہ مین آگئے۔ اشاعت اسلام کما ینبغی کی گئی۔ والتفصیل فی المطولات۔

القصہ ابھی کام چمکا ہی تھا۔ کہ ابوبکر صدیق رضہ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ دمشق کی فتح کے منتظر تھے۔ لیکن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ جسدن دمشق فتح ہوا۔ اسی دن مدینہ عالیہ مین ابوبکر صدیق رضہ کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ معارف ابن قتیبہ۔ حیوٰۃ الحیوان مین تاریخ وفات ۲۱ یا ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مکتوب ہے۔ آپکی عمر مبارک کا تخمینہ ۶۳ سال ہے۔ مدت خلافت دو سال اور چند ماہ۔

ابوبکر صدیق رضہ کو اپنی بیوی نے حسب وصیت شوہر نہلایا۔ یہ پہلی منکوحہ ہے اسلام مین جسنے اپنے شوہر کو بعد وفات غسل دیا۔ امیر عمر رضہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حسب الوصیت[1] رسول اللہ کے پہلو مین مدفون ہوئے۔ کفنے بہ شرفا۔

آپ کی وفات سے تمام اہل اسلام کو غم والم طاری ہوا۔ اور اسکے آپ مستحق بھی تھے۔ کیونکہ ایسے باانصاف نرم مزاج بے ریا متقی حاکم کا جہان سے مفقود ہوجانا کچھ کم مصیبت نہین۔ آپ کی حکومت و خلافت عرصہ دراز تک نہ رہی جس سے وہ

---

[1] نور الابصار مین کتاب صفوہ سے وصیت بایں طور لکھی ہے کہ ابوبکر صدیق نے وصیت کی۔ کہ مجھے روضہ مقدسہ کے دروازہ پر رکھ دینا۔ اگر دروازہ مفتوح ہوجائے۔ تو وہین رکھنا۔ حضرت جابر کہتے ہین کہ حسب الفرمان جنازہ رکھکر کھولا گیا۔ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور ہاتف ہوا کہ ادخلوہ۔ ادفنوہ کرامۃ۔ ایک روایت مین یون آیا ہے۔ کہ یہ آواز سنا گیا۔ ضموا الحبیب الی الحبیب واللہ اعلم۔ ابوبکر صدیق کی وفات کے وقت آپ کے والد زندہ تھے۔ شش ماہ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ علماء نے لکھا ہے۔ کہ بجز ابوبکر صدیق رضہ کوئی خلیفہ برزندگی والد تخت نشین خلافت نہین ہوا۔ مخبر الواصلین مین تاریخ یون رقم کی ہے۔

آنکہ او صادق الورے بودہ — یار پیغمبر خدا بودہ
عقل سال وصال او فرمود — در سن جود رفت صاحب جود

Marfat.com

اپنی وسیع تجاویز کو پورا کر سکتے۔ لیکن جس قابلیت و ہشیاری سے انہون نے خلافت کے کام کو سنبھالا۔ اور فتنہ و فساد مدعیان نبوت و منکرین زکوٰۃ کے شر کو نیست نابود کیا۔ اور اسلامی ہمدردی سے مسلمانون کو بچایا۔ قابل تعریف اور آپ ہی کا حصہ تھا جزاہ اللہ عنا خیر الجزا۔ آپکی اولاد جو افراد مین منحصر لکھی ہے۔ ۳ پسر اور ۳ دختر۔ عبداللہ عبدالرحمان۔ محمد + عائشہ۔ اسماء۔ ام کلثوم۔ اول بزرگ جلیل القدر صحابی ہین۔ خلافتِ والد مین لاولد فوت ہوئے۔ ۲ بھی صحابی ہین۔ امیر معاویہؓ کے اخیر زمانہ مین فوت ہوئے۔ معاویہؓ نے لاکھ درہم انکی خدمت مین ہدیہ بھیجکر یزید کی بیعت قبول کرنے کے لئے کہلا بھیجا تھا۔ آپنے دراہم واپس کرکے بایںطور جواب دیا کہ مین دین کو دنیا سے نہین بیچتا۔

عائشہ صدیقہ کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا مشکوٰۃ شریف مین حضرت عائشہ کا مرثیہ جو انہون نے انکی قبر پر بوقت زیارت پڑھا مکتوب ہے۔ ۳ محمد بن ابی بکرؓ یہ امیر عثمانؓ کے قاتلین کے معاون خیال کئے جاتے ہین۔ علیؓ مرتضےٰ نے انہین اپنی خلافت مین مصر کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ امیر معاویہ کی جہت سے مصر ہی مین مقتول[1] ہوئے۔ انھین کی

---

[1] ابن خلکان نے لکھا ہے۔ کہ محمد بن ابی بکر کو علی المرتضےٰ نے ۳۷ھ مین مصر کی گورنری سے ممتاز فرمایا تھا۔ معاویہ نے وقت پر عمرو بن عاص کو جرار فوج کے ساتھ جن مین معاویہ بن حدیج بھی تھا۔ دہاوا کرنیکے لئے بھیجا۔ مابین خوب مقابلہ ہوا۔ آخر کار محمد بن ابی بکر ہزیمت کھاکر ایک مجنونہ کے گھر روپوش ہوگیا۔ اتفاقاً معاویہ بن حدیج کے ہمراہی اس مجنونہ کے گھر سے گذرے کیا دیکھتے ہین کہ وہ مجنونہ رستہ مین بیٹھی ہوئی ہے۔ انہین دیکھکر کہنے لگی۔ کہ کیا تم میرے محبوس بھائی کو قتل کروگے۔ کہا نہین ہم قتل نہین کرینگے۔ کہنے لگی۔ اچھا اگر قتل نہ کروگے۔ تو لو تمہارا دشمن اور حریف محمد بن ابی بکر میرے خانہ مین مستور ہے۔ اسیوقت معاویہ مذکور کے ہمراہی گھر مین گھس گئے اور پکڑکر رسون سے باندھکر گھسیٹتے ہوئے معاویہ کے پاس لائے۔ محمد نے نہایت لجاجت سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کا لحاظ کرکے مجھے چھوڑ دیا جائے معاویہ نے جواب دیا۔ کہ تو نے عثمانؓ کے واقعہ مین میری قوم کے ۸۰ اشخاص قتل کئے ہین۔ لا واللہ مین تجھے ہرگز نہین چھوڑونگا۔ آخر قتل ہی کر دیا گیا۔ بعد القتل معاویہ نے حکم دیا۔ کہ عمرو بن عاص کے دروازہ کے رستے سے اسے گھسیٹتے ہوئے کسی گدھی کی کہال مین باندھکر جلا دو۔ بعضون نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خر کے چمڑے مین زندہ رکھکر جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ ۳۸ھ مین ہوا۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے اس واقعہ کی شکایت عمرو بن عاص کو اپنے بھائی عبدالرحمن کی معرفت کہلا بھیجی۔ اسنے معذرت کی۔ کہ معاویہ بن حدیج کے حکم سے یہ معاملہ ہوا۔ میرا کوئی قصور نہین۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جب مدینہ طیبہ مین محمد کا قضیہ مشہور ہوا (دیکھو صفحہ ۹۶)

Marfat.com

پوتی۔ محمد بن علی بن حسین سے بیاہی گئی۔ حضرت عائشہ ام المومنین کو زوجیت سرور عالم کا شرف حاصل ہوا۔ اسماء بنت ابی بکر۔ زبیر کی منکوحہ ہوئی۔ یہ بیوی سو برس کی عمر مین مکہ معظمہ بحالت نابینائی فوت ہوئی۔ صاحب اولاد تھین۔

ام کلثوم طلحہ بن عبید اللہ سے بیاہی گئین۔ پھر اسکے قتل ہونے کے بعد عبد الرحمان بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ مخزومی کے نکاح مین رہین۔

حضرت ابوبکر صدیق کے فضایل ماہرین قرآن شریف واحادیث نبویہ پر مخفی نہین لیکن مین صرف دو آیتین۔ اور چند احادیث بیان کرتا ہون کیونکہ میدان فرصت تنگ ہے۔ تمام اہل اسلام متفق ہین۔ کہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا مین صاحب الرسول آپ ہی ہین معنا کی معیت کا شرف بھی انہی کے نام رب الانام سے نامزد ہوا۔ یا صاحبی السجن اور یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا کو ایک مرتبہ مین رکھنا کور دلون کا کام ہے۔ سکینہ جسپر نازل ہوا۔ اس مین گو اختلاف ہے۔ لیکن صرف اسقدر کہ سرور عالم علیہ کے سر تاج ہین۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۹۵) کہ ایسی بری طرح جلا دیئے گئے۔ تو بخانہ محمد بن صدیق مردون اور عورتون کا ایک بڑا مجمع عزائیسہ ہوا۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے ایک کبش منگا کر کباب کرایا۔ اور حضرت عایشہ رض کے پاس بھجوادیا۔ کہ آپ کا بھائی اسی طرح کباب کیا گیا۔ لکھا ہے کہ اسکے بعد حضرت عائشہ رض نے تا وفات کبھی بھونا گوشت تناول نہین فرمایا۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ نائلہ حضرت عثمان رض کی بیوی معاویہ بن حدیج کے پاؤن چوما کرتین۔ کہ تو نے میرے شوہر کا بدلہ لیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ والدہ اپنے فرزند کا جل جانا سنکر یہانتک جل بھن گئی۔ کہ پستانون سے خون جاری ہوگیا لیکن کظم غیظ ایسا کیا کہ اُف تک نہ کی۔ چونکہ بعد وفات صدیق رض علی المرتضے رض کے نکاح مین آئی تھین۔ حضرت علی کو بھی اس جہت سے اور اسوجہ سے بھی کہ محمد آپ کے ربیب تھے بڑا جہاری صدمہ رونما ہوا۔ حیوۃ الحیوان ۱۲

حاشیہ صفحہ ۹۶ سطر ۵ یعنے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رض کی صاحبزادی ام فروہ امام محمد باقر کے نکاح مین آئین جس سے دُر آبدار حضرت امام جعفر صادق برآمد ہوئے۔

Marfat.com

یا ابوبکرؓ کی سرفرازی کا اظہار ہے۔ ابن عباسؓ تاج المفسرین نے ابوبکر صدیق کا نام لیا ہے۔ تفسیر حسینی مین لکھا ہے۔ فانزل اللہ پس فرو فرستاد خدائے سکینۃ رحمت خود را کہ سبب آرامش است علیہ بر رسول و شہر آن است کہ بر صدیقؓ بجہت آنکہ از روے شفقت برحال آنحضرت بغایت مضطرب بود۔ شیخ فریدالدین عطار قدس اللہ سرہ العزیز در باب نزول سکینہ بر صدیقؓ فرمودہ ۔ ؎

خواجۂ اول کہ اول یار اوست ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اوست

چون سکینہ شد ز حق منزل بداد گشت مشکلہائے عالم جملہ باد

شیعہ کا یہ اعتراض کہ ابوبکرؓ کو سرور عالم ما معہ کیوجہ ساتھ لیگئے۔ کہ کہین وہ نہ ہو کہ پیچھے کوئی شر قایم کردے۔ اسکے جواب مین ہم صرف مجالس المومنین شیعہ کی معتبر کتاب کو پیش کردیتے ہین۔ وہ مجلس پنجم مطبوعہ طہران کے صفحہ ۲۱ پر جواب نقل کرتے ہین۔ کہ این کلمات نہ مذہب علماء شیعہ است۔ بلکہ عوام وادباش بطریق استہزا گویند۔ اگر رسول شب غار از ابوبکرؓ می ترسید پس بایستے کہ ہر سہ را باخود بروے پس چنانکہ پیغمبر پنہانی دیگران برفت۔ پنہانی ابوبکر نیز می رفت۔ انتہے کذا نقل۔ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی الخ یہ آیت شریفہ بھی ابوبکرؓ صدیق کے شان مین نازل ہوئی۔ جلالین جامع البیان خازن وغیرہ مین بصراحت لکھا ہے۔ کہ اتقی جو بصیغہ افعل التفضیل وارد ہوا ہے۔ آپ ہی کے اتقا کا مظہر ہے گو بعض مفسرین نے یہ لکھدیا ہے۔ کہ اتقی بمعنی تقی ہے۔ کما فی الجلالین لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ انکے تقوے کا شاہد نہین۔ یا انہون نے خدا تعالےٰ کی راہ مین مال خرچ کرکے تذکیہ حاصل نہین کیا۔ حضرت بلالؓ کے چھڑانے کا قصہ کس واقفکار کو معلوم نہین۔ بوڑھی ضعیف ناتوان کنیز عورتین جو بوجہ اسلام ستائی جاتی تہین۔ کیا اُن کو مال دیکر آزاد نہین کیا۔ طبرانی وغیرہ نے عروہ سے روایت کی ہے۔ کہ ابوبکر صدیقؓ نے سات ایسے شخصون کو آزاد کرایا جو بوجہ اللہ۔ اللہ کرنیکے عذاب کیے جاتے تہے۔ (مناقب الخلفاء) تفسیر حسینی مین عجیب پیرایہ کی منقبت لکھی ہے ؎

سر روشن دلان صدیق اعظم کہ شد از قلیم تصدیقش مسلم

Marfat.com

زمہرش روزِ دین را روشنائی　　بدو اہلِ یقین را آشنائی
بسیۂ دل کے کند این قول باور　　تفاوت ہائے دوران مین زداور

ترمذی شریف مین ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ سرورِ عالم نے ابوبکر صدیقؓ کو خطاب کرکے فرمایا (انت صاحبی علی الحوض) کہ تو حوضِ کوثر پر میرا ہمراہی ہوگا۔ طبرانی نے سہلؓ سے روایت کی ہے کہ جب سرورِ عالمؐ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے۔ تو منبر پر بعد حمد و ثنا کے عام طور فرمایا۔ کہ ایہا الناس۔ اے لوگو مین ابوبکرؓ سے راضی ہون۔ (مناقب الخلفاء) مسلم اور بخاری مین ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ کہ جب حضور سرورِ عالم کا مرض اشتداد مین ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مروا ابابکر فلیصل بالناس ابوبکرؓ کو کہدو کہ لوگون کو نماز پڑہائے۔ بخاری مسلم مین ہے کہ سرورِ عالم نے جسوقت یہ فرمایا۔ کہ باب الجنۃ ہر ایک عمل صالح کا علیحدہ ہوگا۔ نمازی باب الصلوٰۃ سے اور اہل جہاد باب الجہاد سے۔ ہکذا و ہکذا پکارے جائینگے۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی۔ کہ کوئی ایسا بھی ہوگا۔ کہ اسکے ہر ایک دروازہ پر پکارہو۔ تو فرمایا کہ (نعم فارجو ان تکون منہم) ہان مین اُمید کرتا ہون۔ کہ تو انہین سے ہوگا۔ مشکوۃ مین بخاری اور مسلم سے بروایت ابوسعید خدریؓ نے یہان کہا ہے۔ کہ سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ (ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر) یقیناً عطا کنندہ ترین مردم مجھپر صحبت اور مال دونون مین ابوبکر صدیق ہے۔ ترمذی مین بحق ابوبکر صدیقؓ سرورِ عالمؐ نے یہی فرمایا۔ کہ جس جس نے میرے ساتھہ احسان اور خدمت گذاری کی ہے۔ مین نے سب کی مکافات کی لیکن ابوبکر صدیقؓ مستثنےٰ ہین۔ انکی مکافات مین پوری نہین کرسکا۔ یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ ۱۲ خدا تعالےٰ قیامت کو ان کی مکافات کرے گا۔ یہ بہی فرمایا۔ کہ مانفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی بکر یعنی جتنا فائدہ مجھے ابوبکر کے مال سے ہوا۔ اتنا کسی کے مال سے نہین ہوا۔ ترمذی مین یہ بہی مذکور ہے۔ کہ سرورِ عالمؐ نے فرمایا۔ کہ جس قوم مین ابوبکر صدیق موجود ہو۔ اس قوم کی امامت بجز ابوبکر صدیقؓ کسی کو سزاوار نہین۔ مشکوۃ مین ابوداؤدؓ

Marfat.com

سے بروایت ابوہریرہ رض منقول ہے کہ سرور عالم نے ابوبکرؓ سے فرمایا۔ کہ (انک اول من یدخل الجنۃ من امتی) میری اُمت سے بہشت مین پہلے تو داخل ہوگا۔

امام نووی نے لکھا ہے وکم للصدیق من مناقب ومواقف وفضائل لا تحصے ۱۲ مناقب الخلفاء۔ حالات خلفاء اربعہ مین اچہا رسالہ ہے۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ مجمل طور پر اس مین تمام حالات مندرج ہین فعلیک بہا۔ چونکہ حضرت عمر رض کا ذکر شروع ہوتا ہے اسلئے وہ عہدنامہ ذکر کرتا ہون۔ جو ابوبکر صدیق رض نے ان کے حق مین لکہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضرت عثمانؓ غنی کو بلوا کر عہدنامہ لکہنے کو فرمایا۔ جسکا یہ مضمون ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ابوبکر دنیا کی اخیری منزل طے کرتا ہوا۔ آخرۃ کی پہلی منزل مین قدم رکہنے والا ہے۔ اور یہ ایسا وقت ہے۔ کہ کفار بہی مومن ہونا پسند کرتے ہین۔ لیکن اس وقت کا ایمان نافع نہین ہوتا۔ اور بدکارون کو یقین ہو جاتا ہے کہ جو سزا ہمارے لئے بیان کیجاتی تہی۔ یقینی ہے۔ مین نے خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے۔ اس موقع پر پہنچکر آپ کو غشی ہوگئی۔ امیر عثمان رض نے آپ کا ارادہ سمجہا ہوا تہا۔ خود بخود لکہدیا) عمر کو جب آفاقہ ہوا۔ تو آپ نے استفسار کیا۔ کہ کچہ لکہا ہے۔ عثمانؓ نے جواب دیا۔ کہ آپ کیطرف سے یہی لکہا ہے۔ کہ مین نے امیر عمرؓ کو خلیفہ کیا۔ ابوبکر صدیق رض نے فرمایا۔ اچہا خدا جزا خیر دے اگر اپنا نام لکہدیتا تو تو بہی لایق تہا۔ لکہ کہ مین نے عمر رض کو خلیفہ کیا۔ اگر اس نے عدل کیا جیسا کہ میرا خیال ہے کہ وہ عدل و انصاف مین کوتاہی کرنیوالا نہین۔ اور اس خیال پر مین نے یہ ارادہ کیا ہے۔ تو بہتر ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اگر اس نے غیر عدل کیا۔ تو فلکل نفس ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت والخیر ما اردت ولا علم لی بالغیب۔ یعنی ہر نفس کے لئے وہ فوائد ہونگے جو اُس نے حاصل کئے اور اسپر وبال جان ہونگے۔ وہ نقصانات جو اس نے کئے۔

مین نے ارادہ بالخیر کیا ہے۔ مین عالم الغیب نہین ہون۔ پہر کسقدر کش مکش کے بعد یہ امر طے ہوگیا۔ کہ امیر عمر رض بعد الصدیق رض خلیفہ حق ہون۔ آپ کی چار بیویان بیان کی گئی ہین۔ قتیلہ بنت عبد العزیٰ۔ عبد اللہ و اسماء اسکے بطن سے ہوئے۔ رومان بنت

Marfat.com

عامر۔ عبدالرحمٰن و عایشہ اسکے شکم سے ہوئے۔ اسماء بنت عمیس۔ محمد اس سے ہوا۔ حبیبہ بنت خارجہ یہ بیوی بوقت وفات صدیق رض حاملہ تہین۔ بعد مین ام کلثوم ان سے متولد ہوئین۔ آپکے وزیر اعظم امیر عمر رض تہے ان کے تین نائب تھے۔ حضرت عثمان رض۔ زید بن ثابت۔ عبدالرحمٰن مکہ معظمہ کا حاکم۔ اثاث بن رشید۔ طائف کا عثمان بن عاص صنعا کا مہاجر ابن ابی امیہ۔ حضرموت کا زیاد بن لبید۔ خولان کا معاذ بن جبل۔ وغیرہ وغیرہ۔ صوانح محمود خان۔

مختصر تذکرہ حضرت امیر عمر فاروق رضی اللہ عنہ

امیر عمر رض کی شہرت مستغنی عن الذکر ہے۔ انکا شہرہ صرف اہل اسلام ہی مین نہین۔ بلکہ یہود اور نصاریٰ بہی سر برہنہ ہوکر آپ کا گیت گاتے ہین۔ اگرچہ بعض حساد اس بزرگ کے کارنامہ کو بدنما کرکے دکہلاتے ہین۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ حساد اس سے خود بدنما نہین ہوجاتے۔ کتاب المزاج لابی یوسف سیرۃ العمرین لابن الجوزی۔ ازالۃ الخلفا للدہلوی۔ اخبار القضاۃ لمحمد بن خلف مناقب الخلفاء وغیرہ سے اس خلیفہ راشد کا حال بالتفصیل معلوم ہوسکتا ہے۔ مگر بعض کتب بالکل ناپید ہین۔ اور جو ملسکتی ہین۔ اُن کے سمجہنے والے اس روشنی کے زمانہ مین انگلیون پر گنے جاسکتے ہین۔ آجکل کے زمانہ کے مذاق پر الفاروق مولفہ علامہ شبلی رح کا نسخہ غنیمت ہے۔ صرف عہ۸ پر یہ نسخہ ملسکتا ہے۔ مختلف مطابع مین یہ کتاب مطبوع ہوئی ہے۔ خذ ما صفا کا قاعدہ بجز کتاب باری پر ایک کتاب کے لئے زیر نظر رکہنا ضروری ہے۔

سلسلہ نسب امیر عمر رض۔ معارف ابن قتیبہ مین باین الفاظ محرر ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن قرط بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔ الفاروق مین غالب متروک اور قرط موخر ہے۔

Marfat.com

نور الابصار اور الفاروق متفق الالفاظ ہین کہ امیر عمر عدی کیطرف منسوب ہین۔ اسی وجہ سے آپ عدوی مشہور ہین۔ عدی کے دوسرے بھائی مرہ ہین جو سرور عالم کے اجداد سے ہین۔ اس لحاظ سے حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آٹھوین پشت مین جاکر ملتا ہے۔ الفاروق مین ولادت امیر عمرؓ بروایت مشہور ہجرت نبوی سے ۴۰ سال پیشتر تحریر کی ہے اور وفات ۲۳ھ اس حساب سے امیر عمرؓ کی عمر ۶۳ سال ہوتی ہے۔ اور یہی مشہور ہے۔ لیکن ابن قتیبہ معارف مین اسے غلط بتلاتے ہین۔ انکا یہ خیال ہے کہ آپکی عمر مجموعہ ۵۵ سال ہے اور یہی قول ہے ابن رسمق اور ابی الیقطان کا۔ اور بڑا عالی ثبوت وہ یہ بیان کرتے ہین۔ کہ خود ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ قتل عمر بن الخطاب وہو ابن خمس وخمسین ۱۲ آپ کی ولادت مکہ معظمہ مین ہوئی۔ جوان ہوئے تو ان کے والد نے جو خدمت ان کے سپرد کی۔ وہ اونٹون کا چرانا تھا۔ کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ یہ نوجوان آگے چلکر فاروق اعظمؓ کے نام سے ممتاز ہوکر مسند نشین سریر خلافت نبوی ہوگا۔ خلافت کے زمانہ مین ایک دفعہ امیر عمر کا گذر مقام ضجنان ہوا۔ جہان وہ اونٹ چرایا کرتے تھے۔ تو اپنی پرانی حالت یاد کرکے آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مین یہان نمدے کا کرتہ پہنے ہوئے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ اور تھک کر بیٹھ جاتا تو والد کے ہاتھ سے پٹتا۔ آج یہ دن ہے۔ کہ خدا کے سوا میرے اوپر کوئی حاکم نہین۔ امیر عمرؓ جب پورے جوان ہوئے۔ تو سپاہ گری۔ نسب دانی۔ پہلوانی مین جو اسوقت شرافت کا لازمہ خیال کیا جاتا تھا حاصل کئے۔ پھر تعلیم اور فن سواری کا کمال پیدا کیا۔ فن کتابت جو بالکل کمیاب تھا۔ اسے بھی سیکھ لیا۔ علامہ بلاذری کا نقل ہے کہ جب سرور عالم مبعوث ہوئے تو قریش کے تمام قبیلے مین ۱۷ آدمی تھے۔ جو لکھنا جانتے تھے۔ ان مین ایک امیر عمرؓ بن خطاب ہے نقل ہے کہ امیر عمر نے پھر تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ جس سے تمام عرب مین کما بیش روشناسی ہوگئی۔ اور لوگو نپر ان کے قابلیت کے جوہر کھلنے شروع ہوئے۔ نوبت یہانتک پہونچی۔ کہ قریش مین جب کوئی خطرناک معاملہ پیش آتا۔ تو امیر عمرؓ ہی

Marfat.com

کو سفیر بنا کر بھیجتے۔ اس زمانہ مین آفتاب رسالت طلوع ہوا۔ یعنی رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ اور اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت عمرؓ کے خاندان مین اسلام بوجہ زید ابن عمرو کے جو امیر عمرؓ کے چچہ زاد بھائی تھے۔ چمکا ہوا تہا۔ زید مذکور بعثت سے پہلے ہی بت پرستی اور جہالت کی رسوم کو بری نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ انکا فرزند سعید بن زید مسلمان ہی ہو گیا تہا۔ امیر عمرؓ کی ہمشیرہ فاطمہ کا نکاح سعید کے ساتھ ہوا۔ تو وہ بہی مسلمان ہو گئین۔ نعیم بن عبداللہ اس خاندان کا ایک معزز شخص تھا۔ اُس نے بہی اسلام قبول کر لیا۔ لیکن امیر عمرؓ بوجہ اشغال پہلوانی وغیرہ اس وقت تک اسلام سے ناآشنا رہے۔ بلکہ بوجہ ہمصبت ہونے رؤسا قریش کے اسلام کو اچھی نگاہ سے دیکھنا بہی پسند نہ کرتے تھے۔ جب یہ صدا ان کے کانون تک پہونچی کہ ان کے قبیلے بلکہ ان کے خاندان سے بعض مسلمان ہو گئے ہین۔ تو سخت ناراضگی ظاہر کی۔ اور اُنکے دشمن بنگئے۔ لبنیہ نامی ایک کنیز ان کے خاندان مین تہی۔ اُس نے بہی اسلام قبول کر لیا تہا۔ اوسکو بے دہڑک مارنا شروع کیا۔ اس کے سوا جس جس پر قابو چلتا۔ زدو کوب سے دریغ نہ کرتے۔ لیکن اسلام کا ایسا نشہ نہ تہا۔ کہ ان تکالیف سے اُتر جاتا۔ القصہ بمشورہ بعض احباب کفریہ فیصلہ کیا۔ کہ خود بانی اسلام سرور عالم کا قصہ پاک کر دین۔ شمشیر کمر سے لگا کر سیدھے سرور عالم پر حملہ کرنے کو سدہارے۔ کارکنان قضا نے ہنسکر کہا۔ ؎ آمد آن یارے کہ ما میخواستیم۔ اتفاقاً رستے مین نعیم بن عبداللہ ملاقی ہوئے۔ امیر عمرؓ کے تیور بدلے ہوئے دیکھکر بولے۔ خیر تو ہی۔ جواب دیا۔ کہ محمدؐ کا کام تمام کرنے چلا ہون۔ انہون نے کہا واہ کیا تم بنی ہاشم سے بچ سکوگے۔ پہلے اپنے گہر کی تو خبر لو۔ خود تمہاری بہنوئی اور بہن نے اسلام قبول کیا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی پلٹا کہایا۔ اور در بہنوئی پر پہنچے۔ وہان وہ دونو بیوی میان قرآن کی تکرار کر رہے تھے۔ امیرؓ کی آواز سنکر خاموش ہو گئے۔ اور قرآن شریف کے اجزا دہر اُدہر کر دیئے چونکہ قرآن شریف کی آواز امیر عمرؓ سن چکے تھے۔ پوچھا کہ یہ کیا آواز تہی۔ بہن نے اغماض کیا تو بولے۔ مین سن چکا ہون۔ کہ تم دونو اسلام قبول کر چکے ہو۔ یہ کہکر بہنوئی

Marfat.com

کو تیور بدل کر دیکھا۔ اُس نے برجستگی سے کہا۔ تیرے دین سے اگر اسلام بہتر ہو تو پھر کلام کیا ہے۔ امیر عمر اس کلام کو سنتے ہی اُچھلے۔ اور بہنوئی سے دست و گریبان ہوئے ہمشیر مدافعت کیلئے آئی۔ تو اُسے بھی لہولہان کر دیا۔ آخر یہ بھی تو امیر عمرؓ ہی کی بہن تھی۔ کہلے منہ کہدیا۔ کہ اسلام حق ہے لے تیرے سامنے کہتی ہون۔ اشہدان لاالٰہ الا اللہ و اشہدان محمدا عبدہ و رسولہ، جو کرنا ہے کر لو۔ اسلام اب دل سے نہین نکل سکتا۔ امیر عمرؓ نے جب یہ کلمات بہن کے سُنے۔ تو اُن کے دل مین ایک خاص اثر پیدا ہوا۔ بہن کے خون جاری کو دیکھکر اور بہی رقت ہوئی۔ کلام اللہ جو آکر سنا تہا وہ بہی گرفت کر چکا تہا۔ بولے کہ اچہا جو کلام پڑہ رہے تہے۔ وہ مجہکو بہی تو سناؤ۔ فاطمہ امیر عمرؓ کی ہمشیرہ اجزا قرآن شریف دوڑ کر لائی۔ عمرؓ چونکہ لکہے پڑہے ہوئے تہے۔ کہا مجہے دیدو۔ مین خود پڑہ لون۔ بہن بولی (انک رجس) تو نجاست مین ہے اور قرآن شریف وہ پاک کتاب ہے کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْن۔ اگر نہا دہو کر لو تو دیدون نہین۔ امیر عمرؓ نے وضو کیا۔ پہر اُٹہا کر مختلف مقامات پڑہے تو دل مرعوب ہو گیا۔ سورہ طٰہٰ کو دیکہا۔ تو اُسے نہایت محبت سے پڑہا۔ جب یہان پہونچے۔ انّنی انا اللہ لَا اِلٰہَ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری تو فرمانے لگے۔ ولونی علی محمدؐ۔ مجہی سرورِ عالم تک پہونچاؤ۔ خباب صحابی جو امیر عمرؓ سے دبکر پوشیدہ ہو گئے تہے۔ نکلکر کہنے لگے بشارت ہو اے عمرؓ مین امید کرتا ہون۔ کہ جو دعا سرورِ عالم نے لیلۃ الخمیس کی تہی وہ تیرے حق مین منظور ہوئی۔ (سرورِ عالم کی دُعا یہ تہی۔ اللھم اعزالاسلام بعمر بن الخطاب او بعمر بن ھشام) یہ وہ زمانہ تہا۔ کہ سرورِ عالم کوہ صفا کے نیچے بخانہ ارقم جاگزین تھے۔ امیر عمرؓ نے درِ دولت پر پہنچکر صدا دی۔ اسوقت امیر حمزہ طلحہ اور لوگ بہی دروازہ پر موجود تہے۔ چونکہ امیر عمر سلاح پہنے ہوئے تھے اس لئے حاضرین کو تردد ہوا۔ کہ ان کو روک دیا جائے۔ یا اندر داخل ہون۔ امیر حمزہ نے کہا آنے دو۔ اگر بخلوص آئے ہین تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار اور اُسی کا سر ہوگا۔ حضرت نے قدم اندر رکہا۔ تو سرورِ عالم خود

Marfat.com

آگے بڑھے۔ اور عمرؓ کے دامن اور تلوار کو پکڑ کر فرمایا۔ کہ کیا ابہی وہ وقت نہین آیا۔ کہ کفر اور دشمنی سے باز آوے۔ کیا تو چاہتا ہے۔ کہ تو انہین عذابون مین مبتلا ہو جن مین ولید بن مغیرہ تباہ ہوا۔ نبوت کی اس جاہ وجلال کی آواز نے عمرؓ کو کپکپا دیا۔ نہایت تواضع اور فروتنی سے امیر عمرؓ نے کلمہ شہادت پڑہا۔ اور داخل اسلام ہوئے۔ سرور عالمؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ حاضرین نے بہی ملکر ایسا پُر زور نعرہ مارا۔ کہ پہاڑیان گونج اٹہین۔ اور اہل مکہ دہل گئے۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے وہ قوت پیدا ہوئی۔ کہ فرائض مذہبی علانیۃً ادا ہونے لگے۔ یہ واقعہ سن نبوت کے چہٹے سال واقع ہوا ابن ماجہ اور حاکم ابن عباس کی زبانی لکہتے ہین۔ کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیل نے حضور کے حاضر خدمت ہو کر کہا۔ یا محمد لقد استبشر اہل السماء باسلام عمرؓ۔ تاریخ الخلفاء یعنی امیر عمرؓ کے ایمان کی خوشی آسمان والون نے بہی منائی۔

حملہ حیدری کے مصنف شیعی نے اس واقعہ کو نظم کر کے شیعہ حال کا دل دکہایا ہے۔ لکہتے ہین۔ ؎

عمر بعد ازان از پس چند گاہ — در آمد بدین رسولؐ اِلٰہ
چنان بُد کہ بوجہل ازان سرزنش — بکیفیتے شد عداوت منش
کہ جز قتل پیغمبر ذو الجلال — نبودش دگر ہیچ فکر و خیال
یکے روز میگفت با اشقیاء — کہ آرد کسے گر سر مصطفےٰؐ
ہزار اشتر از خود بہ بخشم باو — دو کوہان سیہ دیدہ و سرخ مو
ز دیبائے مصری و برد یمن — دگر سیم و زر بخشمش چند من
عمر چون شنید آن سخن گفتنش — بجنبید عرق طمع در تنش
باو گفت سوگند اگر میخوری — کہ از گفتۂ خویشتن نگذری
من امروز خدمت رسانم بجا — بیارم بہ پیشت سر مصطفےٰؐ
گرفت از ابوجہل اول قسم — پس آنگاہ زد در رہ کین قدم
بافکار چون رفت بیرون عمر — یکے گفت با او نداری خبر

Marfat.com

که همشیره‌ات نیز با جفت خویش
گرفت است دینِ محمد بپیش

برآشفت اباحفص ازین گفتگو
بگفتا برزم کنون خونِ او

سوئے خانهٔ خواہرِ خویش رفت
چو آمد بنزدیکِ در پیش رفت

بیامد بپیشِ درِ ایستاد
صدائے شنید و بآن گوش داد

شنید آنکه میخواند مردِ نکو
کلامیکه نشنیده بد مثلِ او

وزو می گرفتند یاد آن کلام
همان خواہر و جفت او با تمام

عمر زد در و خواہرش باز کرد
چو آمد درون شور آغاز کرد

در افتاد با جفت خواہر بجنگ
گرفتش زحلق و بفشرد تنگ

در آویخت و اما دہم با عمر
گرفتند خصمانه هم یکدگر را ابر

بخستند گه روے هم گاه پشت
لگد گاه زوندے بهم گاه مشت

زهم پوست کندند گه گاه مو
گهے این بزیر آوردے گاه او

ازو چون عمر بود پُر زور تر
فگندش بزیر و نشست از زبر

گلویش بتنگی فشرد آنچنان
که نزدیک شد تا شود قبضِ جان

بیامد دوان خواہرش نوحه گر
بگفتش چه خواہی زمانے عمر

اگر شاد گردی زما در ملول
نمودیم دینِ محمد قبول

کنون گر کشی سر بداریم پیش
ولے برنگردیم از دینِ خویش

چو بشنید از و این حکایت عمر
بدانست کو برنگردد دگر

بگفتش چه دیدی تو از مصطفےٰ
که گشتی بدینش چنین مبتلا

بگفتا کلامِ خدائے جلیل
که آرد با و حضرتِ جبرئیل

شنیدیم گر دید بر ما یقین
که هست این کلامِ جهان آفرین

عمر گفت ازان قولِ معجز اساس
اگر یاد داری بخوان بے هراس

برو خواہرش آیهٔ چند خواند
عمر گوش چون کر دحیران بماند

دلش زان شنیدن بسے نرم شد
بسودائے اسلام سرگرم شد

Marfat.com

عمر گفت دیگر بخوان زین کلام — بگفتا دگر نیست زین مے بجام
ولے ہست استاد مادر نہفت — کہ گر دید پنہان چو نامت شنفت
قسم گر خوری کو نیاید بزبان — بیاریم پیشت کہ خواند ازان
چو بگرفت سوگند از و خواہرش — بیاورد استاد خود را برش
بداز اہل اسلام نامش خباب — بیامد بہ نزد عمر بے حجاب
برو خواند آیات پروردگار — ابا حفص اسلام کرد اختیار
چو آیات معجز بیان را شنید — ہمش قول کاہن بخاطر رسید
باسلام شد رغبتش بیشتر — کہ آن ہم شود راست چون این خبر
وزان کس بگشتند باہم روان — بنزدِ رسولِ م خدائے جہان
بدولت سرائے پیمبر شدند — چو وابستہ بد حلقہ بر در زدند
یکے آمد و دید از پشتِ در — کہ استادہ با تیغ بر دوش عمر
بنزدِ نبیؐ رفت و احوال گفت — بماندند اصحاب اندر شگفت
چنین گفت پس عمِ خیر البشر م — کہ غم نیست بروے کشائید در
گر از راہ صدق آمدہ مرحبا — دگر باشد اورا بخاطر رضا
بہ تیغیکہ دارد خمایل عمر رض — تنش را ببکسار سازم ز سر
چو در باز کردند بر روئے او — در آمد عمر بالبِ عذر گو
گرفتش ببر سرورِ انبیاء — نشاندش بجائے کہ بودش سزا
بگفتند اصحاب ہم تہنیت — وزان بیشتر یافت دین تقویت
پس اصحاب دین را شدین مدعا — کہ از خدمتِ سرورِ انبیاء
بسوئے حرم آشکارا روند — نمازِ جماعت بجا آورند

رسید این سخن چون بعرضِ رسول م
ز خیر البشر یافت عزت قبول

Marfat.com

فتوحات فاروقی اور اُسکے حدود اربعہ

امیر عمرؓ نے جسقدر فتوحات کئے۔ وہ اتنے نہین جنکو ہمارا یہ مختصر رسالہ بیان کرسکے اگر تفصیل وار بیان ہو۔ تو ایک دفتر درکار ہی۔ لیکن ہم اتنا کہدیتے ہین۔ کہ حضرت امیر عمر رضہ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ میل مربع تہا۔ مکہ معظمہ سے شمال کیجانب ۱۰۳۶ مشرق کیطرف ۱۰۷۸ جنوب کی سمت ۴۸۳ مغرب مین صرف جدہ تک۔ اس مین شام۔ مصر۔ عراق۔ جزیرہ۔ خوزستان۔ عراق عجم آرمینیہ۔ اذربائیجان۔ فارس۔ کرمان۔ خراسان۔ مکران جس مین بلوچستان کا بہی کچہ حصہ آجاتا ہے۔ شامل تہا۔ ناظرین خیال کرسکتے ہین۔ کہ دس گیارہ برس مین اتنے ممالک کو فتح کرنا۔ کہنا آسان ولے کرکے دکہانا مشکل۔

نظامِ حکومت اور ملکونکا مختلف حصونمین تقسیم ہونا جن کو صوبہ ضلع پرگنہ تعبیر کیا جاتا ہے

اسلام مین امیر عمرؓ فسٹ نمبر پر ہین۔ جنہون نے اس کی ابتدا کی۔ تمام مورخین نے اس کی تصریح کی ہے۔ کہ امیر عمرؓ نے ممالک مقبوضہ کو ۸ صوبونپر تقسیم کیا۔ مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ شام۔ جزیرہ۔ بصرہ۔ کوفہ۔ مصر۔ فلسطین۔ لیکن اسکے بعد فلسطین کو جو دس ضلعون کو شامل تہا۔ دو حصون پر مقرر کیا۔ ایک کا صدر مقام ایلیا۔ اور دوسرے کا رملہ مقرر فرمایا۔ مصر کے بہی دو حصے کئے۔ ایک بالائی اس مین ۲۸ ضلعے شامل تھے۔ اور ایک نشیبی جس مین ۱۵ ضلعے تھے۔ یہ امر بہی قابل فروگذاشت نہین ہے۔ کہ فارس۔ خوزستان۔ کرمان وغیرہ بہی صوبے ہی کی حیثیت کے تھے۔ چونکہ امیر عمرؓ نے تمام انتظامات بطور سابق بحال رہنے دیئے تھے۔ اور وہ شمار مین نہین آئے۔ اسلئے اسقدر بتلا دینا ضروری ہے کہ نوشیروان کی

Marfat.com

سلطنت عراق کے علاوہ تین بڑے بڑے صوبون مین منقسم تہے۔ خراسان اس مین مفصلہ ذیل اضلاع شامل تھے۔ نیشاپور۔ ہرات۔ مرو۔ مرورود۔ فاریاب طالقان بلخ بخارا۔ بازمیس۔ باورد۔ غرشتان۔ طوس۔ سرخس۔ جرجان اذربایجان اسمین ۱۶ ضلعے شامل تھے۔ طبرستان۔ رے۔ قزوین۔ زنجان۔ قم۔ اصفہان۔ عدان۔ نہاوند۔ دینور۔ ملوان۔ ماسبذان۔ مہرجان۔ قذق۔ شہرزور صامغان۔ اذرسجان۔ فارس اسکے اضلاع کے نام یہ ہین۔ اصطخر۔ شیراز۔ نوبندجان۔ جوارکازرون۔ فسا۔ دارابجرد۔ اردشیرخرہ۔ سابور۔ اہواز جندیسابور سوس۔ نہرتیری۔ مناذر۔ تستر۔ ایذج۔ رام ہرمز۔ ہرایک صوبہ مین مفصلہ ذیل عہدہ دار معین تہے۔ والی یعنی حاکم صوبہ۔ کاتب یعنی میر منشی۔ کاتب دیوان یعنی دفتر فوج کا میر منشی۔ صاحب الخراج یعنے کلکٹر۔ احداث یعنی افسر پولیس۔ صاحب بیت المال یعنی افسر خزانہ قاضی یعنی صدر الصدر منصف۔ چنانچہ کوفہ مین حکم صوبہ عمار بن یاسر کلکٹر عثمان بن حنیف۔ افسر خزانہ عبداللہ بن مسعود۔ صدر الصدر قاضی شریح۔ دفتر فوج کا میر منشی عبداللہ بن خلف خزاعی۔ ہر صوبہ مین ایک فوجی افسر بہی رہتا تہا۔ پہر ہر ایک عہدہ دار کا سٹاف مناسب طور پر ہوتا تہا۔ عہدہ داران کی دیانت اور زبردستی کے قایم رکہنے کے لئے عمدہ اصول یہ تہا کہ تنخواہین معقول مقرر کی تہین۔ ازالۃ الخفا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی۔ کہ صوبہ داران کی تنخواہین پانچ پانچ ہزار تک ہوا کرتی تہین۔ غنیمت سے جو ملتا تہا وہ الگ تہا۔ امیر معاویہ کی تنخواہ ہزار دینار ماہوار یعنی پانچہزار روپیہ مروجہ حال تہی۔ خراج کی یہ صورت تہی۔ کہ باوجود نرمی کے کہ گندم فی جریب یعنی پون بیگہ پختہ ۲ درہم سال باقی مختلف پہر بہی صرف عراق کا خراج ۸ کروڑ ساٹہ لاکھ درہم تہیرا اس آبادی کا خیال ہوسکتا ہے۔ کہ کسقدر تہی۔ مصر جو ایک اعلے درجہ کا زرخیز ملک ہے۔ جب امیر عمرؓ کے قبضہ مین آیا۔ تو اس مین وہ انتظام کیا۔

Marfat.com

اور زمینین آباد ہومین۔ کہ جو خراج وصول ہوا۔ اسکی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھہ دینار تہی جسکی تقریبًا ۵ کروڑ ۶ لاکھ روپیہ کی تعداد ہو جاتی ہے۔

چونکہ ہمارا مختصر رسالہ امیر عمرؓ کے طول طویل سرگذشت کو نہین بیان کرسکتا اس لئے ہم صرف اتنا کہدینا کافی سمجھتے ہین۔ کہ خلفا رہون یا سلاطین امیر عمرؓ کے قوانین اور انتظام کے سامنے بےدیہ گردن جہکانے کے قابل ہین۔ پہر طرہ یہ ہے۔ کہ سادگی کو ہاتھ سے نہ دیا جس طرح یہ انتظام تہا۔ کہ روم و شام پر فوجین بڑی شان و شوکت سے بہیج رہے ہین۔ قیصر و کسریٰ کے سفیرون سے معاملہ پیش ہے۔ خالدؓ و معاویہ سے باز پرس ہے۔ سعد ابن وقاص۔ ابو موسیٰ اشعری۔ عمرو بن العاص کے نام احکام جارہے ہین۔ اسی طرح یہ بہی تہا۔ کہ بدن پر ۱۲ پیوند کا کرتہ ہے۔ سر پر کہنہ عمامہ ہے پاؤن مین بہدی جوتی۔ کاندہے پر مشک لئے بیوہ عورتون کا پانی بہر رہے ہین۔ یا مسجد کے گوشہ مین فرش خاک پر لیٹے ہین۔ غرور اگر کبہی سامنے بہی ہوتا۔ کہ تم اسلامی سلطنت کے ایسے بادشاہ ہو۔ کہ بجز خدائے یگانہ کوئی تمپر حاکم نہین کچہ تو آسودگی سے بسر کرو۔ تو اس وقت اپنے افلاس اور محنتی زمانہ کو علانیہ اعلان کرکے۔ اس کی کمر توڑ دیتے۔ ایک دفعہ منبر پر چڑہکر فرمایا۔ صاحبو! ایک زمانہ مین مین اس قدر نادار تہا۔ کہ لوگون کو پانی بہر کر لادیا کرتا تہا۔ لوگ اس کے صلے مین مجہے چھوہارے دیتے۔ وہی کہا کر بسر کرتا۔ یہ کہکر منبر سے اُتر آئے۔ لوگون کو تعجب ہوا۔ کہ یہ کیا بات تہی۔ فرمایا میری طبیعت مین ذرا غرور آگیا تہا۔ یہ اس کی دوا تہی۔ آزادی و حق گوئی کو لوگون کے دلون مین ایسا کوٹ کوٹ کر بہرا تہا۔ کہ اس مرتبہ مین شاہ و گدا یکسان سمجہے جائین۔ خود امیر عمرؓ ایک دفعہ آزمایش کے طور پر برسر منبر کہا۔ کہ اے لوگو اگر مین دنیا کیطرف مایل ہوجاؤن۔ اور دین کی پرواہ نہ کرون۔ تو تم لوگ کیا کروگے۔ ایک شخص اٹھ کہڑا ہوا۔ اور تلوار میان سے

Marfat.com

کھینچکر کہنے لگا۔ کہ اس سے تمہارا سر اڑا دینگے۔ حضرت عمرؓ نے ڈانٹ کر کہا۔ کہ کیا میرے شان مین بہی یہ الفاظ۔ اس نے کہا ہان ہان۔ حضرت عمرؓ نے کہا الحمدللہ۔ قوم مین ایسے لوگ موجود ہین۔ کہ اگر مین ٹیڑہا ہونگا۔ تو مجھکو سیدہا کر لینگے۔

رعایا کی آسودگی اور اُن کے حقوق کا ہر وقت خیال رہتا تہا۔ دار الخلافہ مین تو راتون کو گشت کرتے۔ اور دور دراز ملکون کی یہ حالت تہی۔ کہ گاہ بیگاہ رستون پر کہڑے ہوکر مسافرون اور راہ چلتون سے حالات پوچھتے۔ لیکن پہر بہی پوری تسلی نہوتی۔ ارادہ کیا کہ خود دورہ کرکے حالات سُنین۔ ڈر تہا۔ کہ شاید عمال رعایا کی پرواہ نہ کرتے ہون۔ اخیر دفعہ جب شام کا سفر کیا۔ تو ایک ضلع مین ٹہیر کر دربار تمام کرکے لوگون کی شکایتین سنین اور داد رسی کی۔ اس سفر مین ایک عبرت ناک واقعہ پیش آیا۔ دار الخلافہ کو واپس آرہے تھے۔ کہ رستہ مین ایک خیمہ دیکہا۔ سواری سے اُتر کر قریب گئے۔ ایک بڑہیا نظر آئی۔ اُس سے پوچہا۔ کہ عمرؓ کا کچہہ حال معلوم ہے۔ اس نے جوابدیا۔ ہان۔ شام سے روانہ ہوچکا ہے۔ خدا اس کو غارت کرے۔ کہ مجہے آج تک اس سے ایک حبہ بہی نہین ملا امیر عمرؓ نے کہا۔ کہ اُسے اتنی دور کا حال کیونکر معلوم ہو۔ تو نے کبہی درخواست بہی دی۔ بولی کہ اگر رعایا کا حال معلوم نہین کرسکتا۔ تو خلافت کیون کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو اسقدر رقت ہوئی۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ آخر اس کو راضی کرکے معافی نامہ لکہوایا۔

ایک دفعہ ایک قافلہ مدینہ طیبہ مین آیا۔ اور بیرون شہر اُترا۔ اسکی خبر گیری اور محافظت کے لئے خود چوکیداروں کی طرح پہرہ دینا اختیار کیا۔ قافلہ کے ارد گرد گشت کر رہے تھے۔ کہ یکایک رونے کی آواز ایک طرف سے پہونچی۔ اُدہر متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا۔ کہ ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود مین از حد رو رہا ہے۔ تاکید کی کہ بچے کو بہلایا جائے۔ تہوڑی دیر کے بعد بیش از پیش اس لڑکے کو روتا پایا

Marfat.com

امیر غضب مین آکر للکارے کہ تو بڑی بیرحم مان ہے۔ اس نے کہا تم ہی پہلے آدمی ہو۔ حقیقت معلوم نہین۔ اور خواہ نخواہ دق کر رہے ہو۔ بات یہ ہے کہ امیر المومنین نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ بچے جب تک دودھ نہ چھوڑین۔ تب تک بیت المال سے انہین وظیفہ ملنے کا استحقاق نہوگا۔ باین غرض اس کا دودھ چھڑا رہی ہون۔ اور نہ چیختا اور روتا ہے۔ حضرت عمرؓ سخت روئے اور کہا ہائے عمرؓ تو نے کتنے بچونکو ستایا ہوگا۔ صبح منادی کرادی کہ بچے جسدن پیدا ہون اسی تاریخ سے وظیفہ مقرر ہوا کرے۔

امیر عمرؓ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ ایک بار امیر عمرؓ گشت کے لئے نکلے۔ مدینہ سے ۳ میل کے فاصلے پر صرار ایک مقام ہے۔ وہان پہنچکر دیکھا۔ کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے۔ اور دو تین بچے رو رہے ہین۔ قریب جاکر دریافت کیا۔ تو عورت نے کہا۔ کہ بچے عرصہ سے بھوکے ہین۔ اُن کے بہلانے کے لئے خالی ہانڈی چڑھا دی ہے۔ کہ روتے چیختے سو جائینگے۔ صبح دیکھا جائیگا۔ حضرت عمرؓ اٹھکر دولت خانہ کو واپس آئے۔ آٹا۔ گھی۔ کھجورین۔ گوشت یہ سب جمع کر کے اسلم کو کہا میری پشت پر رکھدے۔ اسلم نے عرض کی غلام حاضر ہے لیچلتا ہون۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ کیا میرا بوجھ قیامت کو بھی تم اُٹھا سکوگے۔ غرض سب چیزین خود اُٹھا کر لائے۔ اور عورت کے آگے رکھدین۔ وہ آٹا گوندھنے لگی۔ اور آپ لکڑیان بٹور کر لائے۔ عورت کھانا پکانے لگی۔ تو آپ چولہا پھونکتے تھے۔ اسلم کہتا ہے۔ کہ دھوآن امیر عمرؓ کی ریش مبارک سے نکلتا تھا۔ کھانا تیار ہوا۔ تو بچے سیر ہوکر کھیلنے کودنے لگے۔ حضرت عمرؓ انہین دیکھکر خوش ہوئے۔ اور اجازت طلب کی۔ عورت کے منہ سے نکلا۔ خدائے تعالےٰ جزائے خیر دے۔ سچ تو یہ ہے کہ خلافت کے مستحق تم تھے۔ نہ عمر ہنس کر کہا۔ اگر ایسا ہے تو غم نہ کر مین ہی عمرؓ ہون حق بحقدار رسید دوسری شب کا ذکر ہے کہ گشت کرتے ہوئے ایک بدو کو دیکھا

Marfat.com

کہ خیمہ کے قریب باہر زمین پر سن سان بیٹھا ہے۔ پاس جاکر باتین شروع کین۔ کہ یکایک خیمہ سے عورت کے رونے کی آواز آئی۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ بدو نے دردناک لہجہ مین اپنی بے کسی اور اپنی عورت کا دردزہ مین مبتلا ہونا بیان کیا۔ امیر گھر آئے۔ اور اپنی بیوی سے کہا۔ کہ اگر تم باوجود بیگم ہونے کے کسی بیکس کی دائی بن جاؤ۔ تو کیا ہی باعث خوشنودیٔ خدا ہوگا۔ قصہ بیان کرکے ساتھ لے گئے۔ بدو سے اجازت لیکر خیمہ مین داخل کر دیا۔ امیرالمومنین کی بیوی نے جو کچھ کرنا تھا کیا۔ تہوڑی دیر کے بعد بفضلہ تعالے لڑکا پیدا ہوا۔ امیرالمومنینؓ کی بیوی خوشی کے مارے حضرت عمرؓ کو پکار کر کہا۔ اپنے دوست کو مبارک دیجئے۔ کہ بچہ پیدا ہوا۔ بدو حضرت عمرؓ کا نام سنکر چونک پڑا۔ اور ادب سے معافی مانگنے کو تہا۔ آپ نے فرمایا۔ جانے دو کچھ خیال نہ کرو۔ کل آنا۔ اس بچے کی تنخواہ مقرر کرا جانا۔

عبدالرحمان بن عوف کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ امیر عمرؓ رات کو میرے مکان پر آئے۔ مین نے عرض کی کہ مجھے بلا کیون نہ لیا۔ فرمایا ابہی معلوم ہوا ہے۔ کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اترا ہے۔ لوگ تھکے ماندے ہین۔ آؤ ہم دونو چلکر پہرا دین۔ چنانچہ ہم دونون صبح تک پہرہ دا رہے۔ اس قسم کی بہت روایتین ہین۔ ازالۃ الخلفا وغیرہ مین ان کا پتہ چلسکتا ہے۔ یہ روایات اِس لئے نقل کئے جارہی ہین۔ کہ امیر عمرؓ کو رعایا کی آسایش و آرام اور خبرگیری مین جسقدر ہمدردی تہی اس کا اندازہ ہوسکے۔

الغرض دس برس اور چھ ماہ اور چند یوم امیر عمرؓ کی خلافت کی۔ لیکن جس سنجیدگی اور ہشیاری اور انصاف سے انہون نے اس کام کو سنبھالا۔ وہ انہین کا حصہ تہا۔ انتظام اور شوکت انہین کے نام پر زیبا ہے۔ باوجود سادگی سلاطین کا نمونہ تہی۔ زہد کی یہ حالت تہی۔ کہ مدتون بیت المال کے مالک ہوکر بیت المال سے کہانا تک نہین کہایا۔ جب نہایت تنگی ہوئی۔ کہ امور سلطنت وسیع ہوگئے۔ کوئی وقت نہ ملتا تہا۔ کہ مزدوری کرکے گذارہ کرین اسوقت کبرائے صحابہ کا مجمع کرکے مشورہ لیا۔ کہ مجھے بیت المال سے لینے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کسقدر مجھے لینا چاہیئے

Marfat.com

آپکے الفاظ یہ ہین۔ قد شغلت نفسی فی ھذا الامر فما یصلح لی منہ حضرت علیؓ مرتضےٰ نے فرمایا۔ کہ میری رائے یہ ہے۔ کہ صبح و شام کا کہانا جسقدر ضرورت ہو۔ اسیقدر لینا چاہئے۔ اسی پر عمل کیا گیا۔ (تاریخ الخلفا)

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جسقدر صفات محمودہ غیر نبیؑ انسان مین ہونی چاہئین ان سے وہ موصوف تھے۔ گو یہ سچ ہے۔ کہ نہ نبیؑ تھے نہ معصوم۔ لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ دونون حالتون مین (دینی و دنیاوی) اپنی حد تک وہ مطعون یا ملوم تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

مدینہ منورہ مین فیروز نامی ایک پارس مجوسی غلام تہا۔ جسے ابو لولو بھی کہتے تھے۔ یہ نجاری۔ نقاشی مین پوری مہارت رکہتا تہا۔ اور حدادی کے فن کا بہی استاد تہا۔ مغیرہ بن شعبہ اسکا آقا تہا۔ ایک دن فیروز نے امیر عمرؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی۔ کہ مغیرہ نے مجھپر بہت بوجھ رکہدیا ہے۔ یعنی دو درم روزانہ۔ آپ سفارش کراکے کم کرادیجئے۔ آپنے پوچھا تو کسب کیا کرتا ہے اس نے حدادی۔ نجاری۔ و نقاشی کا نام لیا۔ آپنے فرمایا۔ ان پیشون کے مقابلہ مین دو درہم بہت نہین ہے۔ یہ ناراض ہوکر اٹھ کہڑا ہوا۔ اور دل مین کہا۔ کہ اچھا پہلے تمہارا کام تمام کرکے پہر جو کرنا ہوگا۔ کرینگے۔ کیونکہ اس کا عدل بجز میرے سب پر وسیع ہے۔ پہر ایک خنجر زہر آلود کرکے رکہدی۔ کہ باموقع وار کرونگا۔ اس سے دوسرے دن امیر عمرؓ نے صبح کی نماز کی امامت کرائی۔ فیروز پہلے ہی گہات مین تہا۔ ابہی نماز کا شروع ہی تہا۔ کہ اس نے امیر عمرؓ پر چھ وار کئے۔ امیر عمرؓ نے فوراً عبدالرحمان بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کہڑا کر دیا۔ اور خود گر پڑے۔ عبدالرحمن نے نماز تمام کی۔ دیکہا تو امیر المومنین سامنے بسمل پڑے ہین۔ فیروز نے اور لوگون پر بہی وار کئے تہے۔ بالآخر پکڑا گیا۔ لیکن اسنے ایسی حالت مین خودکشی کرلی۔ امیر عمرؓ نے اپنے فرزند کو عائشہ صدیقہ کیخدمت مین روانہ کیا۔ کہ

Marfat.com

اگر اجازت ہو۔ تو عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک مین مرکر شرفیاب ہو۔ صدیقہؓ نے جواب دیا۔ کہ خیال تو یہ تھا۔ کہ یہ مبارک مقام اپنے اپنے کام آویگا۔ لیکن امیر عمرؓ کو آج ترجیح دیتی ہون۔ فرزند عمرؓ منظوری لیکر حاضر ہوئے۔ امیر عمرؓ نے دور سے دیکھکر پوچھا کیا خبر لائے۔ اُنہون نے کہا۔ جو آپ چاہتے تھے۔ فرمایا الحمد للہ سب سے بڑی آرزو یہی تھی۔ جب یہ اطمینان ہوگیا۔ تو انتخاب جانشین کا مسئلہ پیش ہوا۔ چونکہ زخم نے بے چین کر دیا۔ تھا۔ طاقت مین کمزوری ہو گئی تھی۔ قطعی فیصلہ تو نہ ہوا۔ لیکن اتنا فرما دیا۔ کہ چھ شخص ہین جن پر نگاہ پڑتی ہے۔ علیؓ۔ عثمانؓ۔ زبیر۔ طلحہ۔ سعد وقاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ جسپر کثرت رائے ہو۔ وہی خلیفہ کر لیا جائے۔ ۲۶ ذی الحجہ کو زخم کھانیکے تین دن بعد جان بجان آفرین سپرد کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

صہیب بن سنان نے جنازہ پڑھایا۔ اور حجرہ نبوی مین مدفن تیار ہوا۔ حضرت علیؓ نے بمعیت حضرت عثمانؓ وغیرہ نے قبر مین اُتارا۔ اور یہ اسلامی آسمان کا مہتاب خاک مین چھپ گیا۔ طبرانی کی روایت مین ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ جبرائیل نے مجھے خبر دی۔ کہ امیر عمرؓ کی موت پر اسلام روئیگا۔ تاریخ الخلفاء۔ فضایل امیر عمرؓ کیلئے دفتر درکار ہے۔

ازواج واولاد امیر عمرؓ

امیر عمرؓ نے جاہلیت واسلام مین متعدد نکاح کئے۔ پہلا نکاح زینب عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ سے ہوا۔ اس سے حضرت عبداللہ اور حضرت حفصہؓ ہوئین جسے ام المومنین کا شرف حاصل ہوا۔ دوسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ المخزومی تھین۔ یہ ام سلمہؓ ام المومنین کی ہمشیرہ تھین۔ چونکہ یہ اسلام نہ لائین مطلقہ کر دی گئین۔ تیسری ملیکہ بنت جرول خزاعی تھین انہین ام کلثوم بھی کہتے تھے۔ لیکن یہ بھی بوجہ عدم اسلام مطلقہ ہوئین۔ مدینہ منورہ آکر جمیلہ بنت عاصم کی دختر سے نکاح کیا۔ کسیوجہ سے اسے بھی طلاق دیدی۔ اخیر عمر مین امیر عمر کو یہ خیال ہوا۔ کہ خاندان نبوت سے تعلق پیدا

Marfat.com

کرین۔ جو مزید شرف اور برکت کا سبب ہو۔ چنانچہ جناب امیر علیہ السّلام علی مرتضےٰ کی
حضرت ام کلثومؓ کے لیے بطن سیدہ حضرت فاطمہؓ سے درخواست کی۔ جناب ممدوح
نے پہلے ام کلثومؓ کی صغر سنی کے باعث منظور نہ کیا۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے زیادہ
تمناظاہر کی۔ اور کہا کہ اس سے مجھے حصول شرف مقصود ہی۔ تو جناب علی رضؓ نے منظور
فرمایا۔ اور ۱۷ھ مین ۴۰ ہزار درہم مہر پر نکاح ہوا۔ کذا فی الخمیس۔

اس نکاح کی نسبت اہلسنت سُنی اور شیعہ کے درمیان جسقدر طبع آزمائیان ہوئی ہین۔ وہ قوم پر مخفی نہین ہین۔ شیعہ صاحبان خصوصاً زمانہ حال کے مومنین جسقدر اس نسبت کے سنتے ہی لال پیلے ہو جاتے ہین۔ وہ محتاج بیان نہین۔ فقیر کے پاس کتب فریقین جس قدر ہونی چاہئین۔ نہین ہین۔ خصوصاً شیعہ کتب بالکل کم لیکن پھر بھی اپنی استطاعت اور معلومات کے موافق جو کچھ ذہن مین ہے۔ بحوالہ کتاب عرض کرتا ہون۔ علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین ابن حبان نے کتاب الثقات مین ابن قتیبہ نے معارف مین ابن الاثیر نے تاریخ کامل مین تصریح کی ہے۔ کہ ام کلثومؓ بنت علی مرتضےٰ جو بطن حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے تھین۔ امیر عمرؓ کے ساتھ بیاہی گئین۔ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۹۳ مین بنات علی مرتضےٰ مین لکھا ہے۔ اما ام کلثوم الکبریٰ وہی بنت فاطمۃ فکانت عند عمر بن الخطاب الخ۔

پھر اس کتاب کے صفحہ ۶۰ و ۶۱ مین لکھا ہے۔ کہ امیر عمرؓ کی اولاد سے فاطمہ اور زید ہی واھما ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب من فاطمۃ بنت رسول اللہ۔ تاریخ خمیس فی انفس نفیس کے صفحہ ۳۱۸ مین لکھا ہی۔ کہ حضرت عمرؓ نے علی مرتضےٰ علیہ السلام کی خدمت مین التماس کی۔ کہ سرور عالم کا کوئی عضو اسکے پاس ہو۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میرے پاس بجز ام کلثوم کوئی لڑکی نہین۔ اور وہ صغیرہ ہی۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ حسنینؓ کا مشورہ بھی ضروری ہے۔ امیر عمرؓ نے کہا بہتر۔ پھر حضرت علیؓ نے حسنین شریفین سے ذکر کیا۔ امام حسینؓ تو خاموش ہو گئے۔ لیکن امام حسنؓ نے بعد الحمد والثنا بین الفاظ عرض کی۔ کہ یا اباہ من بعد عمر صحب رسول اللہ صلعم وتوفی وہو عنہ راض ثم ولی الخلافۃ

Marfat.com

فعدل. حضرت علیؓ نے شہزادہ کی اس تقریر کو سنکر فرمایا۔ صدقت یا بُنَیَّ ولکن کرہت ان اقطع امرا دونکما۔ پھر حضرت علیؓ نے ام کلثوم کو بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ قضی حاجتک التی طلبت۔ صحیح بخاری کے باب الجہاد مین صراحتاً مذکور ہی۔ کہ زمانہ عمرؓ مین غنیمت کے پارچات تقسیم ہوئے۔ تو ایک نفیس دوپٹہ بچ رہا۔ امیر عمرؓ متردد تھے۔ کہ یہ کس کو دیا جائے۔ ایک شخص نے آپ سے مخاطب ہوکر عرض کی۔ کہ اعط ھذا بنت رسول اللہ التی عندک یرید ون ام کلثوم۔ فتح الباری شرح بخاری نے نہایت وضاحت سے یہ قصہ بیان کردیا ہے۔ باقی روایات اہل سنۃ کو ہم قلم انداز کرتے ہین۔ ورنہ طول ہوجاتا۔

ناظرین انصاف کرسکتے ہین۔ کہ ان شہادتون کے بعد کیا شک رہجاتا ہے۔ کہ اُسے صاف کرنا چاہیئے۔ ہان یہ سوال ہوسکتا ہے۔ کہ ان روایات سے اہل سنت خوش ہوسکتے ہین۔ لیکن وہ بھی اپنے گھر مین بیٹھکر شیعہ صاحبان پر حجت قایم نہین ہوسکتی۔ کیونکہ وہ کتب اہل سنت کو جو کہتے ہین۔ اسکے لکھنے سے قلم کانپتا ہے جواب یہ ہی۔ کہ شیعہ کی کتب نے بھی اس نکاح کو تسلیم کیا ہے۔ مگر ایسے الفاظ مین کہ قلم رُک رُک چلتا ہے۔ اگر کسی شیعہ نے بالفاظ صافیہ لکھدیا۔ تو تقیہ صاحب آگئے۔ ہم یہان یہ بتلانا نہین چاہتے۔ کہ بعض شیعہ نے جسقدر اس آفتاب (یعنی نکاح ام کلثوم بعمرؓ) پر خاک ڈالنے کا اہتمام کیا ہے۔ کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کوئی ہوئی بھی نہین۔ یا یہ کہ ام کلثوم ایک جنیہ تھی۔ یا یہ کہ وہ ایک کنیز تھی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کتاب کلینی جسکی تعریف شیعہ کتب سے ہم ابتدا مین بیان کرچکے ہین۔ کہ وہ اس رئیس المحدثین کا سرمایہ ہے۔ جسکے حق مین امام العصر حجۃ اللہ المنتظر نے یہ فرمایا۔ کہ ہذا (مولف الکلینی) کاف لشیعتنا۔ وہ اپنی فروع کافی کے جلد دوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۴۱ تحریر فرماتے ہین۔ فی تزویج ام کلثومؓ عن عبداللہ۔ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ پر ساتھ ساتھ

Marfat.com

لکھا ہے۔ عن ابی عبداللہ قال لما خطب الیہ الخ یعنی امام علیہ السلام نے ام کلثوم کے حق مین فرمایا۔ کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے۔ جو ہم سے غصب کی گئی۔ دوسری روایت خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب حضرت علیؑ کو ام کلثوم کا خطبہ کیا گیا۔ تو اپنی صغر سنی کا عذر کرکے ٹال دیا۔ لیکن امیر عمرؓ جو حضرت عباس کو ملے۔ تو ناراضگی ظاہر کی۔ اور کہا کہ علیؑ نے میرا کہا نہین مانا۔ مین ان کی عزت کو خاک مین ملا دونگا۔ اور اسپر ایک جھوٹا مقدمہ سرقہ کا بنا کر اس کا ہاتھ کاٹ ڈالون گا۔ پھر حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کو سمجھا بجھا کر یہ کر لیا۔ کہ وہ یعنی حضرت علیؓ ام کلثوم کی ولایت مجھے دیدی حضرت علیؓ نے انکا کہا مان لیا۔ یہ ہی کافی کا مضمون جو شیعہ کی صحاح اربعہ مین سے ایک ہی۔ واہ رے تہذیب۔ حضرت علی کی شجاعت بلکہ تمام خاندان ہاشمیت کی دلیری پر دبے منہ کیا ہاتھ صاف کیا ہے۔ اور وہ بھی زبانی امام معصوم چستی و ہشیاری اسی کا نام ہے۔ اور سنئے جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام جو ایک مبسوط کتاب ہے۔ جسے علامہ محمد حسن فرزند علامہ باقر نے نہایت جان فشانی سے لکھا ہے۔ اس مین وہ کتاب النکاح مین شرائع الاسلام کے اس قول کے نیچے (ناکح و منکوحہ مین صرف تساوی یعنی کلمہ شہادت ظاہری فی الاسلام کافی ہے۔ یا تساوی فی الایمان ہی ہے۔ جو بالمعنے الاخص ہے جواب لکھا ہے کہ اس مین دو روایتین ہین۔ لیکن اظہر یہ ہے۔ کہ صرف اسلام ہی جواز نکاح کے لئے کافی ہے گو ایمان کا استحباب موکد ہے۔)

لکھتے ہین کہ امام حسینؑ پر اعتراض ہوئے تھے۔ کہ آپ عام مسلمانون سے نکاح کر بھی لیتے ہین۔ اور کر بھی دیتے ہین۔ یہ کیا معنی۔ تو آپ فرماتے۔ ان اللہ قد دفع بالاسلام کل خسیسۃ الخ یعنی اللہ تعالے نے تمام خساستین اسلام کے ساتھ دور کر دین۔ پھر صاحب جواہر الکلام لکھتے ہین۔ کہ اعتراض ہوئے کیون۔ جواب دیتے ہین۔ اسلئے کہ امیر المومنین نے اپنی صاحبزادی عمر فہ کے ساتھ بیاہ دی

Marfat.com

اور فاطمہ بنت حسینؓ عبداللہ بن عمرؓ بن عثمانؓ سے بیاہی گئین اور اسی طرح سکینہؓ امام حسینؓ کی صاحبزادی کا نکاح مصعبؓ بن زبیرؓ سے ہوا۔ جواہر الکلام کی اپنی عبارت یہ ہے

کل ذٰلک مضافا الی ما وقع من تزویج امیر المومنین ع ابنتہ من عمر وتزوج عبداللہ بن عمر بن عثمان فاطمۃ بنت الحسین وتزوج مصعب بن الزبیر اختہا سکینۃ وغیر ذالک۔

پہر لکھا ہے۔ کہ تقیہ زمانیہ اس سے بڑہکر کام دے سکتا ہے۔ پہر ان شیعہ کی بڑی گت بنائی ہے۔ جو متعصب ہین۔ پہر تہوڑا دور چلکر شرائع الاسلام کا یہ قول نقل کیا ہی۔ کہ یجوز النکاح الہاشمیۃ غیر الہاشمی وبالعکس یعنی ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی مرد سے جائز اور برعکس بہی۔ جواہر الکلام اس کی دلیل بیان کرتے ہین۔ لعموم الادلۃ وخصوص ما جاء من تزویج عثمانؓ وابی العاصؓ وعمرؓ وعبداللہؓ بن عمر بن عثمان ومصعبؓ بن الزبیر بنات رسول اللہ ص وعلیؓ والحسنین علیہما السلام انتہے ملتقطا۔ یعنی ۱ و ۲ کے گہر دختران رسول ص ۳ کے گہر دختر علی۔ ۴ و ۵ کے گہر دختران حسینؓ۔ اسجگہ ہم یہ اشارہ بہی کر دیتے ہین۔ کہ شرائع الاسلام کی نسبت جواہر الکلام شارح لکہتا ہے۔ انی قد رأیت کتاب الشرائع من مصنفات الامام المحقق المدقق نجم الملۃ والدین اسکنہ اللہ فی اعلے علیین قرانا فی الاحکام وفرقانا فی العلوم الفقہیۃ الخ۔ یعنی مین نے امام محقق مدقق۔ جو ملۃ اور دین کا روشن ستارا ہی اس کے مصنفات سے کتاب شرائع کو دیکہا۔ وہ احکام قرآن اور علوم فقہیہ مین فرقان ہے۔ (اللہ تعالیٰ اسے اعلے علیین مین سکونت پذیر کرے) قرآنی احکام والی کتاب تو مسئلہ فقہی مذہبی بیان کرے جس کی دلیل تزویج دختران سرور عالم وعلیؓ مرتضےٰ وامام حسینؓ ہو۔ پہر معلوم نہین کہ وہ تقیہ یا غصب کیونکر ہو گیا۔

کیا اچہی بات ہے۔ کہ دعوے مسئلہ فقہی بلا تقیہ یہ کہ نکاح ہاشمیہ کو غیر ہاشمی سے جائز ہے۔ اکتفا ہی بکفایت الاسلام۔ اور دلیل بجز اس کے اور کوئی نہین۔ کہ دختران سرور عالم وعلیؓ وحسینؓ کا نکاح۔ عثمانؓ۔ ابی العاصؓ۔ عمرؓ۔ عبداللہؓ۔ مصعبؓ کے ساتھ ہوا۔ اور نتیجہ یہ کہ تقیہ تہا۔ غصب تہا۔

Marfat.com

سرور عالم کی لڑکیان بجز فاطمہ ندارد۔ کنیزین ہین۔ پہلے گہر کی ہین حضرت علی رض کی لڑکی غصب کیگئی رہتی ہی جنیہ ہتی وغیرہ وغیرہ ناظرین خود انصاف کرین۔

عن ابی عبد اللہ ان علیا لما مات عمر انی ام کلثوم فاخذ بیدھا وانطلق بھا الی بیتہ جواھر الکلام باب العدۃ۔

نکاح ام کلثوم کے روایات امیر رض کے ساتھ بکثرت ہین۔ کتب تردید مین انکا پتہ چلتا ہے۔ صرف آیات بینات مین تنزیہ الانبیاء مولفہ سید مرتضے مجالس المومنین قاضی نوراللہ۔ مسالک شرح شرائع ابوالقاسم قمی وغیرہ کا نام لیتا ہے اور عبارتین بھی نقل کی ہین۔ کہ نکاح ام کلثوم رض بعمر رض ہوا۔ لیکن ہم نے صرف عبارتین لکھی ہین۔ جو بچشم خود خاص کتب شیعہ سے معائنہ کین۔ اب ہم اس کتاب شیعی کو سامنے رکھکر لکھتے ہین کہ جو نکاح سیدہ ام کلثوم بعمر رض کے وقوع کو ثابت کرتا ہے۔ اور شیعہ صاحبون کے اضطراب و بیقراری کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ میرزا عباس قلیخان صاحبزادہ صاحب ناسخ التواریخ اپنی کتاب طراز المذہب کے صفحہ ۵۸ مین فرماتے ہین کہ معلوم باد کہ در کتب تواریخ و محدثین شیعی در باب تزویج عمر با ام کلثوم بیانات مختلفہ و مخطورات کثیرہ و تحقیقات غیر لازمہ است کہ درین از نگارش آن روئے برتافت ہمانا مردم شیعی را این جملہ زحمت و احتمال چندین کلفت واجب نہ کردہ است و تمسک باذیال جنیہ یہودیہ چندان وجہے ندارد پھر بہت تقریر کے بعد صفحہ ۶۱ مین لکھتے ہین۔ از حضرت ابی عبداللہ مرویست ان علیا الخ یعنی جب عمر رض فوت ہوئے۔ تو حضرت ام کلثوم کے پاس آئے۔ اور اُسے اپنے گہر لیگئے۔ پھر لکھا ہے۔ این حدیث بروجود این قضیہ تصریح می نماید۔ ۱۲

ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ روایات تو طرفین کی کتب مین مان لئے۔ لیکن درایت اسکے خلاف ہے۔ اور روایت کی تصحیح کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ واقعہ جو روایت مین آئے۔ وہ کم سے کم ممکن تو ہو۔ بیان کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کہ ام کلثوم کا جب نکاح ہوا۔ وہ بچی تہین۔ تقریباً ۴ برس کی عمر تہی اور ۱۷ھ مین نکاح ہوا۔ اور وفات امیر عمرؓ ۲۳ھ مین ہوئی۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ نکاح کے بعد وہ پانچ چہہ برس مین جوان بہی ہو گئین۔ اور بچے بھی پیدا ہو گئے۔ امیر عمرؓ کے بڑہاپے کا لحاظ بہی ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ صغر سن حضرت ام کلثومؓ کا تہا۔ لیکن بہ نسبت ناکح یا بہ نسبت دیگر اولاد حضرت فاطمہؓ باین دلیل کہ ام کلثوم قبل وفات رسول اللہ پیدا ہوئین۔ کما فی الخمیس صفحہ ۳۱۷ و در شیعی کتاب طراز المذہب مین لکہا ہے۔ کہ ام کلثومؓ در وفات مادرش ندبہ میکرد صفحہ ۶۵ یعنی ام کلثوم اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ کی وفات پر یا اماہ یعنی اے میری امان کر کے روتی تہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات سیدہ پر حضرت ام کلثومؓ اتنی تمیز تہی۔ کہ وہ مصیبت کو محسوس کر کے ندبہ کرتی تہین کم سے کم تین چار سال کی عمر ہوگی۔ اور وفات حضرت سیدہؓ سرور عالم کے بعد ۴۰ یوم سے لیکر ششماہ تک بتلائی جاتی ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ بوقت نکاح ۹ یا دس سال کی تہین۔ اور یہی بلوغت کی پہلی منزل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا سر میل خود سرور عالم کے ساتھ بعمر ۹ سال مسلم فریقین ہے۔ حضرت ام کلثومؓ کی عمر ۴ سال بیان کرنیوالا کذاب اور مفتری ہے۔ کیونکہ حضرت فاطمہؓ کو تقریباً ۷ سال فوت ہوئے منقضے ہوئے تہے۔ کہ یہ نکاح وقوع مین آیا۔

اصابہ فی معرفۃ الصحابہ لکہتے ہین۔ ام کلثومؓ بنت علیؓ بن ابی طالب الہاشمیۃ امہا فاطمۃ بنت النبی ولدت فی عہد النبیؐ ثم قال تزوجہا عمرؓ علی مہر اربعین الفا۔ انتہی ملتقطا صفحہ ۴۹۲

باقی تقریر سوال کہ کس طرح ہو سکتا ہے الخ لغو ہو گئی۔ امیر عمرؓ بوڑھے تہے یعنی بوقت نکاح ۵۰ برس کے تہے۔ علی تصحیح ابن قتیبہ کما فی المعارف لیکن خوب مین یہ حسب خصوصاً زمانہ نبوی مین نہ تہا۔ خود سرور عالم نے جب عائشہؓ

Marfat.com

صدیقہ سے زفاف کیا۔ تو ۵۳ برس کی عمر تہی۔ اور عائشہؓ ۹ سالہ۔ بعض شیعہ یہ بھی کہتے ہین۔ کہ دیکھوا میرؓ عمر نے جبکہ حضرت ام کلثوم رض بفرمودہ حضرت علیؓ عمرؓ کے پاس گئی بہت دیکھہ بہال کی۔ منہ دیکھا۔ پس پشت دیکھا۔ اور بار بار دیکھا۔ چلتا دیکھا۔ کہڑا کرکے دیکھا۔ حالانکہ نبی بی ناراض نہین۔ بلکہ بوجہ غیرت تہپر مارنے پر تیار نہین۔ لیکن رک گئین۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے امیر کے ایجاب کا قبول کرکے ام کلثوم رض کو روانہ کیا تہا جیسا ہمنے تاریخ خمیس سے نقل کیا ہے۔ فانظر ثمہ۔ علاوہ برآن شیعہ کی شرائع الاسلام مین جسکے احکام قرآن کا حکم رکھتے ہین کما اقربہ صاحب جواہر الکلام۔ اس مین لکہا ہے۔ یجوز النظر الی وجہ امرءۃ یرید نکاحہا وانلم یستاذنہا وکفیہا وان یکرر النظر الیہا وان ینظرہا قائمۃ وماشیۃ وروی جواز ان ینظر الی شعرہا ومحاسنہا وجسدہا من فوق الثیاب (شرائع باب النکاح)

عاتکہ بنت عمرو بن نفیل سے بہی نکاح کیا تہا۔ یہ عاتکہ نہایت جمیلہ حسینہ شکیلہ تہین۔ اجمل النساء ان کا لقب تہا۔ پہلے یہ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رض کی بیوی تہین۔ چونکہ عبدالرحمان بہی بڑے خوبصورت اور وضعدار تہے۔ آپس مین انکی محبت ومودت بافراط تہی۔ لیکن عاتکہ کا پلہ اس لئے بہاری تہا۔ کہ اس نے اپنے ناز وکرشمہ۔ بناوٹ۔ سجاوٹ سے عبدالرحمن کو اپنا والہ اور شیدائی بنا دیا تہا۔ مستطرف مین لکہا ہے۔ کہ غلبت علے عقلہ۔ ابوبکر صدیق رض نے اس کا انجام خاطرخواہ نہ سمجہکر احسن الحیل اور لینت ومتانت سے عبدالرحمان کو اسکے مطلقہ کردینے کو فرمایا۔ صاحبزادہ عبدالرحمن اپنے والد کے پورے حق شناس اور مطیع تہے۔ نہایت انکسار سے عرض کی۔ کہ مین شاید ایسا نہ کرسکونگا حضرت صدیق نے حلفیہ فرمایا۔ کہ ضرور ایسا کرنا ہوگا۔ عبدالرحمن نے والد کو ناراض ہوتا ہوا دیکہکر دل پر پتہر رکہکر ایک طلاق دیدی۔ لیکن یہ حالت ہوئی۔ کہ کہانا پانی متروک جزع فزع وتیرہ ہوگیا۔ مجنونہ حالت مین فراقیہ اشعار نوک زبان تہے۔ لوگون نے یہ حالت دیکہکر حضرت صدیق رض کی خدمت مین عرض کی۔ کہ۔ اہلکت عبدالرحمان آپ نے عبدالرحمن کو ہلاک کیا۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ خود حضرت صدیق نے عبدالرحمن

Marfat.com

کو دیکھا۔ کہ دھوپ گرم مین گرم کنکرون کے بستر پر لیٹے ہوئے عاتکہ کو خطاب کرکے فراق کا رونا رو رہے ہین یہ حالت دیکھکر ابوبکر صدیق رض کا جگر گھبل گیا۔ اور فرمایا کہ اپنہا بچے عاتکہ سے رجوع کرلو۔ پس رجوع کردیا گیا۔ اور حالت سدہر گئی۔ نہایت چین مین دونو میان بیوی گذارہ کرتے رہے۔ یوم الطائف مین رسول اللہ کے ہمرکاب تھے۔ ایک قسی القلب کافر کا تیر عبدالرحمن کو ایسا کاری رسید ہوا۔ کہ تڑپ تڑپ کر مرگئے۔ عاتکہ کی اوسپر جو سراسیمگی و اضطراب ہوا۔ وہ از حد فزون ہے۔ مرثیہ پڑھکر روتی اور رولاتی۔ ایک مرثیہ مین یہ بہی کہا تہا۔ کہ اب مین اخیر دم تک غبار آلودہ اور حزین رہونگی۔ یعنی کسی سے نکاح نہ کرونگی۔ امیر عمر رض کی خلافت تک تو وہ بے رغبت رہی۔ آخر الامر امیر عمر رض نے اُسے نکاح مین لیا اور ولیمہ کے لئے لوگون کو دعوت دی۔ حضرت علی المرتضے بہی مدعو تھے۔ جب آپ کہانا کہاچکے۔ اور جانے لگے۔ تو حضرت فاروق سے فرمایا۔ اگر اجازت ہو۔ تو مین خود جاکر جناب کی بیگم عاتکہ کو مبارک دون۔ اور اسکے لئے دعا برکت بہی کردون۔ عمر رض نے عاتکہ سے استخراج کیا۔ وہ بولین کہ ابوالحسن ہین۔ تو خوش مزاج کوئی کہلی اڑائینگے۔ لیکن اُن کو روکنا ناموزون ہی۔ آنے دیجئے۔ ایک رقیق پارچہ کا پردہ حائل تہا۔ آپ تشریف لائے۔ تو اچانک عاتکہ کے بعض ملبوسات پر اُن کی نظر پڑی۔ تو وہ نفیس اور معنبر تہا۔ اتے ہی دماغ مہک گیا۔ دیکھکر فرمایا۔ کہ عاتکہ عبدالرحمن کی وفات پر تو نے نہین کہا تہا۔ ؎

فالیت لا تنفک نفسے حزینۃ علیک ولا ینفک جلدی اغبرا

وہ یہ بیتی سنکر کہسیانی ہوگئی۔ کہ علیؓ اپنا کام کرگئے۔ امیر عمر رض کی زندگی تک نہایت اعزاز و اکرام مین رہی۔ جب وہ مقتول ہوئے۔ تو پہر مصیبت کا سامنا ہوا بعد ازان زبیر بن عوام کے نکاح مین آئین۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ یہ بہی اپنے وقت پر مقتول ہوگئے۔ پہر اپنے پہلے دیور محمد بن صدیق رض کے حبالہ نکاح مین آئین۔ مصر مین وہ بہی مقتول ہوئے۔ اس کے بعد قسم اُٹہائی کہ بس اب کسی سے نکاح نکرونگی مجہے یہ وہم ہوگیا۔ کہ اگر مین فرضا تمام اہل الارض سے نکاح کرتی رہون تو انکا مطلع

Marfat.com

صحاف ہوتا رہے گا۔ (مستطرف)

لطیفہ۔ اخلاق ناصری مین علامہ محمد بن حسن طوسی شیعی لکھتے ہین۔ کہ امیرالمومنین علی رض مزاح (خوش طبع) بودے تا بحدیکہ مردمان اورا بدان عیب کردند۔ وگفتند لولا دعابۃ فیہ وسلمان فارسی رض اورا گفت درمزاحیکہ باو بکرد ہذا جرک الی الرابعۃ (دعابہ ظرافت وخوش طبعی کو کہتے ہین)

حضرت عمر رض کی اور بیویان بھی تھین۔ جیسے ام حکیم وغیرہ۔ حضرت عمر رض کی اولاد سے عبداللہ وحفصہ اعلے درجہ پر ممتاز ہین۔ عبداللہ بوجہ زہد وتقدس وعلم کے اور حفصہ اسلئے کہ وہ ازواج مطہرات مین داخل ہین۔ عبیداللہ۔ عاصم۔ زید۔ مجیر انکا نام عبدالرحمان تھا۔ ابوشحمہ۔ لڑکیان بھی تھین۔ تاریخ الخلفا مین سنین خلافت اور جو کچھ ان مین ہوا۔ اس کی اجمالی فہرست بیان کی ہے۔ جسے ہم دکھلانا چاہتے ہین۔ اور وہ یہ ہے سنہ ۱۳ مین خلیفہ ہوئے۔ سنہ ۱۴ مین دمشق فتح ہوا۔ کچھ حصہ اسکا صلح سے اور کچھ مقابلہ سے۔ حمص اور بعلبک صلح سے ہاتھ آیا۔ بصرہ اور اہلہ دونو جنگ سے حاصل ہوئے۔ اسی سال تراویح کا انتظام ہوا۔ سنہ ۱۵ مین اردن فتح ہوا غلبہ سے بجز طبریہ کے کہ وہ صلح سے قبضہ مین آیا۔ اسی سال یرموک اور قادسیہ کی جنگ ہوئی۔ اسی سال کوفہ کوشہر بنایا گیا۔ اسی سال دفاتر کی مد کھولی گئی۔ سنہ ۱۶ مین اہواز اور مدائن فتح ہوئے۔ اور ایوان کسریٰ مین جمعہ کی نماز ادا کی گئی۔ یہ پہلا جمعہ ہے۔ جو عراق مین ادا ہوا۔ اس سال جلولا پر چڑھائی ہوئی۔ اس سن مین ملک یزدجرد فراری ہوا۔ اور رے کو واپس آیا۔ اس برس مین۔ تکریت فتح ہوا۔ اسی سال مین امیر عمر رض نے بیت المقدس کو فتح کر کے جلبیہ مین خطبہ پڑھا۔ اس مین قنسرین اور سروج غلبہ سے مفتوح ہوا۔ اور اس مین حلب اور انطاکیہ فیج۔ قرقیسیا بصلح قبضہ مین آئے اسی سال کے ربیع الاول مین بمشورہ علی مرتضےٰ تاریخ نویسی کا اہتمام ہوا۔ سنہ ۱۷ مین امیر عمر رض نے مسجد نبوی کو بڑھایا۔ اور بوجہ قحط حجاز حضرت عباس کا ہاتھ پکڑ کر استسقا

Marfat.com

کے لئے میدان مین گئے۔ بجا لیکہ چادر نبوی تبرکا زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ سنہ ۱۸ھ مین جندیسا پور بصلح ہاتھ آیا۔ اور حلوان بجنگ۔ اسی سال وبا عمواس نمودار ہوئی۔ رُہا۔ شمشاط۔ حران۔ نصیبین۔ کسیقدر جزیرہ۔ موصل مع النواحی بجنگ فتح ہوئے سنہ ۱۹ھ مین قیساریہ فتح ہوا۔ سنہ ۲۰ھ مین۔ مصر کل کا کل بجز اسکندریہ صلح سے حاصل ہوا اور اسکندریہ جنگ سے۔ اس مین بستر فتح ہوا۔ اسی سال قیصر ملک روم ہلاک ہوا۔ اسی سال یہود۔ خیبر اور غیران سے نکالے گئے۔ اور خیبر اور وادی القرا کو تقسیم کیا گیا۔ سنہ ۲۱ھ مین اسکندریہ اور نہاوند بجنگ مفتوح ہوا۔ اور عجمی لوگون کی رہی سہی طاقت مفقود بلکہ جمعیت معدوم ہوگئی۔ سنہ ۲۲ھ مین اذربیجان۔ دینور۔ ماسبذان۔ ہمدان۔ اطرابلس مغربی رے عسکر دقومس مفتوح ہوئے۔ سنہ ۲۳ھ مین۔ کرمان سجستان مکران فتح ہوئے۔ اور اس مین پیمانہ عمر عمرؓ لبریز ہوگیا۔ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے۔ دربار الٰہی مین شرف یاب ہوئے۔ والسلام۔

مختصر تذکرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سلسلہ نسب آپ کا یہ ہے۔ عثمان رضؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ حضرت عثمان رضؓ اور سرور عالم عبد مناف مین جمع ہو جاتے ہین۔ یہ معلوم ہے۔ کہ عبد مناف اور سرور عالم کے درمیان ۴ واسطہ ہین۔ خلفاء اربعہ سے بعد علی مرتضےٰؓ آپ ہی اقرب الی رسول اللہ ہین۔ نہج البلاغت مین حضرت علی رضؓ سے منقول ہے۔ کہ آپنے امیر عثمانؓ کو لکھا۔ کہ وانت اقرب الی الرسول اللہ وشیجۃ رحم منہما ونلت من صہرہ مانالا۔ یعنی ابوبکر رضؓ صدیق و عمر فاروق رضؓ سے آپ ہی سرور عالم کے قریب تر ہین۔ قرابت مین اور دامادی کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ بہ شیخین کو صفحہ ۳۲۲۔ آپ کا لقب ذوالنورین اسلئے ہوا کہ سرور عالم کی دو لڑکیان حقیقی ہمشیرہ یعنے حضرت فاطمہ رضؓ کی آپ سے بیاہی گئین۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۵)

Marfat.com

اور یہ مسلم اہلسنت و شیعہ ہے۔ جیسا کہ حیات القلوب وغیرہ کتب شیعہ مین بصراحت مذکور ہے۔ لکھا ہے۔ کہ آدمؑ سے لیکر ختم الانبیاءؐ تک کوئی بھی ایسا شخص نہین گذرا۔ کہ جسکے ساتھ نبیؐ کی دو لڑکیان بیاہی گئی ہون۔ امیر عثمان رضؓ کا سلسلۂ نسب پدری مذکور ہوا۔ انکی ام الام (نانی) ابوطالب کی سگی عینی بہن تھی۔ امیر عثمان رضؓ عام فیل کے چھٹے سال طائف مین پیدا ہوئے۔ (تاریخ خمیس) تاریخ الخلفاء مین حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ کہ امیر عثمان رضؓ فرشتون مین بھی ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے۔ باینوجہ کہ سرورؐ عالم کی دو بیٹیان اُن کے گھر ہین۔ اسلام مین چوتھا نمبر آپ کا ہے۔

ابن اسحٰق نے لکھا ہے۔ کہ۔ ابوبکر رضؓ علی رضؓ زید بن حارثہ کے بعد آپ اسلام لائے۔ فضایل آپ کے بکثرت ہین مشکوٰۃ شریف مین بخاری اور مسلم سے بروایت ابوموسیٰ اشعری سے منقول ہے۔ کہ مین سرورؐ عالم کے ساتھہ ایک باغ مدینہ مین تھا کہ کسی شخص نے باغ کے دروازہ کے کھولنے کو کہا۔ سرورؐ عالم نے مجھے حکم دیا۔ کہ جاکر دروازہ کھول دے۔ اور جو شخص دروازہ پر ہے اُسے بہشت کی بشارت بھی دیدے۔ مین نے دروازہ کھولا۔ ابوبکر صدیق رضؓ تھے۔ مین نے حسب الفرمان اس بہشت کی بشارت دی۔ ابوبکر رضؓ حمد الٰہی بجالائے۔ پھر دوسرے کسی نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ پھر بھی مجھے سرورؐ عالم نے بھیجا۔ کہ دروازہ کھولدے۔ اور بشارت بہشت بھی دیدے۔ دروازہ کھولنے پر معلوم ہوا۔ کہ امیر عمر رضؓ ہین۔ مین نے حسب فرمودہ سرورؐ عالم بہشت کی بشارت دی۔ امیر عمر رضؓ نے الحمد للہ کہا۔ پھر کسی نے دروازہ کھولنے کی خواہش کی۔ سرورؐ عالم نے فرمایا۔ کھولدے۔ اور بہشت کی بشارت بھی دیدے۔ اس

حاشیہ صفحہ ۱۲۴ لہ تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے۔ وتزوج رقیۃ بنت رسول اللہؐ قبل النبوۃ وماتت عندہ فی لیالی غزوۃ بدر فتاخر عن بدر لتمریضہا باذن رسول اللہؐ وضرب لہ بسہمہ واجرہ فھو معدود فی البدریین بذلک وجاء البشیر بنعی المومنین ببدر یوم دفنوھا بالمدینۃ فتزوجہ بعدھا اختہا ام کلثوم وتوفیت عندہ سنۃ تسع فی الھجرۃ ۱۲

لہ سوم ام کلثوم رضؓ را و را نیز عثمان رضؓ بعد از رقیہ تزویج نمود انتہی۔ مافی حیات القلوب ۱۲

Marfat.com

مصیبت پر جو اُسے پہونچیگی۔ مین نے دروازہ کہول کر دیکہا۔ تو امیر عثمان تہے مین نے فرمودہ سید البشر پہونچایا۔ امیر عثمان نے حمد بجا لاکر فرمایا۔ اللہ للمتعان انتہے۔ چونکہ اختصار مانع ہے۔ تطویل سے اسلئے صرف بیعۃ الرضوان مین جو شرف امیر عثمان رض کو ملا۔ اسے بیان کر دیتے ہین۔ اور باقی کے لئے کتب احادیث و تواریخ صحیحہ کے دیکہنے کی سفارش کرتے ہین۔ مختصر حال یہ ہے کہ سنہ ۶ھ مین سرور عالم نے صحابہ کے ساتہہ کعبۃ اللہ کی زیارت کا قصد کیا۔ اور اس وجہ سے کہ قریش کو یہ وہم نہ ہو۔ کہ جنگ کرنے آئے ہین۔ حکم دیا کہ مسلح ہوکر نہ چلین۔ لیکن پہر مصلحت سوچکر بالتماس امیر عمر رض ذوالحلفیہ مین ہتہیار منگالئے۔ جب مکہ معظمہ دو منزل باقی رہگیا۔ تو معلوم ہوا کہ قریش کو ضد ہے۔ کہ وہ رسول اللہ کو بہی مکہ مین داخل ہونے دین۔ سرور عالم نے وہین قیام فرماکر امیر عمر رض کو قریش کے پاس جانے کو فرمایا۔ کہ انہین ہمارے ارادہ اور خواہش سے مطلع کرکے کعبہ مین داخل ہونیکا انکار توڑ دے۔ امیر عمر نے عرض کی۔ کہ جانے مین دریغ نہین۔ لیکن مجہہ سے قریش بگڑے ہوئے ہین۔ اور امیر عثمان رض کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اس کام کے لئے یہی موزون ہین۔ آئندہ جیسے ارشاد ہو تعمیل ہوگی۔ سرور عالم نے امیر عثمان رض کو طلب کیا۔ اور سفیر بناکر روانہ کیا۔ کہ وہ جاکر کہدین۔ نہ ہم لڑنے آئے ہین۔ نہ کسی دوسری غرض سے۔ صرف زیارت کعبہ کا شوق ہے۔ امیر عثمان رض قریش کے پاس تشریف لیگئے۔ چونکہ قریش انکار پر اصرار کر رہے تہے۔ امیر عثمان رض نے نہایت کوشش کی۔ کہ ایسی ضد اچہی نہین۔ صرف طواف کرکے واپسی ہوگی۔ قریش نے جواب دیا۔ کہ بس باتین نہ بناؤ۔ تمہارے ساتہہ چونکہ اتنی ضد نہین۔ اور سفیر بن کر مکہ داخل بہی ہوچکے ہو۔ تم زیارت بہی کر لو۔ اور طواف بہی کر لو۔ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تو ایک قدم بہی کعبہ کی طرف نہ بڑہنے دینگے۔ سرور عالم کیخدمت یہ خبر پہونچائی گئی۔ کہ عثمان کا کام تو بن گیا۔ شرف زیارت تو خواہ مخواہ ہوا تہا۔ طواف کی بہی اجازت ہوگئی۔

Marfat.com

سرورِ عالم نے فرمایا۔ امیر عثمان رضہ وہ ہرگز پیش قدمی نہ کرینگے۔ ممکن ہی نہین۔ کہ وہ بغیر ہمارے طواف کرے۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ امیر عثمان رضہ نے قریش کو جواب دیا۔ کہ طواف کعبہ محبوب ہے۔ لیکن خدا کا محبوب اس سے زیادہ محبوب ہے۔ جب تک محبوب خدا طواف نہ کرینگے۔ عثمان رضہ ہرگز ہرگز نہین کرینگا۔ اسپر ابوسفیان نے ان کو حبس کر لیا۔ کہ اسے محمد تک بھی نہ پہونچنے دو۔ جملہ حیدری کے مصنف شیعہ نے اول قصہ سے آخر تک کے مضمون کو اپنی نظم مین اس طرح ادا کیا ہے۔ ؎

طلب کرد پس اشرف انبیاء — ز اصحاب عثمانؓ صاحب حیا
باو ہم ہمان گفت خیر البشرؐ — کزان پیشتر گفتہ بہ با عمرؓ
بیوسید عثمان زمین در زمان — بمقصد روان شد چو تیر از کمان
چو اورفت ز اصحاب روزِ دگر — بگفتند چندے بہ خیر البشرؐ
خوشا حال عثمان با احترام — کہ شد قسمتش حج بیت الحرام
رسولِ خدا چون شنید این سخن — بپاسخ چنین گفت با انجمن
بعثمانؓ نداریم ما این گمان — کہ تنہا کند طوف آن آستان

جب ابوسفیان نے سختی سے امیر عثمان رضہ کو کہا۔ کہ محمد کا آنا تو ممکن نہین تمہارے لئے رقتِ قلبی اجازت دیتی ہے۔ کہ تم طواف کر لو۔ تو اسکے مضمون کو حملہ حیدری مین اس طرح بیان کیا ہے۔ ؎

بجوشید آنگاہ بدل مہر خون — بہ عثمان رضہ چنین گفت آن سرنگون
کہ گر میل داری تو طوفِ حرم — بکن مانعت نیست کس زین ستم
ولیکن محالست آن بے گزاف — کہ آید محمد برائے طواف
چو بشنید عثمانؓ از و این سخن — چنین داد پاسخ بآن اہرمن
کہ طوفِ حرم بے رسولِ خدا — نباشد بر پیروانش روا
ازین گفتہ سفیان برآشفت بیش — بگرداند از سوئے او روئے خویش
بفرمود پس با دگرمش بکان — کہ عثمان وان دہ کس از پیروان

Marfat.com

نیابند رفتن بہ نزدِ رسولؐ — اگر شاد باشند ازین گر ملول
چو عثمانؓ از دین حکایت شنید — علاجے بجز صبر کردن ندید
مقید نمودندش اعدائے دین — بیانِ نجاتش کنم بعد ازین

ہمسے یہ بات ضبط نہین ہوسکتی۔ کہ زمانہ نے آج کے مومنین کو معلوم نہین۔ کہ کیون منہ پہٹ کر دیا ہے۔ یہ حملہ حیدریہ کے مصنف ہی آخر شیعہ ہی تھے۔ القصہ جب بہت دن گذر گئے۔ تو مشہور ہوگیا۔ کہ امیر عثمان قتل کئے گئے۔ سرورِ عالم کو یہ سنکر سخت رنج ہوا۔ کہ ہمارے دوست اور ہمارے سفیر سے یہ معاملہ ہوا۔ پھر آپ نے اپنے ساتھ کے صحابہ سے جو چودہ سو تھے۔ جہاد پر بیعت لی۔ چونکہ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ اسلئے بیعۃ الشجرہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ قرآن شریف مین لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔ اسی واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔

ذکر بیعت امیر عثمان رضی اللہ عنہ

شرح عقاید للدوانی اور تاریخ الخلفاء وغیرہ مین لکھا ہے۔ کہ امیر عثمانؓ کی وفات کے تین دن بعد آپ سے بیعت ہوئی۔ عبدالرحمان بن عوف رضؓ کا زیادہ خیال یہ تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اب خلیفہ ہون۔ لیکن جتنے صاحب الرای خردمند عبدالرحمن کیخدمت مین مشورہ کرنیکے لئے آتے۔ امیر عثمان رضؓ کے انتخاب پر زور دیتے۔ جب بیعت کے لئے ایک بڑا مجمع ہوا۔ تو عبدالرحمان بن عوف نے مقام کے مناسب ایک پر زور تقریر کی۔ اور صاف لفظون مین کہدیا۔ کہ انی رأیت الناس یابون الا عثمان رضؓ یعنی مین نے لوگون کو ٹٹول لیا ہے۔ اکثر کا صرف یہی خیال ہے۔ کہ بجز عثمانؓ کوئی خلیفہ نہ ہو۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے خیال پر ثابت قدم رہے۔ عمامہ نبوی سر پر رکھ لیا۔ اور تلوار حمایل کرکے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا۔ کہ اے لوگو مین نے ظاہر اور پوشیدہ دونون طرح سے خلافت کی بابت تم سے پوچھا۔ تم نے حضرت علی رضؓ اور امیر عثمانؓ کا انتخاب کیا لیکن کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا

Marfat.com

جس مین صرف حضرت علیؓ یا صرف حضرت عثمانؓ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوا ہو۔ مین فیصلہ کردیتا ہون۔ حضرت علیؓ سے خطاب کرکے فرمایا۔ کہ قم یا علی رض اے علی رض کھڑے ہو جائیے۔ حضرت علی رض کھڑے ہوگئے۔ منبر کے پاس عبدالرحمن نے آکر حضرت علی رض کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ آپ چاہتے ہین کہ آپکے ساتھہ بیعت کیجائے۔ اس شرط پر کہ کتاب اللہ و سنۃ نبوی ص اور قواعد ابوبکر و عمرؓ پر عمل درآمد ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ نہین۔ ہان جسقدر طاقت ہوگی۔ عبدالرحمن ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور امیر عثمان رض کو کہا۔ کہ آپ کھڑے ہوجائین۔ وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سے بھی وہی شرط بیان کی۔ امیر عثمان رض بلا کم و کاست۔ ہان کہدیا عبدالرحمن نے خدا تعالےٰ کی جناب مین عرض کرتے ہوئے امیر عثمان سے بیعت کرلی۔ پھر تو لوگ بیعت پر ٹوٹ پڑے یہ واقعہ ۲۳ھ بروز سوموار ہوا۔ سنیچر کے روز غرہ محرم سنہ ۲۴ھ مین جلوس ہوا۔ (تاریخ خمیس) تاریخ الخلفا مین لکھا ہے۔ کہ سنہ ۲۴ھ مین رے فتح ہوا۔ اور اسی سال مکسیر کی بیماری عالم گیر ہوئی۔ اسلئے اس سال کو سنۃ الرعاف کہتے ہین۔ اس سن مین روم کے بہت قلعے مفتوح ہوئے۔ اسی برس مین امیر عثمان رض نے مغیرہ کو کوفے سے معزول کرکے سعد بن ابی وقاص رض کو حکومت پر مقرر فرمایا۔ سنہ ۲۵ھ مین سعد مذکور کو موقوف کرکے ولید بن عقبہ اپنے رشتہ دار کو جو متہم شرب خمری تہا۔ مقرر کیا۔ بانیوجہ لوگ معترض ہوئے۔ کہ اقارب کے ساتھہ یہ احسانات خود غرضی ہے نہ عدل و انصاف تحفہ اثنا عشریہ مین تمام اعتراضات کے جواب مذکور ہین سنہ ۲۶ھ مین امیر عثمان رض نے لوگون سے اماکن متصلہ خرید کرکے مسجد الحرام کو وسیع کیا۔ اسی سن مین سابور فتح ہوا۔ ارجان وغیرہ بھی قبرس پر بھی چڑھائی ہوئی تہی۔ لیکن جزیہ پر صلح ہوگئی۔ سنہ ۲۹ھ مین اصطخر اور قسا وغیرہ فتح ہوئے۔ اس برس مین مسجد نبوی بڑھائی گئی۔ اور پتھر منقوش سے بنا کیگئی۔ اور چھت ساج کی ڈالی گئی۔ طول مسجد ۶۰ اذراع اور عرض ۱۵۰ ذراع قایم کیا گیا۔ صحیح بخاری مین مذکور ہے۔ کہ بعض صاحبون نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ مسجد مین تکلف و زینا ہے۔ اسپر امیر عثمان نے جواب دیا۔ کہ مین نے سرور عالم سے سنا ہے۔ فرماتے تہے۔ کہ من بنی مسجدا بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ یعنی جیسی خوبصورت مسجد کوئی بنائے گا۔ ویسی

Marfat.com

منزل بہشت مین تیار ہوگی ۳۰ھ مین شہر جوزجان اور خراسان کے بلاد کثیرہ طوس اور سرخس مرو۔ بہیق فتح ہوئے ۳۵ھ مین شہادت امیر عثمانؓ ہوئی۔ مدت خلافت ۱۲ سال ہے۔ ۶ سال تک تو کوئی معترض نہ ہوا۔ بلکہ امیر عمرؓ سے بہی زیادہ لوگ محبت کرتے تہے۔ لیکن اخیر چھ سال مین چونکہ آپ کو صلہ رحمی کا خیال ہوا۔ اور اپنے اقربا کو عہدہ جلیلہ عطا فرمائے۔ اور انہون نے لے اعتدالیان بہی کین۔ اس پر لوگ ناراض ہوئے۔ عبداللہ بن سرح جو امیر عثمانؓ کیطرف سے والی مصر مقرر تہا۔ اس کی از حد شکایتین پہونچین۔ موجودہ صحابہ کو اسکے تمام نقائص بیان کئے گئے۔ چونکہ امیر عثمان رضؓ معلوم نہین کس تردد مین تہے۔ جواب شافی نہ ملنے پر طلحہ بن عبید اللہ نے کہڑے ہوکر امیر عثمان رضؓ سے سخت کلامی کی۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہلا بہیجا۔ کہ والی مصر کی نہایت بے اعتدالیان مسموع ہوئین۔ اُسے معزول کرکے کسی صحابی جلیل کو یہ عہدہ جلیلہ دینا مناسب ہے۔ حضرت علیؓ نے خود جاکر فرمایا۔ کہ ایسے ظالم بیباک کو مصر پر حاکم مقرر کرنا۔ اور پہر باوجود اسکے ایسے بداعمالون کے معزول نہ کرتا۔ ظلم صریح ہے امیر عثمان رضؓ نے فرمایا۔ کہ اگر معاملہ ایسا ہی۔ تو فرمادیجئے۔ کہ اُسے معزول کرکے کسی اور کو بہی جگہ بہیجدیا جائے۔ کہ شکایت باقی نہ رہی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ لوگون کا یہی خیال ہے کہ اس عہدہ کے لائق محمد بن ابی بکر ہین۔ امیر عثمانؓ نے اسی وقت ایک پروانہ لکہا ہے کہ ہم نے محمد بن ابی بکر کو بجائے ابن سرح کے والی مصر مقرر کیا ہے۔ یہ جاتے ہی چارج لے لین۔ اور ابن سرح اپنے آپ کو معزول سمجہے محمد بن ابی بکر بمعیت چند مہاجرین و انصار مصر کو روانہ ہوئے۔ کہ یکایک مدینہ عالیہ سے تین ایام کے مسافت پر ایک کالا علام اونٹ سرپٹ دوڑاتا ہوا نمودار ہوا۔ محمد بن ابی بکر اور اسکے ساتہیون نے پوچہا۔ خیر تو ہے ہارب ہے۔ یا طالب یعنی کسی مصیبت سے بہاگا جارہا ہے۔ یا کسی مفرور کی تلاش مین ساعی ہے۔ اسنے جواب دیا۔ کہ مین امیر عثمان کا غلام ہون۔ والی مصر کے پاس جارہا ہون صحابہ نے کہا۔ والی مصر تو یہ محمد بن ابو بکر ہین اُسنے کہا۔ یہ مراد نہین ہین۔ اور چلتا نظر آیا۔ محمد بن ابو بکر نے اسکے پکڑنے کا حکم دیا۔ ایک صاحب تہوڑی دور جاکر پکڑ لایا

Marfat.com

محمدؐ نے کہا سچ کہہ تو کون ہے۔ جواب مین کبھی کہتا مین امیر المومنین کا غلام ہون۔ اور کبھی کہتا مین مروان کا غلام ہون۔ کسی نے پہچان کر کہا۔ کہ غلام تو امیر عثمان کا ہے۔ خیر محمدؐ نے پوچھا۔ کہان جارہا ہے۔ اور کیون جارہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مصر مین۔ والی مصر کے پاس ایک پیغام لے جارہا ہون۔ سوال ہوا۔ کہ کوئی نوشتہ ہی۔ کہا نہین۔ تلاشی لیگئی۔ تو کوئی مکتوب برآمد نہ ہوا۔ کسی نے اسکے سر کہے چمڑے کی ابریق کو اٹھاکر ہلایا۔ تو اس سے قلقلہ کی آواز ہوئی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس مین کوئی چیز ہے۔ چونکہ وہ خشک تہا۔ اسلئے ہلنے ہلانے سے کوئی چیز نہ نکلی۔ آخر چیر کر دیکہا۔ تو ایک ملفوف کاغذ ہے۔ محمدؐ بن ابی بکرؓ نے اپنے ہمراہیون کو جمع کر کے اوسکو کہولا۔ تو امیر عثمانؓ کی جانب سے ابن سرح کو لکہا تہا۔ کہ محمد بن ابی بکر اور فلانا اور فلانا جب تیرے پاس آوین تو ان کے ہاتہہ پاؤن کاٹ کر سولی چڑہا دے۔ اور ایک روایت مین یون ہے۔ کہ جب تیرے پاس آوین۔ تو انہین کسی حیلہ سے قتل کر ڈال۔ اور اس خط کو باطل (چیرپہاڑ) کردے۔ اور اپنے عہدہ پر جمارہ۔ اور قید کر ڈال اونکو جو شکایتین لانے والے ہین۔ قریب ہے۔ کہ مین اپنی کوئی رائے قایم کر کے تجکو لکہونگا۔

جب یہ مکتوب پڑہا جاچکا۔ تو محمد بن ابی بکرؓ مع ہمراہیون کے واپس ہوئے۔ اور امیر عثمانؓ سے بگڑے تیورون مین یہ بات ظاہر کی۔ امیر عثمانؓ نے حلفیہ کہا۔ کہ مجہے اس امر کی خبر نہین۔ نہ مین نے ایسا حکم لکہا نہ لکہوایا۔ محمدؐ نے کہا۔ یہ عجیب معاملہ ہے کہ مہر بہی آپ کی جو فرمان پر چسپان ہے۔ اور اونٹ بہی آپ کا جسپر فرمانبر سوار ہے۔ اور فرمانبر بہی آپکا غلام۔ اور آپ فرماتے ہین مجہے خبر ہی نہین۔ پس لازم ہی کہ آپ مغلوب الامر ہونے کیوجہ سے قابل معزولی ہین۔ امیر عثمانؓ نے فرمایا نہین پہر تو محمد بن ابی بکر نے ایک جماعت قایم کر کے امیر عثمانؓ کو محصور کر لیا۔ اور پانی بند کر دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اپنی معیت مین لینے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام واپس ہوکر اپنے ارادہ کے پورا کرنے کی کوشش مین مصروف ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے قرآن شریف لے کر مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ اور تلاوت مین مشغول ہوئے محاصرین

Marfat.com

کی تعداد ۶۰۰ بیان کیجاتی ہے - امیر عثمان رضؓ نے جب دیکھا کہ پانی تک بھی روک دیا ہے۔ تو تنگ ہوکر ایک دن باواز بلند پکارے کہ حضرت علی رضؓ تمہارے درمیان ہین - جواب ملا نہین - فرمایا - کیا سعد ہین - بولے نہین - پھر فرمایا - کیا تم مین کوئی ہے جو پانی پلادے - سب خاموش رہے - یہ بات کسی طرح حضرت علی رضؓ کے گوش گذار ہوئی تو آپ نے ۳ مشکیزہ پانی کے بھیجوا دیئے - لیکن محاصرین نے روک دیئے - اور مشکیزونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا - کہتے ہین کہ حضرت علی رضؓ نے یہ بھی محاصرین کو کہلا بھیجا - کہ مروان کو سزا دینی تھی نہ عثمانؓ کو - بلکہ حسنینؓ شریفین کو بھیجدیا - کہ عثمان رضؓ کی حفاظت کرین - محاصرین پر چونکہ غضب چھایا ہوا تھا - پرواہ تک نہ کی - بلکہ امام حسنؓ کو بھی تکلیف پہونچائی - اور چھپ چھپا کر آخر کار اس مظلوم پاسے پر ابی خزم انصاری کے گھر کیطرف سے دیوارین پھاند کر ٹوٹ پڑے - پہلے پہل محمدؒ بن ابی بکر رضؓ نے جاکر ایسے عثمانؓ کی ریش جنبانی کی - امیر عثمان رضؓ نے کہا اے بھتیجے تیرا باپ اس ریش کی عزت کرتا تھا - تجھے ایسا کرنا مناسب نہین - تجھے تیرے حمایتی نہین چھڑائینگے - بلکہ کوئی تیرے کام نہین آئیگا - محمد بن ابی بکر رضؓ نے چھوڑ دیا - اور نادم ہوکر باہر نکل گیا - لیکن اس کے ہمراہیون نے اسکے اشارہ سے یا جس طرح امیر عثمانؓ پر حملہ کئے - اور اخیر مین کسی نے ایسا مشقص آپکے منہ پر مارا کہ خون کے فوارے چھوٹ پڑے - اور قرآن شریف خون آلودہ ہوگیا - یہ آیت شریفہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ورد زبان تھا - کہ مقتول ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون ط

شوال مین محاصرہ ہوا تھا - اور ذی الحجہ ۳۵ھ مین مقتول ہوئے - انکی تاریخ مخبر الواصلین نے اس طرح لکھی ہے - نظم ؎

لہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح اللمعات مین لکھا ہے - کہ آمدن مصریان باستعانت از دست عامل مصر نزد عثمان رضؓ و فرستادن محمد بن ابو بکر رضؓ را بولایت مصر و برگشتن وے از میانہ راہ بہ مکر مروان و محضر کردن و بقتل رسانیدن عثمان رضؓ و این قصہ آنست بغایت موحش و مولم چنانکہ در کتب سیر مسطور است و این اول قصہ ایست کہ وسوسہ اسلام واقعہ شدہ فانا للہ الخ -

Marfat.com

آنکہ او صاحب حیا بودہ — حامیِ دینِ مصطفےٰ بودہ
دہ و دو سال در خلافت ماند — خلق را در رہِ شریعت خواند
سوئے فردوس چو عزم نمود — جمعہ و ہژدہم بحجہ بود
چونکہ او دال خیر و احسان بود — در سن دال رحلتش ہم بود

ایام محاصرہ مین جماعت کرانے کے لئے مختلف آئمہ کے نام لئے گئے ہین۔ حضرت علیؓ ابن عباسؓ۔ ابو ہریرہؓ کے نام خصوصیت کے ساتھ لئے جاتے ہین۔ ابی سعید مولے عثمانؓ سے روایت ہے۔ کہ ایام محاصرہ مین بیس غلام آپنے آزاد کئے۔ اور فرمایا۔ کہ مین نے سرور عالم و ابو بکرؓ و عمر کو خواب مین دیکھا۔ فرماتے ہین۔ صبر کر تو آئندہ شب کو ہمارے پاس افطار کرے گا۔ جب حضرت علیؓ کو امیر عثمانؓ کے قتل کی خبر ہوئی تو فرمایا تیا۔ للقاتلین آخر الدہر۔ ابو عمرو کہتا ہے۔ کہ قاتلین نے بعد از قتل تین دن تک دیا۔ رات تک کسی نے خبر نہ لی۔ بعض کا قول ہے کہ ۳ یوم پڑے رہے۔ بعض کا قول ہے۔ کہ مزبلہ پر پھینکدیئے گئے۔ تین یوم کے بعد شب کو چند آدمیون نے انکی تجہیز و تکفین کرنی چاہی۔ لیکن محاصرین مانع ہوئے۔ اس مین اختلاف ہے۔ کہ غسل و جنازہ ہوا۔ یا یون ہی دفن ہوئے۔ واللہ اعلم۔

لیکن معارف ابن قتیبہ نے جزما لکہا ہے۔ کہ صلے علیہ جبیر بن مطعم و اخوا قبرہ ۱۲ واقدی کا بیان ہے۔ کہ رات کو دفن ہوئے۔ اور قبر مخفی کی گئی۔ دول الاسلام سے نقل کیا گیا ہے کہ زمانہ خلافت آپ کا ۱۲ برس ہے۔ وتمزقت الکلمۃ بعد قتلہ وہاج الناس واقتتلوا ... حتے قتل من المسلمین سبعین الفا آپ کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ بیان کیجاتی ہے۔ مرویات ان کی کتب احادیث مین ۱۴۶ مذکور ہین۔ جنۃ البقیعہ مین پہلے پہل آپ دفن ہوئے۔ آپکے ۹ فرزند اور سات لڑکیان تہین (کما فی الخمیس) آپ کا میر منشی مروان بن حکم تہا۔ جو تمام فتنون کی بیخ اور سارے فسادون کی بنیاد تہا۔

Marfat.com

فائدہ - امیر عثمان رض و ابو عبیدہ کے درمیان کسی معاملہ مین بحث ہوئی - تو ابو عبیدہ نے کہا - کہ کیا تو میرا مقابلہ کر سکتا ہے - حالانکہ مین تم سے باینجہت افضل ہون - کہ مین بیعۃ الرضوان مین حاضر تہا - اور تو غائب - مین جنگ بدر مین بمعیت سرور عالم شرفیاب تہا - اور آپ اپنے گہر مین جا گزین تہے - جنگ احد مین مین ثابت قدم رہا - اور آپ مفرور - امیر عثمان نے جواب دیا - کہ صحیح ہے - لیکن تفصیل سے خود بخود فیصلہ ہو جائیگا - بیعۃ الرضوان مین - بارشاد نبوی مین مکہ کو گیا تہا - بوقت بیعت سرور عالم نے اپنے بائین ہاتہہ کو میرا ہاتھ تصور فرما کر بیعت لی - خدا کی قسم سرور عالم کا بایان ہاتھ تمام جہان کے ہاتہون سے بہتر ہے - بدر مین حاضر نہ ہونیکی وجہ یہ ہوئی - کہ سرور عالم نے خود مجہے مدینہ پر اپنا خلیفہ مقرر کر کے اعزاز بخشا - علاوہ برآن آپ کی دختر نیک اختر رقیہ جو میرے گہر تہی وہ بیمار تہی - اس کی تیمار داری کے لئے بہی مجہے خاص طور فرمایا تہا - چونکہ یہ سب کچھ حضور سرور عالم کے ارشاد سے ہوا - اسلئے واپس آکر مجہے غازیون کے برابر حصہ بہی عطا فرمایا - اور یہ بہی کہا - کہ تیرا اجر مثل اصحاب بدر ہے - باقی رہا احد سے مفرور ہونا یہ بیشک میرا قصور تہا - لیکن ستار علیم خبیر نے ہماری ندامت اور خلوص قلبی کو دیکہکر ہمارے فرار اور پھسلجانے کو شیطان کی طرف لگایا - اور ہمین معافی دیدی تو میری یہ قصور قطعا معفور ہے اور تیری جو قصورین ہین ان کا فیصلہ ابہی درپیش ہے معلوم نہین کیا ہو - اب جو فیصلہ انصاف کریگا - وہ معلوم ہے - آیت معافی یہ ہے ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم - یہ تمام واقعہ ابن الحدید نے شرح نہج البلاغۃ مین بالتفصیل لکہا ہے - اور مختصر انوار الابصار مین بہی مذکور ہے -

اس امر کا بیان کرنا بہی نامو زون نہ ہوگا - کہ امیر عثمان رض پر جن عیوب کی وجہ سے یہ شورش ہوئی - اُن سب سے بڑہکر یہ ہے کہ امیر عثمان رض ابتدا ہی سے بڑے مالدار اور کثیر الخیرات تہے - و بساتھ ہی رشتہ نواز -

Marfat.com

ترمذی شریف مین غزوہ تبوک کے معاملہ مین جو جو مشکلات جیش العسرہ
کے نام سے مشہور ہے صرف سرور عالم کی ادنیٰ ترغیب عمومیہ پر ۶۰۰ شتر
بنے بنائے کا عطیہ خدمت عالیہ مین پیش کیا۔ جس پر حضورؐ نے نہایت مسرور ہو کر
دعا خیر دی۔ ایسے مواقع بارہا امیر عثمان کو ممتاز ہونے کے ہاتھ آتے رہے علاوہ
برآن اپنے رشتہ کے ساتھہ احسان کرنیکا مادہ ان مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔
ان کے زمانہ خلافت مین تو دنیا کی وسعت اور فراخ بالی جو صحابہ کے پیش نظر رہی وہ
محتاج بیان نہین۔ ایک ایک گھوڑا لاکھہ لاکھہ درہم کو خریدا گیا۔

امیر عثمان رضؓ نے اپنے اقارب و رشتہ داران کو عہدہ جلیلہ بھی عطا کئے۔ اور عطیات
سے بھی دریغ نہ تھا۔ یہی وجہ زیادہ محسود خلایق ہونیکی ہوئی۔ فجرے ماجرے۔

تاریخ خمیس مین دول الاسلام سے اسکا نقشہ باین نقوش کھینچکر دکھلایا ہے۔
لما وقعت الغزوات واتسعت الدنیا علی الصحابۃ کثرت الاموال حتی کان
الفرس یشتری بمائۃ الف وحتی کان البستان یباع بالمدینۃ باربعمأیۃ الف
درھم وکانت المدینۃ عامرۃ کثیرۃ الخیرات والاموال والناس یجیئ الیھا
خراج الممالک وھی دار الامان وقبۃ الاسلام فبطر الناس بکثرۃ المال
والخیل وانھم فتحوا اقالیم الدنیا واطمانوا وتفرغوا ثم اخذوا ینتقمون
علی خلیفتھم عثمانؓ لکونہ یعطی المال لاقاربہ ویولیھم الولایات الجلیلۃ
فتکلموا فیہ وکان قد صار لہ اموال عظیمۃ ولہ الف مملوک وال بھم
الامر الی ان قالوا ھذا لا یصلح للخلافۃ وھموا بعزلہ وثاروا لمحاصرتہ
وجرت امور طویلۃ نسال اللہ العافیۃ ؛

Marfat.com

مختصر تذکرہ بعل الزہرہ ابو الآئمہ الاتقیاء سر الانبیاء والمرسلین امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب ورا غب مولانا ومولی الکل سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

محی الدین بن عربی نے فتوحات مین لکھا ہے۔ کہ نور سرور عالم کی پہلی تجلی علی المرتضی پر منجلی ہوئی۔ آپ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور داماد ہین۔ ان کے شمایل علمی وعملی فضایل نسبی وحسبی کا تقریر وتحریر کے احاطہ مین محاط ہونا ناممکن نہین تو مشکلتر ضرور ہے۔ امام احمد رضہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جتنے مناقب حضرت ممدوح کے ہمین پہنچے ہین۔ کسی صحابی کو ان سے تقابل نہین دیا جاسکتا۔ حضرت عبد المطلب کے سرور عالم بھی نبیرہ ہین۔ اور سید العرب ومولے الکل علی المرتضے بھی نبیرہ ہین۔ مناصب آلہیہ مین صرف اتنا فرق ہے۔ کہ سرور عالم رسول اور نبی ہین اور علی المرتضے اسد اللہ اور ولی ہین۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین۔ ؎

بود سر کمال مصطفوی — گشت ختم خلافت نبوی

بود ختم رسل واز پئے — شد علی خاتم ولایت وے

جناب کے والد ماجد کا نام عبد مناف کنیت ابو طالب ہے۔ یہ سرور عالم کے سچے جان نثار اور با اخلاص وفادار تھے۔ علماء طبقہ متفق ہین۔ کہ جس قدر حمایت۔ نصرت۔ کفالت۔ پاسداری۔ حفاظت بحق سرور عالم ان سے نمودار ہوئی وہ انہین کا حصہ تھا۔ ان کے ایمان مین شک کرنا۔ مشکوک ہے۔ اہل بیت علیہم السلام آپ کے ایمان کے قایل ہین۔

(معارج النبوۃ)

Marfat.com

محققین صوفیہ[1] بھی اس پر نایل ہین علمائے متبحرین مثل سیوطی شعرانی وغیرہما بھی اس حزب اللہ مین شامل ہین۔ اسنے المطالب ومعارج ملاحظہ ہو۔ باقی علما کا اضطراب واضطرار تعجب خیز نہین۔ بلکہ حیرت انگیز ہے۔ آیہ انک لاتھدی من احببت پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ کہ یہ ابوطالب کے کفر ثابت کرنے کے لئے نازل ہوئی۔ پھر کافر کہنے مین کیا تامل ہے حالانکہ رازی نے لکھدیا ہے۔ کہ اس آیہ شریفہ سے کفر ثابت نہین ہوتا۔ درمختار مین صراحت کردی ہے۔ کہ جس مسلم کے کفر مین اختلاف ہو۔ گو بروایت ضعیفہ ہی سہی۔ اسکے کافر ہونے کا فتوے نہ دیا جائے۔ لا یفتے بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ

مولوی عبدالحی لکھنوی سے تعجب ہے۔ کہ سید دحلان مولف رسالہ اسنے المطالب فی نجات ابی طالب اور بعض شیوخ مکہ معظمہ کی ضد مین آکر حضرت ابوطالب کے کفر ثابت کرنے مین کوہ کندن وکاہ برآوردن جیسا زور لگایا۔ اور درک المارب نامی ایک رسالہ لکھنے کا انتظام کیا چاہتے تھے۔ کہ ابوطالب کو کافر بناکر اپنے ایمان پر روشنی ڈالین لیکن قبل از اتمام کفر کو دلمین لیکر عالم خموشان مین جا بسے۔ لیکن عمدۃ الرعایہ مین یادگار چھوڑ گئے۔ چونکہ اسنی المطالب اور قول جلی مین بدلایل قویہ مبرہن کردیا گیا ہے۔ کہ وہ ناجی اور مومن ہین۔ اور معترضین کے اعتراضات کے ایسے دندان شکن جواب دئے گئے ہین کہ وہ انگشت بدہن ہین۔ اسلئے ہم بلحاظ اختصار اُن رسایل کیطرف توجہ دلاتے ہین۔ کہ انصاف سے انکا مطالعہ کرین واللہ ہو الہادی۔ جن کو ابوالآئمہ کی تنقیص وکفر مین مزا آتا ہے۔ اور سادات وعلوین کی دل آزاری مطلوب ہے

[1] امیر خسرو رح نے محبوب الٰہی کی زبانی لکھا ہے۔ کہ ابوطالب قیامت کے دن بہشت مین داخل ہونگے۔ پھر ایک نقل شقیق بلخی کی بیان کی ہے۔ کہ انہون نے حضرت خضرؑ سے دریافت کیا۔ کہ کیا حضرت ابوطالب بہشت مین جائینگے۔ حضرت خضر نے جواب دیا۔ کہ ہان مین نے سید عالم کی زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ ابوطالب قیامت کے دن بہشت مین جائینگے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ دنیا سے ابوطالب کا بلا ایمان جانا شیطان پر غمناکی کا موجب ہوا۔ دیکھو صفحہ ۱۹۱ (راحۃ المحبین) ہم ناظرین کو تاکیدا توجہ دلاتے ہین۔ کہ وہ ضرور رسالہ اسنی المطالب مطالعہ فرمائین

Marfat.com

وہ یہ یاد رکھین کہ یہ جرأت وجسارت خسارت کا مزا دکھائے گی۔ حضرت ابوطالب کے چار پسر تھے۔ اور دو دختران۔ عقیل۔ جعفر۔ علی۔ طالب۔ ام ہانی انکا نام فاختہ تہا۔ جمانہ۔ یہ سب حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے بطن سے تھے۔ یہ فاطمہ پہلی ہاشمیہ ہے۔ جسنے ہاشمی اولاد کے کہیت کو سرسبز و تر و تازہ کیا۔ اسکے ساتھ سرور عالم کو نہایت محبت تہی۔ یہ اسلام کی غایت درجہ گرویدہ اور دلدادہ تھین۔ جب انکا انتقال ہوا۔ تو سرور عالم کو از حد ملال ہوا۔ اور اپنی قمیص خاص کفن مین دی اور اس کی قبر مین پہلے خود بذات مبارک لیٹے۔ اور فرمایا کہ یہ مین نے اس لئے کیا کہ اسے ضغطہ قبر سے امان ہو۔ اور قمیص کا کفن بانیوجہ پہنایا۔ کہ ثیاب جنت سے ملبوس ہو۔ اضطجعت فی قبرھا لاخفف عنہا من ضغطۃ القبر والبستہا لتلبس فی ثیاب الجنۃ (رفع نامی) اور بعد از دفن انکی قبر منور پر کہڑے ہوکر فرمایا۔ اللّٰھم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔ یہ بہی فرمایا کہ ابوطالب کے بعد میری بڑی محسنہ یہی تہین۔ غرضکہ یہ دو نو بیوی میان احسن خلق اللہ الی رسول اللہ تھے (دیکہو نور الابصار)

حضرت عقیل اپنے بہائی جعفر سے دس سال بڑے تہے۔ اور حضرت جعفر حضرت علی رض سے دس سال کلان تھے۔ اور طالب سب سے چہوٹے تھے۔ حضرت عقیل صحابی ہین علم النساب کے بڑے ماہر تھے۔ فضایل وکمالات سے کافی طور پر بہرہ اندوز تھے۔ جب امین امیر المومنین علی المرتضےٰ و معاویہ باب الحرب مفتوح ہوا۔ تو آپنے بہائی علی المرتضےٰ سے یکسوئی اختیار کر کے معاویہ کے پاس چلے آئے۔ صواعق محرقہ مین اس کا منشا یہ دکہلایا ہے۔ کہ امیر المومنین علی المرتضےٰ رض نے حضرت عقیل کے لئے اس قدر شعیر روزانہ مقرر کئے ہوئے تھے۔ جو مایحتاج سے زائد نہ تھے۔ ایک دن ابنا ر العقیل نے دیکہا۔ کہ جب المال سے تو ملنا دشوار ہے۔ امیر المومنین خود قوت لایموت پر کفایت کرتے ہین۔ انکا انتقاکب اجازت دیگا۔ کہ وہ میری خواہش پوری کرین۔ اس لئے

Marfat.com

اپنے روزانہ قوت سے گنجایش کرنی شروع کی۔ جب اسقدر ذخیرہ شعیر فراہم ہوگیا۔ کہ ہریسہ تیار ہوسکے۔ ان کو فروخت کرکے سامان ہریسہ خریدا اور ہریسہ تیار کرکے اپنے بھائی کو بھی دعوت دی۔ کہ جناب بھی ہمارے ساتھ کھانے مین شریک ہون۔ امیرالمومنین حاضر ہوئے۔ تو ہریسہ دیکھکر متعجب ہوئے۔ کہ یہ کیونکر میسر ہوا۔ حضرت عقیل نے تمام سرگذشت عرض کی۔ امیرالمومنینؓ نے فرمایا کہ ما یحتاج سے زاید تھا۔ تو یہ گنجایش ہوئی۔ خدا کی قسم آئندہ اُتنا کم دلوایا جائیگا۔ تاکہ گنجایش تک نوبت نہ پہنچے۔ کیونکہ بیت المال سے کفایت سے زیادہ لینا جہنم کی سیر کا باعث ہے حضرت عقیل اس بات پر بگڑ گئے۔ اور کہا اچھا مین جناب کیخدمت مین ہی رہنا نہین چاہتا۔ آپ نے تو ہمیشہ نار جہنم سے ڈراڈرا کر ہمارا ستیاناس کر دیا ہے۔ مین اس کے پاس چلا جاتا ہون۔ جو علے الدوام مرغن کھانے کھلایا کریگا۔ اور چلدیئے معاویہ نے انکی خاطر و مدارات کو پیش نظر رکھا۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چند یوم کے بعد ایک مجمع مین یہ لن ترانی کی۔ کہ اگر عقیل مجھے علی المرتضے سے اچھا نہ سمجھتے۔ تو انہین چھوڑکر میرے پاس کیون آتے۔ حضرت عقیل یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہ ایسا نہین ہے۔ امیرالمومنین علی المرتضےٰ میرے دین و اسلام کی بھلائی چاہتے تھے۔ لیکن مین نے دنیوی عیش کو پسند کیا۔ جو تیرے پاس حاصل ہوا ہے۔ والسلام اللہ خاتمۃ خیر۔

مستطرف کے صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے۔ کہ ایک دن معاویہ نے عقیل ابن طالب سے کہا کہ علی المرتضےٰ نے تجھے کاٹ دیا۔ اور مین نے تیرے ساتھ مواصلت کی۔ کیا اب بھی تو علی المرتضےٰ کو منبر پر کھڑے ہوکر لعن کرنا پسند نہین کریگا۔ حضرت عقیلؓ نے کہا۔ اچھا بندوبست کیجئے گا۔ مجمع بنایا گیا۔ آپ نے منبر پر کھڑے ہوکر حمد و صلوٰۃ کے حاضرین سے خطاب کرکے فرمایا۔ ایھا الناس مین معاویہ کی طرف سے علی المرتضےٰ کی لعنت پر مامور کیا گیا ہون۔ تم سب اُسے لعنت کرو۔ اللہ کی بھی اس پر لعنت ہو یہ کہکر منبر سے اُتر آئے۔ معاویہ تاڑ گئے۔ اور کہا۔ کہ عقیل تم نے گول مول کر دیا ہے۔

Marfat.com

یہ تو ظاہر نہ ہوا۔ کہ تم نے مجھے لعنت کی یا میرے مخالف کو فرمایا۔ مین اس سے کم وبیش کچھ نہین کہہ سکتا۔ والکلام علے نیۃ المتکلم ۱۲

یعنی مین نے جس کی نیت کی ہے۔ وہی ملعون ہوگا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ احنف بن قیس سے بھی ایک دفعہ اس معاملہ مین معاویہ نے کلام کی اور اُسے مجبور کیا گیا۔ کہ وہ منبر پر کھڑا ہوکر علی المرتضےٰ رض کو لعنت کرے۔ اُس نے معافی طلب کی۔ جواب ہوا کہ تم کو ضرور انصافاً یہ کرنا ہوگا۔ آخر وہ منبر پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا صاحبو! مجھے معاویہ نے علی المرتضےٰ پر لعنت کرنے پر مامور کیا ہے۔ تم ہوشیار ہوکر سنو۔ کہ علی المرتضےٰ رض و معاویہ دونو آپس مین لڑ کٹ رہے ہین۔ اور ہر ایک اپنے اپنے مخالف کو باغی سمجھتا ہے۔ پس مین دونون مین سے ایک پر لعنت کرتا ہون۔ خدا تمہین رحمت کرے۔ تم بھی آمین کہنا۔ پھر یہ کہا کہ اے معبود برحق تو بھی اور تیرے فرشتے اور انبیاء اور تمام مخلوق بھی اس پر لعنت کرین۔ جو اپنے صاحب کا باغی ہو۔ اور جماعت باغیہ پر بھی لعنت بھیج پھر فرمایا۔ اللھم لعنا کثیرا حاضرین! خدا تمہین رحمت کرے۔ تم بھی آمین کہو۔ واللہ اعلم۔ (مستطرف)

یہ بھی لکھا ہے۔ کہ گو حضرت عقیل معاویہ کے پاس رہے لیکن کبھی مقابلہ پر نہ آئے۔ اور نہ دینی شکایت کی۔ آخر عمر مین نابینا ہو گئے تھے۔ تقریب التہذیب مین ۶۰ھ کو وفات بتلائی ہے۔ واللہ اعلم۔ آپ کثیر الاولاد تھے۔ معارف ابن قتیبہ ملاحظہ ہو۔

حضرت جعفر بن ابی طالب۔ یہ جس طرح ذوالجناحین کے لقب سے ممتاز تھے۔ اسی طرح ذوالہجرتین کے لقب سے بھی شرفیاب تھے۔ سرور عالم کو ان سے عجیب طرح کی دلخواہی تھی شکل و شباہت۔ ملاحت و ضاحت۔ اخلاق و متانت مین نبوی آثار نمایان تھے جس دن آپ حبشہ کے سفر سے واپس تشریف لائے۔ تو وہی دن خیبر کی فتح کا دن تھا۔ قدوم جعفر رض و فتح خیبر کا حضور سرور عالم پر ایسا ملا جلا سرور ہوا۔ کہ فرمانے لگے۔ مین نہین کہہ سکتا۔ کہ میری بشاشت کا افراط بوجہ فتح خیبر ہے۔ یا بوجہ قدوم جعفر ہے

Marfat.com

گہرے ہوکر جعفر سے معانقہ کیا۔ اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا۔ کہ اشبہت خلقی وخلقی (خمیس) غزوۂ موتہ مین ۸ھ کو شہید ہوئے۔ ان کی شہادت مسموع کر کے خاندان بنی ہاشم گریان ونالان رہا۔ تین ایام کے بعد حضورؐ فداہ ابی وامی نے فرمایا۔ لاتبکوا علے اخی بعد الیوم۔ بس آج کے بعد میرے بھائی جعفر پر گریہ وبکا مت کرو۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ ان لہ جناحین یطیر بہما حیث شاء من الجنۃ۔

ابوہریرہؓ کا مذہب تہا۔ کہ بعد النبیؐ یہی افضل الناس ہین۔ شجاعت وشہامت مین بےنظیر تھے۔ شہادت کے بعد ان کے جسم مبارک کے مقدم حصہ مین تلوار ونکے ۹۰ زخم شمار کئے گئے۔ علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ بھی صاحب اولاد تھے۔ طالب بن ابی طالب کا تذکرہ بوجہ عدم حصول اسلام متروک ہے آپ لم یعقب کے زمرہ مین معدود ہین۔

اما علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ انکی ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب اصحاب الفیل سے تیس سال بعد اور ہجرت سے ۲۳ سال پہلے مکہ معظمہ مین کعبہ کے اندر وقوع مین آئی۔ نور الابصار مین لکھا ہے۔ لم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ فرع النامی مین منقول ہے ؎

ولدتہ فی الحرم المعظم امہ ۔۔۔ طابت وطاب ولیدہا والمولد

گوہر چو پاک بود صدف نیز پاک بود ۔۔۔ آمد میانۂ حرم کعبہ در وجود

کعبش بفیض کعبہ صفا داشت لاجرم ۔۔۔ بر دوش سید ہر دو جہان جلوہا نمود

مولانا رومی قدس سرہ اپنے بعض قصائد مین باین الفاظ زیب قلم کیا ہے۔ ؎

اے شحنۂ دست نجف ۔۔۔ از تو نجف دیدہ شرف

تو وری وکعبہ صدف ۔۔۔ مستان سلامت می کنند

آپ کا مشہور نام علی المرتضےٰ اور کنیت ابو تراب ہے۔ انکے والد ابو طالب نے اسد نام رکہا تھا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب فاطمہ بنت اسد والدہ اسد اللہ

Marfat.com

اس مولود مسعود کو حرم سے لیجا کر گہر پہونچین۔ تو ابو طالب دوڑ کر دیکھنے کو تشریف لائے۔ اور اُٹھا کر پیار کرنا چاہا۔ تو آپ چونکہ بدیدار سید الابرار مشتاق تھے اس لئے شیر کی طرح پنجہ کا وار کر کے ہٹا دیا۔ والدہ دودھ پلانے لگین۔ تو باین وجہ کہ پہلے پہل لعاب سرور عالم کے متمنی تھے۔ انہین بہی دور کر دیا۔ آثار شجاعت پیشانی نورانی پر ہویدا و نمایان تھے۔ ابو طالب نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ کہ مولود کا کونسا نام تجویز کیا ہے جواب ہوا کہ زید فرمایا۔ واہ تم بہی اچھے ہو۔ ان کے پنجہ مین تو شیری طاقت ہے۔ ان کا نام بہی اسد ہونا چاہئے۔ تہوڑی دیر کے بعد حضرت سرور عالم جلوہ افگن ہوئے۔ تو ماجرا مسموع کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ ان کا نام علی ہو۔ ان کی والدہ نے عرض کی۔ کہ ہان آپ نے خوب نام تجویز فرمایا۔ ہاتف غیبی سے بہی سن چکی ہی۔ لیکن ذہول ہو گیا تہا۔ فرمایا وہ کیونکر۔ تو حضرت فاطمہ بنت اسد نے عرض کی۔ کہ قریب ولادت یعنے وضع حمل مین نے حرم محترم مین سعادت اندوزی کا شرف حاصل کیا۔ اور وضع حمل بہی وہین وقوع مین آئی۔ تو خیال ہوا۔ کہ نام کا استخراج بہی بیت اللہ ہی مین رب البیت سے کرنا اصلح ہے مین نے باین الفاظ بجناب رب الارباب التماس کی۔ ؎

بین لنا بحکمك المرضیٰ ماذا ترے من اسم ذی الصبے

یعنی جس طرح یہ سعادت اس مولود مسعود کو عطا ہوئی کہ وہ بیت اللہ مین پیدا ہوا۔ یہ بہی ہمین بیان فرما دین۔ کہ سرکار عالی کا پسندیدہ فرمان اس بچہ کے تسمیہ مین کیا ہے۔ تو جواب مین علی رض مسموع ہوا تہا۔ پہر یہی نام مشہور کر دیا گیا۔ پہر سرور عالم نے قریب ہو کر دیکہنا چاہا۔ تو فاطمہ نے عرض کی۔ کہ گہوارے مین سوتے ہین بسم اللہ۔ لیکن یہ خیال فرمائے گا۔ کہ لڑکا ذرا شوخی کرتا ہے۔ سرور عالم نے فرمایا واہ مجہے بہی۔ جب حضور گہوارہ کے پاس گئے۔ اور جگایا تو ملس کو پہچان گئے ؎

آمد آن دلبر کہ من می خواستم۔ او سیوقت آنکہہ کہول کر پہلے پہل جمال نبوی کا مشاہدہ کیا۔ اور مسکرائے اور زبان حال سے یہ مضمون ادا کیا۔ ؎

Marfat.com

اندرین ساعت کہ دیدم نازنین خویش را یافتم خرم دلے اندوہگین خویش را

پھر حضور سرورِ دو عالم اپنی گود مین لے لیا۔ اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ مین رکھدی۔ اور وہ چوستے رہے۔ لکھا ہے۔ کہ یہی وجہ تھی۔ کہ والدین سے مذکور معاملہ کیا۔ تاکہ پہلے پہل آنکھ جو کھلے۔ تو دیدار سید الابرار ہو۔ اور شکم پروری کا افتخار بھی بلعاب محبوب پروردگار ہو۔ المختصر کما بیش دس برس تک سرورِ عالم کی آغوش مبارک مین تعلیم و تربیت سے بہرہ یاب ہوتے رہے۔ کہ یکایک آفتاب نبوت چمکا اور مہتاب ولایت پر کرنین اور روشنی ڈالتا ہوا منور جہان ہوا۔ آپ ہر ایک موقعہ پر سرورِ عالم کے دست و بازو رہے۔ اور انواع اقسام کے فضائل و مناصب اقتباس کرتے رہے۔ تمام مشاہد مین ان کی شجاعت و دلیری کے جواہر زواہر متجلی ہوتے رہے۔ صرف جنگ تبوک مین بانیوجہ حاضر نہ ہوئے۔ کہ خود سرورِ عالم نے انہین اپنے کاشانہ مین رہنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ جسپر عرض کی گئی۔ اتخلفنی فی النساء والصبیان۔ کیا آپ مجھے عورتون اور لڑکون مین چھوڑ جاتے ہین۔ جواب ہوا کہ اما ترضے ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کیا آپ پسند نہین کرتے۔ کہ آپ مجھے اس منزلت پر ہون۔ جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ چونکہ کتاب مین اختصار مطلوب ہے۔ اسلئے تمام حالات و کمالات کسی کے بھی درج نہین ہو سکتے۔ سرورِ عالم تو سرورِ عالم ہین۔ خلفاء اربعہ کا بھی اور بعد کے بزرگون کا نیز پورا نقشہ نہین دکھایا جا سکتا۔ خلفاء اربعہ سے علی المرتضیٰؓ کے کارنامے خصوصًا اطول ہین۔ کیونکہ جس طرح انکے سنین عمر بعد از ولادت ازدیہ ہین۔ اسی طرح ان کے حالات لامحالہ ازدیہ ہونے چاہئین اور ہین۔ اس خدمت کا پورا حق وہ ادا کر سکتا ہے۔ جو صرف مستقل طور پر ان کے کارنامہ کا شرف حاصل کر سکے

سلہ امیر خسرو رحضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا بدایونی سے نقل فرماتے ہین۔ کہ حضرت علی کو پہلا غسل خود سرورِ عالم نے دیا۔ اور روئے۔ ابو طالب نے کہا۔ کہ خوشی کے موقعہ پر گریہ۔ اس مین کیا بھید ہے۔ فرمایا خیر علی المرتضیٰ کو پہلا غسل مین نے دیا۔ لیکن میرا اخیری غسل علی کے ہاتھ سے ہوگا۔ (راحۃ المحبین)

Marfat.com

ہجرت کے دوسرے سال مدینہ طیبہ مین آپ کا نکاح سیدۃ النسا حضرت فاطمہ سے بامر الٰہی منعقد ہوا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد زفاف بھی ہوگیا۔ ہمارا نہین جاتا بیت اللہ کا مولود اور رسول اللہ کا داماد چشم بد دور یہ انہین کا حصہ تہا۔ کسی شاعر ماہر نے اس نازک مضمون کا کیا ہی پر لطف نقشہ کہینچا ہے۔ ؎

فرزند بخانۂ خدا شد　　با بنت نبی کہ خدا شد

فلشدہ رہ۔ فرع النامی مین ریاض المستطابہ سے نقل کیا ہے۔ کہ اسد اللہ کے ایمان کے اظہار من روایات مختلفہ ہین۔ صواب یہ ہے کہ از توقیت اسلام آنجناب اعراض باید کرد۔ زیرا کہ ضمیر منیر شش آلودۂ زنگ شرک گاہی نگردیدہ و بتے را بخدائی نپرستیدہ و در زمان قحط قریش آنحضرت ۱۲ او را از پرسایہ عنایت خود گرفت و در کنار خویش پرورش داد تا آنکہ وے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث شد و علی بشرف ایمان و تصدیق رسول خدا از سائر صحابہ سبقت برد در بہجۃ المحافل و روضۃ الاحباب وغیرہ کتب معتبرہ مرقوم است کہ باتفاق اہل علم اول کسیکہ ایمان آورد خدیجہ کبریٰ است بعدہ علی رض بیک روز و آخر ہمان روز مسلمان شد و خود وے گفت صلیت مع النبی قبل الناس سبعا۔ ۱۲

قول مستحسن مین اصابہ سے نقل کیا ہے۔ کہ اس نے ایمان مرتضے مین لکہا ہے۔ کہ اول الناس اسلاما فی قول الاکثر من اہل العلم ۱۲ اسماء الرجال مین لکہا ہے۔ کہ ہو (علی) اول من اسلم من الذکور فی اکثر الاقوال۔ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب مین لکہا ہے۔ المرجح انہ اول من اسلم۔ سبقتکم الی الاسلام طرا۔ فلا ما ما بلغت اوان حلمی۔ وسبقتکم الی الاسلام قہرا۔ بصارم همتی وسنان عزمی۔ قالہ علی کرم اللہ وجہہ (درمختار) شامی نے درمختار کے اس مقام پر لکہا ہی کہ حضرت علی رض نے بجز ان دو شعرون کے کوئی شعر نہین کیا۔ اس سے سمجہا جاتا ہے۔ کہ دیوان علی جو مشہور ہے وہ آپ کا نہین۔ واللہ اعلم ولکن فیہ ما فیہ۔ معارف ابن قتیبہ مین حضرت ابوبکر رض کے اسلام کے بحث مین کہ پہلا مسلمان

Marfat.com

کون ہے۔ لکھا ہے۔ کہ ابن اسحٰق کا قول ہے۔ کہ پہلا وہ شخص جس نے پہلے اتباع سرورِ عالم کیا۔ اور مومن ہوئے۔ وہ علیؓ بن ابیطالب ہین۔ پھر زید بن حارثہ۔ پھر ابوبکر پھر باسناد لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ مین صدیق اکبر ہون۔ مین ابوبکر کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا۔ اور ابوبکرؓ کے مسلمان ہونے سے پہلے مسلمان ہوا۔ ازروئے روایات تو مرجح بات یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ اول نمبر ایمان کا ذکور سے حضرت علی رضہ کا ہے۔ جیساکہ اسماء الرجال و تقریب التہذیب مین مذکور ہے اور احسن تطبیق اگر ہوسکتی ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ جو علامہ شامی نے جلد ثالث مین بیان کی ہے۔ لکھتے ہین۔ کہ صبیان احرار سے اول نمبر پر حضرت علی رضہ ہین۔ اور رجال احرار سے اول نمبر ابوبکر صدیق رضہ ہین۔ اور عورتون سے اول نمبر پر خدیجہ ہین۔ اور غلامون سے اول نمبر پر زید بن حارثہ ہوا۔ انتہے۔ لیکن پھر یہ سوال ہوسکتا ہے۔ کہ اس تطبیق مین ترتیب کیا ہی واللہ اعلم

خلافت کا مختصر تذکرہ

خلافت معنوی[1] تو آپ کی بلافصل مانی جاچکی ہے۔ اور وہو الحق الصریح لیکن خلافت صوری مین آپ کا نمبر چہارم ہے۔ اس کا آغاز شرح فقہ اکبر مین یون لکھا ہے۔ کہ جب ذی النورین خلیفہ ثالث شہید ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ مین کھلبلی مچ گئی۔ فتنہ

[1] خلافت معنوی اس کا مختصر بیان ہم کرچکے ہین۔ یہان بھی یہ بتلانا ضروری ہے۔ کہ خلافت ظاہری کا قبضہ اجسام پر ہوتا ہی۔ اور خلافت معنوی یعنی باطنی کا قبضہ قلوب پر ہوتا ہے۔ ہمارے اس دعوی کی تائید اس سے ہوسکتی ہے۔ کہ جب حضرت موسےٰ کاظمؒ کو خلیفہ موسیٰ ہادی نے بغداد و تمنیہ علی المرتضےٰ نہ جو اُسے خواب مین ہوئی۔ بتی جس سے رہا کردیا۔ تو بعد مین آپ کسی موقعہ پر کعبہ کے نزدیک تشریف فرما تھے۔ کہ خلیفہ مذکور کا بھی وہان گذر ہوا۔ اس نے لوگون کے ہجوم کو ان کے پاس دیکھکر کہا۔ کہ آپ لوگون سے پوشیدہ بیعت لے رہے ہین۔ امام عالی مقام نے جواب دیا۔ کہ پوشیدہ بیعت چہ معنے۔ ہم تو بیعت بنائے امام القلوب ہین۔ اور تم امام الجسوم ہو یعنی انا امام القلوب وانت امام الجسوم (صواعق محرقہ)

Marfat.com

دفساد کا بازار گرم ہونے لگا۔ قاتلین عثمان رض کا یہ خیال ہوا۔ کہ مدینہ پر قبضہ کرکے اہالئے
مدینہ کو قتل کیا جائے۔ دانایان قوم وہوشمندان ملت نے نہایت چستی سے یہ تجویز
کرلی۔ کہ حضرت علی رض جنکا ہم پایہ برج دنیا مین معدوم ہے وہی دہیم نبوی پر جلوہ
آراہون۔ پھر فتنہ چہ۔ برگزیدگان نے علی المرتضے کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر
یہ التماس کی۔ کہ جناب ہی اس خلافت کو سنبھالین۔ ورنہ کام بگڑتا ہے۔ آپنے
معذرت کی۔ کہ مجھے معاف رکھا جائے۔ (دعونی التمس غیری) نہج البلاغۃ۔ قتل عثمان
کی عبرت اور لوگون کے حالات سے حیرت مین آکر درپند کرکے گھر ہی مین رہتے۔
معاملہ یہ ہوا۔ کہ بعد ازان حضرت طلحہ کا انتخاب ہوا۔ لیکن وہ بھی انکاری ہوئے۔
حضرت زبیر رض سے درخواست کی گئی۔ انہون نے بھی نامنظور کی۔ اس ہیص بیص مین
تین ایام گذر گئے۔ قریب تہا۔ کہ طوفان محشر بپا ہو۔ آخر مہاجرین وانصار جمع ہوکر
بطور ڈیپوٹیشن حضرت علی المرتضے رض کیخدمت مین حاضر ہوکر یہ ایڈریس پیش کیا۔ کہ
اگر جناب اس نازک موقعہ پر خلافت قبول نہ فرمائینگے۔ تو اسلام کی حفاظت
اور دارالہجرۃ کی صیانت پھر نہ ہوسکے گی۔ آپ ضرور اسے قبول فرمائین اور
اس پر اللہ باللہ کا نام لے لیکر انکو نرم کیا۔ انجام کار بڑی شد ومد کے بعد آپ
نے اُن کے ملتمس کو قبول فرمایا۔ اور بیعت ہوگئی۔

تاریخ خمیس اور مطولات مین اس کے تفصیلی حالات مندرج ہین۔ نہج البلاغہ مین
یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے مجبور نہ کرو۔ مین وزیر بنا رہونگا۔
اور میرا وزیر ہونا امیر ہونے سے تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ بروایت خمیس
تمام مہاجرین وانصار نے جواب دیا۔ کہ واللہ لانعلم احدا احسن بہا منک۔ المختصر
آپ نے قبول فرماکر ارشاد کیا کہ بیعت عام علے الاعلان ہونی چاہئے۔
اور مقام بیعت مسجد نبوی ہو۔ اور یہ مشتہر کردیا جائے۔ کہ یہ بیعت ازادانہ ہوئی
جبرا نہین۔ جو بیعت کرنا چاہتا ہو۔ مسجد نبوی مین آپ کا اجلاس ہوا۔ اژدہام

Marfat.com

مخلوق سے بڑا جم گہٹا ہو گیا۔ پہلے پہل طلحہ و زبیر نے پیش دستی کی پھر تو عام طور پر لوگ بیعت پر ٹوٹ پڑے۔ اور بیعت ہو گئی۔ چند اشخاص نے بیعت نہ کی۔ ان کو مجبور نہ کیا گیا۔ یہ بیعت بروز جمعہ ۲۶ ذیحجہ ۳۵ھ کو ہوئی۔

بعد میں عنقریب اس معاملہ کی خبر معاویہؓ بن ابی سفیان حاکم شام کو بھی پہنچی ہم امیر معاویہ کا تذکرہ موجزہ بیان کر دیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ کس طرح ذی اقتدار ہوئے۔ اور کس طرح طرز معاشرت کی بنا قائم کی۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے معاویہ بن سفیان بن حرب۔ بن امیہ بن عبد شمس بن عبد المناف جو جد امجد حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ نزار کا علم۔ اسمٰعیل کی قوس و سقایہ۔ حضرت عبد المناف کے قبضہ اقتدار میں اور آپ کا نام مغیرہ تھا۔ آپ کا مختصر تذکرہ نسب النبیؐ میں گذر چکا ہے۔ عبد شمس ابو سفیان کا جد اعلےٰ ہے۔ یہ عبد شمس اور حضرت ہاشم دونوں جڑوے بھائی ہیں۔ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ یہ دونو بھائی جب متولد ہوئے۔ تو قدرت الٰہی سے ایک کی انگلی دوسرے کی پیشانی پر چسپاں تھی۔ روضۃ الاحباب میں پشت بالپشت کا ملاصق ہونا لکھا ہے۔ جدا کرنے کے لئے تمام معالجات بیکار ثابت ہوئے۔ تلوار نے بیڑا پار کیا۔ عقلاء عرب نے افسوس کیا۔ کہ شگون بد ہوا۔ ممکن ہے کہ ان کے درمیان عداوت اور تلوار جاری رہے۔ فکان کما قالوا۔ پھر ہوتے ہوتے۔ عبد شمس اپنے بھائی حضرت ہاشم سے پہلے مر گیا۔ امیہ حبیب عبد العزیٰ سفیان ربیعہ عبد الشمس کے فرزندان ہیں۔ ربیعہ عتبہ و شیبہ ہے۔ امیر معاویہؓ کی والدہ مسماۃ ہند اسی عتبہ کی دختر ہے۔ امیہ کا بیٹا حرب ہے۔ جو ابو سفیان کا والد اور معاویہؓ کا جد ہے۔ ام جمیلہ ابو سفیان کی ہمشیرہ اور امیر معاویہ کی عمہ ابو لہب کی زوجہ ملقبہ فی القرآن حمالۃ الحطب ہے۔ حکم ملعون و راندہ درگاہ نبوی ہے۔ ابو سفیان کا چچہ زاد بھائی ہے۔ ابو سفیان کا نام صخر ہے۔ ان سب کے کارنامے۔ اسفہ اسلامیہ میں مسطور ہیں۔ ہم چونکہ انکے پیچھے نہیں ہیں اسلئے قلم انداز کرتے ہیں۔

۸ھ عام الفتح میں مسلمان ہوئے۔ گو تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ یہ پورے پکے مسلمان

Marfat.com

نہ ہوئے تھے۔ لیکن بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے بگڑے ہوئے مادہ لالچیہ کو اپنے اخلاق واحسانات سے دبالیا۔ ابوسفیان عام الفیل سے دس برس پیشتر متولد ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت مین اس نے بڑی رعایت حاصل کی تھی۔ اشراف قریش سے معدود تھا۔ بلکہ رؤسار قریش سے بھی ممتاز تھا۔ اسلام کے بعد چونکہ یہ مولفۃ القلوب کے زمرہ مین شمار ہوتا تھا۔ اس لئے جنگ حنین کی فتح پر حضور سرور عالم نے جس طرح حسب المدارج تالیف قلوب کے طور پر ایک مولفۃ القلوب کو انعام اکرام سے سرفراز فرمایا۔ کہ وہ اسلام مین کوئی تکلیف محسوس کرکے برگشتہ نہون۔ اسی طرح ابوسفیان کو ایک سو اونٹ اور ۴۰ اوقیہ کا بیش بہا عطیہ عطا کیا۔ بعد ازان ان کے اسلام کو رفتہ رفتہ اطمینان ہوتا گیا۔ اور سمجھا گیا۔ کہ اسلام کے حبل متین نے اسے جکڑ لیا ہے۔ یوم الطائف مین اس کی آنکھہ زخمناک ہوکر پھر گئی۔ جنگ یرموک تک یہ اعور رہا۔ لیکن جنگ یرموک پر اسکی دوسری آنکھہ کو بھی مخالف پارٹی کا پتھر ایسا کاری لگا۔ کہ وہ بالکل بے نور ہوگئی ۳۴ھ کو مدینہ منورہ مین اس نے جان بجان آفرین سپرد کی۔ اور بقیع کے پاک گورستان مین مدفون ہوا۔ رضی اللہ عنہ (اکمال) سن وفات مین عجیب اختلاف ہے۔ امیر معاویہ بھی انہین کے فرزند۔ اور ان کی بھی خو بو باپ کی سی تھی۔ یہ بھی بوقت اسلام ابوسفیان ہمصفیر والد ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔ مگر یہ بھی مولفۃ القلوبی فہرست کے زیب وزینت تھے۔ ابوسفیان قوم رئیس بھی تھے۔ مالدار بھی تھے۔ لیکن وہ ساری دولت کو اسلام نہین بلکہ بانی اسلام کے مٹانے کے خیال مین صرف کرکے مسلمان ہوئے تھے۔ بیٹے کو کیا دیتے۔ تالیف قلوبی سے جو کچھہ ملا وہ بھی خورد برد ہوتا رہا۔ چونکہ امیر معاویہؓ

لہ دیسے بخیل بھی تھے۔ صحیح مسلم مین اس کی زوجہ ہند بنت عتبہ کی درخواست جو بارگاہ نبوی مین باین مضمون گذری کہ وہ مجھے اتنا خرچ نہین دیتا۔ جو کہ اولاد وعیال کو کافی ہو۔ کیا مین بلا اطلاع اسکے خرچ کر سکتی ہون فتوی ملا کہ ماکفی تک کر سکتی ہے۔ اس درخواست مین ابوسفیان کو رجل شحیح۔ رجل مسک سیک سے یاد کیا ہے۔ ۱۲

نوجوان اور طبیعت کے ذہین اور رئیسانہ خیال کے لائق اور منشی بھی تھے۔ صاحبزادی کی تعلیم بھی تھی۔ مگر بغیر دولت کیا کر سکتے تھے۔ آخر یہ سوچا کہ رشتہ بنکاح کسی ایسی جگہ کر دیا جائے۔ کہ عزت و دولت دونوں ہاتھ آجائیں۔ اتفاقاً فاطمہ بنت قیس جو اسلام مین مہاجرات اولیٰ سے تھین جن کے حسن و جمال عقل اور کمال صلاحیت و دیانت کا شہرہ تھا اسے اپنے شوہر ابوعمرو بن حفص نے مطلقہ کر دیا۔ امیر معاویہ کو حسب دلخواہ موقعہ ملگیا۔ موقعہ پاکر اپنا خطبہ کہلا بھیجا۔ ادھر ابوجہیم بن حذیفہ بھی پہونچے۔ کہ وہ بھی امیدوار ہین۔ فاطمہ بنت قیس چونکہ عقیلہ تھی۔ کسی کو کافی جواب سنایا۔ سوچی کہ اگر عورت ہزار عقل والی ہو بھی ناقصات العقلی کا دھبہ نہین اُٹھ سکتا۔ اور نکاح کا معاملہ بہت نازک ہے۔ چلو عقیل عالم سے مشورہ کر لیا جائے۔ بارگاہ نبوی مین بار یاب ہو کر عرض کی۔ کہ ان دو شخصون نے خطبہ کہلا بھیجا ہے۔ جناب سے استمزاج کے لئے حاضر ہوئی ہون۔ آپ کو ان کا حال اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت سرور عالم نے فرمایا۔ کہ مین ان دونون کو تیرے لئے بہتر نہین سمجھتا۔ ابوجہیم کے تو اخلاق اچھے نہین۔ عورتون سے بدسلوکی کرتا ہے۔ اور معاویہ قلاش مفلوک ہے مفلس نادار ہے۔ اگر تو نکاح کرنا چاہتی ہے۔ تو بلحاظ دینداری و تقدس اسامہ سے نکاح کر لے۔ اسامہ اگرچہ شکیل و جمیل ایسا نہین تھا۔ مگر تقوے اور پارسائی مین اس کا پورا جوڑ تھا۔ فاطمہ پہلے تو ہچکچائی۔ دلیکن آخر سوچا۔ کہ اس مین اگر مصلحت نہ ہوتی۔ تو مصلح عالم کیون ایسا فرماتے۔ اُن دونون کو خیرباد کہکر اسامہ کو قبول کر لیا۔ اس نکاح مین ایسی آسودہ اور خوش رہی۔ کہ آخر اسے یہ کہنا پڑا کہ بارک اللہ کی فی اسامۃ یہ پورا قصہ ترمذی وغیرہ مین مندرج ہے۔ مین نے اس حدیث شریف کو اسلئے ذکر کیا ہے۔ کہ معاویہ نہ قلاش و مفلس تھے۔ اس مین شک نہین۔ کہ قابلیت اور ملکہ دار تھے لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ یہ فخر بھی تھا۔ کہ حضرت ام حبیبہ معاویہ کی بہن بھی حضور سرور عالم کے زیر دامن تھین ادھر یہ واقعہ ہوا۔ کہ ابوسفیان

Marfat.com

چونکہ مسلمان ہو چکا تہا۔ اور مسلمانون کو ابہی اسکے اسلام پر پورا اطمینان نہ تہا۔ اور اسکے پہلے کارنامے بحق اسلام وصاحبان اسلام بھولے نہین تہے صحیح مسلم مین حضرت عباس ہین کلمات مخبر ہین۔ کہ کان المسلمون لا ینظرون الی ابی سفیان ولا یقاعدونہ۔ ابو سفیان یا تو رئیس تہا۔ کہ لوگون کا تانتا بدہارتا تہا۔ یا یہ کس پرسس کی حالت نہایت تنگ ہو۔ ادہر پہر معاویہ کی بہی محبت اور رتبہ افزائی کا خیال تہا۔ یہ تو معلوم ہے۔ کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح ۶ھ کو ارض حبشہ مین ہو چکا تہا۔ اور وہ ام المومنین کے شرف سے شرفیاب ہو چکی تہین۔ چونکہ ابی سفیان اس نکاح مین شریک ہوا تہا۔ اسلئے اب اُسے یہ بہی ندامت تہی۔ کہ اسلام ایسا زبردست ہے۔ کہ بیٹی بہی باپ کی پرواہ نہین کرتی۔ اب اگرچہ مین مسلمان ہو چکا ہون۔ لیکن بیٹی کو منہ دکہلانا اور ندامت ہے۔ بان وجوہات اسنے بارگاہ سرور عالم مین حاضر ہو کر بامید اینکہ کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ تین عرض کیے۔ کہ قبول ہون[1]۔ سردار عالم روحی فداہ کی تو یہ شان تہی۔ کہ ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر با شہدان لا الہ الا اللہ۔ ولنعم ما قیل ؎

اگر خیریت عقبیٰ و دنیا آرزو داری ۔۔۔ بدرگاہش بیاؤ ہر چہ میخواہی تمنا کن

اس کی تالیف قلوب منظور تہی۔ فرمایا۔ کہ قبول ہونگے۔ اس نے عرض کی۔ کہ اول تو یہ کہ میری لڑکی ام حبیبہ جسکے حسن وجمال کا عرب مین شہرہ ہے۔ اُسے مین حضور کے ساتہہ بیاہ دون۔ حکم ہوا۔ بہتر۔ دوم یہ کہ میرے لڑکے معاویہ کو اپنا کاتب وحی مقرر فرماوین۔ حکم ہوا۔ خوب۔ سوم یہ کہ حضور حکم دین کہ مین مشرکون سے قتال کرون۔

[1] ابو سفیان کا تجربہ تہا۔ کہ رحمۃ للعالمین مشرکون کے سوال جائز کو بہی رد نہین کرتے۔ مین تو بہلا اب اسلام بہی لا چکا ہون ضرور قبول ہوگا۔ بلکہ اسکو ذاتی تجربہ بہی تہا۔ بخاری شریف باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط مین لکہا ہے۔ کہ جب سرور عالم نے قریش سے تنگ آکر بد دعا دی تو وہ ایسے ذلیل اور خراب ہوئے کہ مردار اور ہڈیون کے کہانے پر مجبور ہوئے۔ ابو سفیان نے حضور مین حاضر ہو کر بلحاجت عرض کی۔ کہ جناب تو صلہ رحم کو فرماتے رہتے ہین۔ اور اب یہ حالت ہو۔ کہ آپ کی قوم ہلاک ہے خدا تعالے سے دعا کیجئے۔ کہ مخلصی ہو۔ آخر حدیث مین ہے۔ کہ آپ نے دعا کی۔ تو بیڑا پار ہوا ۱۲

Marfat.com

جس طرح کہ زمانہ سابقہ مین مسلمانون سے کر چکا ہون۔ حکم ہوا۔ ہان صحیح مسلم مین
بزبانی حضرت عباس رضہ یہ الفاظ منقول ہین۔ فقال (ابوسفیان) للنبی ۔ یا نبی اللہ
ثلاث اعطینہن قال نعم قال عندی احسن العرب واجملہ ام حبیبۃ بنت ابی سفیانؓ
ازوجکہا قال نعم۔ قال ومعاویۃ تجعلہ کاتبا بین یدیك قال نعم قال وتومرنی حتے
اقاتل الکفار کما کنت اقاتل المسلمین قال نعم۔ اس روایت کے تتمہ پر ابوزمیل
سماک بن ولید نے اپنی یہ رائے بیان کی ہے۔ کہ ابوسفیان تو اس قابل نہ تھا۔
کہ اس کے یہ معروضات قبول ہوتے۔ لیکن صاحب خلق عظیم کی یہ عادت شریفہ تھی۔
کہ سایل کو نعم ہی کے کلمہ سے مشرف فرماتے نہ کلمہ لاسے۔ اگر ابوسفیان سایل بن کر
طلب نہ کرتا۔ تو کبھی بھی ایسا نہ ہوتا۔ (مسلم شریف) باینوجہ سید العالم فداہ ابی وامی
نے امیر معاویہؓ کو اپنے کاتبین کے زمرہ مین داخل کر دیا۔ کاتب الوحی ہونا تو ان کا
مشکوک اور مختلف فیہ ہے۔ کاتب الخطوط ضرور رہے۔ یہ بھی ایسا ویسا مرتبہ نہین۔
کہ قابل توجہ نہ ہو۔ پھر تو امیر معاویہؓ اچھے خاصے ذی مرتبہ سمجھے جانے لگے۔ امیر
عمر فاروق رضہ نے اپنے عہد خلافت مین اپنے بھائی زید کے بعد ان کو شام کی گورنری
کے عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا۔ لیکن امیر عمیر رضہ کے جلال نے اسے ابھرنے نہ دیا۔
ان کے نام سے کانپتا تھا۔ ۲۴ برس کے بعد حضرت امیر عمرؓ کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا
اور تخت خلافت نبویؐ کا قرعہ بنام حضرت امیر عثمانؓ داماد الرسول قرار پایا۔
چونکہ یہ رفیق القلب اور اسکے رشتہ دار بھی قریبی تھے۔ پھر سمجھا کہ رفت
آن شیر یکہ زان دل می تپید۔ پھر تو لے دھڑک جو چاہا۔ کیا۔ ان کی بلند حوصلگی کی
معراج کا یہی زمانہ تھا۔ وہ پہلی چال مبدل ہو گئی۔

حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے۔ کہ حضرت معاویہ رضہ صحابی ابن صحابی ضرور تھے۔ مگر
چال چلن مین نرالے تھے۔ اپنی معاشرت زندگی ملوکانہ رکھتے تھے۔ امیر حمصاں رضہ کی
خلافت ممتدہ کا زمانہ آخر منقضی ہوا۔ اور آپ شہید کر دیے گئے۔ اور مسند آرائی خلافت

Marfat.com

حضرت علی المرتضےٰ ابن عم الرسول بعل الزہرا سریر خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور شہنشاہ اسلام مانے گئے۔ تو یہ خبر سنکر چکرایا۔ اور آنکھین چار ہوگئین۔ کہ اب زمانہ کا رُخ کچھ اور ہی پلٹا کہائیگا۔ خواہ مخواہ خصوصا حضرت اسد اللہ الغالب و دیگر بزرگواران میرے رویہ کو سخت استحقار کی نظر سے دیکھینگے۔ میری حیاتی کی شام سے پہلے میرے منصب جلیلہ کے دن کی شام معلوم ہوتی ہے۔ اور شام سے دست برداری یا علی المرتضےٰ کی اطاعت اور تبدیل رویہ ناگزیر ہے۔ جنکا ہونا مجھ سے من قبیل المشکلات ہین۔ بلکہ ممتنعات سے ہے۔ اور بخرد انشمندی و چالبازی محکومین بہی ہاتھ نہ آئینگے امیر عثمان ذی النورین جنکا مرتبہ عزت اور مظلوم قتل ہونا نصف النہار سے بہی زیادہ روشن ہے۔ اور اُنکے قاتلین سے قصاص ابہی تک نہین لیا گیا۔ اور وہ میرے قریبی رشتہ دار بہی ہین۔ اور محسن بہی۔ گو مجھ سے اور بہی قرابت دار زیادہ قریبی ہین۔ جنکو خاص حق تہا۔ کہ وہ قصاص کی درخواست کرتے۔ مگر ایسا نہین ہوا۔ لہذا میرے لئے یہ ایک کافی عذر ہوگا۔ اور اس بہانہ سے شام اور اہل شام اپنے ہی بن جائینگے۔ پہر دیکہہ لیا جائیگا۔ کہ اونٹ کس کروٹ بیٹہتا ہے۔ اس خیال مین تہا۔ کہ نعمان بن بشیر مع خون آلودہ قمیص حضرت ذوالنورین رض و اصابع حرم محترم شہید سعید پہونچا۔ اور مفصل سرگذشت شہادت بیان کی۔ پس یہ تفصیل اس کی مؤید ہوئی۔ اوسی وقت امیر معاویہ رض نے ایک بڑا شاندار جلسہ عزائیہ قایم کرکے نہایت زبردست اور دلفریب الفاظ و مؤثر لہجہ مین لیکچر دیا۔ کہ حضرت عثمان رض بس بیدردی سے قتل کئے گئے۔ اسکی نظیر دنیا مین ناپید ہے۔ اور طرہ یہ کہ حضرت علی المرتضےٰ رض نے اس کی پرواہ تک نہ کی۔ یہ بہی کہا۔ کہ طلحہ و زبیر پر امید تہین۔ کہ وہ کچھ کرکے دکہلائینگے۔ لیکن معاملہ برعکس ہوا۔ حضرت علی رض سے وہ بہی بیعت کرکے دب گئے۔ ام المومنین عائشہ رض نے جسے ہر طرح کا حق حاصل تہا۔ انہون نے بہی بے توجہی کی۔ کہ خلیفہ وقت۔ جانشین سرور عالم کی نصرت و حمایت تو کجا نے خود یہ بہی نہ کیا۔ کہ قصاص کی خواہان ہوتین۔ اے مسلمانو! اگر اس خلیفہ

Marfat.com

ذوالنورین رض کا قصاص نہ لیا گیا۔ اور قاتلین کی گت نہ بنائی گئی۔ تو یاد رکھو۔ کہ پھر خدا اور رسول ص کو منہ دکھانا بڑی مذلت ہوگی۔ اگر کچھ بھی غیرت اسلام اور جوش ایمان ہے۔ تو کچھ کر کے دکھلانا چاہیے۔ ورنہ یہ خاموشی بُرا رنگ لائیگی۔ اسکے بعد اخیری جملات مین کہا۔ کہ کہیں منہ بتلاؤ۔ کہ عیش پسندی کو مقدم رکھوگے۔ یا حق پسندی کی داد دوگے۔ اس جوشیلی تقریر کا مسلمانون پر وہ اثر ہوا۔ کہ سات ہزار مرد میدان بطلب اُلدم خلیفۃ الاسلام جانون پر کھیلنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اُدھر مدینہ طالبہ مین خود طلحہ و زبیر بھی بیعت علی المرتضےٰ پر نادم ہوئے۔ کہ فی الواقعہ ہم نے غلطی کی۔ کہ نصرت خلیفہ ثالث تو کما ینبغی نہ کرسکے لیکن قاتلین کے قصاص کا بھی تذکرہ تک نہ کیا۔ اور بیعت کر کے خاموش ہو رہے۔ بیشک ایسا کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ بلجملہ ایک مسودہ بنایا گیا۔ اور دربار خلافت مین درخواست کی۔ کہ خلیفہ ذوالنورین رض جس بیرحمی سے قتل ہوئے۔ وہ حضور پر مخفی نہین قاتلون کو اگر کیفر کردار تک نہ پہونچایا گیا۔ تو مسلمانون کا دل جلتا رہے گا۔ علاوہ برآن انصاف و عدل پر الزام ہوگا۔ بلکہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ احکام الٰہی کا پاس نہین رہا۔ چونکہ قاتل یقینی طور پر معلوم نہ تھے۔ اور نہ ابھی خلافت کامل طور پر سکہ بٹھا چکی تھی۔ اسلئے بارگاہ مرتضوی سے جواب ملا۔ کہ یہ معاملہ تحت نظر ہے۔ لیکن سردست اسکو چھیڑنا بے موقعہ بلکہ چلتی گاڑی مین روڑے اٹکانا ہے۔ خلافت کا قدم راسخ ہوجائے۔ اور اطراف اکناف مین اس کا لوہا مانا جاچکنے کے بعد اسکی تحقیق و تفتیش بسہولت ہوگی۔ اور مناسب عمل درآمد کیا جاوے گا۔ حضرت طلحہ و زبیر کی اس جواب سے تسلی نہ ہوئی۔ وہ سمجھے کہ یہ شاید ٹال مٹال ہے ؎

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک ✦ معما ایک درخواست بھول

اجازت عمرہ پیش کی۔ کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہین۔ حکم ہوا کہ کیا مضائقہ! منظور ہے۔ بامنظور اجازت حاصل کر کے بخدمت حضرت ام المؤمنین رض عائشہ صدیقہ حاضر ہوئے۔ اور سربستہ راز باحسن الوجہ پیش کیا۔ کہ خلیفہ عثمان رض معمولی آدمی نہ تھا۔

Marfat.com

اور جس طرح انکے ساتھ جو رجفا برتا گیا۔ وہ پوشیدہ نہین۔ حضرت علی معلوم نہین۔ کیون تامل مین ہین۔ آپ کو تمام مومنین کی مان ہونے کا حق حاصل ہے۔ اور ہم بہی پا برکاب ہین جس طرح ہوسکے قصاص لینا ضروری ہے۔ ام المومنین نے جواب دیا۔ کہ ہان ضروری تو ہے۔ بعد ازان متفقہ کوشش سے یہ نتیجہ ہوا۔ کہ قصاص طلبی کے لئے ٹڈی دل لشکر جمع ہوگیا۔

یعلی بن امیہ جو بڑا متمول تہا۔ اور یمن پر حضرت عثمان کی طرف سے عامل بہی تہا اسے بہی ترغیب دیگئی۔ کہ مصارف کی دقت سدراہ ہوگی۔ اسنے چار لاکھ درہم نقد اور ۶۰ مراکب بہی پیش کئے۔ اور ۸۰ دینار کا یا یکصد درہم کا حلے اختلاف الروایات ایک عمدہ شتر خاص ام المومنین کی سواری کے لئے نذر کیا۔ القصہ طلحہ و زبیر بمعیت ام المومنین لشکر جرار کے ساتھ بصرے[1] کو روانہ ہوئے۔ مقام حوأب پر پہونچے۔ جو بصرہ کے قریب ہے۔ تو کتون نے ام المومنین کے شتر کے ارد گرد بہونکنا شروع کیا۔ اور تانتا باندہ دیا۔ ام المومنین نے دریافت کیا۔ کہ یہ کون مقام ہے۔ عرض کی گئی۔ کہ اسے حوأب کہتے ہین۔ ام المومنین نے فرمایا۔ رُدونی رُدونی مجہے یاد آیا ہے۔ کہ سرور عالم نے فرمایا تہا۔ کہ میری بیویون سے ایک بیوی حوأب پر ہوگی۔ اور اسے کتے بہونکین گے۔ اور وہ حق پر نہ ہوگی۔ ہمراہیون نے دیکہا۔ کہ بنا بنایا کام بگڑتا ہے۔ ایسی تقریرین کین کہ یہ حوأب نہین۔ کہنے والے کی غلطی ہوئی۔ اور قسمہ سے اس کا وثوق ظاہر کردیا گیا۔ اور یہ بہی کہا۔ کہ اگر تم واپس جاؤگی۔ تو امیر المومنین تمہین گرفتار کرلینگے۔ پہر صدیقہ نے وہین مقام کیا۔ اور اڑی رہین۔ لوگون کے کہنے پر خصوصا ابن الزبیر نے اطمینان دلایا۔ کہ واقعی جہوٹ کہا گیا۔ یہ حوأب نہین ہے۔ آخر الامر روانگی ہوئی۔ یہ سیاہ بادل بصرہ پر جا دہمکا۔ بصریون کو تعجب ہوا۔ کہ یہ کیا طوفان ہے انہون نے جاتے ہی ابن الحضرمی

[1] مکرم ام المومنین مین لکہا ہے۔ کہ جب عائشہ روانہ ہوئین تو امہات المومنین ان کی رخصت کرنے کو ذات عرق تک نکلین۔ اور اس روز اسلام پر بکار شدید ہوا۔ اور اسی کا نام یوم الجمل ٹہیرا۔

کو جو علی المرتضیٰ رض کیطرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اور کہرام مچادیا
حضرت علی المرتضیٰ کو خبر ہوئی۔ تو آپ نے نہایت افسوس سے ظاہر کیا۔ کہ یہ
بڑی ابتلا ہے۔ ام المومنین کا مقابلہ سمجھا جائے۔ یا عقلمند طلحہ رض و زبیر کا یا شر الناس
یعلی بن امیہ کا۔ یہ تو پرواہ نہین کہ کیا ہوگا۔ انشاء اللہ غالب تو ہمین ہونگے
طلحہ و زبیر قتل ہوگا۔ آپنے امام حسن و دیگر عمال کو لشکر اندوزی کے لئے کوفہ مین
بھیجدیا۔ اور آپ بیعت سے چار ماہ سے زاید عرصہ کے بعد شام کو روانہ ہوئے ہے

اس کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے۔ کہ علی المرتضیٰ رض نے تخت نشینی کے بعد بعض اعیان
عثمان رض کو اپنی جناب مین بلایا تھا۔ جن مین معاویہ رض بھی تھے۔ وہ تو یہ سنکر آگ
بگولا ہو گیا۔ اور جواب باصواب نہ دیا۔ تب حضرت علی المرتضیٰ رض نے مع فوج ادہر
کا رخ کیا رستہ ہی مین۔ عائشہ رض طلحہ رض زبیر رض کی مخالفت کی خبر پہونچی۔ پس وہین
سے لوٹ کر بصرہ کے قریب ڈیرہ ڈالدیا۔ چونکہ بصرہ پر وہ قابض ہو چکے تھے۔ اسلئے
طلحہ و زبیر کو خط لکھا۔ کہ جو کچھ تم نے کیا وہ خلاف انصاف ہے۔ اور ام المومنین کو
بھی لکھا۔ کہ تم اصلاح بین الناس کی مدعی ہو کر پل پڑین۔ حالانکہ تم تیمی عورت
ہو۔ عثمان غنی امیہ کا فرد ہے۔ تمہین اب بھی یہی بہتر ہے۔ کہ واپس چلے جاؤ۔ جسنے
تم کو نکالا وہ سخت گناہ کا مرتکب ہوا۔ فاتقے اللہ۔

اس طرح خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ قریب تھا۔ کہ مابین مصالحت[1]
ہو جائے۔ لیکن بلا علم و بغیر حکم فریقین جنگ چھڑ گئی۔ اور اس جوش و خروش
سے تلوار چلی۔ کہ کشتون کے پشتے لگ گئے۔ جنگ کارکنا دشوار ہو گیا۔ بیس ہزار[2]
آدمی فریقین کے مقتول ہو گئے۔ علی المرتضیٰ رض کے لشکر کو چونکہ غلبہ تھا۔ یہ صفین الٹتی

[1] علی قاری نے شرح شفا کے صفحہ ۵۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ عائشہ مع جماعت صحابہ رض علی اور معاویہ کی صلح
کرا دینے اور فتنہ کے فرو کرنے کے لئے بصرے مین پہونچے۔ لیکن ما چانک بغیر قصد جنگ چھڑ گئی ۱۲
[2] حیوۃ الحیوان مین مقتولین اصحاب جمل کی تعداد ۱۰ ہزار سے لے کر ۱۷ ہزار تک بتلائی ہے۔
اور مقتولین مرتضویہ کی ایک ہزار واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

ہوئی ام المومنین کیطرف بڑہین۔ اور شتر کی زمام گیری پر ستر ہاتھ کٹ گئے۔ آخر کار اونٹ کی کونچین کاٹ دی گئین۔ ام المومنین رض آخر ام المومنین ہتین۔ اس لئے ہودج کی طرف ہاتھ پھیلانے سے لوگ جھجکے۔ لیکن محمد بن ابی بکر رض برادر صدیقہ نے رض ہودج مین ہاتھ ڈالا۔ ام المومنین نے چیخ کر بدعا کی۔ کہ خدا اس شخص کو آگ سے جلادے۔ جو حرم نبوی پر گستاخانہ جسارت کرتا ہے۔ محمد بن ابی بکر رض کو آخر انکی قدر و منزلت معلوم ہتی۔ اس بددعا سے کانپ گئے۔ اور دردناک لہجہ مین کہا۔ کہ ہمشیرہ نار دنیا فرمادیجئے ام المومنین رض بھی آواز پہچان کر پتلی ہو گئین۔ اور کہا نار الدنیا۔ اس موقعہ پر لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

طلحہ گھائل ہو چکے تہے۔ قریب تہا کہ دم نکلجائے۔ ثور جو حضرت علی المرتضے رض کے لشکری تھے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ مین طلحہ پر گذرا۔ اس نے میرے پاؤن کی آہٹ محسوس کرکے پوچھا۔ تو کس گروہ کا آدمی ہے۔ مین نے حضرت علی کا نام لیا۔ کہنے لگے ہاتھ دے۔ مین نے ہاتھ بڑہایا۔ تو اس نے میرے ہاتھ پر بنام علی المرتضے رض بیعت کی اور معاً وفات کر گئے۔ مین نے یہ ماجرا مرتضوی جناب مین پیش کیا تو فرمایہ تو معلوم تہا کہ طلحہ علی کی بیعت کرکے بہشت مین جائیگا۔

حضرت زبیر کا یہ معاملہ ہوا۔ کہ وہ حضرت علی کے وعظ سے متاثر ہو کر واپس ہو گئے۔ عمرو بن جرموز نے انہین دہوکا سے قتل کر ڈالا۔ وہ اس وقت سجدہ مین تہے اسکی تلوار اور مہرا اٹہا کر بخدمت علی المرتضے رض حاضر ہوا۔ اور ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ ابشر بالنار مین نے سرور عالم سے سنا تہا۔ کہ ابشروا قاتل الزبیر بالنار۔ ان کے ۹ لڑکے اور ۹ لڑکیان اور ۴ بیویان تہین مالدار بھی تھے بخاری شریف مین آپکو موضع غابہ اور چند مکانات مدینہ عالیہ۔ اور دو بصرہ۔ ایک کوفہ۔ ایک مصر کا مالک بتلایا ہے۔ یہ بہی لکہا ہے۔ کہ موضع غابہ انہون نے ۱۰۰۰۰۰ کو خریدا تہا۔ جسے عبداللہ بن زبیر نے بعد وفات زبیر بالف الف دست مایہ الف الف کو کیکے پاس بیچ ڈالا۔ القصہ بعد ادائے قرض ایک ایک بیوی کو الف الف و مائتا الف نصیبہ

Marfat.com

پہونچا۔ بخاری ربع ثانی۔ یہ بھی بخاری نے مناقب الزبیر مین لکھا ہے۔ کہ جب یہ حسب الفرمان نبی آخرالزمان نبو قریظہ کی خبر لایا۔ تو سرور عالم نے زبیر کی باین الفاظ عزت افزائی کی۔ کہ فداک ابی وامی کیون نہ ہو۔ انک لعلی خلق عظیم کا جلوہ ہے۔ پہر حضرت علی المرتضےٰ نے نہایت احترام واعزاز کے ساتھہ ام المومنین کو بھیجوا دیا[1]۔

مستطرف مین روایت ہے۔ کہ عروہ بعد مین حضرت عائشہ رضہ سے یہ پوچھنے گئے۔ کہ سرور عالم کے احب الناس کون تھے۔ تو ام المومنین نے علی المرتضےٰ کا نام لیا۔ اُس نے عرض کی۔ کہ پہر آپ کا انہین سے مقابلہ ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ ام المومنین نے دوپٹہ سے مُنہ ڈھانپ لیا۔ اور اس قدر روئین کہ ہچکی بند ہو گئی۔ اور فرمایا۔ کان قدر اللہ مقدورا۔ پہر جب تک زندہ رہین۔ اس غلطی کا اعتراف کرتی رہین۔ اور ندامت سے آٹھ آٹھ آنسو روتین۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ یہ ندامت توبہ کے رنگ مین مقبول ہو گی۔ خیرات الحسان شیعی بھی غالبا ہمارا ہم صفیر ہے جسے ہم آگے چلکر تذئیل مین بیان کرینگے۔

اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہین۔ جمل بمعنی شتر ہے۔ چونکہ ام المومنین شتر پر سوار تہین۔ اسلئے اس کو جنگ جمل سے موسوم کیا گیا۔ طلحہ وزبیر کو اسلئے ناکثین کہتے ہین۔ کہ انہون نے حضرت علی المرتضےٰ سے بیعت کر کے توڑ دی۔ نکث بیعت کو توڑنے کے معنے مین مستعمل ہے۔

جنگ صفین

صِفّین بروزن سِجّین۔ ایک موضع کا نام جو رقہ کے قریب دریائے فرات کے کنارہ

[1] ایک دن کی راہ تک علی المرتضےٰ نے اپنی اولاد کو مشایعت کیلئے بھیجا۔ وہ اس سال پیدل مین حج کے لئے ٹہیر گئین۔ پہر مدینہ کو گئین۔

Marfat.com

پر واقع ہے۔ اس کا آغاز یون ہوا۔ کہ علی المرتضےٰ نے تخت نشینی کے بعد جس طرح اور عمالون کو بلوایا تہا۔ اسی طرح شام کے گورنر معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص والی مصر کو بہی بلایا تہا۔ یہ تو پہلے سے نعمان بن بشیر سے معاملہ فہمی کر چکے تہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور یہ بہی معلوم تہا۔ کہ مصیبت آنے والی ہے۔ اس کے لئے تہیہ مین مشغول تہے۔ اور ڈٹ زٹ کر مقابلہ کا سامان مہیا کر لیا تہا۔ حضرت علی المرتضےٰ نے جنگ جمل سے فراغت حاصل کر کے ادہر کا رُخ کیا وہ بہی خبر پاکر بڑہا۔ مقام صفین پر ہر دو متخاصمین نے ڈیرے ڈالدیئے۔ یکم ذیحجہ سنہ ۳۶ھ کو حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو انصاری اور جریر بن عبداللہ بجلی کو سفیر بنا کر فہمایش کے لئے بہیجا۔ اور یہ بہی مجمع مین فرمایا کہ اگر مداہنت فی دین اللہ جائز ہوتی۔ تو مین پرواہ نہ کرتا۔ لیکن ایسا کرنا جائز نہین۔ اور یہ بہی کہلا بہیجا۔ کہ اگر قاتلان عثمان کے قصاص لینے کا قصد ہے۔ تو اس مین دریغ نہین۔ اس کی تحقیق و تفتیش کر کے معاملہ صاف کر دیا جائیگا۔ لیکن تمکو بیعت و اطاعت کی تعمیل ضروری اور مقدم ہے۔ جریر بن عبداللہ بجلی وغیرہ سفراء بڑے ہوشیار اور دانشمند تہے۔ انہون نے جاکر نہایت تہذیب سے متانت کے ساتھ تقریر کی۔ اور ایسا آڑے ہاتہون لیا۔ کہ دم بند کر دیا۔ لیکن پتھر پر جونکین کیا کر سکتی ہین وہ راستی پر نہ آئے۔

لکہا ہے کہ علی المرتضےٰ کے لشکر کی تعداد ۹۰ ہزار اور معاویہ کی فوج کی تعداد ایک لاکہ بیس ہزار تہی۔ القصہ جنگ کا بازار گرم ہوا۔ مفتاح التاریخ مین لکہا ہے۔ کہ ایک ہی شب مین فریقین کے ۷۰ ہزار آدمی مقتول ہوئے۔ لیکن فرع النامی مین لکہا ہے۔ کہ یہ جنگ ۱۱۰ دس یوم برابر جاری رہی۔ ۷۲ محاربہ ہوا۔ ۹۰ بہی بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ خمیس مین فریقین کے مقتولین کی تعداد ستانہہ ہزار سے متجاوز بتلائی ہے۔ جب امیر شام نے دیکہا۔ کہ علی ابن ابیطالب غالب ہین۔ تو عمرو کے ساتہہ مشورہ کر کے یہ قرارداد قایم کی۔ کہ علی المرتضےٰ

Marfat.com

کسی اور دوکہہ مین مشکل پہنینگے۔ ان کے پاس قرآن شریف بہیجدو۔ کہ یہ صلح کا خواستگار ہے۔ اسے وہ قبول کرلین گے۔ پس ایسا کیا گیا۔ گفت وشنید کے سلسلہ سے یہ قایم ہوا۔ کہ حکم مقرر کئے جائین۔ علی المرتضےٰ نے ابوموسیٰ کو اور معاویہؓ نے عمرو بن عاص کو حکم مقرر کیا۔ یہ جس طرح یہ فیصلہ کرین۔ وہ فریقین کو منظور ہوگا۔ عمرو بن عاص نے چالاکی کرکے ابوموسے کو فریب دیا۔ کہ دونو متخاصمین سے پہلے خلع کردینا چاہیئے۔ پہر نئے سرے سے انتخاب کیا جائیگا۔ ابوموسیٰ سے بہی اس پر اتفاق کرلیا۔ جب یہ ہوگیا۔ کہ عمرو بن عاص نے پیشدستی کرکے مجمع مین پکار کر کہدیا۔ کہ ابوموسےٰ نے خلع کردیا ہے۔ مین معاویہ کو نصب کرتا ہون۔ فیصلہ شد۔ ابوموسےٰ نہایت برافروختہ ہوئے۔ اور اسکی مکاری وعیاری کی تقریر کی۔ کہ اس نے بد عہدی کی۔ حاضرین مختلف الرائے ہوگئے۔ معاملہ دہین کا دہین رہا۔ میعاد اور صلح پنچایتی کا نامہ لکہا گیا۔ فریقین اپنے اپنے مقامات پر واپس ہوئے۔ اس کی تاریخ ۱۳ صفر ۳۷ھ مکتوب ہے۔ شامیون نے تو آکر معاویہ سے بیعت کرلی۔ عمرو بن عاص نے بہی خودسر ہونا چاہا۔ لیکن جنجال مین رہا۔ کبہی اُسے حضرت امیرؓ زیر کرلیتے اور کبہی معاویہ خراب کرتا۔ حضرت علی المرتضےٰ رض کا یہ معاملہ ہوا۔ کہ اُن کے لشکر سے دسہزار سے زیادہ مردمان بانیوجہ ناراض ہوکر خارج ہوگئے۔ کہ انہون نے قرآن شریف کی مخالفت کی کہ حکم منظور کرلیا۔ لاحکم الا للہ کی پرواہ تک نہین کی گئی۔ اس سے زیادہ کفران کیا ہوگا۔ یہ قابل خلافت نہین رہے۔ یہ کہکر بغاوت اختیار کرلی۔ کہ لاطاعۃ لمن عصے اللہ۔ حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ کو اُن کے پاس بہیجا۔ کہ وہ راستی اختیار کرلین۔ لیکن وہ قابو نہ آئے۔ موضع حروراء[1] مین سب کے سب جمع ہوکر فروکش ہوئے۔ بانیوجہ انکو حروریہ کہتے ہین۔ یہ وہی قوم ہے جن کے

[1] حروراء ایک موضع ہے۔ جو کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ تیس ہزار کی جماعت تھی۔ ان کا زعیم ابن الکوا تبا ۱۲ (شرح شفا صفحہ ۴۹۹)

Marfat.com

حق مین حضور سرور عالم نے فرمایا تہا۔ کہ۔ یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ رواہ البخاری۔ اور انہین کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ کہ ومنہم من یلمزک فی الصدقات آخر کار حضرت علیؓ نے ان پر چڑہائی کی تیاری کی۔ سپہ سالار مقرر کئے۔ اور یہ بہی اعلان کر دیا گیا۔ کہ جو شخص حروریہ کا ان سے علیحدہ ہو کر مدائن وغیرہ کو چلا جائے۔ اس کو امان ہوگی۔ اس اعلان سے اکثر لوگ چلتے نظر آئے چار ہزار آدمی کا مجمع باقی رہگیا۔ جب اُن سے مقابلہ ہوا۔ تو فوج علیؓ نے تیر و نیزہ تلوار سے ایک لمحہ مین سب کو صاف کر دیا۔ چار ہزار مین سے صرف ۹ آدمی بچکئے جو اطراف و جوانب مین بہاگ گئے۔ حضرت علیؓ کے لشکر سے صرف دو نفر مارے گئے باقی سب صحیح و سلامت رہے۔ حضرت علی المرتضےٰ نے اسے فراغت حاصل کر کے ۳۹ھ مین پہر شام پر چڑہائی کی تیاری کا مشورہ کیا۔ لیکن بوجہ اختلاف رائے ملتوی کر دیگئی۔ اور بعد ازان ۴۰ھ مین بڑی شد و مد کی تیاری ہوئی۔ اور قیس بن سعد کو مقدمۃ الجیش معین فرمایا۔ اس مرتبہ چالیس ہزار مرد میدان نے جانفروشی پر بیعت کی۔ مگر حضرت علی المرتضےٰ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تہا۔ معاملہ ویسے کا ویسا رہا۔ ابن ملجم ملعون اشقی الناس نے شب جمعہ ۱۷ رمضان کما فی التکریم یا ۲۹ کما فی الغرر

سلہ ابن ملجم کی شقاوت کا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت علی شیر خدا نہ بفیروزی و فتح واپس تشریف لاکر کوفہ مین اس کا اعلان کرنا چاہا۔ ابن ملجم نے عرض کی۔ کہ یہ خدمت میرے سپرد کیجائے۔ مین اس کو انجام دونگا۔ مجاز ہو کر کوفہ کی گشت لگا کر منصبی فرائض ادا کرتا ہوا۔ ایک محلہ مین پہونچا اس کے ایک خانہ مین دف و طبلے کی آواز سنکر کہڑا ہو گیا۔ کیا دیکہتا ہے کہ نازنین مہ جبین نوجوان سیم تن عورتون کا مجمع ہے۔ جو زیورات عجیبہ سے آراستہ اور نفائس لباس سے پیراستہ ناز و کرشمہ مین چین اڑا رہی ہین۔ اور ایک دوسری عورت نہایت خوبصورت قطامہ نامی ایک غزالے انداز و امتیاز سے جلوہ افروز ہے۔ ابن ملجم دیکہکر دنگ اور مشوش زدہ ہو گیا۔ یہ خود بہی نوجوان تہا سنبہلکر دریافت کیا۔ کہ یہ کس کیفیت کی عورت ہے۔ معلوم ہوا کہ بیوہ ہے۔ اور نکاح کی متمنی ہے۔ اس وقت درخواست کی۔ کہ کیا مین تیرے شوہر ہونیکا فخر حاصل کر سکتا ہون۔ جواب ملا کہ بڑی خوشی سے لیکن بایں شرط کہ قتل علی المرتضےٰ میہر معجل ہو۔ ورنہ نکاح کا عیش بجائے خود بلکہ یہ جینا مرنے سے بدتر ہوگا۔ میرے تمام اقربا اس کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ یہ قطامہ قبیلہ تیم الرباب خوارج سے تہی اس عقل کے اندہے نے منظور کر لیا یہ نہ سمجہ سکا۔ کہ قتل علی المرتضےٰ خسر الدنیا و الآخرۃ کا مزا چکہائیگا اور ایسا ہوا کہ اس کو شدت تکلیف نے تین روز مین ٹہکانے لگا دیا گیا۔ ۱۲

Marfat.com

یا ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ کما ہوالمشہور فی اکثر الکتب بوقت نماز صبح مسجد مین آپ کے سر مبارک مین تلوار ماری۔ جس سے دماغ کو سخت صدمہ پہونچا۔ لوگ ہر طرف سے اسپر دوڑے۔ اور پکڑ کر مشکین باندھ دین بعد از زخم جناب علی المرتضےٰ رض جمعہ و سنیچر تک زندہ رہے شب یکشنبہ کو انتقال ہوا۔

ذخائر العقبےٰ مین لکھا ہے۔ کہ امیر المومنین رض نے ابن ملجم کے حق مین فرمایا۔ اگر مین مرجاؤن۔ تو اسے قصاصاً قتل کرنا۔ لیکن مثلہ نہ کرنا۔ اگر مین بچ گیا۔ تو پھر معاملہ میرے ہاتھ ہوگا۔ یا معاف کرونگا یا قصاص لونگا۔ اور یہ بھی فرمادیا۔ کہ میرے بچنے یا نہ بچنے کے فیصلہ تک اسے محبوس رکھو۔ لیکن اس کو طعام نفیس اور بستر نرم دیئے رکھو۔ القصہ حضرت علی المرتضےٰ کے نہلانیوالے حسنین شریفین عبداللہ و جعفر۔ اور دفن ڈالنے والے محمد بن حنیفہ تھے۔ امام حسن رض نے جنازہ پڑھایا۔ اور دارالامارہ کوفہ مین شب کو دفن کئے گئے۔

بعض کا قول ہے کہ بعد ازان ان کی نعش مدینہ طیبہ لے گئے۔ اول من حول من قبر الے قبر آپ ہین۔ بعض کہتے ہین۔ کہ رستے مین اونٹ بدکا۔ اور بھاگ گیا۔ پھر معلوم نہ ہوسکا۔ بعض کا قول ہے کہ علی المرتضےٰ سحاب مین ہین۔ بعض کا قول کہ نجف اشرف مدفن ہے۔ وہوالمشہور واللہ اعلم۔ معارف ابن قتیبہ مین زمانہ خلافت ۴ سال ۹ ماہ لکھا ہے۔ تقریب التہذیب مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین۔ علی بن ابی طالب ابن عم رسول اللہ و زوج ابنتہ من السابقین الاولین المرجح انہ اول من اسلم وہو احد العشرۃ مات فی رمضان سنہ ۴۰ وہو یومئذ افضل الاحیاء من بنی آدم بالارض باجماع اہل السنۃ ولہ ثلث وستون سنہ علی الارجح ۱۲

جب حضرت ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رض کو قتل علی المرتضےٰ کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ؎

؎ کسی سایل نے علی المرتضےٰ سے سوال کیا۔ کہ جب اپنے قاتل کو آپ پہچانتے بھی تھے۔ اور اس کی خواہش بھی معلوم تھی۔ پھر اسے قبل از واقعہ نیست و نابود کیون نہ کردیا۔ فرمایا تو بھی اچھا خیال ہے۔ کہ مقتول کو قاتل بنانا چاہتا ہے کین اقتل قاتلی ۱۲۔

Marfat.com

فالفت عصاها واستقر بها النوی کما قر عینا بالایاب المسافر

مفتاح التاریخ مین کتاب ہفت اقلیم سے نقل کیا ہے۔ کہ جب حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کا روح مقدس پرواز کر گیا۔ تو اولاد عظام نے بموجب وصیت اسی شب کو جسد اطہر بمقام نجف اشرف لیگئے۔ جو کوفہ سے قبلہ کی طرف دو فرسنگ پر واقع ہے اس موضع مین جو اب زیارتگاہ عالم ہے۔ مدفون کیا۔ علامت قبر بنائی گئی۔ کہ وہ نہ ہو دشمنان اسلام دست برد کا موقع ہے۔ ۱۷۵ھ مین ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا ہرنون کا تعاقب کر رہا تھا۔ کہ نجف اشرف مین چند ہرن نمودار ہوئے۔ اُن پر کتون کو چھوڑا۔ اور باز و شکرے بھی چھوڑے۔ لیکن وہ خلاف معمول آگے نہ بڑھے۔ ہر چند کوشش کی گئی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ قریب مین ایک بوڑھا آدمی یہ دیکھ رہا تھا۔ اسنے کہا کہ حضرت یہ مقام[1] مدفن امیر المومنین علی المرتضےٰ ہے۔ ادب چاہیئے۔ ہارون یہ سنتے ہی جھک گیا اور لوازم زیارت بجالایا۔ پھر تو روز بروز شہرت ہوتی گئی۔ اور آبادی بھی بڑھتی گئی۔ بعد ازان ۱۸۰ سال کے عضد الدولہ[2]

---

[1] علامہ دیری نے بھی حیوۃ الحیوان مین بنقل ابن خلکان باختلاف یسیر اس کا ذکر بیان فہد مین کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے رشید کے سوال پر کہا کہ مین اپنے والد کے ساتھہ اسی مقام پر زیارت مرقد اقدس حضرت علی مرتضےٰ پر آیا۔ اور والد نے مجھے خبر دی کہ وہ امام جعفر رض کے ساتھہ اور وہ اپنے والد امام باقر رض کے ساتھہ اور اپنے والد امام زین العابدین کے ساتھہ اور وہ اپنے والد امام حسین رض کے ساتھہ اسی مقام پر زیارت کیا کرتے تھے۔ اور امام حسین اعلم بمقام القبر تھے۔ پھر لکھا ہے کہ لا یعرف قبرہ حقیقۃ

[2] اس کا نام فناخسرو بن رکن الدولہ ابن علی الحسن بن بویہ دیلمی تھا۔ یہ پہلا تاجدار اسلام ہے جس کو ملک کیا گیا۔ اور یہ پہلا اورنگ زیب ہے جس کا بغداد مین خلیفہ کے بعد منابر پر خطبہ پڑھا گیا بنی بویہ کا اعظم مملکۃ بھی یہی ہے۔ اس کو تاج الملۃ بھی کہتے ہین۔ علماء کا محب اور محسن و بخشین تھا عضد الدولۃ الطائع للہ کا وزیر تھا۔ اس کے حلو کے بعد مستولی ہوگیا۔ و توفی فی ذی الحجہ سنہ ۳۷۲ھ وغیرہ تسع واربعین سنۃ پانچ برس سلطنت کی وکان ملکا۔ فاضلا۔ بطیلا۔ جبانا۔ کریما۔ شجاعا۔ ذکیا۔ مرتے ہوئے یہ کہ رہا تھا۔ ما اغنے عنی مالیہ ھلک عنی سلطانیہ۔ جب مر گیا تو دار السلطنت مین دفن کیا گیا۔ اور اس کی موت ظاہر نہ کی گئی۔ پھر بعد مین اس کا مرنا ظاہر کیا گیا۔ اور وہان سے نکالکر مشہد علی المرتضےٰ مین دفن کیا گیا۔ ۱۲ حیوۃ الحیوان

Marfat.com

دیلمی نے سنہ ۳۶۶ھ کو ایک عالیشان وہان تیار کرائی۔ اسکے بعد پھر نمازان خان نے عمارت کو وسیع کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کوفہ جس مین امیرالمومنین شہید ہوئے بالکل ویران ہے۔ مگر کوفہ کی مسجد جسکے محراب مین مجروح ہوئے وہ باقی ہے۔ اس محراب پر بخط جلی لکھا ہوا ہے۔ کہ ہذا مقتل امیرالمومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سلطان سنجر کے زمانہ مین والی بلخ نے اعیان وارکان کو جمع کرکے مدفن کی تحقیقات کررہا تھا۔ کہ ایک سفید پتھر کی چاٹی بمقام مدفن نمودار ہوئی۔ جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔ کہ ھذا قبر اسد اللہ اخی رسول اللہ علیؑ ولی اللہ۔ سلطان حسین مرزا والی ہرات نے اس پر تعمیر کھڑی کی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ جو کٹ ملایان کیا کرتے ہین۔ کہ علی المرتضےٰؓ سے انتظام خلافت نہین ہوسکا۔ پہلے خلفا ثلاثہ بھی تو تھے۔ لیکن کسی نے اُن کی مقابلے مین چون تک نہین کی۔ اگر کوئی اٹھا بھی تو تہ تیغ ہوا۔ ملکون کے ملک فتح ہوئے۔ حضرت ممدوح تو آپس کے جھگڑون مین ایسے پھنسے۔ کہ خج بھی بذات خود اپنی زمانہ مین نہ کرسکے۔ ہمین یہ سنکر تعجب آتا ہے۔ کہ بھائی سچ ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ اللھم ادر الحق حیث دار کی یہی شان ہے۔ جو تمنے سبھی علی تو خیر النبی المصطفےٰؐ کے فرمان کی اچھی قدر ومنزلت کی۔ میان معترض صاحب! صوفیہ کرام تو یہ رونا رو رہے ہین۔ کہ ان مشکلات کی وجہ سے جن کا سامنا علی المرتضےٰؓ سے ہوا انکا انصرام جو کچھ انہون نے کیا۔ وہ انہین کا حصہ تھا۔ اگر کسی دوسرے سے یہ معاملہ ہوتا۔ تو خدا معلوم کیا کا کیا ہوجاتا۔ ہان افسوس ہے تو یہ ہے۔ کہ اگر مسلمان مقابلہ نہ کرلیتے۔ تو حضورؐ کی ذات بابرکات اسرار بے بہا کا سمندر لہرا دکھلاتی۔ اگرچہ باانہمہ مشاغل جو تزکیہ قلوب وتنقیہ نفوس انہون نے کر دکھلایا۔ اور انوار واسرار سے جسقدر انہون نے فواد متجلے کردئے۔ اُن سے اغماض کرنا کفران نعمت ہے۔ لیکن اس سوال کا ظاہری جواب تو خود اُن کے زمانہ مین دندان شکن خود انہین کی زبان درفشان سے ہوچکا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب کسی عمولی فہم اور ناعاقبت

Marfat.com

اندیشں کہ تطر نے علی المرتضےٰ کی خدمت مین یہ اعتراض پیش کیا۔ کہ جناب عالی! تعجب آتا ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ رضؓ نے جس نظم ونسق سے خلافت کو چلایا۔ آپ ویسا نہین چلا سکے۔ علی المرتضےٰ رضؓ نے جواب دیا۔ کہ ہان یہ صحیح ہے۔ لیکن اس مین بھید یہ ہے۔ کہ جس کل کے زور سے انہون نے کام کیا۔ اس کا اعلےٰ ترین پرزہ مین تھا۔ اور میری خلافت کی مشین کے پرزے تم ہو۔ سو بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ میری مشین پرزون کی محتاج بہی نہ تھی۔ اس مین ایسی طاقت اسد اللہی تھی۔ کہ وہ خود بخود فرنٹ چلی چلتی۔ لیکن اس مین ریزہ افگنی کی وہ سرپٹ کوششین ہوئین۔ کہ جنکا نکالنا بایطور دشوار ہوا۔ کہ نکلین بہی اور ٹوٹنے اور بیکار بہی نہ ہونے پائین۔ تذکرہ غوثیہ ملاحظہ ہو۔ ہم یقینا کہہ سکتے ہین۔ کہ جنگ بہی کرنا۔ اور اسلامی حقوق کا ملاحظہ اور نگہداشت بہی رکہنا ناممکن نہو تو نہ ہو۔ مگر مشکلتر ضرور ہے۔ مسیلمہ کے ساتہہ لڑنا آسان ہے۔ اس سے کہ ام المومنین رضؓ حرم نبوی کے مقابلہ کی مدافعت کرنا۔ اُدہر غلط فہمی سے چڑہائی۔ ادہر مدافعت اور پاس حقوق نبوی۔ مسیلمہ کے وقت اہل اسلام جمعیت واتفاق اور اس موقعہ پر سراسیمگی اور افتراق۔ مسیلمہ پر قابو ہوا۔ تو ہتہہ تیغ کرکے دل ٹہنڈا کیا۔ اُم المومنین پر قبضہ ہوا۔ تو باعزت وشوکت مع سامان سفر۔ اپنے شاہزادون کو مشایعت کے لئے ساتہہ کرکے مدینہ طیبہ کو روانہ کیا۔ حاکم شام کی بغاوت مع نفسانیت۔ اور اسد اللہ کی للہ عداوت بہی اور پہر عدالت بہی کوئی کرکے دکہائے۔ تو مانین۔ تذکرہ غوثیہ مین منقول ہے۔ کہ اثنائے جنگ مین عسکر مرتضوی مین پیاس کی شدت تھی۔ بحکم والیٔ شام پانی کا مقام محفوظ کردیا گیا۔ کہ یہ ہمارا مقبوضہ ہے۔ خبردار۔ ایک چلو بہی نہ ملے گا۔ حضرت علیؓ ہون یا لشکر شان وہ ہرگز سیر آبی کا حق نہین رکہتے۔ بس اُن پر پانی بند کردو۔ جون توں کرکے صبر کیا۔ خدا کی شان کہ تہوڑے عرصہ کے بعد ایسا موقعہ ہوا۔ کہ لشکر معاویہؓ

Marfat.com

بھی مضطر ہوا۔ اور پانی مرتضوی قبضہ مین تہا۔ غرض بیگیون نے عرض کی۔ کہ یا امیرالمومنین خدا تعالے نے انتقام کا اچہا موقعہ دیا ہے۔ اگر حضور بھی آب بندی کا فرمان صادر فرمائین۔ تو ید ابید کا معاملہ بھی ہوگا۔ اور یہ بھی کہ دشمن ذلیل ہوکر شکست فاش کا معترف ہوگا۔ حضرت علی المرتضے فداہ ابی وامی نے فرمایا۔ کہ ہے تو ٹھیک لیکن میرے اور اسکے درمیان فرق کیا ہوگا۔ اس نے ناحق خلافت کو ملحوظ رکہا۔ نہ حقوق اسلام کی نگہداشت۔ خلافت چونکہ میرا حق ہے۔ اسلئے مین اس کا حریف ہون۔ باقی رہا حق اسلام اس نے ادا نہین کیا۔ مین کرتا ہون پانی بند نہ ہو۔ ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا ۔ اگر مردے احسن الی من اساء

کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح ملک گیری اور مخالفین اسلام کی قلع وقمع کے لئے بشراکت مرتضوی خلفاء ثلاثہ کا عہد موزون تہا۔ اسی طرح مذکورہ فتنہ وفساد مین زمانہ حیدری بلاشرکت غیری انسب تہا۔ انہین امور کا موازنہ کرکے تو شیخ شاہ ولی اللہ جیسے متصلب محدث سے یہ منقول ہے۔ کہ شجاعت۔ علم۔ قوت وغیرہ مین تمام صحابہ سے مرتضوی پلہ بہاری ہے۔ اپنے حسن العقیدہ مین کہلے منہ اعتراف کیا ہے۔ کہ جہان ہم تفضیل شیخین کے مدعی ہوتے ہین۔ تو ہمارا عام خیال نہین ہوتا۔ کہ وہ من جمیع الوجوہ افضل ہین۔ تاکہ شجاعت۔ قوت۔ علم۔ نسب سب کو شامل ہو۔ انکی اپنی عبارت یہ ہے نعنی الافضلیۃ من جمیع الوجوہ حتے یعم النسب والشجاعۃ والقوۃ وامثالہا الخ۔ سچ ہے۔ ؎

در فضایل بنظیرہ آمد علی ؓ ۔ بر ہمہ عالم امیر آمد علی ؓ

آن علی کو نامش از غیب آمدہ ۔ ہر چہ از غیب است بے عیب آمدہ

اسجگہ ہم نے سمند قلم کو قرطاس کے میدان پر جولان دیا ہے۔ گو ہماری ہوس بوجہ تنگی میدان پوری نہ لین ہوئی۔ اور نہ ہم اپنا کرتب دکہلا سکے۔ لیکن جو کچھ

Marfat.com

کیا ہے - وہ حسبتہ للہ کیا ہے - تعجب آتا ہے - کہ بعض انسان جادۂ مستقیم سے منحرف ہو کر بد لگام ہو جاتے ہین - متعصب شیعون کی طرح کہ وہ حقوق صحابیت کا لحاظ نہین کرتے - یہ حقوق اہلبیت کی پرواہ نہ کر کے ایمان پر روشنی ڈالتے ہین حضرت علی رضہ پر نکتہ چینی ہو تو اغماض حسنین شریفین کی معیبت بیان کرنے پر چین بجبین - آئمہ اثنا عشر پر چہ میگوئیان ہون تو خاموشی - اگر امیر معاویہ رضہ صاحب کی بغاوت کا ذرا بھی اظہار کیا جائے - تو آگ بگولا ہو کر رگین پھلا دیتے ہین - ہمارے خیال مین ایسا کرنا طریق مستقیم سے تجاوز کرنا ہی بعض کم بخت نیم خواندہ تو یزید علیہ اللعن پر وہ بیجا فیاضی کرتے ہین - کہ اس کا مومن کامل جنتی ہونا ثابت کرتے ہین - وہ اگر ایسا کرنا اچھا سمجھتے ہین - تو مزے کرین - مگر یہ انہین پیش نظر رکھنا

نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان

ہم نے اہلسنت برادران کے بہت رسائل شیعہ کی تردید مین ملاحظہ کئے - واقعی انہون نے خوب کوششین کین - اور حق گوئی کا حق ادا کیا جسکے صلہ مین ہم انہین جزاہم اللہ کہتے ہوئے ذرا بھی نہین جھجکتے - لیکن یہ درد ہے - اور ضرور ہے - کہ اہلبیت علیہم السلام کے حقوق کی نگہداشت کرنیوالون پر بہت کم قلم اٹھایا گیا - ہم ہم اہلسنت کو دونو پلے برابر رکھنے ضروری ہین -

اہل علم کا اختلاف ہے - کہ اولاد علی المرتضےٰ کا شمار کتنا ہے - بقول اشہر آپکے ۱۸ صاحبزادگان اور ۱۸ ہی صاحبزادیان ہوئین - لیکن نرینہ[1] اولاد سے صرف پانچ صاحبزادگان سے اولاد کا سلسلہ جاری ہوا - انکے نام نامی یہ ہین - حسن - حسین - محمد - عباس - عمر - (فرع النامی وروضۃ الشہدا) معارف ابن قتیبہ مین مذکور ہے - کہ حسنین و محسن - ام کلثوم کبرے - زینب کبرے انکی والدہ حضرت فاطمہ بنت الرسول ہے - محمد کی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ - عبید اللہ اور ابوبکر ان کی والدہ لیلے بنت مسعود ہے - عمر ورقیہ ان کی مان تغلبیہ ہے - یہ خالد کی کنیز تھی

[1] ۶ دختران سے صرف حضرت زینب ذی اولاد ہوئین ۱۲ منہ

Marfat.com

علی المرتضیٰؓ نے اسے خریدا تھا۔ یحییٰ کی والدہ اسماء بنت عمیس ہے۔ جعفر۔ عباس عبداللہ ان کی ماں ام البنین ہے۔ رملہ اور ام الحسن کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ ام کلثوم صغریٰ۔ زینب صغریٰ۔ رقیہ۔ میمونہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ۔ ام الکرام۔ نفیسہ۔ ام سلمہ۔ امامہ۔ ام آنہا۔ امہات شتے ہے تھین۔ علی قاری نے شرح شفا مین لکھا ہے۔ کہ حضورؐ کے روح پرواز ہونے کے وقت چار زوجات (امامہ۔ لیلے۔ اسماء۔ ام البنین) اور کنیزین ۱۹ ابن مین دس امہات الاولاد تہین۔ نقش خاتم اسنلات ظہری الی اللہ حسبی اللہ نعم القادر اللہ تھے۔

تذییل

حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہؓ طلحہ و زبیر سے تو معاملہ مقابلہ علی المرتضیٰؓ مین غلط فہمی ہوئی۔ اور کرائی گئی۔ اخیرین کا رجوع ثابت ہے۔ جیسا ہم ذکر کر آئے ہین۔ ام المومنین بہی اپنی غلطی کو معلوم کرکے سخت نادم ہوئین۔ اور روتی رہین۔ کمامر۔ یہ تینون بزرگواران انابت الی اللہ اور استغفار بجناب کردگار بخلوص قلوب کرکے دنیا سے کوچ کر گئے۔ ہمین وثوق ہے۔ کہ ان کی وہ غلطی معاف کردی گئی ہوگئی۔ ہم نہایت سرور سے ظاہر کرتے ہین کہ محمد حسنخان شیعہ بہی اپنی کتاب خیرات الحسان مین ام المومنین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکہتے ہین۔ کہ ومع ذلک این کار (مخالفت با علی) دلبیاری از کارہائے دیگر را بخدا باز گذاشتہ امیدواریم کہ گنہ گاران توبہ کردہ باشند و توبہ آنہا قبول شدہ باشد صفحہ ۱۵۵ بے تعصب انسان ہرگز ہرگز یہ نہین کہہ سکتا کہ وہ پہر بہی قابل گرفت ہین۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ حضرت علی مرتضیٰؓ تو ان کی عزت اور حرمت کرین۔ اور ہم چہ میگویان۔ سبحان اللہ ؎

Marfat.com

ے کارِ پاکان برقیاس خود مگیر - یہ وہ خاتون ہے - کہ جس کی طہارت کے لئے قرآن مجید ناطق ہے - یہ وہ صدیقہ ہے، جسکے شان مین والذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولہم عذاب عظیم - وارد ہوا - یہ وہ محبوبۂ رسول ہے - کہ حضورؐ نے تمام زوجات سے استخراج فرماکر یہ طے کر لیا - کہ مین اخیر مین اخیر دم تک اسی کا پاس رہونگا - بلکہ بقیۃ دفن نبی جو وہین ہوتا ہے - جہان اس کا روح قبض ہو - بعد الوصال بہی اسکے پاس رہونگا - اور اس کا حجرہ نہ چہوڑونگا - یہ وہ مقبولہ بارگاہ ایزدی ہے - کہ اسی مطہرہ کے فرودگاہ کو یہ شرف بخشا - کہ اس کا وہ بقعہ اور قطعہ زمین جسپر سرور عالم لیٹے ہین - تمام فرش زمین سے نہین - بلکہ کعبہ و عرش سے بہی اشرف و افضل ہے - ہان والئے شام کو بہی اسی درجہ مین رکہنا اور خطا اجتہادی کا کلمہ تراش کر اُن کو اِن کا ہم پلہ بنانا بے محل ہے - اول سے لیکر آخر تک جس قدر اس قصہ پر غصہ کو دیکہا جاتا ہے - نہ وہ صرف عبرت انگیز بلکہ جانکاہ ثابت ہوتا ہے - یقینا کہا جا سکتا ہے - کہ یہ اپنی خطا پر یہان تک مصر رہا - کہ اسے خلافت یا حکومت حاصل کرنے سے بہی اطمینان نہ ہوا - جب تک حسن مجتبےٰ کا کام تمام نہ کیا یا ہوا یہ بیٹہی نیند نہین سویا - میرزا مظہر جانجانان اپنے مکتوب ۱۷ مین کہ اگر خطا اجتہادی مان بہی لیجائے - توصدور این خطا خیلے مستبعد و مستکرہ است - کیونکہ مودت ذوی القربےٰ آنحضرت واجب است بر جمیع افراد اُمت - پہر فرماتے ہین - اگر استکراہ بہی درمیان نہ ہو - تو اس سے رضا باذیت اہل قرابت رسول اللہ لازم آتی ہے - اللھم احفظنا من جمیع السیئات - پہر زیادہ تعجب یہ ہے - کہ اگر کوئی اُسے باغی مومن کہدے تو اس کو معلوم نہین - کیا کیا کہدیا جاتا ہے - چونکہ باغی نہ کہنے مین تکذیب مشہور حدیث لازم آتی ہے - اس لئے ہم اس کی تفصیل دکہلاتے ہین - حدیث مسلم مین ہے - کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمارؓ کو فرمایا کہ تجہے باغی گروہ قتل کریگا (مشکوٰۃ)

Marfat.com

محدث دہلوی نے اس کی ذیل مین لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث بمرتبہ شہرت و تواتر پہنچی ہے۔ فتح الباری تیسیر القاری شیخ الاسلام نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ شیخ عبدالحق رح محدث حدیث مذکور کی شرح مین لکھا ہے۔ کہ فئۃ الباغیۃ سے مراد معاویہ وقوم اوست اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ عمار رض علی المرتضے رض کے ساتھ تہا۔ اور یہ علی المرتضے کی حقانیت کی دلیل ہے (کذا فی جمیع شروح الاحادیث) اللہم اجعل معاویہ ہادیا الخ آلہی معاویہ کو ہادی و مہدی کر دے۔ (ترمذی) اس حدیث پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ کہ جب دعا ہدایت سرور عالم قبول اور مستجاب ہے۔ تو ضرور یہ کہنا پڑے گا۔ کہ وہ ہادی یا مہدی تھے۔ نہ کہ خاطی و باغی۔ ہم کہتے ہین کہ واقعی یہ صحیح ہے۔ اور قابل قبول بھی ہے۔ لیکن اتنا کہدینا ضروری ہے کہ پہلے ثبت الجدار ثم انقش۔ دیوار بنا کر نقش کرنا چاہیئے۔ محدثین اس حدیث کی صحت نہین مانتے۔ فتاوی برہنہ مین بہی معاویہ کو در زمان علی المرتضے رض مخطی و باغی قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ توبہ معاویہ در زمان علی رض ظاہر نشد الخ۔ امام نسائی و صاحب سفر السعادت نے تصریح کر دی ہے۔ کہ فضایل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین وارد ہوئی۔ شیخ الدہلوی ترجمہ مشکوۃ مین اس حدیث کی تضعیف کرتے ہوئے لکھتے ہین۔ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو بھی۔ تو اس کا حکم عام نہ ہوگا۔ ان کی اپنی عبارت یہ ہے۔ اما در غیر چیزے خواہد بود کہ خطا کردہ باشد و حق بدست ایشان نیامدہ و در فتنہ و ابتلا افتادہ از راہ ہدایت برگشتہ باشد انتہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ علی المرتضے کے مقابلہ مین بالکل خطا پر تھے۔ نہ خطا اجتہادی بلکہ راہ ہدایت سے برگشتہ تھے۔ علی القاری جیسے متصلب کو بھی یہ ماننا پڑا۔ کہ یہ جو تاویل کی جاتی ہے۔ علی المرتضے رض کا مقابلہ بوجہ طلب قصاص امیر عثمان تہا۔ اور یہ کہ قتل عمار کا باعث خود علی المرتضے رض تھے۔ نہ معاویہ یہ بالکل غیر صحیح اور نہیج ہے۔ پہر حدیث مسلم کا حاصل یہ بتلایا ہے۔ کہ اس مین حضور سرور عالم کے تین معجزات ہین۔ ایک یہ کہ عمار قتل ہوگا۔ (۲) یہ کہ وہ مظلوم ہوگا۔ (۳) یہ کہ اس کا

Marfat.com

قاتل باغیون کی جماعت کا ایک باغی ہوگا۔ اور یہ سب صدق اور حق ہے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ جو نقل کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تاویل کہ عمار کا قاتل بوجہ توجیہ مذکور علی نہ ہے۔ نہ معاویہ یہ افترا ہے معاویہ پر۔ کیونکہ وہ اس تاویل پر جو عام وخاص کے نزدیک ظاہر الفساد ہے۔ بڑے پرکہنے اور ہوشمند تھے۔ پھر علی قاری اس کا جواب دیتے ہین۔ کہ اگر معاملہ ایسا ہوتا۔ تو پھر معاویہ پر واجب تھا۔ کہ وہ قتل عمار کو دیکھکر باغی ہونے سے رجوع کر لیتے۔ اور خلیفہ حق کی اطاعت کا قلادہ اپنی گردن مین ڈالکر مخالفت اور طلب الخلافۃ کو متروک کر دیتے۔ چونکہ ایسا نہین کیا گیا۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ معاویہ حقیقت مین باغی تھے۔ اور قصاص عثمانؓ کو ظاہرا مرائیا حیلہ بنایا ہوا تھا۔ پس یہ حدیث مسلم اس کی شر انگیزی کی خبر دینے والی ہے۔ اور اُس کو اس کے عمل سے روکنے والی ہے۔ لیکن ایسا ہونا کتاب مین مسطور نہ تھا۔

پس اسکے نزدیک تمام قرآن وحدیث مہجور تھی۔ علی قاری کی اپنی عبارت یہ ہے۔ فلا یصح ان یراد به طلب خلیفة الزمان وهو عثمان۔ وقد حکی عن معاویة تاویل اقبح من هذا حیث قال انما قتله علی رضه وفئته حیث حمله علی القتال وصار سببا لقتله فی المآل وقیل له فی الجواب فاذن قاتل حمزة هو النبی حیث کان باعثا له والحاصل ان هذا الحدیث فیه معجزات ثلاث احداها انه سیقتل وثانیها انه مظلوم وثالثها ان قاتله باغ من البغاة والکل صدق وحق ثم نقل ان التاویل المذکور افتراء علی معاویة رض لانه اعقل من ان یقع فی شیء ظاهر الفساد علی الخاص والعام۔ قلت فاذا کان الواجب علیه ان یرجع عن بغیه باطاعة الخلیفة ویترک المخالفة وطلب الخلافة المنیفة فتبین بهذا انه کان فی الباطن باغیا وفی الظاهر مستترا بدم عثمان رض مرائیا فجاء هذا الحدیث علیه ناعیا[1] وعن عمله ناهیا لکن کان ذالک فی الکتاب مسطورا فصار عنده کل من القرآن والحدیث مهجورا (مرقات)

[1] نعی خبر مرگ بکسے دادن، و اظہار و شہرت کردن بدی کسے۔ منتخب

نواب صدیق حسن خان بہوپالی غیر مقلد بغیۃ الرائد مین لکھتے ہین۔ تعدی از طرف معاویہؓ
شد و جنگ او خالی از حمیت و نفسانیت نبودہ و اینکہ گویند خطا اجتہادی بود پسند
خاطر انصاف پسندان نیست انتہے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی اپنے مناقب مین فرمایا
ہے۔ کہ ہر جا خطا اجتہادی را دخل دادن خالی از سماحت نیست۔ دُرر الازہر کے مصنف
عجیب چال چلے ہین۔ اِس واقعہ کو چھپا تو نہین سکے۔ لیکن دبے منہ سے یہ کہدیا
ہے۔ ومعاویۃؓ انکان علی الباطل لکن یمکن ان یکون ذٰلك منہ بالاجتہاد یعنی
معاویہؓ اگرچہ باطل دعویٰ پر تھا۔ لیکن ممکن ہے۔ یہ بطلان اس سے بوجہ اجتہاد ہوا
ہو۔ اَب ہم ذرا اجتہاد کے درپے ہوتے ہین۔ کہ خطا اجتہادی کا کیا مطلب ہے۔ ہم
نے اپنے احباب اہلِ علم سے اس مین کرات مرات تذکرہ کیا۔ کہ میان خطا اجتہادی
جو بیان کیجاتی ہے۔ اس کی تعریف اور تفہیم کیا ہے۔ اسکے جواب مین خارج از
بحث باتین شروع ہوجاتین۔ اور اصلی معاملہ رہجاتا۔ بعض صاحب لال پیلے ہوکر
ناراض ہوجاتے ہین۔ کہ تم تو عجیب پیرایہ مین باتین کرتے ہو۔ بس خطا اجتہادی کار ثواب
ہے۔ نہ باعثِ عذاب۔ جواب مین کہا جاتا۔ کہ ناراض نہونا چاہیے۔ حدیث صحیح مین ہے۔
کہ قاتل عمار فی النار یہ عذاب سنایا گیا۔ یا ثواب۔ تو اور زیادہ ناراض ہوکر کہتے۔ یہ
شیعہ پن کی باتین ہین۔ بس ہم سے نہ چھیڑا کرو۔ چونکہ تشفی نہوئی۔ اسلئے کتب دینیہ
کی ورق گردانی کرکے دیکھا جاتا۔ آخر الامر شارح بخاری شیخ الاسلام نے یہ عقدہ
حل کردیا۔ جنکی عبارت ہم بعینہ درج کرتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوگا۔ کہ والیٔ شام
کے اجتہاد خطا کا یہ معنے ہی۔ لکھتے ہین کہ جب عمار شہید ہوا۔ تو عمرو بن عاص نزد
معاویہؓ آمد و گفت عجب کارے پیش آمد۔ گفت مشکل چیست۔ گفت من شنیدہ ام۔
کہ آنحضرتؐ بعمار گفت۔ تقتلك الفئۃ الباغیۃ۔ گفت کہ عمار را من نکشتہ ایم۔
علی کشت۔ کہ او را بجنگ آورد۔ بر این نہج جنگ و جدال بر ظن فاسد و تاویل باطل
بود۔ کہ آنرا خطا در اجتہاد گویند الخ۔ چہ خوش۔ خطا اجتہادی کی دلہن کے سر پہ
یہ خوب سہرا باندھا ہے۔ کہ بنا فاسد بر ظن فاسد و تاویل باطل خطا اجتہادی کی نوعروس

Marfat.com

ہے - جو ایک ثواب کی حنا ہاتھ پاؤن مین لگاکر ناز و کرشمہ دکہاتی ہے - ہمین ڈر ہے - کہ کہین شیعہ اسکا نقاب اٹھاکر یہ حظہ نہ اُٹھالین - کہ بہائیو منکرین خلافت ثلاثہ بہی کم سے کم مجتہدین خاطئین کے درجہ سے تو کم نہ ہونگے - کیونکہ تمہارے خیال کے موافق ہمارا انکار برظن فاسد و تاویل باطل ہی سہی - چلو تمہاری رائے کے موافق اگر ایسا ہُوا بہی - تو ایک ثواب کے مستحق تو پہر بہی ضرور ہونگے - حاشا و کلا - شیخ الاسلام سے تعجب ہے - کہ پہر یہ بہی لکہدیا ہے - کہ صحابہ جو امیر معاویہ کے ہمراہ تھے - قتل عمار کے بعد حدیث عمار کو یاد کرکے معاویہ سے الگ ہوگئے - کہ ایسا اجتہاد آپ کو مبارک ہو - انکی اپنی عبارت یہ ہے - کہ بعد از قتل عمار رض بسیاری از صحابہ رض بیاد این حدیث از پیروی معاویہ بیزار گشتند - کاتب الحروف چونکہ اس تحقیق مین کوشان تھا - کہ حق بات معلوم ہو - اور فقط اپنے آپ کو ہی حَکَم نہ سمجھا جاے - اسلئے یہ شوق رہتا - کہ کوئی علامہ زبردست اگر اس معمہ کو حل کردے - تو پہر اسکے اتفاق سے اصابت کا حق اچھا ظاہر ہوگا - گو جس کروٹ پر ہو - اتفاق سے محرم ۱۳۳۳ھ مین جناب والا مناقب علامۂ عصر فہامۂ دہر پیر روشن ضمیر مولانا **سید پیر مہر علی شاہ** گولڑوی - کہ جنکے علم و رشد کا آفتاب سپہر اہل سنت پر نصف النہار کیطرح روشن ہے - دام ظلہ العالی - ملتان شہر مین بمکان میان امام بخش صاحب خلف الرشید حاجی منور الدین صاحب مرحوم تاجر چرم بیرون لوہاری دروازہ نزول اجلال فرمایا - اور بخدمت حضرت اقدس جناب زبدۃ الاحرار عمدۃ الاخیار مسند نشین درگاہ عالیجاہ سمی کلیم اللہ حضرت موسیٰ پاک شہید قدس اللہ سرہ العزیز حضرت مخدوم **سید محمد صدر الدین** صاحب اللہم اجعلہ کاسمہ المعظم و افض علیہ برکات اسمہ الاعظم خلد اللہ وجودہ الا فخم - اطلاع بہیجی - کہ مین ابہی زیارت کے لئے خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور یہی ملاقات اول اور یہی آخری ہوگی - کہ مین اس ۱۲ بجے دن کی ٹرین مین سوار ہو کر چلا جاؤنگا -

سید صاحب ممدوح نے باین ارادہ کہ ان کو دعوت دیجائے - بہرا ہئی چند خدامان

Marfat.com

جن مین یہ ہیچمدان بہی تہا۔ پیر صاحب گولڑوی موصوف دام مجدہ کے پاس گئے۔ وہان لوگون کا جمگٹا تہا۔ حضرت مخدوم صاحب کے تشریف لیجانیسے اس قدر ہجوم ہوگیا کہ اس مکان مین تل دہرنے کو جگہ نہ تہی۔ ادائے مراسم ملاقات کے بعد باب گفتگو مفتوح ہوا۔ اسی اثنا رمین موجودہ لوگون مین سے بعض بعض اپنے اپنے مطالب بہی پیش کردیتے۔ اور جناب پیر صاحب موصوف نہایت متانت وسنجیدگی سے انکی طرف بہی توجہ مبذول فرمادیتے۔ مین نے بہی موقعہ پاکر عرض کی۔ کہ امیر معاویہ کی حرب بعلی المرتضے کو چند علمانے خطا اجتہادی سے تعبیر کیا ہے۔ اور چند علمائے عظام اور صوفیہ کرام نے خطا منکر لکہا ہے۔ اسوقت سلسلۃ الذہب عارف جامی رہ میرے پاس تہی۔ مین نے وہ کہول کر پیش کی۔ اور دو شعر پڑہے۔ ؎

وان خلافیکہ داشت باحیدر　　درخلافت صحابۂ دیگر

حق درانجا بدست حیدر بود　　جنگ با او خطا منکر بود

(یہ اشعار قرینا پیش نظر ہونگے) سوال یہ ہوا۔ کہ کیا خطا اجتہادی اور خطا منکر مترادف ہین جنکا مفہوم ایک ہے۔ یا دونو جدا جدا ہین۔ آپ نے جواب مین فرمایا کہ تو بہ ان دونون مین بون بعید ہے۔ خطا اجتہادی مین نیت بخیر ہوتی ہے۔ اور خطا منکر مین نیت بد ہوتی ہے۔ استفسار کیا گیا۔ کہ اب دونو اقوالون مین تعارض ہوگیا۔ حق کس کو سمجہا جائے۔ جواب فرمایا۔ کہ حق تو عارف جامی رہ نے لکہا ہے۔ اسپر کہا گیا۔ کہ جن علمار نے خطا اجتہادی لکہا ہے۔ وہ ناحق ہوا۔ فرمایا کہ کسی مصلحت کی وجہ سے لکہا ہوگا۔ اس وقت ایک معظم شخص نے پوچہا۔ کہ جامی رہ نے مصلحت کے خلاف کیون لکہا۔ پیر صاحب نے تبسم آمیز لہجہ مین فرمایا۔ کہ کوئی حق بجست بات لکہنے والا ہو۔ پہر خود بخود یہ بہی فرمایا۔ کہ مسئلہ تفضیل خلفار اربعہ بہی عجیب تحریرون مین مکتوب ہے۔ حق یہ ہے کہ فضیلت کے احادیث کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلفار اربعہ کی افضلیت من جہۃ الحیثیات ہے۔ یہ نہین کہ کسی کا من

Marfat.com

وجہ افضل ہونا دوسرے کے من کل الوجوہ مفضولیت کا موجب نہین۔ اسوقت حضرت مخدوم صاحب موصوف اور محمد رب نواز خان صاحب میونسپل کمشنر مولوی غلام رسول صاحب۔ مولوی قاضی شیر محمد صاحب سید عابد علی شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ موجود تھے۔ واللہ ہو الہادی۔

مجمع البحار مین حدیث متذکرہ کے فقرہ باغیہ کا معنے ظالمہ کیا ہے۔ کہ خاطی در اجتہاد کو تو ظالم کہا جاتا ہے۔ تیسیر القاری تقتلہ الفئۃ الباغیہ کا فارسی مین یہ معنے کیا ہے۔ کہ میکشند او را باغی و منحرف از طاعت امام برحق الخ اور یہ تمام محدثین وغیرہ نے صراحت کی ہے۔ کہ قاتل عمار گروہ معاویہ سے تھا۔ دیکھو فتح الباری۔ تیسیر شیخ الاسلام مرقات اشعۃ اللمعات وغیرہ وغیرہ

شامی نے بصراحت لکھا ہے۔ کہ علی المرتضےٰ برحق امام تھے۔ اور انکا خصم باغی تھا۔ صاحب ہدایہ اور فتح القدیر نے تو غضب کر دیا ہے۔ یہ دونو حضرات جس پایہ اور شان کے ہین۔ وہ اہل علم پر پوشیدہ نہوگا۔ ہدایہ وہ کتاب ہے۔ کہ جسپر مذہب حنفیہ کا پورا اعتماد ہے۔ اور ابن ہمام تو اہل ترجیح ہی ہین۔ اور ثانی ابو حنیفہ کے لقب سے بھی ممتاز ہین۔ وہ اخیری فیصلہ کے لئے کافی ہونگے۔ ہدایہ کے باب القضا مین صاف لکھدیا ہے۔ کہ یجوز التقلد من السلطان الجائر کما یجوز من العادل لان الصحابۃ تقلدوا من معاویۃ یعنی قاضی بنانا ظالم جور کرنے والے بادشاہ کا بھی ویسا جائز ہے۔ جیسا عادل بادشاہ کا کیونکہ صحابہ نے معاویہ کی قضا قبول کی تھی (الخ اور وہ جائر تھا) ابن ہمام لکھتے ہین کہ یہ صراحت ہے۔ اس امر کی۔ کہ معاویہ کا خروج ظلم اور جور تھا۔ اسکے اپنے الفاظ فتح القدیر مین یہ ہین۔ ھذا تصریح بجور معاویۃ والمراد فی خروجہ لا فی القضیۃ۔ پھر حدیث عمار کا ذکر کرکے لکھا ہے۔ وقد قتلہ اصحاب معاویۃ تصریح بانہم بغاۃ الخ۔ علامہ شرنبلی نے تو حاشیہ ہدایہ مین ہمصفیر ابن ہمام ہوکر یہ ایزادی بھی کی ہے۔ کہ معاویہ کے حالات کو دیکھکر قلوب مکدر ہوتے ہین۔ وحشت طاری ہوتی ہے۔ اور یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ مخالفت کے سمندر مین ڈوبا ہوا

Marfat.com

تہا حق کے قبول کرنے سے معطل۔ احقاق اخلاص۔ قصد خیر سے بمراحل دولتا۔ اسلئے شاہ ولی اللہ کو بھی یہ تو ضرور کہنا پڑا کہ خلافت معاویہ کانت علے سیرۃ الملوک لا علے سیرۃ الخلفاء قبلہ (حجۃ اللہ البالغہ)

چونکہ اختصار مطلوب ہے۔ اسلئے زیادہ تطویل سے تعطیل بہتر سمجھ کر قلم کو روکا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہدینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ یہ تمام خامہ فرسائی ان لوگون کے لئے ہے۔ کہ جو اظہار حق کے خورشید پر خاک ڈالنا چاہتے ہین۔ کہ امیر معاویہؓ کو باغی نہ کہو یہ کار ثواب کر رہے تھے۔ نہ امیر معاویہ صحابی رہ کی سبکی و توہین۔ ہان یہ ضرور ہے کہ وہ اس معاملہ مذکورہ مین خطا پر تھے۔ اور ضرور تھے اور واقعی باغی تھے۔ ممکن سے بڑھکر ہے۔ کہ بوجہ نفسانیت محسن کش بھی سمجھے جائین۔ جیسا کہ تذکرہ حسنیہ مین معلوم ہوگا۔ امیر معاویہ خود بھی سمجھتے یا سمجھے تھے۔ کہ مین ایسا ہون۔ کما اشار فی آخر عمرہ کما سیجیئ۔

ہان امیر معاویہ کو بے ایمان مرتد۔ ملعون سمجھنا[1]۔ اور ان کی تذلیل اور توہین کو محبت ایمان و اہلبیت سمجھنا۔ خلاف طریقہ اہلبیت نبوی ص و اولیاء کرام نیز خلاف نبی سیدنا ص ہے۔ حضور ص کا فرمودہ ہے۔ کہ لاتسبوا اصحابی۔ المومن لیس بلعان۔ اگر موا اصحابی یہ سب پیش نظر ہون۔ کسی کی خطا منکر کو کفر سے تعبیر کرنا۔ اپنا تحکمی فیصلہ ہے۔ نہ فیصلہ انصاف و ایمان۔ شہزادہ امام حسنؓ مصلح کا باوجود مشاہدہ محاربات جو انکے پدر بزرگوار سے ہوئے۔ تخت خلافت سپرد کر دینا۔ اور باوجود عالی مرتبہ اور مستحق ہونے کے اپنے آپ کو احد من الناس سمجھکر اس سے بیعت کر کے ماتحت ہو رہنا۔ جیسا کہ فریقین کے اسفار مین مسطور ہے۔ یہ آخری فیصلہ ہے۔ کہ وہ کم سے کم اس منصب

---

[1] حدیث متواتر مصطفویہ الفئۃ الباغیۃ وقول محکم مرتضویہ اخواننا بغوا علینا شاہدنی عدلین ہین"۔

[2] نیل الاوطار و صواعق وغیرہ مین ایک روایت لکھی ہے۔ کہ جنگ کے ایام مین امیر معاویہ نے علی پر لعن علی المرتضے معاویہ پر بددعا اور لعنت کیا کرتے تھے۔ ہم اس کی نسبت کچھ رائے زنی نہین کر سکتے۔ بہرصورت ہمین لاتسبوا اصحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پیش نظر ہے ۱۲

Marfat.com

جلیلہ کی صلاحیت کو ہاتھ سے نہ دے چکا تہا۔ فضلا عن الایمان والاسلام۔ ورنہ وہی مثل ہوگی۔ (معاذ اللہ) کہ بھوکے بھیڑیئے کو بکریون کے ریوڑ مین عمدا چھوڑنا ممکن ہے کہ کوئی منہ پھٹ خارجی یہ بھی کہدے کہ طرح ظلم فگند کے آپ ہی مصداق ہون۔ ہزارون نہین لاکھون جانین کیون نہ تلف ہوجائین۔ یہ بہت اسہل ہے۔ اس سے کہ عالم ماکان ومایکون امام برحق باوجود ذی شوکت وبا اختیار خلیفہ مانے جانے کے بعد اپنے یا اپنے ماتحتون کی جان بچانے کے لئے ایک ظالم سفاک کافر کو سریر نبوی پر متمکن کردے۔ اور طاعنین کو یہ جواب دے۔ کہ العار خیر من النار۔ جو خلاف حکم الٰہی ہے۔ حالانکہ لا ینال عہدی الظالمین اور دلن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا۔

قرآن صامت مین موجود ہے۔ پھر قرآن ناطق فیصلہ دے۔ نہین نہین۔ امیر معاویہؓ باوجود خطاکار ہونیکے کافر اور مشرک نہ تہا۔ تب ہی یہ معاملہ ہوا۔ حضرت علی المرتضےٰ اپنے حق پر تھے۔ حق مین ساعی رہے امیر معاویہؓ بطلان پر رہا۔ شہزادہ حسنؓ الصلح خیر پر کاربند ہوکر اپنا حق تہوڑے زمانہ کے لئے ترک کردیا۔ اگر امیر معاویہ عہد معین پر رہتے۔ تو سارے الزام لغو ملغا ہوجاتے۔ لیکن افسوس کہ ایسا بہی نہ ہوا۔ بلکہ یزید کو ولی عہد بنانا۔ حضرت امام حسنؓ کے قتل کا متمنی بل ساعی اور ان کے شہید ہونے پر خوشیان منانی جیسا کہ تذکرہ حسنیہ مین ذکر ہوگا۔ اگر صحیح ہے تو بلا ریب عذر اور خلاف عہد ہے۔ لیکن باینہمہ امیر معاویہ کے اسلام مین خلل انداز ہونا اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہدینا خلاف طریقہ حقہ ہے۔ ہم یقینا کہتے ہین اور نہایت زور سے کہتے کہ اگر امیر معاویہ کافر ہوتا۔ تو کبھی بہی امام حسن مجتبےٰ گو ہزار دقتین پیش کیون نہ ہوتین سریر نبوت پر اسے نہ بٹھاتے۔ اور نہ بیعت کرتے شہزادہ امام حسینؓ شہید کربلا کے واقعات کو اگر ملا کر دیکھ لیا جائے۔ تو ہمارے پیش کردہ مضمون پر اعلےٰ درجہ کی روشنی پڑتی ہے۔ اور معاویہ ویزید مین فرق بین نظر آجاتا ہے۔ کہ چونکہ یزید عنید کی ایمانی صلاحیت بالکل رفو چکر ہوچکی تہی۔ اس لئے

Marfat.com

سر پر حکومت چہ معنے بلکہ ہاتہہ مین ہاتھ ملانا بہی پسند نکیا۔ اور اپنے ذی مناقب جگر گوشہ واحباب کو خدا تعالے کی نافرمانی نکرنے اور قوانین شرعیہ کے مستحکم کرنے کے لئے فدا کردئے۔ کہ ان کا ایک ایک فرد عالم کے ہزارون لاکہون ذی مراتب سے افضل واکمل تھا۔ اور پیشوائے ہمہ خود بدولت بہی سرخرو ہوکر بارگاہ ایزدی مین شکریہ کرتے ہوئے التماس کی۔ کہ حضور عالی تخلع وترک من یفجرک کے چٹیل میدان کا کیسا مصداق بہادر ہون۔ اور ممکن ہے۔ کہ زبان حال یہ بہی کہہ رہی ہو۔ کہ ہم دونو نونہال شجرہ نبویہ نے اپنے اپنے موقعہ پر وہ سایہ افگنی کی کہ اس سے زیادہ امکان بشری سے خارج ہے۔ میرے برادر حسن مجتبےٰ نے وہ فردتنی کی۔ کہ ادنے صلاحیت معاویہ کی دیکہکر باوجود اس علم کے کہ اسنے فاش غلطی کا ارتکاب کیا کہ وہ ہمارے والد ماجد سے مقابلہ کرتا رہا۔ اور ان کی بہی اطاعت نہ کی۔ اپنی تمام سلطنت کا مالک بنا دیا۔ اور اپنی بے نفسی کا نقشہ ایسا کہینچکر دکہلایا۔ کہ قیامت تک وہ دنیا کی نظر کے سامنے ہی۔ اور مین نے یزید کی کوئی صلاحیت نہ دیکہی۔ اور کورا پایا۔ اسلئے بمعہ خاندان و ہمراہیان جانین دینے تک دریغ نہ کین۔ اے پروردگار دوعالم ہم دونون نے جو جوانمردی کی۔ وہ حضور پر مخفی نہین۔ انکا صلہ کیا ہے۔ غالبًا اس کا جواب یہی ہوگا۔ کہ بہشت برین جو جوانمردون کا مقام ہے۔ اور آپ صاحبان نے جو جوانمردی کی۔ وہ سب سے افضل واجل ہے۔ اسلئے علاوہ دیگر انعامات شفاعت وغیرہ کے آپ کے لئے پہلے ہی سے بزبانی سرور عالم سید الشباب اہل الجنۃ کے لقب کا قبل از واقعہ اعلان کردیا گیا ہے۔ اولئک علیہم صلوۃ من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون۔ المختصر امیر معاویہ کے خطا سنکر اور صحابیت بر حال کے ثبوت کے لئے صوفیہ کرام سے صرف جامی اور علماء عظام کے ایک دو منقولات کو پیش کرکے اور یہ بہی کہ زبان درازی ان کے حق مین بہتر نہین۔ بلکہ بحق سرور عالم

Marfat.com

و مرتبہ صحابیت حرام ہے۔ اس مضمون کو ختم کرتے ہین۔
مولانا عبدالرحمن جامی نے سلسلہ الذہب مین لکہا ہے۔ اور کیا اچھا فیصلہ لکہا ہے۔ کہ امیر معاویہ کی صحابیت بھی برقرار خطا منکر بھی ضرور۔ مخالفین کی طرح لعن طعن بھی ناجائز اور وہ یہ ہے۔ ؎

وان خلافیکہ داشت باحیدر	درخلافت صحابیٔ دیگر
حق درانجا بدست حیدر بود	جنگ با او خطائے منکر بود
آن خلاف از مخالفان مپسند	لیک از طعن ولعن لب بربند
اگر کسے را خدائے لعنت کرد	نیست لعن ومن وتواش برخرد
درباحسان وفضل شد ممتاز	لعن ماجز بما نگردد باز

شاہ عبدالعزیز فتاوے مین لکہتے ہین۔ کہ بالجملہ اصلح ہمین است کہ وے (معاویہ) را مرتکب کبیرہ باید دانست وزبان از طعن ولعن بند باید نمود۔ شیخ عبدالحق محدث تکمیل الایمان مین امیر شام کی نسبت فرماتے ہین۔ کہ اگرچہ بجہت تصور بعضے امور کہ قدر مشترک ازان بحد تواتر رسیدہ است ارباب سیر وتواریخ نقل کنند باطن را وحشتے وخاطر را کدورتے دست دہد۔ باوجود آن سلامت در اغماض وکف لسان است انتہے۔ ہم نے اس طول طویل مضمون کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور حتے المقدور دونون پہلو تحت نظر رکہکر افراط تفریط سے کنارہ کش رہے۔ تاریخی واقعہ کے فوٹو کشی مین نہ فروگذاشت کے مرتکب ہوئے۔ نہ رنگ آمیزی کی مصنوعی سجاوٹ کے روادار۔ ہمارا اخیری فیصلہ یہ ہے۔ کہ امیر شام تجاوز اللہ عنہ ورضی اللہ اتنے بُرے نہ تھے جتنا کہ مخالف دکہاتے ہین۔ ہم نے مانا کہ وہ فرد قرارداد جرائم کے مجرم تھے۔ اور یہ بہی کہ ان کی مزین قبا کے دامن صحابیت پر یہ بالکل بدنما داغ ہے جسکا مٹنا ناممکن نہ سہی مشکلتر ضرور ہے۔ لیکن پہر بہی وہ مسلمان تھے۔ رسول اللہ کے کاتب تھے۔ اور رانی خان کے نہین بلکہ سرور عالم کے سالے تھے۔ خلیفہ حق

Marfat.com

کی بوجہ نفسانیت وغفلت پاس نہ ہتی۔ اسلام کے زیر سایہ ضرور ہتی۔ اسلامی کام بھی کئے۔ فتوحات اسلامی مین بھی خاص نمبر حاصل کئے۔ خلطوا عملا صالحا واخر سیئا عسی اللہ ان یعفوا عنہم سے خارج نہ تھے۔ غضب تو یہ ہوا۔ کہ ایک گروہ نے ان کے معائب کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا۔ کہ محامد کی بھنک بھی کانون تک نہ پہونچی۔ دوسرے گروہ نے ان کے محامد کا ایسا مجموعہ تیار کیا۔ کہ معائب والزامات کا خطور بھی قلوب پر نہ آسکے۔ ؎

آن قدر ذکر کن کہ گر جائے گفتہ آید کس اعتماد کند

اسلام ایسا سچا منصف اور غایت درجہ کا عادل ہے۔ کہ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرہ شرا یرہ اس کا ایک قانون ہے۔

علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے شرح شفا مین دونو شقون کو ملحوظ رکھکر امیر معاویہ کا یہ فیصلہ دیا ہے۔ کہ معاویہ ہو یا انکے متبعین انکو خطا۔ بغی۔ خروج فساد کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔ لیکن لعنتی کہنا ہرگز جائز نہین۔ ان کی اپنی عبارت یہ ہے۔ اما معاویۃ واتباعہ فیجوز نسبتہم الی الخطاء والبغی والخروج والفساد واما لعنہم فلا یجوز اصلا ۱۲

بعضے کج فہم نیم ملایان یہ گپ اڑایا کرتے ہین۔ کہ اگر علی المرتضے رضہ مدینہ عالیہ مین خلیفہ مانے جاچکے تھے۔ تو امیر معاویہ کے سر پہ بھی شام مین چتر حکومت سایہ افگن تہا۔ ممکن ہے کہ جدید بیعت انہون نے بھی کرالی ہو۔ چونکہ شام و مدینہ طیبہ مین فاصلہ طویلہ ہے۔ اسلئے دونون خلیفہ مستقلہ حقہ اپنے اپنے علاقہ کے سمجھے گئے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ناظرین باتمکین سمجھ سکتے ہین کہ ایسے فرضی ڈگھوسلے کہ جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ورقیق ہین۔ انکا جواب دینا تو آسان ہے لیکن مجیب ایک عجیب حیرت مین رہ جاتا ہے۔ کہ ایسی چالبازی ودروغ بیانی کا سلسلہ اگر جاری رہا تو حق نمائی کا روشن آفتاب سیاہ بادل کی آڑ مین

Marfat.com

چھپ جائیگا۔ علامہ نووی نے جو بڑے حامی اور امیر معاویہ کے طرف دار بھی ہین۔ حدیث خلیفتین کے نیچے لکھتے ہین۔ کہ ایک خلیفہ کی بیعت ہو جانے کے بعد دوسرے خلیفہ کی بھی بیعت ہو جائے۔ تو اول صحیح ہو گی۔ جس کا ایفا واجب ہے۔ اور ثانی باطل ہو گی۔ اور اس کا ایفا بھی حرام ہو گا۔ اسی طرح خلیفہ ثانی پر طلب الخلافۃ بھی ناجائز و حرام ہو گا۔ پھر لکھا ہے۔ کہ ایسا معاملہ ایک شہر مین ہو یا مختلف شہرون مین پھر یہ بھی کہ بلدین منفصل ہون یا متصل سب کا ایک ہی حکم ہے جو بیان ہو چکا اخیر مین لکھتے ہین واتفق العلماء علی انہ لا یجوز ان یعقد بخلیفتین فی عصر واحد سواء اتسعت دار الاسلام ام لا۔ یہ بھی صاف لکھدیا ہے۔ کہ قد سبقت بیعۃ علی رض الخ

اب ہم فضایل معاویہ کی پرکھہ جانچ دکھلاتے ہین۔ کہ یہ کس مرتبہ پر تھے۔ محدث محدث امام نسائی سے دریافت کیا گیا۔ کہ وہ امیر معاویہ کے فضل و منقبت کی کوئی حدیث بیان کر سکتا ہے۔ تو اس محدث نے جواب دیا۔ لا اعلم الا لا اشبع اللہ بطنہ یعنی اور تو مین کچھ نہین جانتا۔ لیکن یہ معلوم ہے۔ کہ حضور نے اسکے حق مین یہ فرمایا تہا۔ کہ خدا تعالے اس کا شکم پر نہ کرے یہ اس حدیث کیطرف اشارہ ہے جسے مسلم نے اپنی صحیح مین حضرت عبداللہ بن عباس کی زبانی روایت کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مین لڑکون سے کھیل رہا تہا۔ کہ حضور سرور عالم اچانک تشریف لائے۔ مین اُن کو دیکھکر ایک دروازہ کی اوٹ مین پوشیدہ ہو گیا۔ آپ نے مجھے مابین کتفین ہاتھ مبارک مار کر فرمایا۔ کہ معاویہ کو بلا لا پھر مین نے آکر عرض کی۔ کہ وہ کھانا کھاتا ہے۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ لا اشبع اللہ بطنہ۔ سفر السعادۃ مین صاف لکھدیا ہے۔ کہ فضایل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح اور ثابت نہین وغیرہ فی غیرہ۔ ترمذی نے ایک حدیث بحق معاویہ رض لکھی ہے۔ کہ سرور عالم فداہ ابی و امی نے اسکے لئے فرمایا۔ اللہم اجعلہ ھادیا۔ مھدیا و ھدی بہ اھدیہ الناس۔ الٰہی معاویہ کو ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ بنا دے۔

[1] یہ مسلم ہے کہ فتح مکہ کے بعد کے مؤلفۃ القلوب تمام صحابہ سے کم مرتبہ پر ہین۔

Marfat.com

اور لوگون کو بھی اسکے ذریعہ سے ہدایت کر۔ اور یہ ضرورتاً معلوم ہے کہ دعا سرور عالم خالی جانے والے نہین۔ یقین کرنا چاہئے۔ کہ وہ مخطی فی الاجتہاد بہی کیون ہون۔ جو بزبان سرور عالم ہادی مہدی ہون۔ اُن سے اگر ایسے معاملات وقوع مین آئین۔ جو پریشان کن عالم ہون۔ کہ ایسے ہادی مہدی کو تمام علما مخطی قرار دین۔ گو حیلہ حوالہ سے مخطی فی الاجتہاد ہی سہی۔ تو پہر تو ہادی و مہدی اور اہدیہ الناس کی دُعا کا اچھا اثر ورثۃ الانبیاء نے سمجہا۔ ما ینطق عن الہویٰ انّ ہو الا وحی یوحی کے عالی مرتبہ صاحب لولاک کی حدیث صحیح متواتر بہی اس پر خوب منطبق ہوگی۔ جو عمارؓ کو فرمائی تہی۔ کہ تقتلک الفئۃ الباغیۃ یدعوہم الے الجنۃ ویدعونہ الے النار رواہ البخاری وغیرہ کما مر بشرحہ۔ حاشا وکلا۔ حجۃ اللہ البالغہ نے جزما لکہا۔ کہ معاویہ سیرۃ الملوک رکہتا تہا۔ القصہ یہ حدیث عقلا و نقلا صحیح نہین معلوم ہوتی۔ عقلا تو ظاہر ہے کہ جسکے حق مین ایسی دُعا ہو۔ وہ داعی الے النار یا داعی الے النار کے فرقہ کا سپہ سالار نہین ہو سکتا۔ خصوصا داعی الے الجنۃ کے فرقہ کے قلع و قمع کا تو وہ روادار بھی نہین ہو سکتا۔ چہ جائے کہ وہ داعی الے الجنۃ کے قتل کو فارق حق و باطل سمجہکر بہی ایسی تاویل کرے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہو۔ نقلا اسلئے کہ اسے صحیح نہین مانتے۔ کہ ترمذی خود بھی صحیح نہین کہتا۔ حسن غریب کہا ہے۔ ترمذی کے حسن غریب قول کا سمجہنا مشکل بتلایا جاتا ہے۔ کیونکہ حسن حدیث تو وہ ہے۔ کہ جسکے اسناد کوئی راوی متہم نہ ہو۔ اور نہ شاذ ہو۔ اور غریب کا لفظ صحیح اور غیر صحیح دونو پر اطلاق پاتا ہے۔ لیکن اغلب غیر صحیح پر بولا جاتا ہے۔ یعنی اکثر الغرائب غیر صحیح ہے۔ کما فی المقدمۃ اور یہ بہی مانی ہوئی بات ہے کہ حدیث حسن کا مرتبہ حدیث صحیح کے مرتبہ سے کم بتلایا جاتا ہے جب حسن کے ساتہہ غریب بھی کہا جائے۔ تو اس کا درجہ اور کم ہو جاتا ہے چونکہ اس حدیث کے رجال مین سعید بن عبد العزیز ہے وہ ثقہ تو تہا۔ لیکن آخر عمر مین اس کا ہوش و فہم مختلط ہو گیا تہا۔ کما فے التقریب۔ اسی طرح عبد الرحمٰن بن عمیرہ کو صحابی لکہا گیا ہی۔ چنانچہ

Marfat.com

ترمذی نے بصراحت لکھدیا ہے۔ کہ کان من اصحاب رسول اللہ اور یہی کہ سرور عالم سے بطریق عن روایت کرتا ہے۔ لیکن تقریب التہذیب مین حافظ نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ اسکے صحابیت مختلف فیہ ہے۔ علاوہ برآن اس حدیث کا اسناد عنعنہ ہے۔ اور اس مین بحث طویل ہے بہرصورت یہہ حدیث مخدوش ضرور ہے۔ اخیر مین ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر پر خاتمہ کرتے ہین۔ کہ انہون نے ترجمہ مشکوۃ مین حدیث مذکور کی عدم صحت کے متعلق بحث کرکے لکھا ہے کہ اگر صحیح بہی ہو۔ تو در غیر چیزے خواہد بود۔ کہ خطا کردہ باشد وحق بدست ایشان نیامدہ و در فتنہ و ابتلا افتادہ از راہ ہدایت برگشتہ باشد انتہے۔ کما مر باقی رہا اثر ابن عباس جو بخاری شریف مین ہے۔ کہ جب امیر معاویہ کے ایک وتر پڑھنے پر انکار کیا گیا۔ تو حضرت عباسؓ نے معترض کو فرمایا۔ وہ انہ من اصحاب النبیؐ۔ روایت بالمعنے کا دائرہ چونکہ وسیع ہے۔ دوسری روایت مین انہ فقیہ ہے۔ پہر کھینچ تان کر انہ مجتہد بتلایا گیا ہے۔ واللہ اصح ہو الاول۔

علی قاری نے منہ پہاڑ کر اثر عباس رضؓ کا یون مطلب لکھدیا ہے۔ کہ اگر امیر معاویہ نے ارتکاب خطا کیا ہے۔ کہ خلاف احادیث مشہورہ ایک رکعۃ وتر ادا کی۔ لیکن تو اسے چھوڑ دے۔ اب ہم ایک اور حدیث کا ذکر کرتے ہین۔ جو صحیح مسلم مین ہے۔ جو ہمارے مضمون پر پوری روشنی ڈالیگی۔ اور یہ بہی معلوم ہوگا۔ کہ امیر معاویہ کو لوگ ہادی و مہدی سمجہتے ہین یا مخلوط الاعمال کہ خذ ما صفا ودع ما کدر کا طریقہ ان سے بہی برتنا چاہئے۔ عبدالرحمن ابن عبہ رب الکعبہ بیان کرتے ہین کہ مین مسجد الحرام مین داخل ہوا۔ کیا دیکہتا ہون کہ عبداللہ[1] بن عمرو بن عاص[2] کعبہ شریف کے سایہ مین وعظ فرما رہے ہین

---

[1] یہ اپنے والد سے ۱۲ برس چہوٹے تہے۔ اس کا والد تو امیر معاویہ کا فدائی تہا۔ اور یہ خود حضرت علی المرتضے کے دلدادہ تہے۔ چونکہ امیر شام نے ان کے والد عمرو بن عاص کو فہمایش کی تہی۔ کہ عبداللہ بیٹے کو سمجہادو۔ کہ وہ ہمارے پاس آیا جایا کرے تو ہمارے حریف کے [2] (دیکہو صفحہ ۱۸۳)

Marfat.com

اور لوگون کا اس پر اجتماع ہو رہا ہے۔ مین بہی اس مجمع مین داخل ہو کر واعظ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ اُسنے حدیث شروع کی کہ ہم نے سرورِ عالم کے ساتھہ ایک سفر مین ایک مقام پر ڈیرے ڈالدیئے۔ بعض ہم سے خیمے اور بعض تیر و کمان اور بعض سواریون کی اصلاح مین لگے ہوئے تھے۔ کہ یکایک رسول اللہ کے منادی نے الصلوۃ جامعۃ کی ندا پکاری یعنی اسی وقت سب سرورِ عالم کی حضور مین حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم سب حضور مین حاضر ہو گئے۔ آپ نے سب کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی نہین گذرا مگر یہ کہ اسپر یہ فرض تہا۔ کہ وہ اپنی اپنی امت کو جن مین ان کی بہتری سمجہتا ہو۔ بتلا دے۔ اور رہنمائی کرے۔ اور جو چیز ان کے حق مین بد جانتا ہو۔ اس سے ڈرائے۔ (مجہپر بہی حق ہی کہ مین تمہین آگاہ کردن)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۲ م پاس اسلئے وہ حسب فرمان والد ظاہرا امیر معاویہ رض کے پاس بہی رہتے۔ کما فی الشیخ۔ یہ بزرگ کاتب الاحادیث اور بڑے عابد و عالم اور خاشع تھے۔ انکے سن وفات مین اختلاف ہے ۵۵ھ سے ۶۵ھ تک لکہا ہے واللہ اعلم ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۲ ۵۲ عمرو بن عاص۔ یہ بہی قریشی ہین۔ ہجرت کے پانچوین آٹہوین سال مسلمان ہوئے۔ حضور نے اسے عمان کا حاکم مقرر فرمایا تہا۔ امیر عمر و عثمان رض کے عہد مین بہی یہ برسر حکومت رہے۔ مصر کی فتح بعہد خلیفہ ثانی رض اسی کے ہاتہ سے ہوئی۔ چونکہ طبیعت کے تیز اور مزاج کے جوشیلے تھے۔ ذہین رسا اور نکتہ سنج بہی تھے اسلئے فراست بہی رکھتے تھے۔ امیر عثمان رض نے باوجود نرمی مزاج بوجوہ مفیدہ اپنی خلافت کے چار سال بعد انہین مصر کی حکومت سے معزول کر دیا۔ پہر معاویہ بن ابی سفیان رض نے اسے اپنے عہد مین اپنے مقربین کے مرتبہ پر ممتاز کیا اور مصر کی حکومت ان کے سپرد کی ۴۳ھ مین بعمر ۹۰ سال رحلت گزین ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ مین کتاب الایمان کے فصل اول کی اخیر مین لکہتے ہین کہ جب انہون نے مرض الموت مین قدم رکہا تو نہایت قلق و اضطراب مین تھے۔ کہ کیا معاملہ پیش آئیگا۔ ان کے فرزند عبداللہ نے آکر تسلی دی۔ کہ آپ کیون اتنے ہراسان اور افتان خیزان ہین۔ کیا آپ جہاں باکمال سرورِ عالم کے زائرین سے نہین۔ کیا وہ کوئی ایسا ویسا معاملہ ہے۔ عمرو نے جواب دیا۔ کہ بیٹا تم سچ کہتے ہو۔ میری عمر کے ۳ حصہ ہین۔ ایک حصہ تو اس طرح گذرا۔ کہ دشمن ترین مردم میرے نزدیک رسول اللہ تھے۔ پہر ایک حصہ بفضل الٰہی ایسا گذرا کہ احب ترین مردم رسول اللہ تھے۔ تیسرا حصہ زمانہ نبوی کے بعد حکومت و امارت مین کٹا جس مین افراط تفریط ہوتی رہی۔ اسی کا خوف طاری ہی۔ اگر فضل باری ہو تو بیڑا پار ہی ورنہ غواری ہے تاہم

Marfat.com

تم جو یہ امت ہو۔ اسکے اول مین عافیت ہے۔ قریب ہے کہ اسکے اخیر مین ایک بلا آنیوالی ہے۔ اور ایسے منکرات کہ جنہین تم ناپسند کروگے۔ اور ایک فتنہ ایسا قائم ہوگا۔ کہ تمہین کمزور اور پریشان کردے گا۔ اور ایک فتنہ وہ ہوگا۔ کہ مومن یہ کہہ اُٹھیگا۔ کہ مین ہلاک ہوا پھر وہ فتنہ منکشف ہوجائیگا۔ پھر نیز ایک فتنہ آئیگا جس مین مومن یہ کہیگا۔ یہ فتنہ بڑا سخت ہے۔ یہ فتنہ بڑا سخت ہے۔ پس جو شخص دوست رکھتا ہو۔ اسبات کو کہ وہ دوزخ سے دور ہو۔ اور بہشت مین اسکی قیام گاہ ہو۔ اسکو چاہیئے کہ وہ ایسا ثابت قدم حق پر رہی۔ کہ اسکو موت اسحالت مین آئے کہ وہ خدا تعالےٰ اور آخرت پر پکا ایمان رکھتا ہو۔ اور لوگون سے اسی طرح میل جول رکھے۔ جیسا کہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ اور جس شخص نے امام کی بیعت کرلی ہو اسکے ہاتھ مین ہاتھ ملایا ہو۔ اسکو دل کا ثمر عطا کیا ہو۔ جہانتک ہوسکے اس کی اطاعت کرے۔ اگر اس امام کے ساتھہ کوئی اور منازعت کرے تو ملجلکر اس کی گردن توڑ دینی چاہیئے۔ عبدالرحمن بن عبدرب الکعبہ راوی کہتا ہے۔ کہ مین نے اسوقت واعظ کے بہت قریب ہوکر پوچھا۔ کہ مین تم سے حلفاً پوچھتا ہون۔ کیا تم نے خود یہ رسول اللہ سے سنا ہے۔ وہ میرے طرف جھک آیا۔ اور کہا۔ کہ ہان یہ میرے کانون نے سُنا اور دل نے نگاہ رکھا۔ پھر مین نے اُسے کہا (کہ بڑا غضب ہوا) تیرا چچیرا بھائی معاویہ تو ہم کو یہ حکم کرتا ہے۔ کہ ہم آپس مین ایکدوسرے کا مال باطل طور پر کھائین۔ اور اپنی جانون کو قتل کرین۔ حالانکہ خدا فرماتا ہی یاایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما پھر کہتا ہے کہ واعظ میرے یہ کلام سنکر ایک ساعۃ تو خاموش ہوگیا۔ بعد مین جواب دیا کہ اطع فی طاعۃ اللہ واعصہ فی معصیۃ اللہ عزوجل۔ خدا کی طاعت جس امر مین ہو وہ بات اُس کی مان۔ اور جس امر مین خدا تعالےٰ کی معصیت لازم آئے۔ وہ بات اسکی

Marfat.com

زمان۔ یہ ہے ہادی و مہدی کی حکایت۔ اس سے جو نتیجہ مرتب ہو سکتا ہے۔ وہ مخفی نہین۔ ہر ایک انصاف پسند کے لئے یہ ضرور ہے۔ کہ ٹھنڈے دل سے بے رو و رعایت نہایت احتیاط سے ہر ایک واقعہ کی تصویر دکھلائی۔ تاکہ خلاف واقعہ کے الزام کا ملزم نہ ہو۔ اور میزان عدل کا پلہ طرفداری کے رخ پر نہ جھک سکے واللہ ہو الہادی۔ ایک دفعہ کاتب نے یہ کارنامہ ایک دوست کو دکھلایا۔ کہ اس مین اصلاح اگر وہ مناسب سمجھے۔ تو کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ انصاف سے ہو۔ نہ اعتساف سے۔ اس عزیز نے دیکھہ بھال کر رخش آمیز لہجہ مین کہا۔ کہ واقعات تو صحیح ہین۔ لیکن ان کا اخفا اچھا ہے پھر ساتھ ہی رُخ بدل کر مسکراتے ہوئے کہا۔ کہ ایک دفعہ وعظ کے موقعہ پر مین بھی مقامات علوی بیان کرتے ہوئے۔ جنگ صفین کے تذکرہ مین خطا امیر معاویہ کو ضبط نہ کر سکا۔ اور کہلم کہلا کہدیا۔ کہ واقعی امیر معاویہ نے اُس معاملہ مین ناحق شناسی کی۔ لیکن باایں ہمہ بہتر وہی ہوگا۔ جو مین نے پہلے کہا۔ اسپر کاتب الحروف نے جواب دیا۔ ؎

چو نتوانی کہ رازِ خویشتن پنہان کنی ۔۔۔ پس چرا رنجی گر آنرا دیگرے افشا کند

القصّہ۔ اسماء الرجال مین لکھا ہے۔ کہ معاویہ امیر عمر کے زمانے مین متولی شام مستقر رہوا تھا۔ مرتے دم تک شام پر متولی رہا۔ اخیر عمر مین۔ اخیر عمر مین جب بیماری لقوہ مین مبتلا ہوا۔ اور پیمانہ عمر بھی لبریز ہو گیا۔ تو اپنی کرتوت یاد کر کے نہایت پر درد لہجہ مین کہا۔ یا لیتنی کنت رجلا من قریش بذی طوی ولم ار من ھذا الامر شیئا۔ پھر وصیت کی۔ کہ تہمد و قمیص اور چادر نبوی جو میرے پاس ہے مجھے اس مین کفنانا۔ اور موئے مبارک و ناخن نبوی جو اسکے پاس تھے۔ انکی نسبت کہا۔ واخشوا منخری وشدقی ومواضع السجود منی بشعرہ والظفارہ وخلوا بینی وبین ارحم الراحمین! ختم

رجب کے مہینے سنہ ۶۰ھ مین فوت ہوا۔ تقریبا ۸۰ برس عمر شمار کی گئی۔ (تقریب التہذیب)

Marfat.com

فضیلت خلفاء اربعہ باہمدگر

یہ بڑا معرکۃ الآراء اور ادق مسئلہ ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ بجز طبع آزمائی اور جودت نمائی کے کچھ بہی اس کا حاصل نہین۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ چارون بعد الانبیاء افضل ہین۔ خلفاء حقہ ہین۔ ترتیب کو تفضیل لازم نہین۔ چونکہ چارون ہی مستحق خلافت تہے۔ اور ہر ایک اس کام کے قابل تہا۔ خلاق عالم نے حسب وعدہ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحت منکم الخ ہر ایک خلیفہ کی عمر مین وہ ترتیب ازل مین قرار دی۔ کہ جس سے کسی حقدار کا حق نہ مارا جائے۔ کما مر۔ اور یہ بہی بزبانی سرور عالم معلوم کرا دیا۔ کہ الخلافۃ ثلاثون سنۃ۔ یعنی خلافت کاملہ حقہ ۳۰ برس ہوگی۔ بعد کا وعدہ نہین کہ فقط حقہ ہو۔ گاہے چنین گاہے چنان۔ پس اس ترتیب ازلی کو جو بمقتضے استحقاق وقوع مین آئی۔ اسکی تغییر و تبدیل کا تو کسی کو یارا نہ تہا۔ نہ ہی۔ نہ ہوگا۔ صرف قرطاس اور قلم سواد اور وہم ہے۔ کبہی قرطاس کی پہیلی پر زور دیا جاتا ہے۔ کبہی سواد کا شور برپا کیا جاتا ہے۔ ادہر بعض اہل تسنن بہی جادہ مستقیم سے کسیقدر ادہر اُدہر ہوئے۔ جسکا مقتضے یہ ہی۔ کہ حضرت علی رض خلفاء ثلاثہ سے ہر صفت مین من کل الوجوہ پست اور کم رتبہ تھے۔ حاشا للہ۔ اور پہر وہ آثار نقل کئے جاتے ہین۔ جو صحاح مین موجود ہین۔ کہ صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم بزمانہ نبوی ؐ کہا کرتے تھے۔ کہ بعد النبی ؐ ابو بکر صدیق و عمر رض فاروق و عثمان غنی خیر الامۃ ہین۔ حالانکہ شارحین نے اسکو مقید کیا ہے۔ یعنی فی امر الخلافۃ[1] او خیر الامۃ دون اہل بیت النبوۃ۔ اسی طرح خود حضرت علی ؑ کا فرمودہ ہے۔ کہ اگر کسی نے مجہے عمر رض و ابو بکر رض سے افضل بتایا تو مین اسپر حد جاری کرونگا۔ یعنی جسنے یہ کہا۔ کہ

[1] مولانا جامی بہی اسی طرف اشارہ فرماتے ہین۔ ؎ درمیان ہمہ نبود حقیق ٭ بخلافت کسے بہ از صدیق ٭

Marfat.com

خلافت ظاہرہ پر اول ہی اول مین افضل تھا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ سے تو مین اس پر
پر حد جاری کرونگا۔ کیونکہ وہ ترکیب ازلی کے خلاف کرنے کا متمنی ہے۔ اور یہ معاملہ
بالکل صاف ہوجاتا ہے۔ اس خطبہ علیؓ سے جسے قول مستحسن مین حلیۃ اولیا ابونعیم
سیوطی سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ خطب علیؓ فقال الا ان خیر ھذہ الامۃ بعد
نبیھا ابوبکر و عمر فقام رجل فقال وانت یا امیر المومنین فقال نحن اھلبیت لا
یواذینا احد یعنی حضرت علیؓ نے ایک خطبہ مین فرمایا۔ اے لوگو خبردار رہو۔ کہ
بعد النبیؐ اس امت محمدیہ سے ابوبکر و عمرؓ بہتر ہین۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر
عرض کی۔ کہ حضور! آپ کا کیا مرتبہ ہے۔ جواب دیا۔ کہ ہم تو اہلبیت نبویؐ ہین۔
ہم سے کوئی موازنہ نہین کرسکتا۔ دوسری روایت مین ہے۔ نحن اہل بیت لا
یقاس بنا احد ۱۲ ابن عمر فرمایا کرتے تھے۔ علی من اہل البیتؓ لا یقاس بہم احد
انتہے کذا قال الدہلوی بروایت نسائی۔ علمائے محققین نے (شکر اللہ سعیہم) ہر ایک
خلیفہ کی خلفاء اربعہ سے فضیلت و خیریت باختلاف الاحوال والمحال بقید حیثیت
بیان کرکے ہر ایک صاحب کا حق ادا کیا ہے۔ شاید یہ نکہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ عقلی
میزان ضمائر کی جواہر سنجی کے لئے ڈنڈی شکستہ میزان سے کم مرتبہ پر ہے۔
شیخ صاحب نے کیا اچھا لکھا ہے۔ فرماتے ہین بدانکہ مسئلہ فضیلت ازان قبیل است
کہ دروے جزم و یقین را طمع نتوان داشت و عقل را بمعرفت بمعنی کثرت ثواب
بطریق استدلال راہ نیست الخ

یہی وجہ ہے کہ کوئی صاحب شیخینؓ کا وہ مرتبہ دکھلاتے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ
کا مرتبہ بڑا نام رہجاتا ہے۔ خلاق عالم کو چاہے کچھ کا کچھ کہتے رہو توبہ کرتے
ہی فلاح دارین حاصل ہے۔ لیکن شیخین کی بے ادبی کے بعد قبولیت توبہ کا
دروازہ مسدود۔ قیامت تک گر گراتے رہو۔ ناک رگڑتے رہو ویسے مرتد
کے مرتد۔ پھر بعض توجیہ کے مرد میدان حق العبد کی لم بیان فرماکر طولانی
تقریرین کرتے ہین۔ لیکن حق العبدؓ کے جواب مین قید شیخین کی لم اگر پوچھ

Marfat.com

لی جائے۔ تو بجز جہل اور بد ہضمی لانے اور سرخ چشمی کے کچھ نظر نہین آتا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ کو گویا متروک البعض بنا رکھا ہے۔ دوسرے حضرات صرف اہلبیت کے ایسے گرویدہ ہین۔ وہ تو علیؓ کو خود خدا بنا دکھلاتے ہین۔ شیخین کی فضیلت یعنے چہ بجز خاتم المرسلین تمام انبیاء سے افضل بتلاتے ہین۔ اہلبیت کی گرویدگی کا معیار سب الشیخینؓ ہے۔ سید الانبیاءؐ کا ہم پلہ اگر ہے تو علیؓ ہے۔ جبرئیل غلطی نہ کرتے تو سرور کونین آپ ہی تھے۔ اب بھی کم نہین۔ معراج مین بجائے خلاق عالم انہین کا ظہور ہوا۔ طرفہ یہ کہ انگشتری بھی ہاتھ مین تھی۔ اللھم انا نسئلک السلامۃ من الافراط والتفریط ۔

پھر فضیلت کے تذکرہ مین یہ بحث بھی چھڑ جاتی ہے۔ کہ فضیلت جو بیان کی جاتی ہے۔ قطعی ہے۔ یا ظنی۔ اگر قرطاس کو دنگل مین ان دونو پہلوانون کو دیکھا جائے۔ تو دونو ڈنڈ پیلتے ہی رہجاتے ہین۔ اگر ہو سکا تو دھولین کفر و فسق کی لگا کر علیحدہ ہو گئے۔ نہ یہ چت ہوا نہ وہ ٹکٹ بینائی مفت رائگان سے جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے۔ ان محققین نے ظنی ہونے کا فیصلہ دے ہی دیا ہے۔ شیخ نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ مختار نزد اکثر محققین آنست کہ ظنی است۔ حق تو یہ ہے۔ کہ چارون ہی نکتہ شناس شریعت چارون ہی واقف اسرار نبوت تھے۔ حقوق اللہ و حقوق نبوی مین کسی طرح کی مداہنت کے روادار نہ تھے۔ دین محمدی کی جو خدمت ان سے ہوئی۔ حقیقت مین وہ انہین کا حصہ تھا۔ ہر ایک نے اپنا کمال و خلوص دکھلایا۔ لیکن با اینہمہ بشر تھے۔ اگر کسی سے کوئی ایسی بات وقوع مین آئی جو لازمہ بشریت ہے۔ تو اس کا موقعہ اور محل اور اقتضائے وقت اور مصلحت زمانہ۔ ان سب کو خیال کر کے دیکھا جائے تو ان کی تقدس اور انکی دیانت داری مین سر مو فرق نہین آتا۔ خطائے بزرگان گرفتن خطاست کا صوفیانہ قاعدہ ناسمجھ لوگون کے لئے تو بجائے مرشد اور سمجھدار انسانون کے لئے تازیانہ ہے۔ یہ بھی کہنا ضروری ہے۔ کہ مورخین۔ مفسرین محدثین سب ایک درجہ پر نہین ہے۔ ان مین مراتب کا لحاظ۔ قواعد کی پرکھ جانچ۔ ہر ایک کے

Marfat.com

قول کو اپنے مرتبہ پر دیکھنا سہل کام نہین۔ حاطب اللیل وناقد النہار کو ایک نظر سے دیکھنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ یہ امر بھی یقینی ہے۔ کہ طرفین نے اس امر مین باب وضع احادیث بھی مفتوح کر رکھا تہا۔ کم سے کم شرح سفر السعادت دہلوی ملاحظہ ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

القصہ قرآن واحادیث پر نظر ڈالنے سے بصراحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلفاء اربعہ کی فضیلت من جہۃ الحیثیات ہے۔ نہ اول کو من کل الوجوہ ثانی۔ ثالث۔ رابع پر۔ نہ ثالث کو اول ثانی رابع پر نہ رابع کو ثلاثہ پر۔ نہ بالعکس چونکہ بحث طویل ہوتا ہے۔ اسلئے بعض محققین کے فیصلہ پیش کر دیتا ہون۔ اور والسلام۔

قول مستحسن مین لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؓ سے جسقدر روایتین ہین۔ کہ ابوبکرؓ تمام امت سے افضل ہے اس سے اہلبیت مخصوص ہین۔ اور متکلم نے اس مین اپنے آپ کو داخل نہین کیا۔ اس کی اپنی عبارت یہ ہے۔ ان المرتضی قال ذالك فی سائر الامۃ دون نفسہ فان المتکلم ربما لا یدخل نفسہ فی حیز کلامہ کما تقرر فی مقامہ وبہ یوفق ویطبق ائمۃ السنۃ بین احادیث کثیرۃ کما لا یخفی علی العرفاء لو قال ذالك فی سائر الامۃ دون اھل بیت النبوۃ ۱۲ کمام

یواقیت مین علامہ شعرانی فرماتے ہین۔ والحق ان افضلیۃ احد من وجہ لا توجب مفضولیۃ الاخر من کل وجہ وھذا ظاھر عند کل مکابر۔ یعنی حق بات یہی ہے۔ کہ کسی ایک کا من وجہ افضل ہونا دوسرے کی من کل الوجوہ مفضولیت کا موجب نہین ہے۔ اور یہ بات حق کے نہ قبول کرنیوالے کے سوا سب پر ظاہر ہے۔ پھر دوسرے مقام پر اس سے بھی صاف طور پر لکھدیا ہے۔ کہ محض خلافت کی سبقت اس امر کی مقتضی نہین ہوسکتی کہ تفضیل کی بھی مقتضی ہو۔ شاہ ولی اللہ رحمہ نے بھی اخیر عمر مین حسن العقیدہ مین یہ لکھدیا ہے کہ ہم جو افضلیت صدیق یا فاروق کے مدعی ہین ہمارے سے ہماری یہ مراد نہین ہوتی۔ کہ وہ افضلیت ایسی عام ہو۔ جو نسبت شجاعت۔ علم و

Marfat.com

اشال اینہا سب کو شامل ہوسکے۔ علامہ قاسم قول مستحسن مین فضایل خلفاء اربعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین۔ والمخلص فی ھذہ المسئلۃ اعتبار الوجوہ و الحیثیات۔ یعنی کسی جہت سے کوئی افضل اور کسی حیثیت سے کوئی۔ وودونہ خرط القتاد شیخ محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ حدیث طیر کے ترجمہ مین لکھتے ہین۔ کہ حدیث مصرح ہی کہ علی المرتضےٰ رض احب الخلق عند اللہ تھے۔ شارحین اس مین تخصیصات و تقییدات کی بخین لگاکر یہ کہتے ہین کہ احبیت۔ دوسرے چچیرے بہائیون کی نسبت یا تمام قرابت دارون کی جہت سے ہوگی۔ اور یہ اسلئے کہا جاتا ہے۔ کہ شیخین پر احبیت لازم نہ آئے۔ لیکن شیخ صاحب تہوڑا دور چلکر تعجبًا فرماتے ہین۔ کہ اگر بعض را محبوب تر بہ بعض وجوہ وحیثیات دارد چہ مشود۔ یعنی اگر کوئی صحابی کسی حیثیت سے دوسرون سے ممتاز ہو۔ تو اسکے برقرار رکہنے سے کون سی رخنہ اندازی ہوجاتی ہے۔

ترمذی شریف مین ابن عمر رض سے روایت ہے۔ کہ مین نے اپنی پھوپہی کے ساتھہ بخدمت ام المومنین حضرت صدیقہ رض حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ حضور سرور عالم کے نزدیک احب الناس کون تہا۔ حضرت ام المومنین نے جواب فرمایا۔ کہ اس مرتبہ پر حضرت فاطمۃ الزہرا فائز تہین۔ پہر مین نے سوال کیا۔ کہ جناب! مردون مین محبوب تر کون تہا۔ تو فرمایا۔ کہ وہ علی المرتضےٰ شوہر فاطمۃ الزہرا تھے۔ امام عراقی لکھتے ہین۔ کہ فاطمہ و ابراہیم بالاتفاق خلفاء اربعہ سے افضل ہین۔ بعضے فقہا و محدثین کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اولاد سرور عالم پر خلفاء اربعہ افضل نہین ہے۔ جیسا کہ شرح امالیہ مین منقول ہے۔ واقرہ الفاضل المحدث الدہلوی فی شرح حدیث المذکور للترمذی ملا علی قاری شم العوارض فی رد الروافض مین ایک طولانی بحث کے بعد فرماتے ہین۔ کہ بحث افضلیت صحابہ اسی طرح تفضیل ملائکہ علی البشر ونحوہ من مبحث الامامۃ والخلافۃ من ظنیات الفرعیات المناسب ذکرھا فی المسائل الفقہیات اذ مدار الاعتقاد علی الدلالۃ القطعیات۔ یہ لکھتے ہوئے فرماتے ہین۔ کہ افضلیت اگر بمعنی کثرت ثواب ہے۔ تو وہ ہم کو بتلایا نہین گیا۔ غیر معلومۃ لنا ہی

Marfat.com

اگر کثرت علم وحلم کی وجہ سے ہے تو ادلہ متعارضہ ہین۔ اسی جہت سے مسئلہ اتفاقی نہین رہا۔ بعض مشائخ نے یون ہی فرمایا ہے۔ کہ علی المرتضےٰ اخیر عمر مین ابوبکر صدیق رض وعمر فاروق رض سے افضل ہوگئے تھے۔ لزیادۃ المکاسب العلمیۃ والمراتب العملیۃ۔ پھر لکھا ہے۔ کہ یہ طوائف اسلامیہ کا اختلاف دلیل صریح ہے۔ کہ مسئلہ تفضیل ادلہ قطعیہ سے نہین ہے۔ احادیث اس بارے مین باوجود ظنیہ ہونیکے متعارض بھی ہین جو مانع ہین۔ کہ یہ مسئلہ یقینیہ نہین۔ علاوہ برآن کسی صحیح حدیث سے یہ امتیاز نہین ہوسکتا کہ جو فضیلتین بیان کی گئی ہین۔ وہ بلحاظ اکثریت ثواب ہین یا کس طرح۔ تو ان امور کے معلوم کرنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ترک الجدل فی ہذا البحث اولےٰ لان المدار علے طاعۃ المولےٰ۔ اسلئے فاضل سہروردی عارف باللہ فرماتے ہین۔ اگر میری نصیحت مانے۔ تو تمام جھگڑون سے علیحدہ ہوکر چارون خلفاء کا برابر محب ہو۔ اور اس سے برکنار رہ۔ کہ وہ افضل ہے۔ اور یہ فاضل انتہے۔ اسکا انکار نہین ہوسکتا۔ کہ ایک گروہ محدثین اور اکثر مشاہیر صوفیہ حضرت علی المرتضےٰ رض کی افضلیت سے رطب اللسان ہین باین حضرات شیخین کے کمالات کے مقر ومعترف ہین۔ اور افضلیت جناب صدیق رض کا بھی جم غفیر اہل اسلام قائل ہے۔ اور ساتھ ہی علی المرتضےٰ رض کو شیر خدا۔ عمدۃ للاتقیا باب علم المصطفےٰ ص سردفتر اولیا۔ خامس آل عبا۔ فخر اسخیا سب کچھ مانتا ہے۔ نظر انداز وہ دو گروہ ہین۔ جو ان دونو سے ایک کی مدحت مین سرشار رہو کر دوسرے کی مذمت کے دپے رہا کرتے ہین۔ اور مادہ نزاع ثانی ہے۔ نہ اول واللہ ہوالہادی ؎

نام شان جز باحترام مبر جز بتعظیم سوئے شان منگر

سید صدیق حسن نے باوجود عصبیت اپنے رسالہ سائق العباد الےٰ صحۃ الاعتقاد مین لکھا ہے۔ کہ فضیلت ترتیبی سے یہ مراد نہین۔ کہ اول کو ثانی پر اور ثانی وثالث کو ثالث ورابع پر جمیع کمالات ذاتیہ ملکات کسبیہ مین فضیلت کلی حاصل ہے۔ جسکا مقتضے یہ ٹھیرتا ہے۔ کہ حضرت علی رض کرم اللہ وجہہ جو کہ جامع نسب وحسب اور شجاعت وقوت اور علم

Marfat.com

ظاہر و باطن و دیگر صفات مین مرد کامل تھے۔ پہلے تینون خلیفون سے گہٹ جائین۔ معاذ اللہ عن ذالک انتہے۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے۔ کہ چارون ہی رہبران حق۔ چارون ہی کامل مطلق تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علمی عملی کارنامہ میرے خیال مین پورے تو بجائے خود اس کا عشر عشیر بہی اگر بیان ہو۔ تو دفاتر چاہئین۔ وانی لی ذالک بلوی عما دون العشر جس کا تمام ہو۔ باب مدینۃ العلم جسکا نام ہو۔ فقط سورہ فاتحہ کی تفسیر، شتر بمشکل اوٹہائین۔ ایک رکاب سے دوسری رکاب مین پاؤن لے جانے تک تمام قرآن از بر سنائین۔ اقضاکم علی۔ جسکا شان ہو۔ کرار غیر فرار۔ جسکا مکان ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو تمام دانشمندان اپنی مجموعی حالت کا اندازہ لگا کر صحیح صحیح یہی کہینگے۔ کہ ہم اس شعر کے مصداق ہین۔ ؎

دہر عمرے تمام گشت بپایان رسید عمر ما ہمچنان با دل وصف تو ماندہ ایم

حضرت میرزا مظہر جانجانان حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کی توجہ کی نسبت لکہتے ہین۔ کہ مجہے جب کوئی بیماری ہوتی ہے۔ تو توجہ بآنحضرت میشود و سبب حصول شفا میگردد۔ پہر لکہتے ہین کہ یکبار قصیدہ کہ مطلعش این است ؎

فروغ چشم آگاہی امیر المومنین حیدر
نور انگشت یداللہی امیر المومنین حیدرؓ

بجناب ایشان عرض نمودم۔ نوازشہا فرمودند۔ پہر لکہا ہے محبت آئمہ اطہار موجب ایمان و سرمایہ بقائے تصدیق و ایقان ست۔ ہیچ عمل بجز محبت این اکابر وسیلہ نجات نداریم ؎

نکرد مظہر ما طاعتے و رفت بخاک نجات خود بتولائے بوتراب گذاشت

انتہے کلمات طیبات۔ آیہ مباہلہ مین انفسنا و انفسکم مین انفسنا کی تفسیر باتفاق مفسرین و محدثین محمد مصطفےٰ و علی المرتضےٰ ہین۔ لاغیر کما رواہ الحاکم وغیرہ۔ یہی وجہ تہی کہ حضور سرور عالم جب غار کو معیت صدیق تشریف برہوئے تو اپنے خاص سریر پہ اپنی خاصی چدر اڑہا کر علیؓ ہی کو اپنے قایم مقام ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ کہ ہم

Marfat.com

نفسی کا مضمون زیر توجہ رہے۔ گو حضرت صدیق رضہ کو بھی انواع اقسام کے فیوضات سے بہرہ یاب فرماتے ہوئے۔ ان اللہ معنا کے اکلیل سے وہیم غار پر ممتاز فرما کر چار دانگ مین منادی کرادے۔ کہ اگر علی المرتضے رضہ انفسنا مین بالاشرکت غیری مکرم ہے۔ تو ان اللہ معنا مین ابوبکر صدیق ہی بالاشرکت غیری معظم ہے۔ احادیث مین بھی علی مرتضے کو کنفسی کے اعزاز سے سرور عالم نے کرات مرات معزز فرمایا۔ کما لایخفے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ من سب علیا فقد سبنی جسنے علی رضہ کو دشنام دہی کی۔ اُسنے مجھے گالی دی۔ کما رواہ احمد والحاکم (مشکوۃ) علی قاری اور سبکی نے جہات مختلفہ بیان کرکے ظاہرہ کفر لکھا ہے۔ دین خالص مین لکھا ہے۔ من سب علیا فقد سبنی۔ لما یلزم من سب سبی من جھۃ القرابۃ وفیہ دلالۃ علی ان سب علی کفر۔ مین کہتا ہون لزوم کفر کفر حقیقی نہین ہوتا۔ کما صرح فی محلہ۔ کفر لزومی مین زمین آسمان کا بون بعید ہے۔ فتامل۔

فضائل مولا علی المرتضی ابن عم المصطفی علیہما السلام

صواعق محرقہ وغیرہ نے لکھا ہے۔ کہ صدہا آیات در مدح ممدوح قرآن شریف مین موجود ہین۔ تکریم المومنین مین تین صد آیات قرآنیہ کا بحق آن ستودہ صفات نازل ہونا بتلایا ہے۔ احادیث کی تعداد ان گنت ہے۔ امام احمد۔ قاضی اسمعیل۔ ابو علی نیشاپوری۔ نسائی صاحب سنن وغیرہ محققین کا اتفاق ہے۔ کہ کسی کے حق مین اس قدر احادیث مروی نہین ہوئین۔ جسقدر کہ علی المرتضے کے مناقب و فضایل مین وارد ہوئین۔ چونکہ اس وقت ہمکو اسقدر فرصت نہین۔ اور نہ استیعاب ممکن ہے۔ اسلئے تبرکا و تیمنا صرف دو آیتین پیش کرکے اسی کام کیطرف متوجہ ہون گے۔ کہ نحن بصددہ۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون۔ یعنی یقینا تمہارا ولی۔ اللہ اور

Marfat.com

اس کا رسولؐ اور وہ ہین جو ایمان لائے۔ اقامت نماز کرتے ہین۔ اور زکوٰت بحالت رکوع ادا کرتے ہین۔ حدیث شریف مین ہے۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہے۔ جسکا مین مولا ہون۔ علےؓ اس کا مولا ہے۔ صرف یہ اشارہ کردیتے ہین۔ کہ مثنوی مین مولانا روم نے یہ کہدیا ہے۔ کہ مولیٰ آزاد کنندہ کو کہتے ہین۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ تمام امت انکی غلام و مطیع ہے۔ اور بجز اجازت مولا۔ تصرفات اور لین دین ان کا جائز نہین ہو سکتا۔ چونکہ علی المرتضےؓ فنافی الرسول کے مقام مین اس مرتبہ مولے پر ہمرنگ بنی ہو کر وحدت کے سانچہ مین ڈہلے ہوئے ہین۔ کہ غلامون کو آزاد اور مجاز کرنے مین انہین خاص دلچسپی ہے جسکا یہ حاصل ہوا۔ کہ مومنین سرور و مسرت حاصل کرین۔ کہ ہمارے مولےؑ کیسے عالیذات و بلند ہمت ہین۔ مولانا ایک مضمون لطیف پر فرماتے ہین ؎

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود و ان علی مولا نہاد
گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولائے اوست
کیست مولا آنکہ آزادت کند — بند رقیت ز پایت بر کند
چون بآزادی نبوت ہادی است — مومنان را از نبیا آزادی است
اے گروہ مومنان شادی کنید — ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

آیہ شریفہ کے شان نزول مین جمہور مفسرین ہم زبان ہین۔ کہ یہ بحق مرتضےؑ نازل ہوئی۔ جمع بلحاظ تعظیم کے بعض مصرح ہین۔ خلاصہ شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسجد نبوی مین کسی سائل نے آکر سوال کیا۔ چونکہ کسی نے توجہ نہ کی۔ بحالت یاس واپس ہونے لگا۔ لیکن درد دل کے ساتھ بدرگاہ قاضی الحاجات استغاثہ کیا۔ کہ اے علیم و خبیر۔ اے درماندگون کے دستگیر تجھے معلوم ہے۔ کہ رحمۃ للعالمین کی مسجد سے محروم جارہا ہون۔ علی المرتضےؑ اسوقت نماز مین تھے۔ سائل کی غمناک آواز اور سوز و گداز کے لہجہ نے شیر خدا کے دل کو کپکپا دیا۔ اسی حالت مین وہ انگشت مبارک جس مین گویا خاتم سلیمانی تھی۔ سائل کیطرف بڑہادی۔ وہ انگشتری نکالکر مسرور ہوا!

Marfat.com

اور چلتا نظر آیا۔ بمجرد اس واقعہ کے حضور سرور عالم پر آثار وحی نمودار ہوئے۔ اور آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ آیہ شریفہ مین اس منقبت کا جو جاہ جلال ٹپکتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ مخفی نہین۔ خلوص قلبی واقعی ایک بڑے پایہ کا مرتبہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی عطا شدہ چیز کی بہی خصوصا ایسے ذی کرام سے کوئی حیثیت ہونی چاہیے۔ دو چار آنہ کی نقرئی انگوٹہی کے عطا کرنے پر یہ دہوم دہام کہ ملک العلام کی بارگاہ سے یہ اعلان قیامت تک چار دانگ مین مشتہر ہوتا رہے۔ کہ شاہ ولایت اور میر سخاوت علی المرتضیٰ مین کاشفین اسرار خدا یون مترنم ہون کہ ؎

گر معزز گشت انفاس مسیحا در کلام — در یقیمون الصلوٰۃ آمد ترا اعزازہا
بزیر نگین تو آمد دو گیتی — چو دادی بدرویش انگشتری

تفسیرون کو بغور ملاحظہ کیا۔ کہ اس انگشتری کا راز منکشف ہو۔ کہ وہ کیسی انگوٹہی تہی۔ لیکن راز سربستہ نہ کہلا۔ تحیر کی حالت طاری ہوئی۔ کہ یکایک ملہم غیبی سے القا ہوا۔ کہ یہ عقدہ کشائی پایہ شناسان اسرار طریقت و غوطہ زنان بحر معرفت کے اسفار سے ہوگی۔ دل باغ باغ ہوا۔ کہ دامن مقصود مراد محمود سے لبریز ہوگا۔ بسم اللہ کر کے اسفار کاشفین کا مطالعہ شروع کیا۔ بحکم من جد وجد و من دق الباب فتح۔ قصیدہ ملا خسرو رحمۃ اللہ کا یہ شعر ملا۔ ؎

آنچہ علیؓ داد در رکوع فزون است — زانچہ ہمہ عمر داد حاتم طائی

لیکن اس پر یہ حیرت کہ ایک انگوٹہی اور یہ تخمینہ قیمت۔ انّ ہذا لشیٔ عجاب۔ مگر حافظ کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آیا۔ ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است — سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

پہر بہی مین ہمت نہ ہار کر جویان پویان رہا۔ آخر الامر سعی مبرور مشکور ہوا۔ کہ شیخ شہید کی ایک نقل میری نظر سے گذری جسے علامہ محمد صالح حسینی ترمذی المتخلص کشفی نے اپنی کتاب مین لکہا ہے۔ کہ اس انگشتری کے حلقہ کی وزنی مقدار چار مثقال تہی۔ اور نگینہ یاقوت احمر کا۔ جسکا وزن ۵ مثقال تھا۔ اور اس نگینہ

کی قیمت کا تخمینہ ملک شام کے محاصل کے برابر تہا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کے قبضہ مین یہ انگوہٹی اس طرح آئی تہی۔ کہ جب طوق بن حران نامی گرامی پہلوان کو آپ نے قتل کیا۔ تو اسکی انگلی مین یہ انگشتری تہی۔ علی المرتضے نے اسے نکالکر بخدمت سرور عالم پیش کی۔ حضرت سید الکونین نے بقاعدہ من قتل قتیلا فلہ سلبہ آپ ہی کو عنایت فرمائی۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

آیہ ثانیہ۔ ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد۔ یعنی وہ کون ہے۔ جسنے اپنی جان بطلب خوشنودی مولا فروخت کردی۔ منقول ہے کہ آیہ مذکورہ بحق علی المرتضے نازل ہوئی۔ نزول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ جب سرور عالم کو مخالفین نے سخت تنگ کیا۔ تو خلاق عالم نے ہجرت کا ایما فرمایا۔ مخالفین باکدیگر متفق ہوئے۔ کہ کوئی کید اور داؤ چل نہین سکتا پس تمام منصوبے پس انداز کرکے اسشب مسلح ہوکر راہ بندی کرکے گہات مین رہو۔ جسوقت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آئین۔ اور قدم نہادی کرین زبانی گفت وشنید کا موقعہ نہ دو۔ تلوار سے معاملہ آرپار کردو۔ وحی کی تار نمودار ہوئی۔ کہ یہ مسودہ بازی اشرار کر رہے ہین۔ خبردار ہوکر کام سرانجام فرمائیے گا۔ سرور عالم نے بہلا کیا دینا تہا۔ مناسب انتظام کرتے ہوئے علی المرتضے سے فرمایا۔ کہ یا اخی آپ کو بستر نبوی پر آرام فرمانا ہوگا۔ جواب ہوا۔ زہے عز وشرف وقت معینہ پر اسد اللہ سے خدا حافظ کہتے ہوئے حسب الارشاد خداوندی مٹی کی مٹھی پر آیہ فجعلنا من بین ایدیہم الخ دم کرکے اشرار کے سر اور آنکھون پر پھینکتے ہوئے نکل گئے شیطان نے آکر جگایا۔ اور متنبہ کیا۔ کہ کس خیال سے بیٹھے ہو۔ کہا۔ بس آج ہماری تلوار اور نبی کا سر ہوگا۔ آخری فیصلہ ہے شیطان نے کہا۔ فیصلہ ہوگیا۔ پگڑیان تو سنبہالو۔ دیکہا تو غبار آلودہ تہین۔ کہا کہ بس تمہاری آرزوئین خاک مین ملا کر نبی اللہ چلدیئے (وفیہ قصتہ بل قصائص)۔

Marfat.com

ہمارا مطلب یہان صرف یہ ہے۔ کہ علی المرتضےٰ نے کس دلیری اور خلوص سے یہ کام کیا۔ کہ آیہ شریفہ جسکی مبین ہے۔ اسکی ذیل مین جبرئیل و میکائیل کا قصہ بھی مشہور ہے۔ جو مخفی نہین۔ اس قصہ مین ہے۔ تمکین نے آکر کہا بخ بخ من مثلک یا علی قد باہی اللہ بک ملائکتہ" کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ قرآن و حدیث کے ماہرین پر یہ بات پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ جس طرح سرور عالم نے شب ہجرت سریر اور بستر عطا فرمایا۔ اسی طرح بیوم غدیر منبر اور جہاد کے لئے ذوالفقار دوسر اور خانہ آبادی کے لئے دختر نیک اختر بضعۂ دل و جگر۔ سواری کے لئے کیا خود اپنا دوش اطہر عنایت فرما کر یوم المحشر خود قسیم کوثر فرمادیا۔ ابوتراب کے قرنہ سے اگر ابوالبشر بھی کہدین۔ تو شاید ناموزون نہوگا۔ لوگ تو ابوبکر صدیق کو بعد النبی خیر البشر کہتے ہین جانم فدائے او باد۔ لیکن مین تو علی المرتضےٰ کو بھی اس بارے مین ہم یہ سمجھکر علاوہ بر آن تمام انبیا، کا مفتخر سمجھتا ہون ؎ افتخار ہر نبی و ہر ولی گواہ ہے۔ مولانا مولوی معنوی کا ایک قصیدہ سلامیہ مناسب مقام ہے جزواً مین درج کرتا ہون۔ ؎

اے سرورِ مردان علیؓ — مستان سلامت نی کنند
اے صفدرِ میدان علیؓ — بستان سلامت می کنند
اے شحنۂ دشتِ نجف — از تو نجف دیدہ شرف
تو دُرّی و کعب صدف — مستان سلامت می کنند
اے قتل تعالوا تاج تو — تاجِ شہان تاراج تو
دوشِ نبیؐ معراج تو — مستان سلامت می کنند
اے نورِ پاکِ مصطفےٰؐ — با مصطفےٰؐ در یک عبا
اے مجتبےٰؐ اے مرتضےٰؐ — مستان سلامت می کنند
اے از ہمہ عصیان بری — مردان عالم را سری

Marfat.com

علم محمد را دری — مستان سلامت می کنند
اندر سما نامت علیؓ — واندر زمین نامت ولی
در علم دین تو کاملی — مستان سلامت میکنند۔

تکریم المومنین مین منقول ہے کہ ۳۰۰ آیات حضرت علیؓ المرتضےٰ کے حق مین نازل ہوئین۔ اور ایک ایک آیہ کی تفسیر کے لئے علیحدہ علیحدہ دفتر چاہئے۔ احادیث کی تعداد ان گنت ہے۔ امام احمد قاضی اسمٰعیل۔ ابو علی نیشاپوری۔ نسائی صاحب سنن کا اتفاق ہے۔ کہ لم یرو فی فضائل احد من الصحابۃ بالاسانید الحسان ما روی فی فضل علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ بالجملہ تعداد فضایل و مناقب و مکانت علم۔ فہم۔ و استقامت۔ شجاعت و شہامت۔ فراست۔ صادقہ و کرامات فارقہ اور شدت نصر اسلام۔ رسوخ قدم ایمان۔ سخا۔ صدقہ۔ باوجود ضیق حال۔ شفقت علے المسلمین۔ زہد۔ تواضع۔ تحمل جو حضرت کی ذات بابرکات مین تہے۔ اور تفاصیل ان مقامات کی ایک وسیع باب ہے جسکے لئے مجلدات دفاتر ہونی چاہئین۔ نہ ایسے مختصرات کہ جن مین قطرۂ از بحر بہی نہین سما سکتا۔ انفسنا وانفسکم میں علی المرتضےٰ معین ہین۔ اسی طرح احادیث کثیرہ مین مبین ہے۔ کہ علی کنفسی۔ رواہ احمد والحاکم والنسائی وغیرہم۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا مشہور حدیث ہے رواہ الترمذی قال السیوطی ہذا حدیث حسن لا موضوع۔ حدیث مواخاۃ مین آپ ہی نبیؐ کے جوڑی دال ہین۔ علی المرتضےٰ کا محب[1] مومن ہے اور مبغض منافق رواہ مسلم۔ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی متفق علیہ۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (ترمذی) من سب علیا فقد سبنی۔ ہؤلاء اہل بیتی مین خامس آپ تھے (مسلم)

---

[1] نعم ما قال الشاعر ؎ در بہر روزے گذاری صد نماز + در بداری صوم در عمر دراز + یا تو اندر علم دین اعظم شوی + در علوم شافعیؒ اعلم شوی + یا چو حنبلؒ مقتدائے دین شوی + در علوم مالکیؒ رہ بین شوی + مہر حیدر گر نباشد در دلت + کے توان گفتن سلیم و مقبلت + ہر کہ در عشق علیؓ نبود درست + رافضی خوانم مر او را از نخست + ۱۲

وغیرہ وغیرہ۔ غزوۂ بدر مین آپ کی عمر کیا بیش ۲۷ برس کی تھی۔ ستر مشرک اس دن مارے گئے۔ ازانجملہ ۲۱ علی المرتضےٰ نے قتل کئے۔ غزوہ اُحد مین بوقت سراسیمگی ۲۰ حضرت علی المرتضےٰ نے سات نفر اکابر اعدا کو واصل جہنم کیا۔ ابن اسحاق مورخ کا قول ہے۔ کہ فتح غزوۂ اُحد علیؓ کے صبر و استقلال سے ہے۔ خود علی المرتضےٰ سے منقول ہے۔ کہ اُحد کے دن مجھے ۱۶ ضربین لگین۔ مین بے طاقت ہوکر زمین پر گر گیا ایک خوبصورت جوان نے مجھے اُٹھا کر کہا۔ ہوشیار رہو جیو اور متوجہ خدا اور اس کا رسول تم پر راضی ہے۔ تم انہین کی اطاعت مین رہو۔ مین نے یہ ذکر سرور عالمؐ سے کیا۔ فرمانے لگے۔ اقرا اللہ علیک ذاک جبریلؑ۔ غزوہ خندق مین دس ہزار مشرک اور تین ہزار مسلمان۔ عمرو بن عبدود مشاہیر صنادید کفار سے تھا۔ بار بار مبارزہ طلب کیا۔ اسکے مقابلہ مین سب دبے رہے۔ علی المرتضےٰؓ نے بمنت اجازت طلب کرکے جاتے ہی ایک وار مین اسکو فی النار کر دیا۔ اور اسکے بیٹے کو بھی۔ اس معاملہ مین کفار کو بے قرار کر دیا۔ فرار ہوتے نظر آئے۔ ہذا باب واسع جدا

اخیر مین ہم وہی پرانا عذر پیش کرتے ہین۔ کہ ہمین مختصر طور پر سلسلۂ مرواریہ خاندان قادریہ کا مطلوب ہے۔ جسکے ہم درپے ہین۔ نہ استیعاب فضائل اہلبیت وصحابہ کے مناقب و مناصب یہ کون پورے کر سکتا ہے۔ ویطہرکم تطہیرا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ جنکے حقمین خود خلاق عالم کا فرمان ہو۔ اہل بیتی کسفینۃ نوح الخ اور اصحابی کالنجوم الخ سرور عالم کی زبان ہو۔ خصوصاً باب علم النبی فداہ امی وابی کی توصیف و تعریف کا پورا حق ادا کرنا مع لطائف وظرائف ہم تو یہی سمجھتے ہین کہ اللہ و رسولہ احق والیق ثم الذین ہم راسخون فی العلم۔ آپ کے القاب بکثرت ہین جس طرح فاتح خیبر۔ صفدر۔ اثر و رہے۔ اسی طرح ذوالقرنین بھی آپ کا لقب ہے۔ جو ذوالقرنین ماسبق سے سبق ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دونو کے درمیان نسبت سماو سمک ہے۔ ذوالقرنین کو نبیؑ نہ سمجھنا۔ کیونکہ وہ نبی نہین بلکہ اس مین ظن اور شک ہے۔ ان الظن لا یغنی عنک شیئا قرآن کا سبق ہے۔

Marfat.com

جو ہم نے کہا۔ انشاء اللہ یہ حق ہے۔ سرور عالم نے علی المرتضیٰ سے فرمایا۔ ان لك بيتا فی الجنة وانك لذو قرنيها۔ یعنی یقینا آپ کا کاشانہ بہشت مین ہے۔ اور آپ بہشت کے دونون طرف کے سردار ہونگے۔ القرن سید ہم مشہور لغت ہی۔ القصہ سردار جوانان جنت حسنین ہین۔ تو بہشت کے دونون طرفون کے سردار علی ذوالقرنین ہین فاطمہ سیدۃ النسا اہل الجنۃ مسلم فریقین ہے۔ حضور سرور عالم خود تو سید الکونین ہین اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہی پنجتنپاک دنیا و آخرت کے زیب و زین ہین۔ ہان ان کے والد رشید الی الصحابہ کرام خصوصا شیخین و ذی النورین بہی بہشت برین مین ان کے قرۃ عینین ہین۔ ان کے دشمن طرد الثقلین ہین۔

مختصر تذکرہ امام حسنؓ بن علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہما

تقی۔ زکی۔ سید۔ سبط۔ ولی۔ مجتبیٰ۔ حجت۔ ریحان۔ آپ کے القاب ..... ہین۔ آپ آئمہ اثنا عشر سے دوسرے امام ہین۔ آپ کی ولادت باسعادت نیمہ ماہ رمضان ۳ھ کو مدینہ طیبہ مین ہوئی۔ کما فی الخمیس و شواہد النبوت۔ آپ کی والدہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ہے۔ سرور عالمؐ نے بوقت ولادت آپ کے گوش مبارک مین اذان دی۔ کما فی الروضۃ۔ اور عقیقہ بھی آپ کا سرور عالم نے کیا۔ کما فی النسائی و ابوداؤد۔ آپ کی قابلہ (دائی) اسمار بنت عمیس تہین۔ آپ کا نام مبارک بوساطت جبرئیل خود خلاق جہان نے مقرر فرما کر بھیجا۔ (شواہد النبوت وغیرہ) از سینہ تا بفرق سر شبیہ سرور عالم تھے۔ بوقت ولادت اسمار مذکورہ اور ام ایمن نے آیۃ الکرسی اور معوذتین باشارہ نبوی پڑہا (خمیس)، قابلہ کو عقیقہ کے دن ایک ران اور ایک دینار حضرت سیدہ نے عطا فرمایا۔ خمیس۔ ساتوین دن بیوم عقیقہ ختنہ ہوا۔ آپکی مرضعہ حضرت عباس جو سرور عالم کے چچہ تھے۔ ان کی بیوی ام الفضل تہین۔ آپ کی خوبصورتی از حد فزون تھی۔ من احسن الناس وجہا،

Marfat.com

آپ کا حلیہ ہے۔ آپ کی گردن مبارک کو ابریق فضۃ لکھا ہے۔ اخیر عمر میں ریش مبارک کو حنا اور کتم کی مہندی لگایا کرتے تھے۔ بالکل اخیر مین وسمہ ترک کر دیا۔ سفید ریش ہو گئے۔ بیس حج پا پیادہ مدینہ حالیہ سے کئے فرماتے شرم آتی ہی کہ آستانہ الٰہی مین سوار ہو کر جاؤن۔ گھوڑے کو تل ساتھ ہوتے۔ وان النجائب لتقادمعہ۔ دو دفعہ اپنے تمام ملک سے فی سبیل اللہ علیحدہ ہو گئے۔ (خمیس) سخاوت آپ کا شیوہ تہا۔ سرور عالم کی محبت جسقدر اس شہزادہ سے تہی۔ اس کا اندازہ بجز علام الغیوب کون کر سکتا ہے۔ مشکوۃ شریف مین اسامہ بن زید سے منقول ہے۔ کہ جب وہ خود کسی حاجت کے لئے دربار رسالت مین پہونچا۔ تو اُس وقت سرور عالم دولت خانہ سے اس حالت مین تشریف فرما ہوئے۔ کہ کوئی چیز ڈہانپے ہوئے تھے۔ جسے مین معلوم نہ کر سکا۔ جسوقت میری مشکلکشائی ہو گئی۔ تو مین نے عرض کی حضور! یہ کیا ہے۔ جسے ڈہانپے ہوئے ہین۔ تو آپ نے پردہ اُٹہا دیا۔ مین نے نظر کی۔ تو حسنین شریفین تھے۔ فرمایا۔ یہ میرے فرزند اور میرے لختِ جگر کے دلبند ہین۔ پہر خدا تعالےٰ کی جناب مین التماس کی کہ الٰہ العالمین مین ان دونون کو محبوب رکہتا ہون۔ تو بھی انہین محبوب رکہہ اور محبوب رکہیو۔ ان لوگونکو جو انہین محبوب رکہین۔ (ترمذی) ابی بکرہ رض کہتا ہے۔ کہ مین نے سرور عالم کو منبر پر خطبہ پڑہتے ہوئے دیکہا۔ اور حسنؓ صاحبزادہ آپ کے پہلو مین تہا۔ آپ بحالت خطبہ سامعین کو بہی دیکہہ لیتے۔ اور حسنؓ کو بہی دیکہ لیتے۔ اور فرماتے یقیناً یہ میرا فرزند سید ہے (بخاری) ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ سرور عالم صاحبزادہ امام حسنؓ کو کندہے پر سوار کئے ہوئے تھے۔ کہ کسی نے عرض کی (شہزادہ کو خطاب کرکے) کہ اے لڑکے تو نے خیر الرا کب کی سواری کی۔ سرور عالم نے جواب دیا کہ سوار بہی خیر الراکب ہے۔ (ترمذی)

آپکے فضایل ان گنت ہین۔ ؎

پایۂ قدر او ازان بیش است — کہ تواند ادائے او کردن

Marfat.com

بلکہ نتوانم از ہزار زبان عشر اوصاف او بیان کردن

حضرت امام حسنؓ نے ایک خطبہ مین خود اپنی تعریف باین کلمات طیبات بیان فرمائی ہے ایھا الناس۔ من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن علی وانا ابن النبیؐ وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی الی اللہ باذنہ وانا ابن السراج المنیر وانا من اھل البیت الذی کان جبرئیل ینزل ویصعد من عندنا وانا من اھل البیت الذی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا وانا من اھل البیت الذی افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم فقال تبارک وتعالی ومن یقترف حسنۃ نزولہ فیھا حسنا فاقتراف الحسنۃ مودتنا اھل البیت۔ سیف چشتیائی فقل ازالۃ الخفاء تقریباً ششماہ خلافت پر صلح کرلی کما سیجی اسکے بعد معاویہؓ کوفہ مین داخل ہوا۔ اور امام حسنؓ مدینہ طیبہ کو چلے گئے۔ اور وہین رہے۔ یہ معاملہ سنہ ۴۱ھ مین ہوا۔ خلافت نبویؐ جسکا وعدہ بفرمودہ سرورؐ عالم تیس سال تہا۔ وہ ختم ہوگئی۔ من بعد زمانہ ملوک وغیرہ ہوا۔

یہ امر بہی قابل فروگذاشت نہین ہے۔ کہ خلیفہ اور ملک و سلطان کے مدارج متمائزہ بتلادئے جائین۔ خلیفہ وہ ہوتا ہے۔ جو حق سے لے۔ اور حق مین صرف کرے۔ ملک وہ ہی۔ جو کہ لینے اور صرف کرنے مین کچہہ پرواہ نہ کرے۔ کہ کہان سے لیا۔ اور کہان سے دیا۔ سلطان وہ ہی۔ جسکے ماتحت اور بادشاہ ہون اور اقل عسکر اس کا دسہزار سوار ہون۔ اور چند ملکون کا مالک ہو۔ اور کئی شہرون مین اسکے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔

خلافت محمدیہ علے صاحبہا وآلہ الصلوۃ والتحیۃ کا دارالخلافہ زمانہ قتل خلیفہ عثمان ذوالنورینؓ تک مدینہ منورہ تہا۔ پہر زمانہ علی المرتضےٰؓ مین کوفہ دارالخلافہ ٹہیرا۔ سینکہ فرقۂ بغات کا کہٹکا تہا۔ کہ کہین بوجہ بغض وعناد وحسد اس بلدہ طیبہ کی ارض ان کے ناشائستہ حرکات کی کشت زار نہ ہو۔ دل پر پتھر رکہکر مجبورا بانالہ وآہ روانہ ہوئے۔ ؎

Marfat.com

همسایہ چون بسوختن مارضا نداد رفتیم و در محلہ بیگانہ سوختیم

یہی حال امام حسنؓ کا ہوا۔ یہ بھی بیان کرنا ناموزون نہ ہوگا۔ کہ بعد امام حسنؓ زمانہ معاویہؓ مین دمشق دارالحکومت ہوا۔ اموی خاندان جن کے چودہ فرمانروا ہوئے اور جنکا زمانہ حکومت کچھ اوپر اسی سال کا تخمینہ ہے۔ دمشق ہی دارالحکومت رہا۔ بعد ازان عباسیہ زمانہ آیا۔ عباسی دو فرقہ ہین۔ ایک فرقہ عراق مین رہا۔ ان کے فرمانروایان کی تعداد ۳۷ ہے۔ آپ کا پہلا تخت نشین عبداللہ سفاح تہا۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پڑوتا تہا۔ انہون نے تمام قبور تاجداران بنی امیہ کہدوا کر۔ اُن کے استخوان جلا دیئے۔ اور گوشت کتون کے سپرد کیا۔ اور زندہ بچے بچاؤن کو جستجو کر کے قتل کروا لا۔ عباسیونکا دوسرا گروہ جنہون نے مصر مین حکومت کی۔ یہ ۱۵ ہوئے۔ انکی مدت حکومت ۲۵۵ سال اور شش ماہ ہی۔ انکے پہلے تاجدار مستنصر باللہ ہین۔ سفاح نے شہر انبار کو دارالسلطنت بنایا منصور نے بغداد کو۔ تا ایام معتصم بغداد ہی تخت گاہ رہا۔ معتصم نے سُرمن رائے کو پسند کیا۔ پہر بغداد مقرر ہوا تا کہ فتنہ تاتار ظہور مین آیا۔ اُس وقت مصر دیہیم گاہ عباسیہ قرار پایا۔ بنی ساسان نے پہلے پہل شہر بخدا کو قاعدہ سلطنت گردانا۔ پہر سلطان محمود نے غزنی کا انتخاب کیا۔ سلجوقیہ نے شہر ہمدان کو دارالامارہ بنایا۔ ملوک خوارزم نے بلدہ خوارزم کو عزت بخشی پہر زمان ملک عادل نور الدین شہید ہر اول دمشق قرار پایا۔ صلاح الدین نے مصر کو پسند کیا بعد ازان ترکون کا دور ہوا۔ تو انہون نے بہی مصر ہی کو قایم رکہا۔ پہر زمانہ سلطان سلیم خان قسطنطنیہ دارالامارت کے شرف سے ممتاز ہوا۔ چنانچہ اب تک اسی جگہ ہے۔ اب زمانہ سلطان محمد خامس ہے خلد اللہ ملکہ۔

Marfat.com

آپ کی خلافت کا مختصر تذکرہ

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقتول ہوئے تو چالیس ہزار سے زیادہ لوگون نے کوفہ مین حضرت سبط اکبر کی بیعت قبول کی - اور یہ سب کے سب پہلے حضرت علیؓ سے بھی بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے - اور بہت ہی گردیدہ تھے (خمیس) پھر آپ مدائن کو تشریف لے گئے - اور اقامت کی - (حیوۃ الحیوان) پھر تمام بیعت کنندگان کا یہی خیال ہوا - کہ بشام پر قبضہ کیا جائے - امیر معاویہؓ کے ذہن مین یہ سمایا ہوا تھا - کہ گو امام حسنؓ امام حسنؓ ہے - لیکن مین اسکے والد اسد اللہ کے سامنے سرنگوں نہین ہوا - بھلا یہ کیا اُن سے بڑھکر ہین - میری عمر کا پیمانہ چھلنے لگا - اور حیاتی کے دن کی شام ہو جائے - تو ہو جائے - لیکن شام کو ہاتھ سے نہین دونگا - خیر ہوتے ہوتے دونو اپنے اپنے مقام سے باکروفر نکلے - مسکن کے میدان مین جو سواد کی زمین سے انبار کے مضافات سے ہے - اقامت کر کے ڈیرے ڈالدیئے - امام حسنؓ نے خیال فرمایا - کہ گو مین فتح بھی حاصل کر لونگا - یا جس طرح مشیت ایزدی ہو گی - لیکن کلہ گو جم غفیر نیست و نابود ہو جائینگے - کہ نہایت فراخ دلی سے بلحاظ رحمدلی و مصلحت وقت ایک خط باین مضمون امیر معاویہؓ کو لکھا - کہ مین صرف شام نہین - بلکہ اپنی مقبوضہ مملکت بھی تیرے حوالہ کر دیتا ہون اور خود احد من الناس ہو کر خلع خلافت کرتا ہون - بشرطیکہ تو اس بات کو تسلیم کر لے کہ مدینہ عالیہ - حجاز - عراق کے لوگون سے کوئی سروکار نہ رکھے - اور کوئی چیز طلب نہ کرے اور یہ بھی کہ تیرے بعد ولیعہد مین ہونگا - اور یہ - کہ بیت المال پر مجھے اختیار رہو - کہ مین اپنی حاجات کے مناسب اس سے لیتا رہون امیر معاویہ اس خط کو دیکھکر بہت خوش ہوا - اور جواب دیا کہ مجھے آپکا ساختہ

Marfat.com

پرداختہ منظور ہے۔ لیکن دس شخص ہین۔ جن پر مجھے اطمینان نہین۔ ایک ان مین قیس ہے۔ جو سعد بن عبادہ کا فرزند ہے۔ مین نے قسم اُٹھائی ہوئی ہے۔ کہ اگر مین قیس پر قابو پا سکا۔ تو اسکی زبان اور دونون ہاتھ کاٹ ڈالون گا۔ امام حسنؓ نے خط مین آکر یہ لکھا۔ کہ مین ہرگز یہ بات قبول نہ کرونگا۔ جب امیر معاویہ نے دیکھا۔ کہ بنی بنائی بات بگڑتی ہے۔ تو ایک سفید ورق بھیجدیا۔ کہ جو چاہین لکھہ دین۔ مجھے سب منظور ہے۔ پھر انہین امور مذکورہ پر امام حسنؓ نے بیت المقدس مین جاکر۔ تورعا و قطعا للشر واطفاء لنائرۃ الفتنۃ بیعت کر لی اور مصالحت ہو گئی۔ اور حضور سرور عالم کی وہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ جو امام حسنؓ کے حق مین فرمائی تھی کہ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ قریب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ دو مسلمانون کے بڑے گروہون کے درمیان ان کی وجہ سے صلح کرا دیگا۔ نقلہ الخفیس من الاستیعاب۔

القصہ لوگون نے اس صلح پر آپ کو بہت نا ملایم الفاظ سے ملامت کی۔ کہ آپ عار المومنین ہو۔ وغیرہ وغیرہ بے خبر اس سے کہ ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

حضرت ممدوح سلام اللہ نے جواب مین فرمایا۔ العار خیر من النار وفیہ قصائص طویلۃ۔ آپ کثیر النکاح تھے۔ کتب مین ایک سو تک نکاحون کی تعداد کا پتہ چلتا ہے۔ وجہ کثیر النکاح ہونے کی یہ ہوئی۔ کہ لوگ مواصلت اہلبیت محبوب رکھتے ہین۔ اسلئے درخواستین ہوتین۔ کہ نکاح کے بعد طلاق کی پرواہ نہین۔ ایک دفعہ سلک اہلبیت مین منسلک ہونیکا شرف حاصل ہو جائے۔ ؎ بلبل ہمین کہ کافیۂ گل شود بس است۔ آپ نے متعہ کبھی نہین کیا فافہم۔ بزمانہ خلافت آپنے حاجب و دربان نہین رکھا۔ دربار ہر وقت کھلا رہتا۔ چند بار زہر دئے گئے۔ لیکن اخیر مین جعدہ بنت اشعث نے جو آپ کی منکوحہ تھی۔

Marfat.com

ایسا زہر ہلاہل دیا۔ کہ جس سے آپ کا جگر شق ہو گیا۔ کتب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زہر دی تو جعدہ ہی نے لیکن زہر کے دلوانے والے جنکی سازش سے یہ نونہال شجرۂ نبوت سید شباب اہل الجنۃ دنیا سے ناپید ہو گیا۔ وہ ایک ہی خاندان کے دو مرد میدان ہین۔ یزید عنید یا ان کے والد امیر معاویہ رشید۔ مولانا جامی تو کہلے منہ فرماتے ہین۔ کہ یہ بہی فرد قرار داد جرم معاویہ مین مکتوب ہے لکہتی مشہود آنکہ وزیر اخاتون جعدہ زہر داوہ است بفرمودہ معاویہ (شواہد النبوۃ) چونکہ شواہد کے نسخے اس عبارت مین مختلف ہین۔ بعض مین معاویہ کا نام اور بعض مین یزید کا۔ اس اختلاف کو مفتی غلام سرور لاہوری نے یون مٹایا ہے۔ کہ جعدہ منکوحہ امام حسنؓ وے را زہر دادہ بعضے بایما رمعاویہ۔ بعضے بایما ریزید پلید می فرمایند اما قول اول کہ مولانا جامی مصدق آن است مقرون بصدق است چرا کہ بعد شہادت آنحضرت معاویہ یزید را ولی عہد خود کرد و در حیات آنجناب حسب شرائط عہد نامہ ممکن نبود (گنجینہ سروری) میر جمال الدین حسینی بہی روضۃ الاحباب مین صاف لکہتے ہین۔ کہ معاویہ نے ۵۰ ہزار اور یزید کی بیگم بنا دینے کا وعدہ دیکر جعدہ کو اُبھارا تہا۔ بانیوجہ اُس نے تعمیل کی۔ روضۃ الصفا نے بہی امیر معاویہ کا نام انتخاب کیا ہے۔ سیر الاولیا مولفہ سید کرمانی مترجمہ غلام احمد خان بریان کے صفحہ ۱۵ پر لکہتے ہین۔ کہ جعدہ نے معاویہ کے برانگیختہ اور اُبھارنے واکسانے سے امام حسنؓ کو جس طرح ممکن ہوا زہر دیا۔ تذکرۃ السادات مین بہی اس معاملہ کا بانی معاویہ کو بتلایا ہے یہ بہی معلوم ہے۔ کہ امیر معاویہ نے کسی عیسائی ڈاکٹر کو جو زہر یلی دواؤن کا اُستاد مانا جاتا تہا۔ اسی کام کے لئے مقرر کیا تہا۔ چنانچہ ڈاکٹر غلام جیلانی خانصاحب لاہوری اپنی کتاب (۲۹) تاریخ الاطبا مین ابن اثال ڈاکٹر کے حالات مین لکہتے ہین۔ کہ ابن اثال دمشق کے نامور متقدم طبیبون مین خاص طور پر ممتاز اور مذہب عیسوی کا پابند تہا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان دمشق پر حکمران ہوئے۔ تو اسکو اپنا طبی مشیر بنا لیا۔ اور اُسکے بڑے معتقد ہو گئے۔ اور اس سے

Marfat.com

بہت کچھ سلوک کرتے۔ وہ بھی اکثر حاضری مین رہتا۔ ابن اثال زہریلی دواؤن کی تیاری کا خصوصیت کے ساتھ ماہر تھا۔ امیر معاویہ جن دشمنون پر فوج و سپاہ سے فتحیاب نہ ہو سکتے۔ تو حیلہ و تدبیر سے انہیں معدوم کر دیتے۔ ابن اثال کے مقرب ہونیکے یہی وجہ تھی۔ کہ اس سے خطرناک دشمنون کو چپ چاپ راہی ملک عدم بنا دینے کا نسخہ ہاتھ آتا تھا۔ اسی طرح مسلمان امراء و عمائدین کی ایک کثیر جماعت معاویہؓ نے مروا ڈالی۔ جن مین صحابہ۔ اہل بیت۔ اولاد صحابہ اور بڑے بڑے عربی قبایل کے سردار شامل تھے۔ الخ انتہے۔ یہ نقل بھی نقول مذکورہ بالا کی موئید ہے۔ لیکن اشہر قول یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ یزید عنید بانی تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ مثل مشہور ہے۔ کہ اگر "پدر نتواند پسر تمام کند" وہی معاملہ ہوگا۔ واللہ اعلم ہان یہ تو بلاریب ثابت ہی کہ امیر معاویہ امام حسنؓ کے واقعہ جانگداز سنکر شاداں بشاش ہوا۔ اور ہاشمیون کو بُری طرح چھیلا۔ اور کوسا۔ حدیث کی کتاب ابوداؤد کتاب اللباس مین لکھا ہے کہ امیر معاویہ کے سامنے امام کی وفات کا تذکرہ ہوا۔ تو ایک کمبخت نے کہا۔ جمرۃ اطفارہا اللہ یعنی امام حسن ایک دہکتا ہوا انگار تھا۔ جسے خدا نے بجھا دیا۔ نتہے محشی اسپر لکھتا ہے کہ جس نے یہ کہا تھا۔ معاویہ کی تبشیر و خوشی کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

القصہ زہر کے واقعہ کے بعد چالیس یوم آپ زندہ رہے۔ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے منہ سے نکلتا تھا۔ وہ نورانی چہرہ سبز ہو گیا۔ حضرت امام حسینؓ نے بعض موقعہ پر دریافت کیا۔ کہ جناب! زہر دینے والے کا کچھ تو ایما فرمائیے۔ جواب مین فرمایا۔ لا اقول لکم من سقانی۔ جس نے مجھے زہر دی وہ مین آپ کو نہین بتلاؤن گا جو وصایا ضروری تھے۔ وہ فرماتے رہے۔ اور وقت مقررہ پر اس آفتاب اسلام ریحان مصطفےٰ۔ لخت جگر مرتضےٰؓ نے اوائل ربیع الاول جان بجان آفرین سپرد کی۔ فداہ ابی و امی صلوات اللہ وسلامہ علی جدہ دائمہ وابیہ وعلیہ (معارف)

Marfat.com

امام حسین علیہ السلام اور پس ماندگان پر جو غم والم اس وقت طاری ہوا۔ اور اہلبیت کے پردہ نشینان پر جو مصیبت واقع ہوئی۔ اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جسکے دل مین اُن کی قدر و منزلت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ امام حسینؓ برادر حسینی اور محمدؓ و عباسؓ برادران علیؓ نے غسل دیا بروایت معارف ابن قتیبہ سعید ابن عاص نے جنازہ پڑہایا۔ بانیوجہ کہ مدینہ عالیہ کا یہ معاویہ کی طرف سے حاکم تہا۔ واللہ اعلم۔ روضہ مقدسہ مین دفن کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ کو کہا گیا۔ انہون نے اجازت فرمائی۔ لیکن مروان بن حکم ملعون ابن ملعون مانع ہوا۔ یہ بہی مدینہ عالیہ کا امیر معاویہ کیطرف سے عہدہ دار تہا۔ امام حسینؓ سخت ناراض ہوئے۔ اور مسلح ہوکر بمعہ ہمراہیان آمادہ ہوئے۔ کہ دیکہین کون روک سکتا ہے۔ لیکن خدام نبیؐ نے سمجہا بہجا کر باز رکہا۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ بقیع مین نزد والدہ ماجدہ خود جا گزین ہون۔ چنانچہ ایسا کیا گیا (نجم الکرامۃ) تذکرۃ السادات اور تاریخ خمیس مین لکہا ہے۔ کہ امام حسنؓ کثیر الاولاد تہے۔ لیکن نسل آپ کی صرف دو صاحبزادون سے چلی حسنؓ بن حسنؓ۔ اور زید بن حسنؓ سے۔ تذکرۃ السادات مین ۱۶ فرزند دکہلائے ہین۔ زید۔ حسین اثرم۔ طلحہؓ اسمٰعیل۔ حمزہؓ۔ یعقوبؓ۔ عبدالرحمن۔ عبداللہ حسن مثنیٰ۔ عمرؓ۔ قاسمؓ نمبر ۴ سے ۷ تک امام حسنؓ کے سامنے لاولد فوت ہوئے۔ تین کربلا مین شہید ہوئے۔ یہ بہی لاولد تہے۔ ۴ سے اولاد ہوئی۔ ان کے نام یہ ہین۔ زید۔ حسن مثنیٰ۔ حسین اثرم وعمر۔ اخیری دو صاحبزادون کی اولاد ہوئی۔ لیکن لڑکپن مین سلسلہ منقطع ہو گیا۔ باقی رہے دو زید و حسن مثنیٰ یہ کثیر الاولاد ہوئے۔ روئے زمین پر جو حسنی سادات ہین۔ اسکا منبع اور مصدر یہی دو صاحبزادہ ہین۔ نور الابصار مین چند صاحبزادیون کے نام بہی درج ہین۔

حضرت زید متولی صدقات سرور عالمؐ تہے انکی والدہ ام بشر بنت ابی مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ خزاجیہ تہین۔ آپ کریم الطبع۔ طیب النفس۔ کثیر الاحسان

Marfat.com

اور حسن تھے۔ شعرا نے ان کی مدح کی۔ مختلف الاقوام لوگ اطراف سے بطلب البر ان کے پاس حاضر ہوتے۔ سلیمان بن عبدالملک نے اپنے عہد مین ان کو صدقات کی مد سے معزول کیا۔ لیکن خلیفہ عبدالعزیز نے تخت حکومت پر اجلاس کرتے ہی ان کو پھر وہی تفویض کیا۔ اور نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ یہ امر پوشیدہ نہ ہو۔ کہ افسر صدقات بعد سرور عالم حضرت علیؓ و عباسؓ تھے۔ پھر صرف علیؓ کے پھر حضرت حسنؓ۔ پھر حسینؓ۔ پھر حسنؓ ثنی پھر عبداللہ بن حسنؓ تھے۔ پھر بنی العباس نے اپنا ہی اقتدار اس پر قایم رکھا۔ حضرت زید کا انتقال سنہ ۱۲۰ھ مین بعمر ۹۰ سال ہوا۔ شعرا نے ان کے مراثی لکھے پڑھے۔ ان کی طرف سے کبھی دعوی امامت نہین ہوا بلکہ کہا جاتا ہے۔ کہ اولاد حسنؓ مین کسی نے بھی یہ دعوی کبھی نہین کیا۔ یہ زید بن حسن بنی امیہ سے صلح رکھتے تھے۔ اور ان کی طرف سے متقلد اعمال تھے۔ اور انکی رائے تھی۔ کہ با دوستان مروت با دشمنان مدارا۔ حضرت حسن ثنی کا ترجمہ ذیل مین بعنوان مستقل ذیل مین درج ہوتا ہے۔

حضرت حسن ثنیؓ رضی اللہ علیہ

جناب ممدوح چونکہ اپنے والد امام حسنؓ مجتبےٰ کے ہم شکل تھے۔ اسلئے انہین کے نام سے موسوم ہوئے۔ بضرورت امتیاز درجہ ثنیٰ جزو نام قرار پایا آپ مہیب و جلیل۔ فاضل۔ رئیس ورع و اتقا مین مشہور تھے۔ حضرت علیؓ کے صدقات کے متولی بھی آپ مقرر ہوئے۔ حضرت مرتضےٰؓ کی شہادت کے وقت آپ کی عمر دس سال اور بوقت شہادت امام حسنؓ بیس سال اور اوان شہادت امام حسینؓ تیس سال تھی۔ حضرت ممدوح معرکہ کربلا مین اپنے عم بزرگوار کی معیت مین تھے۔ جب آپ میدان مین تشریف لائے۔ تو ظالمون نے ان پر یکدم حملہ کرکے تیرون کی بوچھار کردی۔ حتے کہ آپ لہولہان زخمون سے چور ہوکر گر

Marfat.com

پڑے۔ ابھی آپ مین رمق تہی کہ ملعونین نے اِن کے سر کو جُدا کرنا چاہا۔ اسوقت اسمار بنت خارجہ خزاعی حایل ہوگئین۔ اور دلیرانہ و شجاعانہ لہجہ مین ڈانٹ کر کہا کہ دعوہ اسے چہوڑ دو۔ خدا تعالےٰ کا فضل ہوا۔ کہ وہ ٹل گئے۔ اور اسمار انہین اُٹھا کر کوفہ مین لائین۔ اور معالجہ شروع ہوا۔ آخر آپ شفایاب ہوکر بفضلہ تعالےٰ مدینہ طیبہ مین وارد ہوئے۔ (اسعاف)

حجاج[1] علیہ ما یستحقہ سے صدقات کی تولیت کی بابت ایک دفعہ تکرار ہوئی۔ کیونکہ وہ اس عہدہ مین کسی دوسرے کو بہی شریک کرنا چاہتا تہا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ ہوگا۔ حجاج نے کہا مین زبردستی ایسا کر دونگا۔ اسپر خاموش ہوگئے۔ اور بعد مین شام کا سفر کرتے ہوئے دربار عبدالملک مین حاضر ہوکر حال بیان کیا۔ عبدالملک نے نہایت اجلال واکرام سے ان کی تسلی کی۔ اور حسن مثنےٰ کو بہت سے تحفے تحائف دئے۔ اور مدینہ تک پہونچانے کا نہایت احسن طور پر انتظام کراکے رخصت کیا۔ (نور الابصار) جناب ممدوح کے نکاح کے تذکرہ مین لکہا ہے۔ کہ امام حسینؑ کی خدمت مین آپ کی درخواست ہوئی۔ کہ شرف داماد ی سے اگر عزت بخشی جائے تو زہے نصیب۔ امام علیہ السلام نے جواب مین فرمایا۔ کہ فاطمہ و سکینہ دو بہنین ہین اسے اختیار ہوگا۔ جس سے چاہے نکاح کر دون۔ حسن مثنےٰ جواب سُنکر خاموش ہوگئے اور سر نیچے کر دیا۔ گویا زبان سے عرض تہی۔ کہ حضور مختار ہین۔ حضرت امام نے فرمایا کہ مین فاطمہ کو اپنی بھتیجی کے لئے منتخب کرتا ہون۔ تشریف البشر مین لکہا ہے۔ کہ یہ سیدہ صائمۃ النہار اور قائمۃ اللیل تھین۔ اور جمال مین مشابہ حورعین تھین اور نکاح کر دیا۔ (نور الابصار و تذکرہ) مشکوۃ شریف مین بروایت بخاری لکہا ہے۔ کہ جب حسن مثنےٰ فوت ہوئے۔ تو اسی بیوی (فاطمہ نے) ان کی قبر پر ایک خیمہ لگا کر مجاورت کی۔ اور برابر ایک سال بیٹھی رہی۔ پہر علیحدہ ہوگئین۔ ہاتف ہوا۔

[1] یہ مدینہ عالیہ مین حاکم تہا۔ عبدالملک کی طرف سے ۱۲ [2] فاطمہ بنت الحسین کربلا مین ساتہ تہین (نور الابصار)

Marfat.com

کہ کم کردہ چیز کو پایا۔ دوسرے ہاتف نے جواباً کہا۔ کہ نہین ناامید ہو کر پلٹ گئین اتنے
اس روایت سے محبت زوجین کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ کسقدر تھا۔ علی قاری نے
شرح مشکوۃ مین خیمہ کے فوایدمین لکھا ہے۔ کہ الظاھر الاجتماع الاحباب للذکر
والقراءۃ وحضور الاصحاب للدعاء بالمغفرۃ والرحمۃ واما حمل فعلھا علی العبث
للمکروہ کما فعلہ ابن حجر فغیر لائق بفعل اھل البیت ۱۲ اور یہ بھی لکھدیا ہے۔
فیستفاد منہ اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد القراء تحتھا فلا تکون
منھیۃ ۱۲ اصابہ مین لکھا ہے۔ کہ امام حسین نے حضرت فاطمہؓ اپنی والدہ کی قبر مبارک
پر ان کی کنیز آزاد شدہ مسماۃ رقیہ[1] کو مقیم کر دیا تھا۔ اسی حکم مین بناء رقبہ علی
القبور ہے۔ کما فی الدر ورد المحتار۔ المعروف بالشامی۔ علی قاری نے دوسری حدیث
مسلم مین سلف سے اور اسی طرح مجمع البحار مین بناء علی قبر المشائخ کی اباحت بیان کی
ہے۔ ان کی اپنی عبارت یہ ہے۔ وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء
المشھورین لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ ۱۲

احادیث صحیحہ مین جو بناء علی القبور منع ہے۔ اس کی علت اور ہے کما فی الشروح
یہ حضرت فاطمہؓ بڑھیا ہو کر سرورِ عالم سے سو سال بعد فوت ہوئین۔ علامہ ابن حجر نے
تقریب التہذیب مین اُن کے حق مین لکھا ہے۔ ثقۃ من الرابعۃ ماتت بعد الماتۃ
وقد اسنت طبقہ رابعہ تابعین کا ہے۔ اسماء الرجال مین لکھا ہے۔ کہ یہ بیوی بعد
حسن ثنےٰ حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کے پوتے عبداللہ بن عمر کے نکاح مین آئین
اور اسی طرح ہے جواہر الکلام شیعی مین۔

حسن مثنےٰ کا علم و ذکا مشہور ہے۔ وہ اس امر کے قائل نہ تھے۔ کہ حدیث من
کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ امامت و خلافت علی المرتضےٰ مین نص کا حکم۔ کہتی ہے۔
جب حسن مثنےٰ کی خدمت مین بعض خوش اعتقاد عدم دقائق رس نے بایں الفاظ

[1] رقیۃ مولاۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ۔ عمرت حتی جعلھا الحسین بن علی صقبۃ عقد
قبر سیدتہا فاطمۃ لانہ لم یکن بقی من یعرف القبر غیرھا فانہ عمر بن سبۃ فی
اخبار المدینۃ ۔ اصابہ صفحہ ۳۰۵

اپنی تراش خراش کی طرف راغب کرنا چاہا۔ کہ حدیث من کنت مولاہ۔ علی المرتضےٰ کی امامت ظاہری پر واضح دلیل ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ہرگز نہیں۔ اگر سرورِ عالم اس سے حکومت و سلطنت مراد رکھتے تو وہ افصح الناس اور انصح الناس للمسلمین تھے۔ یوں فرما دیتے۔ کہ میرے بعد قائم بالامر المسلمین علی المرتضیٰ ہونگے اور یہ بھی کہ اگر وہی معنے مراد لیا جائے۔ جو تم سمجھے ہو۔ تو پھر تمام لوگوں سے زیادہ گناہگار علی ہونگے۔ کیونکہ انہوں نے خدا اور رسول کے حکم کو ترک کیا۔ اور ٹالدیا حاشاہ من ذالک اصل روایت یہ ہے۔ اخرج ابو نعیم عن الحسن المثنیٰ بن الحسن السبط انہ لما قیل لہ ذالک ای ان خبر من کنت مولاہ نص فی امامۃ علیؓ فقال اما واللہ لو یعنی النبیؐ بذالک الامارۃ والسلطان لافصح لھم بہ فان رسول اللہ کان انصح الناس للمسلمین فقال لھم یا ایھا الناس ھذا ولی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا ما کان من ھذا شیئ فواللہ لئن کان اللہ ورسولہ اختار علیا لھذا الامر والقیام بہ للمسلمین من بعدہ ثم ترک علی امر اللہ ورسولہ ان یقوم بہ او بعذر فیہ الی المسلمین لکان اعظم الناس خطیئۃ لعلی اذ ترک امر اللہ ورسولہ حاشاہ من ذالک وفی روایۃ اخری عنہ ولو کان ھذا الامر کما تقول وان اللہ اختار علیا للقیام علی الناس لکان علیؓ اعظم الناس خطیئۃ اذ ترک امر رسول اللہ ولم یقم بہ فقال الرجل الم یقل رسول اللہؐ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال الحسنؓ اما واللہ لو عنی بہ القیام علی الناس والامرۃ لافصح بہ وافصح عنہ کما افصح عن الصلوٰۃ والزکوٰۃ ولقال ایھا الناس ان علیا ولی امرکم من بعدی والقائم فی الناس بامری فلا تعصوا امرہ انتھے (قول مستحسن) اس سے ظاہر ہے۔ کہ ولایت ظاہرہ کا معنی لینا خطا ہے۔ ہاں خلافت باطنہ بلاریب صحیح ہے۔ صواعق محرقہ میں صراحت کی ہے۔ کہ قطب الاولیاء ہر زمانہ میں سادات سے ہوتا ہے۔ نہ غیر سادات سے۔ ۱۲

Marfat.com

قصہ دونو نورعین حسنین شریفین جین سے مدینہ مالیہ مین بخانہ فاطمۃ الزہرا اسلام اللہ علیٰ ابیہا وعلیہما رہتے تھے۔ ولید بن عبدالملک نے نہایت سختی سے اُن کو اس کاشانہ عرش آشیانہ سے نکلوادیا۔ اور یہ دونون ماہجبین با دلِ حزین اس منزلِ سعید حسین ومتین سے نالان وگریان علاحدہ ہوگئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس قصہ پرغصہ کو جذب القلوب مین مندرج کیا ہے۔ جسے ہم بعینہا ذکر کرتے ہین۔ لکھتے ہین۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز نے حجرات ازواج مطہرات بفرمان ولید بن عبدالملک منہدم کرکے داخل مسجد کردئے۔ تو ایک مصیبت عظیمہ قائم ہوگئی۔ مدینہ طیبہ مین تمام لوگ ڈاڑین مار مار کر روئے۔ سعید بن مسیب کہتے تھے۔ کاش یہ حجرات طیبات بحال رکھے جاتے۔ تاکہ لوگ آکر زیارت کرتے۔ اور معلوم کرتے۔ کہ سرور عالم نے اس دارِ فنا مین کس طرح زندگی بسر کی۔ اس کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا کے گھر کا حال لکھتے ہین۔ کہ چون ولید بن عبدالملک بحج آمد۔ بعد از اتمام مناسک حج قدوم بمدینہ مطہرہ آورد۔ آوازے برمنبر مسجد خطبہ میخواند ودراثنائے آن نظرش برجمال حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ افتاد کہ درمیت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نشستہ بود وآئینہ دردست داشت۔ کہ درو جمال جہان آرا خودرا مشاہدہ می نمود۔ چون از منبر فرود آمد عمر بن عبدالعزیز را طلبیدہ زجر نمود کہ چرا ایشان را درینجا گذاشتہ وبیرون نیاوردہ۔ نخواہم کہ ایشان را بعد ازین اینجا ببینم۔ خانہ را ازیشان بخرد واخل مسجد کن۔ فاطمہ بنت حسین وحسن بن حسن واولاد ایشان سلام اللہ علیہم اجمعین درون خانہ بودند واز بدر آمدن ابا نمودند۔ حکم کرد۔ کہ اگر بیرون نیایند خانہ را برایشان ببندازند۔ اسباب خانہ را بے رضائے ایشان بدر می آوردند خانہ را ویران می کردند۔ بحکم ضرورت برآمدند وہم در روز روشن مخدرات اہلبیت بیرون مدینہ رفتند وموضعی برائے سکونت اختیار کردند ودر بعضے روایات این واقعہ پیش از قدوم ولید بہمان حکم سابق از عمر بن عبدالعزیز وقوع یافتہ۔ ہفت ہزار دینار بدل خانہ بایشان میدادہ۔

Marfat.com

حسن بن حسن سلام اللہ علیہا سوگند خورد کہ زر نستاند۔ عمر قفیہ را بولید نوشت کہ دے زر نستاند حکم کرد کہ زر نستاند بہتر خانہ را بگیر۔ دایشانرا بدہ کن وزر در بیت المال بسپار" وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

وفات حضرت حسن مثنیٰ ۹۷ھ کو بعمر ۵۸ سال ہوئی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور مین لکھا ہے۔ کانت وفاته سنة سبع و تسعین وھو من ثقات التابعین ۱۲ نور الابصار مین بحر الانساب سے لکھتے ہین۔ کہ وفات کے بعد پانچ پسر جناب ممدوح کے تھے۔ عبداللہ محض۔ ابراہیم القمر۔ حسن مثلث وکل منہم لہ عقب انکی والدہ تو فاطمہ بنت حسینؓ ہے۔ داؤد وجعفر ان کی والدہ ام ولد ہے۔ اس کا نام حبیبہ تھا۔ پہلے تین صاحبزادہ تمام سادات پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہمارے والدہ فاطمہ بنت حسینؓ اور والد ابن الحسنؓ ہے (تذکرہ)

یہ صاحبزادگان صاحب اولاد تھے۔ لیکن ہم صرف عبداللہ المحض کا ذکر کرتے ہین۔ جو جد امجد ہین سید عبدالقادر جیلانی قطب ربانی کے۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ

ھو اول من جمع بین ولادۃ الحسن والحسین من الحسنیۃ واول من جمعہما من الحسینیۃ محمد الباقر۔ یہ صاحبزادہ بزرگوار بنی ہاشم کا شیخ کہلایا جاتا ہے محض یعنی خالص۔ چونکہ آپ خلاصۃ دو سبطہ رسول تھے۔ یعنی والدہ بنت الحسین اور والد ابن الحسن۔ اسلئے محض ای الخالص لسلامتہ من الموالی وانتہائہ الی علی۔ اور آپ کو مجبل بھی کہتے تھے۔ لاجلالہ (بہجۃ)

سنہ ۹۱ ہجری مین ان کی ولادت باسعادت ہے۔ شکل وشباہت مین اپنے جد امام حسن سے بغایت مشابہ تھے۔ ایک دفعہ لوگون نے ان سے پوچھا۔

Marfat.com

کہ شما بچہ جہت افضل مرد مانید۔ جواب دیا۔ کہ اس وقت تو یہی جواب کافی ہے۔ کہ تمام لوگون کی آرزو یہی کہ ہم سے ہوئے۔ اور ہم کبھی آرزو نہین کرتے کہ کسی دوسرے سے ہون ؎

در آرزوے رتبت ماانند دیگران ما را برتبت دگران نیست آرزو

صاحب استیعاب نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علی ابیہا و علیہا کے ترجمہ مین لکھا ہے۔ کہ حضرت ممدوح ہشام بن عبد الملک کے دربار مین رونق افروز تھے۔ اور علامہ کلبی بہی وہان حاضر تہا۔ ہشام نے حضرت سے دریافت کیا۔ کہ حضرت فاطمہ دختر نبی ؐ کی عمر کیا تھی۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ بیس سال۔ کلبی کیطرف ہشام نے توجہ کی۔ کہ ٹھیک ہے۔ کہا نہین ۳۵ سال ہشام نے عبد اللہ محض سے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ یہ صاحب مؤرخ ہین۔ فرمایا ہوگا۔ (اہل بیت ادری بما فیہ) لیکن اپنی ماؤن کے حالات ہم خود اچھے جانتے ہین۔ کلبی سے کلبی کی مان کا حال پوچھنا چاہیے۔ کلبی پشیمان ہو کر خاموش ہو گیا۔ (تذکرہ اور تجرید الانساب) معارف ابن قتیبہ مین آپ کی کنیت ابو محمد بیان کی ہے۔ اور اخلاق کی نسبت لکھا ہے کان خیرا۔ اور یہ بہی لکھا ہے کہ آپ جراب پہنے ہوئے تھے۔ بلا قت وضو مسح کیا۔ کسی نے عرض کی۔ کہ آپ مسح کرتے ہین۔ کہا ہان۔ عمر بن خطاب بہی مسح کرتے تہے۔ پہر یہ بہی فرمایا۔ کہ جو عمر کو اپنے اور اللہ تعالے کے درمیان کریگا اس کے لیے یہ کافی ہے۔ وفات المحض ہو واخوتہ فی سجن المنصور صفحہ ۱۴۵۔

تقریب التہذیب مین علامہ عسقلانی لکھتے ہین۔ عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب الہاشمی المدنی ابو محمد ثقہ جلیل من الخامسۃ تذکرہ اوقات مین آپ کا عقب چھ حضرات سے بتلایا ہے۔ جن کے نام نامی یہ ہین۔ محمد۔ ابراہیم موسیٰ جون۔ یحییٰ۔ سلیمان۔ ادریس۔ مؤلف زوضۃ الشہدا کا بہی اسی پر اتفاق ہے۔ اول الذکر حضرت کا لقب نفس زکی اور کنیت ابو القاسم ہے۔ اکابر ہنزان

Marfat.com

انہین مہدی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ انکا خیال تہا۔ کہ حضور سرور عالم نے مہدی موعود کا یہ نشان قرار دیا ہے۔ کہ میرے فرزندون سے ہوگا۔ اسکا نام میرا ہمنام اور اسکے والد کا نام میرے والد کے ہمنام ہوگا۔ اور کنیت مین بہی میرا ہمسر ہوگا۔ اور یہ تمام علامات وامورات مین موجود ہین۔ یہ بہی روضہ مین لکہا ہے۔ کہ وہ چار سال والدہ کے بطن مبارک مین رہے۔ جب پیدا ہوئے تو ان کے دونون کندہون کے درمیان بیضہ کے برابر سیاہ خال تہا۔ امام مالک کی انہین سے بیعت تہی۔ جب آپ نے خروج کیا۔ تو امام مالک نے فتوے جاری کیا تہا۔ کہ ان کی رفاقت ومددگاری کو نہ چہوڑنا چاہئے۔ آخر کار ایک بڑے محاربہ کے بعد آپ احجار الزیت مین شہید ہوئے۔ چونکہ یہ قصص و وقعات اس مختصر مین نہین سما سکتے۔ اسلئے ہم صاحب سلسلہ قادریہ حضرت موسیٰ جون کے صاحبزادے کا مختصر تذکرہ پیش کرتے ہین۔

مختصر تذکرہ حضرت موسیٰ جون علیہ السلام

کنز السادات مین لکہا ہے۔ کہ آپ کی کنیت ابو الحسن تہی۔ چونکہ رنگ مبارک گندم گون سانولہ سبز تہا۔ اسلئے جون کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ بہجۃ الاسرار مین لکہا ہے۔ الجون ہو لقب لموسیٰ۔ وھو من اسماء الاضداد یطلق علی الابیض والاسود وھو الاکثر فی الاستعمال وھو المراد ھہنا لانہ کان ادم اللون آپ بڑے عالم۔ صالح۔ زاہد۔ صایم الدہر۔ قایم اللیل تھے۔ روایت ہے۔ کہ کسی دن آپ ہارون رشید کی مجلس مین رونق افروز ہوئے۔ بوجہ صایم الدہری بدن نحیف تہا۔ فرش پر قدم رکہا۔ تو پھسل گئے۔ اہل مجلس نے قہقہہ اڑایا۔ آپ سنبھل کر ہارون رشید کے پہلو بہ پہلو بیٹھ گئے۔ اور اوس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ پہسلنا بوجہ نحافت تہا۔ نہ بوجہ سکر و مستی جو اہل مجلس کا شیوہ ہے

Marfat.com

ہارون پر ندامت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور خاموش بیٹھا رہا۔ ہارون باجود لہو و لعب اور اجلال و احتشام۔ ان کا گرویدہ تھا۔ ایک دفعہ خواہش کی تھی۔ بلکہ التماس بھی کیا تھا۔ کہ آپ میری دلیعہی منظور فرمائین۔ آپنے انکار کیا۔ اور وہان سے چلکر بادیہ مین مقیم ہوئے۔ (کنتر) آپ کی ولادت کا سن ۱۴۰ھ اور وفات کا ۱۴۳ھ ہے۔ چونکہ بعض شیعہ زیدیہ نے حضرت قطب ربانی غوث صمدانی پیران پیر سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے آفتاب سیادت پر خاک ڈالنا چاہا ہے۔ جیسا کہ پرچہ اصلاح مین یہ افسانہ مبرہن ہے اسلئے مناسب معلوم ہوا۔ کہ عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب جو اس کا ماخذ ہے۔ ان دونون کا خاکہ اڑا کر دکھلایا جائے۔ کہ یہ ان کی فاش غلطی ہے۔ جسے صرف اہل سنت ہی نہین۔ بلکہ شیعہ بھی اُن کی تردید پر کمر بستہ ہین۔ پہلے یہ بتلانا ضرور ہے۔ کہ منشا، غلطی لفظ شیخ ہے۔ یہ بھی بتلانا ضروری ہے۔ کہ عمدۃ الطالب کا مؤلف زیدیہ ہے۔ جو کہ شیعہ شجرہ کی ایک ٹہنی ہے۔ حجج الکرامۃ مین لکھا ہے۔ کہ صاحب کتاب عمدۃ الطالب فی نسب آل ابیطالب کہ نیز او از علمائے زیدیہ است صفحہ ۲۳۱۔ اب ہم وہ روایات پیش کرتے ہین جن سے معلوم ہوگا۔ کہ طعن طاعنین مردود ہے۔ شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی نے تذکرۃ السادات مین۔ جو بفرمان سلطان بن سلطان شاہ عالم بہادر شاہ غازی فرزند سلطان اورنگ زیب۔ جو شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ اسی مطلب کے لئے کہ مصارف خمس وغیرہ بیجا صرف نہون۔ سادات کرام صحیح النسب کے بیان مین لکھی گئی ہے اور نہایت دقت نظر سے اعلے درجہ کی پرکھ جانچ کے بعد تیار ہو کر عملدرآمد کے لئے پیش کی گئی۔ لکھا ہے کہ سلسلہ انساب پدری حضرت قطب ربانی۔ بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبد القادر جیلانی بموسے جون بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسن علیہ السلام منتہی میشود۔ پھر بعد مین لکھا ہے۔ کہ ہر کہ طعن بر ایشان دارد از روئے عقائد دارد نہ از روئے نسب و اگر طعن از روئے نسب باشد۔

Marfat.com

لاحاصل است چراکہ در تواریخ نسابان ماضیہ سیادت ایشان ثابت است پھر
دوسرے مقام پر تحریر کرتے ہین۔ سید قطب الدین حسنی و حسینی عمزادہ حضرت
غوث الثقلین است" فرغم انف الطاعن۔ مرتضیٰ شیعی نے بھی بحرالانساب مین
لکھا ہے۔ کہ سید عبدالقادر جیلانی منسوب است بعبداللہ بن یحییٰ بن محمد رومی
بن داؤد الامیر الکبیر بن موسیٰ ثانی اور یہ موسیٰ ثانی حضرت حسن مثنیٰ کے بیٹے ہین
یعنی پڑدادے۔ روضۃ الشہدا مین بھی اسی طرح لکھا ہے کہ قطب الاقطاب سیدی
محی الملۃ والدین عبدالقادر قدس اللہ سرہ منسوب است بعبداللہ بن یحییٰ الخ۔
اب ہمارا خیال ہے کہ لفظ شیخ پر بھی تاریخی اور اصطلاحی مذاق پر روشنی
ڈالین۔ تاریخی مذاق مین ہم صرف بحرالانساب کو پیش کرتے ہین جسکے ٹائٹل
مطبوعہ بمبئی پر مولف کی شان باین الفاظ دکھلائی گئی ہے۔ قبلہ وکعبہ نجیب
الطرفین مرتضیٰ الملقب بعلم الہدیٰ من جدہ علی المرتضیٰ علیہ الاف التحیۃ
والثناء وفیہ مافیہ۔ کتاب مذکور مین بعض اولاد حسن یعنی سپاہ انگیز چچیرے
برادر سیدنا الغوث الاعظم رض کے حالات بیان کرتے ہوئے لفظ شیخ پر ریویو
کرتے ہین۔ اما سپاہ انگیز بن ابراہیم بن زید بن امام حسن از بغداد رفتہ
بولایت دارالمرز جیلان نہاد و مدتے روزگار در شعب جبال سبر بردے راگیاہ
سپاہ انگیز می گفتند۔ ازجہت آنکہ باہشام بن عبدالملک بن مروان لبیار
مجادلہ نمودہ بود۔ آخرالامر بدارالمرز جیلان بموضع کوہ پایہ وطن ساخت وذریات
وے لبیار شد تا زمان خلفاء بنی عباس۔ وآن ملعون حکم کردہ بود کہ سید صحیح
النسب را بکشند و بسوزانند۔ چون خلفائے بنی عباس بکوہ پایہ مازندران بموضع
رستاق رسیدند۔ سیدان را زجر و سیاست می کردند مردمان ولایت رستاق
نزد آن ملعون آمدند۔ و قسم یاد کردند۔ کہ اینہا کدادہ رستاق می باشند شیخ اند
سید نیستند۔ چون آن منافقین این سخنان شنیدند دست از کشتن سادات باز

Marfat.com

دہشتند وازان زمان القاب ایشان شیخ مذکور است وسیادت شان مخفی بماند
انتہے صفحہ ۲۴ بعبارتہ اب بھی اگر کوئی حاسد وطاعن لفظ شیخ سے ساداتِ گیلان
پر دھبہ لگائے یا طعن کرے۔ تو پہلے وہ خود خیال کرے کہ کسقدر گستاخ اور سفاک
بیباک سمجھا جائیگا۔ اور اُس کی کیا عاقبت ہوگی۔ اصطلاح صوفیہ مین شیوخ
اور نیابۃ الانبیاء اور وراثۃ کاملہ للرسل کے مقام کا نام ہے۔ یعنی لقب شیخ اُس
بزرگ کے لئے ہوتا ہے۔ جو عارف بوجوہ الجہاد مع الاعدار الظاہرہ والباطنہ ہو۔
اور یہ بھی کہ وہ خاطر نفسانیہ۔ شیطانیہ۔ ملکیہ۔ ربانیہ کا عارف ہو۔ اور جہانسے
یہ خواطر پیدا ہوتی ہین۔ اسے بھی سمجھ سکتا ہو۔ اور یہ بھی کہ بما فیہا من العلل والامراض
جو وصول الی الحقیقت سے صارف ہو۔ انہین پہچان سکتا ہو۔ اور ان کی ادویہ کا بھی
عارف ہو۔ اور ان کے استعمال کرانے پر بحسب زمان وامزجہ مریدین ماہر ہو۔
اہل بصیرت پر مخفی نہین۔ کہ یہ اوصاف حضرت غوث صمدانی مین علے وجہ الکمال
تھے۔ اگر بلحاظ ان اوصاف کے شیخ ہی کہا جائے۔ تو کیا حرج ہے۔ بلکہ اس سے
کمال بر کمال ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سید بھی ہون۔ اور باوصاف مذکورہ شیخ بھی نہ یہ
کہ کما اغتر بعض من لا بصیرۃ لہ۔

ہمارا خیال تہا۔ کہ ہم کتب انساب کی عبارات جو ایک سو پچاس سے زائد ہین نقل
کرین۔ جس مین حضرت غوث صمدانی نور اللہ مرقدہ کی سیادت کا آفتاب نصف النہار
سے زیادہ روشن ہے۔ لیکن تحصیل حاصل سمجھکر متروک کر دیا۔ علی قاری علیہ الرحمۃ
اللہ الباری لکھتے ہین۔ الشیخ السید عبد القادر الجیلانی رض سید شریف
الطرفین صحیح النسبین من الابوین الامام الاحسنین الحسن والحسین
بحسب الابتداء الذی علیہ الانتہاء متواتر صحیح ثابت ظاہر کظہور الشمس
فی رابعۃ النہار لا یقبل الجحمۃ والنزاع کما علیہ الاجماع رغما للمبتدعۃ
اہل الزیغ والنفاق والشقاق حفظنا اللہ والمسلمین من کین الحاسدین
الضالین المضلین الذین یحسدون الناس علے ما اتیہم اللہ من فضلہ وہو

Marfat.com

ارحم الراحمین فلاحاجة لاقامة الدلیل علی هذا النسب الشریف الواضح البرهان المشهور بکل مکان کما قال الشاعر ؎

فلا یصح فی الاذهان شیئے اذا احتاج النهار الی دلیل

(نزهة الخاطر) حضرت ممدوح کی ولادت سنہ ۱۴۰ھ اور وفات سنہ ۲۴۳ھ مین ہوئی۔ آخر الکلام حضرت موسیٰ جون بڑے پایہ کے عالی مرتبہ بزرگ تھے۔ خلاق عالم نے ان کو کثیر الاولاد ہونے کا شرف بھی عطا فرمایا تھا۔ لیکن آپ کا نسل مبارک صرف ۱۰ صاحبزادگان سے اطراف عالم مین پہیلا۔ جن مین سے ایک سید عبداللہ ہین۔ جو داخل النسب ہین۔ اسلئے ان کا ترجمہ موجزہ ذیل مین بعنوان مستعل زینت بخش ناظرین ہے۔

حضرت عبداللہ ثانی ابن موسیٰ جون رح

آپ کا لقب شیخ صالح ہے۔ ان کا لقب رضا بھی تہا۔ مامون رشید خلیفہ نے چاہا تھا۔ کہ آپ کو اپنا ولی عہد مقرر کرے لیکن آپ نے انکار فرمایا۔ اور بہاگ گئے۔ بادیہ مین جاکر جاگزین ہوئے۔ اور اسجگہ دعوتِ حق کو لبیک کہتے ہوئے فردوس برین مین پہونچے۔ (تذکرۃ السادات) کنز الانساب اور تذکرۃ السادات مین یہ بہی لکہا ہے۔ کہ آپ کے پانچ پسر ہوئے۔ موسیٰ ثانی (جو حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی کے اجداد سے ہین) سلیمان۔ سید احمد۔ سید یحییٰ۔ سید محمد۔ ولادت آپ کی سنہ ۲۲۰ھ اور وفات سنہ ۲۸۰ھ ہی۔ کذا فی حجۃ البیضاء

حضرت موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی رح

کنز الانساب مین لکہا ہے۔ کہ ان کی کنیت ابو عمر تھی۔ آپ کے صاحبزادگان کثیر التعداد تھے۔ لیکن کسی کی نسل جاری نہ ہوئی۔ صرف داؤد صاحبزادہ

Marfat.com

صاحب اولاد ہوئے۔ انتہے بسن ولادت سنہ ۲۷۹ھ اور سن وفات سنہ ۳۴۰ھ لکھا ہے۔ (حجۃ البیضاء) بمرض سرسام جان بجان آفرین سپرد کی۔ آپ جعفری المذہب مدنی الوطن تھے۔ بحر الاسرار۔

حضرت داؤد بن سید موسیٰ ثانی رح

آپ کا لقب سراج الدین ہے۔ ولادت آپ کی سنہ ۲۹۷ھ اور وفات سنہ ۳۹۰ھ ہے قبر شریف سمرقند مین ہے۔ تحصیل علم کے لئے وہان گئے تھے۔ ایک روایت مین وفات کوفہ مین لکھی ہے۔ فالج ہوگیا۔ اور یہی مرض الموت قرار دیگئی۔ آپکے سات فرزند تھے۔ ۴ پسر اور ۳ دختر۔ فرزندون کے نام یہ ہین۔ محمد۔ عبداللہ۔ محمد عابدین۔ شہاب الدین۔ (حجۃ البیضاء) آپ حسطرح حسنی النسب تھے۔ اسی طرح جعفری المذہب تھے۔ باین جہت حضرت غوث صمدانی کو جعفری بھی کہتے ہین۔ بحر الاسرار۔

سید محمد عابدین بن سید داؤد رح

آپ کا نام محمد اور لقب عابدین ہے۔ یہ بڑے عابد و زاہد تھے۔ سنہ ۳۸۴ھ مین آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور سنہ ۴۳۵ھ کو وفات ہوئی۔ قبر شریف گیلان مین ہے۔ آپ کے ۶ پسر ہوئے۔ اور تین صاحبزادیان۔ نام یہ ہین۔ عبدالواحد۔ عبدالوہاب عبدالرزاق۔ یحییٰ۔ عبدالقادر۔ احمد۔ امینہ۔ زینب۔ عائشہ۔ تقدیر الٰہی سے بجز یحییٰ سب کے سب صغر سنی مین فوت ہوئے۔ (حجۃ البیضاء) آپ کا مسکن کوفہ تھا۔ آپ مالکی المذہب تھے۔ حضرت غوث صمدانی کو باین جہت مالکی بھی کہتے ہین

سید یحییٰ بن سید محمد عابدین رح

آپ کا لقب زاہد اور نقی ہے کنیت ابو علی۔ آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ان کے کرامات مشہور ہین۔ سنہ ۴۰۵ھ مین ولادت ہوئی۔ اور سنہ ۴۵۲ھ مین وفات ہوئی

Marfat.com

آپ کی مرقد مبارک گیلان مین ہے۔ آپ کے دو پسر اور ایک دختر تھین۔ نام یہ ہین۔ موسیٰ۔ عبداللہ صالح۔ سلیخہ۔ یہ لڑکی صغر سنی ہی مین فوت ہوئین۔ حجۃ البیضاء آپ کا مذہب حنفی اور کوفہ مسکن۔ انکے اعقاب کو نسابین آل یحیے کہتے ہین۔ بابن واسطہ کہ سید یحیے حنفی مذہب تھے حضرت غوث صمدانی کو بھی حنفی کہدیا کرتے ہین بحرالسرائر

عبداللہ ثالث صالح بن سید یحییٰ ؒ

آپ کا نام عبداللہ ثالث اور لقب صالح ہے۔ گیلان مین بروز چارشنبہ ۱۱ محرم ۲۲۴ھ کو پیدا ہوئے۔ بمرض تپ دق ۲۷۳ھ مین فوت ہوئے۔ بحرالانساب مین لکھا ہے کہ آپ بذکر انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو مین خصوصا اور دوسرے ذکر الٰہی مین عموما مستغرق رہا کرتے تھے۔ آپ کی قبر مبارک جیل کنور مین ہے آپ کے صرف دو پسر تھے۔ عبدالوہاب اور ابوصالح موسیٰ ۱۲ حجۃ البیضاء۔

بعض نسابین سید عبداللہ مذکور کو ابوعبداللہ لکھا ہے۔ یہ انکی قلم کی لغزش ہے یا کاپی نویس کی (سیف ربانی) آپ حنفی مذہب رکھتے تھے۔ وفات جیل مین ہوئے رضی اللہ عنہ۔ (بحرالسرائر)

سید موسیٰ ابوصالح جنگی دوست والد ماجد حضرت غوث الثقلین شریف الطرفین محقق ربانی سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہم

آپ کا نام سید موسیٰ۔ کنیت ابوصالح۔ لقب جنگی۔ دوست حق۔ آپ جیلان کے مشائخ کبار سے ہین۔ آپ کا لقب جنگی دوست باینوجہ ہوا کہ آپ خالصًا للہ نفس کشی اور ریاضت شرعی مین فرد یگانہ تھے۔ نیز امر معروف و نہی عن المنکر

Marfat.com

پر مرد دلیرانہ تھے۔ نقل ہے۔ کہ ایک دن مسجد جامع کو جاتے ہوئے دیکھا۔ کہ چند ملازمان خلیفہ شراب کے مٹکے نہایت محافظت کے ساتھ اٹھوائے لے جا رہے ہین۔ دیکھتے ہی آپ کو جوش غیظ آیا۔ اور مٹکونکو توڑ پھوڑ ڈالا۔ آپ کی دیانت و تقدس کے سامنے ملازمان خلیفہ کچھ دم تو نہ مار سکے۔ لیکن خلیفہ وقت کی ہیبت مین جاکر اس امر کا اظہار کیا۔ اور اُبھارا خلیفہ نے اسی وقت آپ کو طلب کیا۔ آپ جسوقت دربار مین حاضر ہوئے۔ تو اسوقت خلیفہ کرسی پر بیٹھا ہوا غیظ و غضب سے تیور بدلے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی للکارا۔ کہ آپ کون تھے۔ اور کیا مجاز تھا۔ کہ میرے ملازمون کی محنت کو درہم برہم کر دیا۔ آپنے فرمایا۔ مین محتسب ہون۔ اپنا منصبی فرض ادا کیا۔ خلیفہ نے پھر کہا۔ کہ کس کے حکم سے آپ محتسب ہوئے جناب ممدوح نے نہایت رعب انگیز لہجہ مین جواب دیا۔ کہ جسکے حکم سے تو سلطنت کر رہا ہے۔ مین اسی کے حکم سے محتسب ہون۔ خلیفہ پر اس وقت ایسا فکر طاری ہوا۔ کہ سر بزانو ہو کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے سر بلند کیا۔ اور پوچھا۔ کہ امر معروف و نہی المنکر سے آپنے بڑھکر مٹکون کو کیون توڑا۔ جواب مین فرمایا کہ یہ بوجہ شفقت برحال تو۔ کہ تجھے قیامت کی گرفتاری سے بچایا۔ اور یہان کی رسوائی سے بھی۔ خلیفہ پر ان باتون کا بڑا اثر ہوا۔ حکم دیا۔ کہ اچھا آپ تشریف لیجائیے۔ میری طرف سے بھی آپ بعہدہ محتسب مامور ہین۔ آپنے فرمایا جب مین مامور عن الحق ہون۔ مجھے پرواہ نہین۔ کہ مامور عن الخلق بھی ہون۔ اس دن سے آپ جنگی دوست حق کے لقب سے زیادہ مشہور ہو گئے۔

کنز الاسرار قادریہ مین بھی اسی طرح لکھا ہے۔ صاحب معدن الانساب لکھتے ہین۔ کہ لفظ جنگی بعرف عجم صاحب مجادلہ و محاربہ کو کہتے ہین۔ چونکہ امر معروف مین آپ نہایت ہی سرگرم تھے۔ حتے کہ جان تک کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ بااینہمہ جہاد نفس آپ کا وظیفہ تھا۔ اسلئے اس لقب سے مشہور ہوئے۔ یہ بھی لکھا ہے

Marfat.com

کہ جنکی معنی تجاع ہی مستعمل ہے۔ پہر لکہا ہی۔ حضرت امام حسین کی کنیت ابوالحرب بھی تہی۔ پہر لکہا ہے۔ کہ حضرت ممدوح متجلے بجلال آہی تھے۔ طاقت نہین تہی کہ کوئی آپ کے سامنے جرأت کر سکتا۔ نہاصان حق کا مرتبہ حاصل کیا ہوا تھا۔ اگر آپ کو کوئی ایذا پہونچانا چاہتا۔ تو خراب وخاسر ہوتا۔ آپ بالکل قلیل الغذا تھے۔ نان جوین ہی نمک پسند خاطر تھے۔ ایک دفعہ ایسی نفس کشی کی۔ کہ چند یوم تک اکل وشرب بالکل ترک کر دیا۔ نوبت باینجا رسید۔ کہ نفس الجوع الجوع کی فریاد کرنے لگا۔ آپ نشہ شراب وحدت مین مست تہے۔ اچانک خضر نمودار ہوئے۔ اور فرمایا۔ السلام علیک یا سبط النبی ابی صالح اللہ تعالےٰ نے آپکا لقب جنگی نفس قرار دیا ہے۔ اور مجہے حکم دیا ہے۔ کہ مین آپ کے ہمراہ روزہ افطار کرون۔ پہر اسی کہانے اور پانی سے جو ان کے ہمراہ تہا۔ ملکر کہایا۔ پہر اسکے بعد بلقب موسیٰ دوست حق مشہور ہوئے۔ اسلیے آپ کو ذو القرنین بہی کہتے ہین۔ حضرت مخدوم حنفی المذہب حسنی النسب تھے۔ کذا فی بحر الاسرار۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید ابو احمد۔ اور غوث صمدانی قطب ربانی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم۔

Marfat.com

مختصر تذکرہ سیدنا و مولانا و شیخنا و شیخ شیوخ الاسلام علی التحقیق امام ائمۃ الطریق قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث الثقلین امام الفریقین غوث الصمدانی السید محی الدین عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس اللہ سرہ و نور روحہ و اوصل الینا برکاتہ و فتوحہ رضی اللہ عنہ

حضرت غوث صمدانی کی ولادت باسعادت بمقام نیف جو بلاد جیلان کے متعلق ایک قصبہ کا نام ہے۔ سنہ ۴۷۱ھ کو ہوئی۔ جیلان۔ طبرستان کے قریب ایک چھوٹے حصہ کا نام ہے۔ جو چند شہرون اور بستیون پر مشتمل ہے۔ (قلایر) علامہ جمالی اپنی سیاحت نامہ سیر العارفین مین جسے بعہد محمد ہمایون بادشاہ غازی کے لکھا تھا بیان کرتے ہین۔ کہ جیل (حصہ جیل مین) ایک قصبہ کا نام بھی ہے۔ حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی لکھتے ہین۔ کہ انہون نے اسی قصبہ جیل مین حضرت غوث صمدانی سے ۵۷ یوم صحبت مین رہکر۔ انواع اقسام کے فیض اور جمعیت باطنی حاصل کی۔ پھر مؤلف سیر العارفین لکھتے ہین۔ کہ اب تک اسی قصبہ جیل مین وہ حجرہ موجود ہے۔ جس مین حضرت معین الدین چشتی رہا کرتے تھے۔ مین نے بھی اس بقعہ مبارک مین شرفیاب ہوکر دوگانہ ادا کیا۔ یہ بھی تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت

Marfat.com

غوث صمدانی رضؓ نے اس قصبہ کی تمام اراضی کو خرید کر کے اپنی اولاد کیلئے وقف کر دی تھی۔ اور وہ وہین مقیم ہوا کرتے ہین۔

بہجۃ الاسرار[1] مین شیخ نورالدین لخمی شافعی لکھتے ہین۔ کہ حضرت غوث صمدانی جیل کی طرف منسوب ہین۔ اور وہ بلاد متفرقہ کا نام ہے۔ جو طبرستان کے قریب ہے۔ اسی حصہ کو جیلان و گیلان بھی کہتے ہین۔ کیل ایک قصبہ کا نام ہے جو دجلہ کے کنارہ پر واقع ہے۔ اور بغداد سے ایک یوم کی فاصلہ پر بطریق واسط ہے۔ اور جیل ایک اور بستی بھی ہے۔ جو تحت المدائن موجود ہے۔ لیکن حضرت غوث صمدانی رضؓ کی ولادت قصبہ نیف مین ہوئی۔ جو جیلان کے حصہ مین ہے۔ لکھا ہے۔ کہ جس وقت حضرت غوث صمدانی پیدا ہوئے۔ تو آپ کے دیکھنے کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابۂ کبار و اولیائے نامدار روحانی طور پر تشریف لائے۔ اور غوث صمدانی کے والدین کریمین کو مبارکباد کا خلعت عطا فرمایا۔ آپ کے والد سید ابوصالح رضؓ یون بیان کرتے ہین۔ کہ سرور عالم نے اس موقعہ پر مجھے یہ بھی فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمہین ایسا فرزند صالح عطا فرمایا ہے کہ جو میرا اور خلاق عالم کا محبوب ہے۔ اولیاء اللہ مین اس کا شان ویسے ارفع ہوگا۔ جیسے میرا شان رسل و انبیاء مین۔

حضرت غوث صمدانی جس طرح سادات کے شرف سے من جہۃ الاب ممتاز ہین۔ اسی طرح من جہۃ الام حسینی سادات کے فخر سے صاحب ناز ہین۔ حجۃ البیضاء مین حضرت ممدوح کے مادری نسب مین لکھتے ہین۔ محبوب سبحانی۔ قندیل نورانی عارف یزدانی الشیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی متصل نسبہ الشریف من جانب الام الی الامام الہمام سیدنا الامام حسین تثبت برواۃ المعتمدات من المعتبرات الثقات علماء المحدثین والمؤرخین والفقہاء

[1] ہو کتاب معتبر مشہور الفہ العلامۃ اللخمی المصری۔ مبنیہ وہین الغوث رضؓ واسطتان کذا قال الدہلوی فی تحصیل التعرف ۱۲

Marfat.com

الکاملین العاملین رحمہم اللہ اجمعین۔ پہر اسی طرح لکہا ہے۔ مولانا جامی نے نفحات مین علی قاری نے نزہتہ الخاطر مین۔ علامہ علاء الدین نے تحفۃ الابرار مین۔ علامہ اربلی نے تفریح الخاطر مین۔ سلالۃ الافاضل علامہ سید محمد مکی نے سیف ربانی مین۔ علامہ شیخ سراج الدین شافعیؒ نے درر الجواہر مین۔ علامہ سید مومن نے نور الابصار مین وغیرہم فی غیرہا۔ لا یعلم عددہم الا اللہ۔ ہم سلسلہ مین صرف علامہ جرفہامہ الشہیر الساری علی قاری رحمہ اللہ الباری کی عبارت کو پیش کرتے ہین۔ جو انہون نے نزہتہ الخاطر الفاتر مین لکہی ہے۔ اور وہ مختصراً گذر بھی چکی ہے۔ واما نسبہ الشریف لامہ باالامام الھمام سید الشہداء الی عبد اللہ الحسین ابن سیدنا علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کما ذکرہ غیر واحد من العدول والثقات علی ھذا الوجہ والمنوال ان السید الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر ابن السیدۃ ام الخیر امۃ الجبار فاطمۃ بنت السید عبد اللہ صومعی الزاھد ابن السید کمال الدین عیسی ابن سید الامام الی علاء الدین محمد الجواد ابن الامام علی الرضاء ابن الامام موسی الکاظم ابن الامام جعفر الصادق ابن الامام محمد الباقر ابن الامام زین العابدین ابن الامام الھمام سید الشہداء الی عبد اللہ الحسین ابن الامام الھمام امیر المومنین سیدنا علیؓ ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین وبہ تبین ان حضرۃ سیدنا الشیخ السید عبد القادر الگیلانی سید شریف الطرفین صحیح النسبین من الابوین للامامین الھمامین الاحسنین الحسن والحسین رضی اللہ عنہما بحسب الابتداء الذی علیہ مدار الانتہاء متواتر صحیح ظاہر کظہور الشمس فی رابعۃ النہار لا یقبل الجمجمۃ والنزاع والتاویل والدفاع کما علیہ الاجماع رغما للمبتدعۃ الرفضۃ اہل الزیغ والنفاق والشقاق والحسد حفظنا اللہ والمسلمین من کین الی سدین المقلین الذین یحسدون الناس علی

Marfat.com

اتاهم اللہ من فضلہ وھو ارحم الراحمین فلا حاجۃ لاقامۃ الدلیل علی ھذا النسب الشریف الواضح البرھان الثابت البنیان المشھور فی کل مکان کما قال الشاعر فلا یصح فی الاذھان شیئ اذا احتاج النھار الی دلیل قال صلعم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ ویدا للہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار۔ ابن ماجہ وقال صلعم من فارق الجماعۃ قدر شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (احمد ابوداود) انتہی۔ حضرت غوث صمدانی کی ولادت باسعادت جیسے ذکر ہوا ۴۷۱ھ مین اسی سیدہ مذکورہ کے بطن مبارک سے ہوئے۔

آنکہ بیشک قطب ربانی بود — بیگمان محبوب سبحانی بود
شاہ بغداد شیخ عبدالقادر است — دل نشین و دلربا و دلبر است
سید و عالی نسب در اولیاست — نور چشم مصطفی و مرتضی است
سال مولودش ز اوج کبریا — گفت ہاتف زیب تاج اولیا
سال مولودش کہ بس رنگین تر است — شد رقم محبوب عبدالقادر است

بعضون نے یہ مصرعہ لکھا ہے ؎ تولد در جہان نمود عاشق + سن ولادت ۴۷۱ھ لکھا ہے۔ بوجہ حسن خداداد اور عشق الہی جو پیدا ہوتے ہی۔ پیشانی لاثانی پر ہویدا تہا۔ کسی شاعر نے سن ولادت کو بلفظ عشق لکھا ہے۔ ؎

در حسن و جمال ماہ جبلی — ہر دیدہ کہ دید گفت عشق است

و تاریخ ولادتش ز عارف۔ ہر کس کہ شنید گفت عشق است۔ بحر السرائر وغیرہ مین لکھا ہے۔ کہ غوث صمدانی رجب سحاب صلب پدر سے صدف رحم مادری مین جلوہ گر ہوئے۔ تو آپ کی والدہ شریفہ کی عمر ۶۰ سال کی تہی۔ تفریح الخاطر مین لکھا ہی کہ بشب ولادت حضرت غوث صمدانی رح پانچ امور عجیبہ کا وقوع ہوا۔ اول یہ کہ آپ کے والد ماجد نے بوقت ولادت اس مولود مسعود کے مشاہدہ کیا۔ کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ صحابہ و ائمۃ الہدی اور اولیاء عظام تشریف فرما ہوئے۔ اور انہین خطاب کرکے باین الفاظ عزت افزائی کی کہ یا با

Marfat.com

صالح اعطاک اللہ ابنا وہو لدی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالٰی وسیکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل۔ یعنی اے ابوصالح خدا تعالٰی نے تجھے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو میرا و اللہ تعالٰی کا محبوب ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کا شان اولیاء و اقطاب مین ایسا بلند مرتبہ ہوگا۔ جیسا کہ میرا شان انبیاء و رسل مین عالی ہے۔

دوسرا یہ کہ جمیع انبیاء و رسل نے بقیۃ المصطفٰے میرے والد کو رویا مین بشارت و مبارک دی۔ کہ بجز ائمۃ المعصومین تمام اولیاء تیرے اس مولود کے مطیع ہونگے۔ اور اپنی گردنون پر ان کا قدم رکھینگے۔ اور یہ ان کی ترقی درجات کا باعث ہوگا۔ اور اگر کوئی انحراف کرے گا۔ تو وہ قرب الٰہی سے مطرود ہو کر بعد اور حرمان کے گڑھے مین ڈالا جائیگا۔ تیسرا یہ کہ اس شب ولادت مین گیلان کی جملہ عورتون کو ذکور پیدا ہوئے۔ اور جتنے پیدا ہوئے وہ سب کے سب مادرزاد ولی تھے۔ چہارم یہ کہ آپ کی ولادت چونکہ ماہ رمضان شریف مین ہوئی تھی لہذا اول ہی یوم سے روزہ دار ثابت ہوئے۔ کہ پورہ پھٹنے سے شام تک دودھ نہ پیا۔ چنانچہ حضرت غوث صمدانی رح نے اپنے ایک قصیدہ مین اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بدایۃ امری ذکرہ ملا الفضا وصومی فی مہدی بہ کان شہرتی

پانچوان یہ کہ آپ کے شانہ مبارک پر اثر قدم المصطفٰے پایا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے جسے اہل مشاہدہ نے اپنی کتب مین ذکر کیا ہے۔ کہ شب معراج جب براق نے یہ بشارت حضرت سرور عالم سے حاصل کی۔ کہ یوم القیامت بھی مرکوب نبوی مین ہونگا۔ تو براق اس فرحت و سرور سے اتنا بلند ہوگیا۔ کہ جسکی اونچائی ۴۰ ہزار ذراع بتلائی گئی ہے۔ اسوقت حضرت غوث صمدانی کی روح نے بحکم خدا حاضر ہو کر عرض کی کہ یاسیدی اپنا قدم مبارک میرے شانہ پر رکھکر سوار ہو لیجئے۔ حضور فداہ ابی وامی نے اپنا قدم دافع غم والم حضرت غوث الاعظم کی گردن پر رکھکر سوار ہوئے۔ اور فرمایا کہ میرا قدم تیری گردن پر ہوگا۔ اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنون

Marfat.com

پر ہوگا۔ اس طرح یہ نعمت عظمیٰ اور مرتبت علیا حضرت غوثُ الاعظم کو حاصل ہوئی۔ ذلكَ فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم عالم ارواح مین انبیاء کے ارواح کا ذکر احادیث صحیحہ مین آیا ہے۔ اہل مشاہدہ نے حضرت اویسؓ قرنی امام غزالی۔ شیخ نظام الدین وغیرہم کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک حدیث مین یہ ہے۔ کہ انی رأیت رجالا من امتی فی لیلة المعراج الخ فاباك ان تكون من المنكرين۔

حضرت غوث صمدانی مادرزاد ولی تھے

بہجۃ الاسرار نور الابصار مین طبقات شعرانی سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی کو والدہ کے بطن مبارک ہی مین اللہ جل جلالہ نے شرف دفعہ اپنی تجلی سے شرفیاب کیا۔ فرماتے ہین۔ ان الله تجلى عليه (غوث صمدانی) وهو فی بطن امه فانه مرة ۱۲

نفحات الانس۔ قلائد الجواہر۔ بحر السرائر۔ زبدۃ المواليد وغیرہا مین متفق ہو کر لکھا ہے۔ کہ آپ کی والدہ مکرمہ فرمایا کرتی تھین۔ کہ میرا لخت جگر عبد القادر رمضان شریف کے دنون مین دودھ نہین پیا کرتے تھے۔ ایک بار ہلال رمضان مین اختلاف پیدا ہوا۔ لوگ سراسیمہ و حیران تھے۔ حتی کہ دن ہو گیا۔ اور اختلاف نہ مٹا۔ بوجہ شہرت کہ سادات جیلان مین ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جو رمضان مین دودھ نہین پیتا۔ در دولت پر استفسار کے لئے پہنچکر اطلاع دی۔ جواب آیا۔ کہ امروز عبد القادر شیر نخوردہ است اسکے بعد اطراف سے بھی خبرین پہونچگئین۔ کہ چاند دیکھا گیا ہے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ مدت شیر خوارگی اور کچھ بعد بھی نہایت ناز و نعم مین پرورش پاتے رہے۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ مین قرآن شریف یاد کیا۔ اور چند کتب بھی پڑھین۔ پندرہ سولہ برس کی عمر مین والد صاحب نے جان بجان آفرین سپرد کی۔

حضرت غوث صمدانی سے کسی نے سوال کیا۔ کہ اپنی ولایت کی کیفیت کس عمر

Marfat.com

مین آپ پر ہویدا ہوئی۔ تو فرمانے لگے۔ کہ لڑکپن ہی مین پوچہا۔ وہ کیونکر جواب دیا۔ کہ جب مین مکتب جاتا تو غیب سے آوازین سنائی دیتین۔ کہ ولی اللہ کو جگہ دو۔ اسی اثنا مین ایک بزرگ سیرۃ انسان نے بوقت غیبی آواز پوچھا۔ کہ یہ کون لڑکا ہے تو جواب ملا۔ کہ یہ ایک شریف خاندان کا لڑکا ہے۔ اسپر اس بزرگ نے کہا۔ کہ یہ عظیم الشان ہوگا۔ فرماتے۔ مین نے چالیس برس کے بعد اس بزرگ کو دیکہا۔ کہ وہ ابدال وقت سے تہا۔ قلاید الجواہر۔

توفیق الٰہی ہر وقت شامل حال تہی۔ شوق علم سے سینہ لبریز تہا۔ لخمی و مولوی جامی رح وغیرہ لکہتے ہین۔ کہ غوث صمدانی نے خود فرمایا ہے۔ کہ مین وفات والد کے بعد ابہی پورا جوان نہین تہا۔ عرفہ کے دن بیرونجات کے سیر کو نکلا۔ اور کہیتی کے بیل کے پیچھے ہولیا۔ اس بیل نے میری طرف پلٹ کر دیکہا۔ اور فصاحت کے ساتھ عربی مین کہا۔ یا عبد القادر مالھذا خلقت ومالھذا امرت۔ مین اس عجیب واقعہ کو دیکہکر ڈرتا ہوا۔ پہر واپس گہر آیا۔ اور اپنے گہر کی چہت پر چڑھ گیا مجہے اس وقت ایسا انکشاف ہوا۔ کہ مین نے حاجیون کو عرفات کے میدان مین دیکہہ لیا۔ پہر مین اُتر کر بخدمت والدہ ماجدہ حاضر ہو کر التماس کی۔ کہ مجہے راہ خدا مین وقف فرما دیجئے۔ اور کہلے دل سے بخوشی اجازت فرمائیے۔ کہ مین تحصیل علم بہی کرون۔ اور صلحا کی زیارت سے شرفیاب ہون۔ والدہ نے مجہسے اس نعتہ تیاری کا سبب دریافت فرمایا۔ مین نے قصۃ مذکورہ من وعن سنا دیا۔ آپ میری مفارقت پر آبدیدہ ہوئین۔ اور ۸۰ دینار جو متروکہ والد ماجد تھے۔ لاکر میرے سامنے۔ کہدیئے۔ کہ جسقدر مناسب ہون۔ لے لیجئے۔ اور خدا حافظ۔ مین نے چالیس دینار اٹھالئے۔ آپ نے وہ چالیس دینار میری گودڑی مین ٹانک دئے۔ اور نصیحت کی۔ اور عہد لیا۔ کہ ہر حال مین سچ کہتے رہنا۔ اور اجازت فرماکر وداع کرتی ہوئین دروازہ تک قدم رنجہ فرمایا۔ اور روتے ہوئے کہا۔ کہ مین نے محض بوجہ اللہ تمہین اپنے پاس سے جدا کیا۔ اور تیرے جیسے فرزند کے

Marfat.com

دیدار کو حسبۃ للہ قطع کر دیا۔ اب بخر قیامت تیرا دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ فرماتے ہین۔ کہ مین رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھہ جو بغداد کی جانب جا رہا تھا۔ ہو لیا۔ ہمدان سے جب ہم گذرے تو اچانک ۶۰ سوارون نے گھیر لیا۔ اور قافلہ کو لوٹا۔ لیکن مجھسے متعرض نہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُن مین سے ایک نے میرے پاس آکر کہا۔ کہ اے فقیر تو بھی اپنے پاس کچھ رکھتا ہی۔ مین نے سچ کہدیا۔ کہ ۴۰ دینار اُس نے پوچھا کہان ہین۔ مین نے جواب دیا۔ کہ بغل کے نیچے کپڑے مین سلے ہوئے ہین۔ اسنے اسکو استہزا خیال کر کے میرا خیال چھوڑ دیا۔ بعدہ ایک دوسرا قزاق میرے نزدیک ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے۔ مین نے وہی جواب دیا۔ وہ بھی رفو چکر ہوتا نظر آیا۔ اتفاق سے ان دونون نے اپنے سردار سے یہ ذکر کیا۔ اُسنے مجھے اُس حالت مین بلایا۔ کہ وہ تقسیم مال کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی پوچھا۔ کہ باخود چہ داری مین نے کہا چالیس دینار۔ پھر پوچھا کہ کہان ہین۔ مین نے کہا بغل کے نیچے پیراہن مین ٹکے ہوئے ہین۔ اسنے میرے کپڑے کے چیرنے پھاڑنے کا حکم دیا جتنے دینار مین نے کہے تھے۔ اتنے نکال کر سامنے رکھدیے گئے۔ پھر تعجب مین آکر سردار قزاقان نے مجھسے خطاب کیا۔ کہ وجہ اعتراف کیا ہے۔ مین نے کہا۔ کہ میری والدہ نے مجھے صدق اور راستی کا عہد لیا ہوا تھا۔ مین نہین پسند کرتا۔ کہ اس مین خیانت کرون۔ میرے اس قول نے ایسا اثر کیا۔ کہ وہ رونے لگا۔ اور کہا کہ چند سال ہوے ہین۔ کہ مین پروردگار عالم کے عہد مین خیانت کر رہا ہون۔ اور یہ لڑکا اپنی والدہ کے عہد کی خیانت کرنا پسند نہین کرتا۔ اُسنے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ پھر اسکے ماتحت بھی سب کے سب میرے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ اور قافلہ کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔ فرماتے ہین۔ اول تائیان بروست سن ایشان بودند۔ فرماتے ہین۔ کہ ۵۸۸ھ مین آپ بغداد داخل ہوئے۔ اور قلیل زمانہ مین تمام علوم مین وہ مہارت

Marfat.com

پیدا کی۔ کہ براقران خود فایق شد۔ غوث صمدانی فرماتے ہین۔ کہ طالب علمی کے زمانہ مین مجھے ایسے ایسے بھوک کے صدمہ ہوئے۔ کہ عالم الغیب داتا ہے۔ لیکن مین نے بھی سوال نہ کیا۔ حتے کہ چند یوم کے فاقے نے مجھے ایسا تنگ کیا۔ کہ اگر خدائی امداد نہ ہوتی۔ تو اُس کا نبھانا ناممکن تہا۔ آخرکار نوبت بانیجا رسید کہ مین ایک مسجد مین بوجہ کم طاقتی لیٹا ہوا تھا۔ کہ ایک فارسی جوان مسجد آکر میرے سامنے روٹی اور گوشت بریان کھانے لگا۔ میرا نفس فریب تہا۔ کہ بصبری کرکے اسکے ساتھ شامل ہونے کی اجازت طلب کرے۔ لیکن مین نے اسے روکا۔ کہ یہہ امر نازیبا ہے۔ اتنے مین اس شخص نے خود مجھے صلاح کی مین نے انکار کیا اس نے مجھے کہا۔ کہ آپ کہان کے رہنے والے ہین۔ مین نے جواب دیا۔ کہ جیلان کے کہنے لگا خوب۔ آپ عبدالقادر جیلانی کو پہچانتے ہین۔ مین نے جواب دیا۔ کہ وہی ہین۔ پہر تو وہ جوان بیچین ہوگیا۔ اور کہنے لگا واللہ تین یوم ہوئے۔ کہ مین آپ کی تلاش مین تہا۔ آپ کی والدہ نے مجھے آٹھ دینار بھیجے تھے۔ کہ عبدالقادر کو دے دینا۔ اس امانت کے سپرد کرنے کے لئے مین تلاش کرتا رہا۔ آخر نوبت بانیجا رسید۔ یہ کہا تا ہی بوجہ تنگ دستی کے آپ کی رقم سے لایا ہون پہر معافی طلب کی۔ اور مجھے شریک ہونیکو کہا۔ مین نے اس کی معذرت قبول کی۔ بعد ازان وہ کہانا ہم دونون نے مل کر کہایا۔ جو بچا مین نے اسی کو دیدیا۔ اور اُس رقم سے بہی کچھہ مین نے اسے عطا کیا۔ (قلاید)

قول مستحسن مین لکہا ہے۔ کہ غوث صمدانی نے علوم ظاہری کے کمال کرنے کے بعد نہایت علو مقام حاصل کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ بلا واسطہ سید الخلق حبیب الحق حضرت محمد مصطفےٰ ؐ اور سید الاولیا سند الاصفیا علی مرتضےٰ سے یقظہ و مشافہہ فیضیاب ہوئے۔ اسناد صحیح کے ساتہہ بہجۃ الاسرار سے نقل کیا ہے۔ کہ غوث صمدانی نے فرمایا۔ کہ مین بغداد مین قبل از ظہر سولہ شوال یوم شنبہ سنہ ۵۲۱ھ کو کرسی پر بیٹھا تھا۔ کہ سرور عالم کی زیارت ہوئی۔

Marfat.com

مجھے فرمانے لگے۔ کہ اے میرے پیارے لخت جگر وعظ کیون نہین کرتے۔ مین نے عرض کی کہ اے میرے سردار باب مین عجمی ہون۔ فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح جرأت کرون۔ فرمایا۔ افتح فاک۔ اپنا منہ کھولو۔ مین نے منہ کھولا۔ تو آپ نے سات دفعہ میرے منہ مین لعاب دہن ڈالا۔ اور فرمایا۔ تکلم علی الناس وادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة۔ پھر مین نے ظہر کی نماز ادا کی اور بیٹھ گیا۔ وحضر انی خلق کثیر فارتج علیے۔ مین نے اسی حالت مین حضرت علی مرتضےٰ کو مجلس مین اپنے سامنے دیکھا مجھے فرماتے ہین اے میرے پیارے بیٹے وعظ کیون نہین کرتا۔ مین نے عرض کی کہ اے میرے ابا سردار۔ آپ ہجوم خلائق کو دیکھو۔ (کہانتک آواز پہونچے گی) فرمایا افتح فاک۔ منہ کھولو۔ مین نے منہ کھولا تو چھ دفعہ لعاب دہن میرے منہ مین ڈالا۔ مین نے عرض کی۔ کہ آپ سات کو پورا کیون نہین کرتے۔ فرمایا۔ کہ سرور عالم کے ادب کی وجہ سے۔ پھر مجھ سے پوشیدہ ہوگئے۔ پھر تو میرے بحر قلب سے وہ درر معارف ساحل دہن سے نمودار ہوئے۔ کہ گوشہائے صدور کو مزین کرتے ہوئے محبوب عالم کر دکھلایا۔ قول مستحسن مین لکھا ہے۔ کہ اسکی سند جید ہے۔ اسی طرح لکھا ہے۔ علامہ سیوطی نے تنویر مین اور ابن حجر کے شیخ ابن ملقن نے طبقات الاولیا مین وغیرہما نی غیرہما۔ یہ بھی قول مستحسن مین لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت غوث صمدانی سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ کا شیخ کون ہے۔ فرمانے لگے کہ گذشتہ زمانے مین تو میرے شیخ شیخ حماد دباس تھے۔ جن سے مین فیض حاصل کرتا تھا۔ لیکن اب تو دو سمندرون سے سیراب ہوتا ہون۔ یعنی بحر النبوۃ اور بحر الفتوت سے حضرت غوث صمدانی کے وعظ مین حاضرین کی تعداد ۷۰ ہزار تک ہوجایا کرتی تھی۔ جمیع علوم مین کلام فرمایا کرتے تھے۔ گاہ گاہ وعظ مین یہ بھی فرماتے کہ اے اہل آسمان والے اہل زمین آؤ اور میرا کلام سنو۔ اور مجھ سے سیکھو۔

Marfat.com

کہ مین سرور عالم کا نائب اور وارث ہون - اور حق تعالےٰ میرے دل پر تجلے
کرتا ہے - شیخ ابو سعید قیلوی رح فرماتے ہین - کہ آپ کی مجلس وعظ مین خود سرور عالم
و دیگر انبیاء اور ملائکہ اور جنات کو صف در صف مشاہدہ کرتا تہا - معارف و اسرار
کے سمان کا یہ انداز تہا - کہ لوگ چیخ چیخ کر واصل بحق ہوتے تھے - آپ کی آواز
مین وہ برکت دیگئی تہی - کہ وعظ مین قریب و بعید یکسان سنتا تہا -

سید صدیق حسن خان غیر مقلد بہی اس کے مقر ہین - مقالات الاحسان مین غوث
صمدانی کے وعظ کے تذکرہ مین لکہتے ہین - عجب بات یہ تہی - کہ آواز کے سننے مین مردم
نزدیک و دور سب برابر تھے - اور قرب و بعد مکان و مجلس سے کوئی تفاوت ظاہر
نہ ہوتا تہا - انتہے - شاہ ابو المعالی نے ذکر کیا ہے - کہ ہر ہفتہ مین ۳ یوم وعظ
فرماتے - جمعہ - یکشنبہ - سہ شنبہ - حیوۃ الحیوان مین باسناد صحیح بیان کر کے لکہا ہے
کہ غوث صمدانی رح مخلوق کو وعظ فرما رہے تھے - (عالم خاموشی طاری تہا - لوگ ہمہ تن
گوش ہو رہے تھے -) ہوا چل رہی تہی - ایک چیل آپ کی مجلس وعظ کے دائرہ پر گہومنے
اور چلانے لگی - حاضرین اسکے چلانے سے مشوش ہوگیے کیونکہ وہ اہم مسایل کی ٹوہ مین
تہی - غوث صمدانی رح نے ہوا کو خطاب کر کے فرمایا - کہ خذی راسہ ہذہ الحداۃ یعنی
اس چیل کے سر کو پکڑ لے - اتنا فرمانا تہا - کہ تعمیل ہوگئی - کہ چیل کا سر جدا ہو کر
ایک طرف اور دہڑ اس کا دوسری طرف آ پڑا - غوث صمدانی کو پہر اس پر رحم
آیا - کرسی وعظ سے نزول فرمایا - اور چیل کے سر اور دہڑ کو ملا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم
پڑہتے ہوئے ہاتہ پہیرا پس وہ زندہ ہو کر اڑی - والناس یشاہدون ذالک -

(نور الابصار) شاہ ابو المعالی نے لکہا ہے - کہ چار سو تو محرر رہتا تہا - جو آپ کے
وعظ مین فواید نویسی کرتا تہا - اور یہ بہی لکہا ہے - کہ وعظ آپ کا پہلے پہل مدرسہ
مین شروع ہوا - پہر رباط مین - پہر مخلوق خدا کا سخت ہجوم ہونے لگا - تو شہر کے
باہر میدان مین منبر رکہا جاتا رضی اللہ عنہ - چار سو کاتب وعظ مین - فصلح نویس حاضر
ہوتے - آپ کے ہر وعظ مین - بعضے یہود و نصارٰ قطاع الطریق - ارباب بدعت و

Marfat.com

وفساد تائب ہوتے ۵۰۰ یہود و نصارا اور لاکھ سے زیادہ دوسرے لوگ آپ کے دست حق پرست پر اسلام لائے۔ اور مخلص مومن ہوئے۔ خضر علیہ السلام بھی وعظ مین حاضر ہوتے۔ مجلس وعظ مین خوارق وکرامات وتجلیات وغیرہ خارج از حصر ہوتے۔ اولیاء، انبیاء کے ارواح و ملائکہ بھی حاضر ہوتے۔ (اخبار الاخیار)

آپ مرجع علمائے عراق بلکہ محط رجال طالبان آفاق تھے۔ در طریق سلوک بے نظیر تھے۔ سلطان الطریق سے ملقب تھے۔ باایں ہمہ تواضع یہ تھی۔ کہ فقرا کی مجالست پسند تھی۔ ترحم بر صغیر و توقیر کبیر معمول تھا۔ اکثر اوقات سلام خود ابتدا فرماتے۔

حضرت غوث صمدانی کی تعلیم و تدریس

طالبان علم جو قون کے جوق کی تمنا تھی۔ کہ علوم درسیہ مین بھی ہر ایک علم سے علوم ظاہری و باطنی مین اگر درس ہو۔ تو یہ جداگانہ فیض بھی جاری ہو۔ منظور کیا گیا۔ غوث صمدانی نے خرقہ صوفیانہ حضرت قاضی ابو سعید مخرمی سے پہنا۔ انہون نے اپنا چھوٹا سا مدرسہ جو بغداد کے محلہ باب الازج مین تھا۔ آپ کی تفویض مین کر دیا۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم سے اس مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا۔ ۵۲۸ھ مین یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی صورت مین بنکر تیار ہو گیا۔ اور آپ ہی کی طرف منسوب بھی ہوا۔ آپ نے تدریس[1] شروع کی۔ تمام گرد و نواح مین شہرہ ہو گیا۔ اور ہر اطراف عالم مین پہنچا پھر تو ہر قسم کے طلبا ٹوٹ پڑے۔ جو علوم کہ مدت العمر مین حاصل ہونے ناممکن معلوم ہوتے تھے۔ وہ قلیل عرصہ مین حاصل ہونے لگے۔ تقریر دل پذیر اور طرز ادا وہ انوکھی تھی۔ کہ تعالے اللہ۔ معرفت کا سلسلہ چھڑ جاتا۔ تو بحر المعرفت کی لہرین

[1] نور الابصار مین لکھا ہے۔ کہ ۱۲ علوم کا درس فرمایا کرتے۔ اوقات مدرسہ صبح سے لے کر دوپہر کے قبل تک اور ظہر کے بعد عصر تک۔ بلکہ عصر کے بعد بھی ہوتا ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

آنکھون مین پھرنے لگتین۔ قرآن شریف کی کسی آیت پر بحث ہوجاتی۔ تو آیہ کے بطون تک نوبت پہنچ جاتی۔ علماء وصلحاء کی جماعتین تیار ہوکر اطراف عالم مین فیض گستر ہونے لگین۔ موجودہ علماء کو اپنی سردبازاری کا خیال ہوا۔ خدا تعالے حسد کا ستیاناس کرے۔ کہ وہ عقل کو اندھا اور ذہن کو خراب اور عاقبت اندیشی سے بالکل بےخبر بنادیتا ہے۔ لگے گلچھرے اڑنے۔ کہ واہ فلانی حدیث جو انہون نے بیان کی۔ اس مین فلانا راوی مجہول ہے۔ فلانی آیہ کی تفسیر مین جو بیان کی گئی یہ عیب ہے۔ علوم مکاشفہ۔ فناء۔ بقاء۔ قبض۔ بسط۔ ستر۔ تجلی۔ وجد۔ وجود۔ جمع۔ تفرقہ۔ یہ بدعی۔ اصطلاحات ہین۔ بےخبر اس سے کہ علماء جو جامع علوم ظاہر و باطن ہین۔ انہون نے قاعدہ مقرر کیا ہے۔ کہ کل حدیث تکلم فی طریقہ ائمۃ الجرح والتعدیل فان حکمہم معتبر الا ما صححہ اھل الکشف فان الحکم للکشف وان ضعفوہ ائمۃ النقل۔ سچ ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" والتفصیل فی القول المستحسن صفحہ ۲۴۲۔ علامہ سیوطی نے اتقان فی تفسیر القرآن مین بعد ذکر کرنے حضرت علیؓ کے اس قول کے کہ اگر مین چاہون۔ تو صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر اسقدر لکھ سکتا ہون۔ کہ اس تفسیر کی جلدونکو ستر اونٹ اوٹھاوین ۱۲ لکھا ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے۔ کہ ہر آیت قرآن شریف کے ستر ستر ہزار مفہوم ہے۔ اور پھر اس پر خاتمہ نہین۔ جو فہم مین نہین آسکتا۔ وہ اس سے زیادہ ہے۔ لامشافہ فی الاصطلاح مشہور ہے۔ ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

علامہ ابن جوزی کو یارون نے جاکر ابھارا۔ یہ خود بھی انہین کے ہم صفیر تھے انہون نے غوث صمدانی کے فضل وکمال کے انکار پر جرأت کی۔ لیکن ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد اگر کس تف زند ریشش بسوزد

معاملہ یہ ہوا۔ کہ آپ قہر خدا مین پکڑے گئے۔ خلیفہ وقت نے پانچ سال قید کا

Marfat.com

حکم دیا۔ کما فی الفصول الستتہ وغیرہ۔ پھر جب حضرت غوث صمدانی کی حضور مین حاضر ہونیکا شرف حاصل کیا۔ کہ دیکھہ بھی تو لین۔ کہ کیفیت تعلیم وتدریس کیا ہے اتفاقاً اسوقت غوث صمدانی معارف وحقایق کے حصہ مین زبان دُرَر بار سے گوہر افشانی کر رہے تھے۔ ابن جوزی تاب نہ لاسکا۔ اخذہ وجد شدید وخرق ثیابہ ایسے وجد شدید مین مبتلا ہوئے۔ کہ کپڑے جو پہنے تھے۔ پھاڑ ڈالے۔ پھر تپا لگا۔ کہ تعلیم اسے کہتے ہین رواہ غیر واحد من الحفاظ۔ پھر ابن جوزی نے بھی ایک کتاب صفوۃ الصفوۃ علم تصوف مین لکھی (قول مستحسن) اسی کے متعلق بہجۃ الاسرار مین باسنادِ صحیح لکھا ہے کہ ابن ابن الجوزی کو حافظ ابو العباس احمدؒ نے کہا۔ کہ مین اور تیرا والد غوث صمدانی رہ کی مجلس مین حاضر ہوئے۔ ایک قاری نے آیت پڑہی۔ غوث صمدانی اس کی تفسیر کرنے لگے۔ اور اس کے وجوہ بتلانے لگے۔ مین ہر ایک وجہ پر تیرے والد سے پوچھتا تھا۔ کہ آپ اسے جانتے ہین۔ گیارہ وجوہ تک تو وہ ہان کہتے رہے۔ غوث صمدانی رہ نے چالیس وجوہ اس آیت کے بیان کئے۔ گیارہ کے بعد تیرا والد لاعلمی بیان کرتا رہا۔ اور متعجب ہوتا رہا۔ جب تفسیر سے حضرت غوث صمدانی نے فراغت حاصل کی تو اشتد تعجبہ من علم الشیخ اسے حضرت شیخ کے علم سے سخت تعجب ہوا۔ پھر حضرت غوث صمدانی نے فرمایا۔ ترک القال ورجع الی الحال کہ قال کو چھوڑ کر حال کیطرف رجوع کرتے ہین۔ کلمہ طیبہ کا جہر کیا۔ اور وہ توجہ ڈالی۔ کہ اضطرب الناس اضطرابا شدیدا وخرق والدک ثیابہ۔ یعنی لوگ تو بیتاب ہو گئے۔ اور تیرے والد کی بھی یہ حالت ہوئی۔ کہ دیوانہ وار کپڑے پھاڑتا تھا۔ قول مستحسن صفحہ ۳۹۶۔

اس مین شک نہین۔ کہ ابن جوزی مین تعصب کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ وجہ انکار فضایل حضرت غوث صمدانی ذوق علم سے بہرہ یاب نہ تھے۔ حسب قاعدۃ العاصر سبب المناخرۃ۔ حضرت غوث صمدانی کا اپنی کتب مین ذکر تک نہین کیا۔ روض الریاحین مین لکھا ہے۔ کہ ابن جوزی نے کتاب تلبیس ابلیس (جس مین صوفیہ کرام پر زہر اگلا ہے۔ نہایت عمدہ ہے۔ لیکن خالی افراط وتحامل وزجد اعتدال سے

Marfat.com

ہنین ہے۔ اسلئے اس کے مطالعہ سے تحذیر کی ہے۔ یہ بغداد مین تھے۔ زمانہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مین ان کی ولادت ۵۰۸ھ یا ۵۱۰ھ مین ہوئی۔ وفات ۵۹۷ھ مین پائی۔ اور باب حرب مین مدفون ہوئے۔

آپ کا نام عبدالرحمن تھا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ الصدیق کی نسل سے ہین۔ اسلئے تیمی قریشی مشہور ہین۔ جس طرح بڑے عالم تھے۔ اسی طرح واعظ بھی تھے۔ مذہب حنبلی رکھتے تھے۔ حاضر جوابی مین یکتا تھے۔

حکایت۔ بغداد مین بزمانہ خلیفہ عباسی ناصر الدین جسے مذہب امامیہ کیطرف میل تھا۔ شیعہ و سنی کے درمیان درباب مفاضلہ۔ ابوبکرؓ و علیؓ نزاع ہوئی۔ دونون نے ابن جوزی کو ثالث مقرر کیا۔ کہ انہین کا فیصلہ مقبول طرفین ہوگا۔ ایک شخص نے مجلس وعظ مین ان کی طرف سے سوال کیا۔ کہ اول و آخر خلفاء سے کون افضل ہین۔ فی البدیہہ جواب دیا۔ کہ من کانت ابنتہ تحتہ۔ یعنی جسکی بیٹی اُسی کی زوجہ ہے یہ کہکر فوراً وعظ ختم کر کے نیچے بیٹھ گئے۔ کہ اس باب مین مراجعت نہ ہو۔ دونو خوش ہو گئے۔ شیعہ کہنے لگے۔ کہ ہمارے حق مین فیصلہ ہوا۔ کیونکہ پہلی ضمیر نبی کی طرف پھرتی ہے۔ اور ثانی علی کیطرف۔ یعنی افضل وہ ہے۔ جسکے گھر نبیؐ کی بیٹی ہے۔ اور وہ حضرت علیؓ ہے۔ سُنیون نے کہا نہین ہمارے حق مین فیصلہ ہوا۔ کیونکہ ضمیر اول صدیق کی طرف راجع اور دوسری نبیؐ کی طرف۔ یعنی وہ افضل ہے۔ جسکی لڑکی نبیؐ کی زوجہ ہے۔ اور وہ ابوبکر صدیق ہین۔ ابن خلکان نے اس حکایت کو ذکر کر کے لکھا ہے۔ کہ یہ جواب لطائف اجوبہ سے ہے۔ اگر بعد فکر تام و امعان نظر کے ہوتا تو بھی غایت حسن تھا۔ لیکن فی البدیہہ کہنے ہین۔ ایک عجیب حلاوت ہے لکن لحوم الانبیاء مسمومۃ کا یہ اثر ہوا۔ کہ محدثین مین تو یہ عزت ہوئی۔ کہ وقد صرح الذہبی وغیر واحد من الحفاظ بان ابن الجوزی لیس لہ فی الکلام علی صحیح الحدیث وسقیمہ ذوق المحدثین وقال ابن حجر فی اللسان فی ترجمۃ ثمامۃ بن اشرس

Marfat.com

دلت هذه القصة علی ان ابن الجوزی حاطب لیل لا ینتقد ما یحدث به انتہے۔
(قول مستحسن) صوفیہ کے نزدیک وہ مرتبہ حاصل کیا جو اہل علم پر مخفی نہین۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ آخرکار مشائخ و علمار نے ہمدردی کرکے ابن جوزی کو بخدمت حضرت غوث صمدانی لائے۔ اور التجا کی۔ کہ اس کا قصور معاف ہو۔ حضرت غوث صمدانی نے بے معافی دی اور درگذر فرمایا۔ شیخ علی متقی نے نصیحت کی۔ کہ یا فلان شیخ عبدالقادر بزرگ است و شان او عظیم است و انکار ایشان زہر قاتل است۔ خدا تعالی نگاہدارد از ان و فرمود کہ حق تعالے دادہ است۔ او را از فضل و کرامت آنچہ نداد ہ است خیر او را از مشائخ نسال اللہ العافیۃ والعاقبۃ بالخیر انتہے۔

اللہ تعالے کا کرم ہوا۔ کہ معافی طلب کیگئی۔ اور غوث صمدانی نے معاف بھی کر دیا۔ ورنہ دنیا مین جو ذلت ہوئی۔ وہ معلوم ہو چکی۔ اور علم مین جسقدر بے برکتی ہوئی۔ وہ بھی مفہوم ہو چکی۔ کہ ذوق حدیث بگڑ گیا۔ کمار۔ بھلا کیون نہ ہو۔ بخاری شریف مین سرور عالم سے منقول ہے کہ ان اللہ تعالے قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ای اعلمتہ انی محارب لہ۔ اور دوسری روایت مین ہے۔ من اہان لی ولیا فقد بارزنی۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری مین لکھا ہی کہ دو گناہون پر یہ اشد وعید آئی ہے۔ ایک سود کھانے والے کے لئے۔ فاذنو بحرب من اللہ۔ دوسرے اولیار خدا کے دشمن کے لئے۔ علمار نے لکھا ہی۔ کہ لحوم الیاء مسمومۃ وعادۃ اللہ فی ہتک منتقصہم معلومۃ ومن اطلق لسانہ فیہم ابتلاہ اللہ قبل موتہ بموت القلب۔ الحذر فالحذر۔

الغرض حضرت غوث صمدانی کی تعلیم و تدریس اور نکات بیانی اور معرفت و اسرار حقانی کا چرچا ہوا۔ علمار کرام جو اپنی نظیر آپ ہی سمجھے جاتے تھے۔ درس مین حاضر ہو کر فیضیاب ہونے لگے۔ بوقت تقریر ایک سمان بندھ جاتا تھا۔ قاضی ابو یعلی شیخ فقیہ ابو الفتح نصر۔ امام ابو حفص۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی۔ شیخ عبداللہ خشاب امام ابو عمرو عثمان الملقب بہ شافعی زمان۔ شیخ کیزانی۔

Marfat.com

شیخ فقیہ رسلان۔ یحیی دبیثی۔ قاضی القضاۃ۔ عبدالملک۔ علامہ عبدالغنی مقدسی امام مؤفق الدین ابراہیم ان کے فرزند وغیرہم آپ کے درس مین حاضر ہوتے۔ اور اس حاضر ہونیکو فخر سمجھتے۔ اور برکات حاصل کرتے۔

حضرت غوث صمدانی کے تلامذہ کی تعداد جو علوم کی معراج پر ترقی یافتہ تھے۔ ان کی پوری فہرست تو خدا علیم کو معلوم ہے۔ صرف قلائد الجواہر سے جس قدر معلوم ہوا۔ پیش نظر کرتا ہون۔ وہ یہ ہی۔ محمد بن احمد۔ ابو محمد عبداللہ جبانی عبدالمنعم حرانی۔ ابراہیم حداد یمنی۔ عبداللہ الاسدیمنی۔ عطیف بن زیاد یمنی۔ عمر بن احمد یمنی ہجری۔ مدافع بن احمد۔ ابراہیم عدلی۔ عمر بن مسعود بزاز۔ عبداللہ بطائحی نزیل بعلبک۔ عبداللہ بن حسین عکبری۔ ابوالقاسم بن ابوبکر۔ محمد بن ابوالمکارم۔ عبدالملک بن دیال۔ ابو احمد خراجی۔ یحیے تکریتی۔ ہلال عدنی۔ یوسف حاقولی۔ وغیرہم جن کے اسمار گرامی ہم بخوف طوالت قلم انداز کرتے ہین ان مین سے ہر ایک علوم کے آسمان کا مہتاب سمجھا جاتا تہا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی نے اپنے علو علمیت کا باین الفاظ ذکر فرمایا۔ کہ خضنا بحرا لم یقف علے ساحلہ الانبیاء یہان بحر سے مراد سرور عالم کی ذات بابرکات ہے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی صاحب السلسلہ پیر حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی و شیخ سعدی قدس اللہ سرہما رہا ہی حضرت غوث صمدانی رح کے بواسطہ شیخ شہاب الدین مستفید سعید تھے۔ اور یہ روایت مشہور بلکہ متواتر ہے۔ خود شیخ شہاب الدین سہروردی رح فرماتے ہین۔ کہ مین علم کلام کا اس قدر ماہر تہا۔ کہ مجھے اس علم کا فقیہ کہتے تھے۔ اور میرا چچہ مجھے منع کرتا۔ اور جھڑکتا کہ اس علم مین کیا فائدہ۔ لیکن مین بوجہ دلچسپی اُن کی فرمودہ کی پرواہ نہ کرتا۔ آخر ایک دن میرا چچہ مجھے ساتھہ لیکر حضرت غوث صمدانی کی زیارت کو گیا۔ اور شرف زیارت کے بعد عرض کی۔ کہ یہ میرا بھتیجا شہاب الدین علم کلام مین مشتغل رہتا ہے۔ مین نے بہت دفعہ سمجھایا ہی۔ لیکن باز نہین آتا۔ اس پر

Marfat.com

حضرت غوث صمدانی نے مجھہ سے خطاب کرکے پوچھا۔ کہ تونے کون کون کتاب حفظ کی ہے۔ مین نے چند کتابون کے نام لئے۔ اس وقت غوث صمدانی نے میرے سینہ کیطرف اپنا ہاتھ دراز کیا۔ معلوم نہین۔ اس مین کیا بھید تہا۔ اسی وقت یک لخت علم کلام کی کتب کا علم میرے سینے سے جاتا رہا۔ اور بجائے اس کے علم معرفت سے پُر ہو گیا۔ پھر تو علوم اسرار و حکم میری گویائی ہو گئی۔ پھر یہی مجھے فرمایا۔ کہ انت آخر المشہورین بالعراق۔ دیکھو بہجۃ۔ قول مستحسن۔ اور کتب مناقب غوثیہ جیسے غوث صمدانی نے فرمایا تہا۔ ویسے ہوا۔ پھر حضرت غوث صمدانی کی نسبت اگر شیخ شہاب الدین سے سوال ہوتا۔ کہ آپ کا کیا مرتبہ ہے۔ جواب مین فرماتے۔ ھو سلطان الطریق المتصرف فی الوجود علی التحقیق (رضی اللہ عنہ)

(قول مستحسن)

حضرت غوث صمدانی کا مذہب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحصیل التعرف مین صراحت کی ہے۔ کہ آپ درجہ اجتہاد کو پہونچے ہوئے تھے۔ انکا فتوی گاہ بمذہب امام شافعی اور اکثر بمذہب امام احمد حنبل رہ ہوتا۔ اسی طرح بہجۃ الاسرار وغیرہ مین ہے۔ لیکن مشہور حنبلی المذہب تھے۔ علماء متقدمین نے جو تراجم علماء صلحاء مین کتابین لکھی ہین ان مین حضرت غوث صمدانی رہ کا نام نامی و اسم گرامی حنابلہ کی فہرست مین درج کیا ہے۔ قول مستحسن مین بہجۃ الاسرار سے باسناد ثقات نقل کیا ہے۔ کہ شیخ ابو الحسن علی الہیتی جو کاملین سے تھے۔ بیان کرتے ہین۔ کہ مین ایکدفعہ بمعیت غوث صمدانی رہ۔ امام احمد بن حنبل رہ کی قبر مبارک پر گیا۔ شیخ بقا بن بطو بہی ساتھہ تھے۔ مین نے خود مشاہدہ کیا۔ کہ احمد بن حنبل رہ اپنی قبر سے نکلے اور غوث صمدانی سے معانقہ کیا۔ اور ایک خلعت بھی انہین پہنائی۔ اور انہین یہ بہی کہا۔ کہ اے عبدالقادر رہ مین علم شریعت اور علم حقیقت و علم الحال مین تیرا محتاج ہون۔ انتہے

Marfat.com

اسی طرح لکھا ہے۔ داراشکوہ نے سفینۃ الاولیا، مین۔ وکذا نقل المحدث الدہلوی فی تحصیل التعرف۔ یہ واقعہ ممکن ہی۔ کہ من قبیل عالم مثال ہو۔ یا حقیقتاً ہو۔ اخبار الاخیار سے بہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اولیاء کرام سے ایسے امور کا واقعہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہین۔ حضرت شاہ یوسف گردیزؒ جنکی مزار پُر انوار اندرون بوہڑ دروازہ ملتان مین ہے قدس اللہ سرہ کے حالات مین لکھا ہے۔ کہ بعد از وفات اپنے بعض مریدون کو قبر مبارک سے ہاتھ نکال کر مصافحہ کیا کرتے تھے۔ حدیث صحیح مین ہے۔ کہ شب معراج سرور عالم نے موسیٰؑ کو قبر مین نماز پڑہتے مشاہدہ فرمایا۔ خود حضور سرور عالم کا یقظۃً دیکھا جانا۔ بعد الوصال اولیاء کرام سے تواتراً ثابت ہے۔ علامہ سیوطی رح نے اپنی نسبت بیان کیا ہے۔ کہ رایت رسول اللہ فی الیقظۃ بضعا وسبعین مرۃ الخ۔ پہر اس بارے مین ایک کتاب لکھی ہے۔ جسکا نام ہے تنویر الملک فی امکان رویۃ النبیؐ والملک۔ بلکہ قول مستحسن مین شرح صدور اور ابن ابی الدنیا سے ایسے واقعات بکثرت منقول کئے ہین۔ خصائص کبرے اور ابن حبان کا بہی نام لیا ہے۔ مین صرف ایک واقعہ عجیبہ اُن واقعات سے پیش کرتا ہون۔ جس سے نہ صرف قبر سے باہر آنا۔ بلکہ مدت مدید تک مختلف حالات مین رہنا معلوم ہوتا ہے۔ ولا یشك من یومن بکرامات الاولیاء رویناہ من وجوہ حسنۃ یعنی ہم وجوہ حسنہ کثیرہ کے ساتہہ روایت کئے گئے ہین۔ کہ ولی کبیر سید کفایۃ اللہ حسینی چشتی نظامی دکن مین فوت ہوئے۔ پہر کچہہ مدت کے بعد پورب مین زندہ ظاہر ہوئے۔ کہین قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک تاجر جوان کا واقف اور دکن مین بوقت ان کے دفن کے حاضر تہا۔ ان کے قریب گذرا۔ اور انہین دیکہکر متعجب ہو گیا۔ اور ٹھہر گیا۔ جب وہ تلاوت سے فارغ ہوئے۔ تو تاجر کو خطاب کرکے فرمایا۔ کیا دیکہتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ آپ دکن مین دفن ہنین ہوئے تھے۔ فرمایا ہان ہوا تہا۔ لیکن یہ بات مجہے پیاری معلوم ہوئی۔

Marfat.com

کہ پھر چند یوم دنیا کی سیر کرون - پھر یہ بھی فرمایا - کہ مین کچھ عرصہ کے بعد یہان پھر مرجاؤنگا - اور چین مین پھر انشاء اللہ ظاہر ہونگا - اور اس وقت میری نماز خضرہ ہوگی - فکان کما قال وھذہ القصۃ مشہورۃ ببلادہ ولقد سمعتھا مرات من حضرت شیخی شیخ الاسلام سیدی وسندی ومرشدی مقتدانا ومولانا الحافظ محمد علوی الحسینی الرضوی اماز ابا الحشتی افاض اللہ تعالی فیوضاتہم وفتح فتوحاتہم علینا انتہے (قول مستحسن)

اسی طرح حضرت اویس قرنی رہ کے حالات مین لکھا ہے - انہ مات مرۃ فی موضع فحی فی اخوتہ وشم - ربیع بن فراش اور اسکے برادر ربعی کا قصہ محدثین مین مشہور ہے - قول مستحسن صفحہ ۲۹۲ وصفحہ ۲۹۳ - حضرت جعفر بن ابیطالب ہاشمی برادر علی المرتضے ملقب بذوالجناحین - صحابی جلیل سرور عالم کا چچہ زاد بھائی جو ۸ھ مین بغزوہ موتہ شہید ہوئے - ان کا قصہ حدیث شریف مین مذکور ہے - کہ خود سرور عالم فرماتے ہین کہ مین نے انہین بعد قتل اس حالت مین اپنے پاس سے گذرتے دیکھا - کہ وہ فرشتون کے ساتھہ سیر کرتا پھرتا تھا - جلال الدین سیوطی شرح صدور مین فرماتے ہین - کہ حافظ ابن حجر نے اپنے فتاوی مین لکھا ہے - کہ ارواح کملہ مومنین سیر اور تصرف مین ماذون ہوتے ہین - شیخ عبدالحق محدث شرح مشکوات مین نقل کرتے ہین - کہ غوث صمدانی بھی انہین کاملین سے ہین - جو قبر مین ویسا تصرف کرتے ہین - جیسا حیات دنیا مین یا اس سے بھی زیادہ -

قرآن شریف مین احیاء بعد الموت کا دنیا ہی مین مذکور ہے - قصہ عزیر وغیرہ ملاحظہ ہو -

Marfat.com

حضرت غوث صمدانی قدس اللہ سرہٗ کا یہ فرمانا کہ قدمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ باذن خلاق عالم تھا۔

جسوقت حضرت غوث صمدانی رح بمقامات ومدارج علیا پہونچے۔ اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے آپ کا سینہ بے کینہ متجلی ہوا۔ اور باذن الٰہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ بہجۃ الاسرار مین ابو سعد قیلوی قدس سرہٗ سے باسناد صحیح نقل کیا ہے۔ کہ جسوقت حضرت غوث صمدانی رح نے یہ فرمایا۔ تو اُس وقت تجلی الحق عزوجل علے قلبہ اللہ عزوجل حضرت غوث صمدانی کی قلب پر متجلی تھے۔ اور ملائکہ مقربین کے ہاتھون ہاتھ سرور عالم کی جناب سے خلعت عطا ہوئی۔ اور وہ حضرت غوث صمدانی کو اس مجمع مین پہنائی گئی۔ جس مین تمام اولیار موجودہ وماتقدم وماتاخر یعنی احیار باجساد خویش واموات بارواح خود موجود تھے۔ اور ملائکہ اور رجال الغیب آپ کی اس مجلس کے اردگرد احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اور ہوا مین صف بصف قایم تھے۔ پس یکبر دفعۃ اس قول کے یہ حالت ہوئی۔ کہ ولم یبق ولی فی الارض الا خنا عنقہ یعنی کوئی ولی زمین مین نہ رہا۔ جسنے کہ اس فرمودہ کی تعمیل کے لئے اپنی گردن خم نہ کی ہو۔ یعنی اعترافا بمکانتہ۔

علامہ ابو نصر بن علی بغدادی واعظ مشہور بابن الغزال ذکر فرماتے ہین۔ کہ مین سنہ ۵۱۴ھ یکم رجب کو حضرت غوث صمدانی کے فرزند عبد الرزاق سے ملاقی ہوا۔ اور شرف زیارت حاصل کرکے اور دریافت کیا۔ کہ آپ اس مجلس مین موجود تھے۔ جس مین غوث صمدانی رح فی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا تھا۔ جواب دیا۔ ہان مین موجود تھا۔ اور اس مجلس مین ظاہرا پچاس کے قریب اعیان المشائخ بھی موجود تھے۔ اور اُن سب نے بفرمودہ مذکورہ اپنی گردنین جھکائین

Marfat.com

تھین۔ حضرت غوث صمدانی رہ جسوقت اس مجلس سے گھر کو تشریف بر ہوئے۔ تو تمام لوگ جو حاضر تھے۔ وہ بھی چلے گئے۔ لیکن تین شیخ جو سرکردگان سے تھے۔ یعنی شیخ مکارم۔ شیخ محمد خاص رہ شیخ احمد بن عربی رہ اور اُس کا شاگرد داؤد بیٹھی رہے۔ فرزند غوث صمدانی رہ فرماتے ہین۔ کہ مین اور میرے برادران عبد العزیز و عبد الجبار۔ ہم تینون اُٹھکر اُن مشائخ مذکورہ کے قریب جاکر بیٹھ گئے۔ شیخ مکارم اپنے ہم جلیس مشائخ سے ذکر کرنے لگے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلوم کرایا ہے کہ آج کوئی ولی روئے زمین پر نہین رہا۔ لیکن اپنی اپنی قطبیہ کا جھنڈا لے کر بخدمت حضرت غوث صمدانی رہ حاضر ہوا ہے۔ اور غوثیۃ کا تاج حضرت غوث صمدانی رہ کے سر پر رکھا گیا ہے۔ اور آپ کو اس امر کا اختیار دیا گیا ہے۔ کہ عہدۂ ولایات کی موقوفی اور بحالی کے آپ ہی افسر اور سردار ہون۔ اور خلعۃ التصریف بھی عطا کی گئی ہے۔ جو شریعت اور حقیقت سے منقش تھی۔ اور مین نے حضرت غوث صمدانی کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ قدمی ہذہ علے رقبۃ کل ولی اللہ۔ پھر فرمایا۔ مین نے دیکھا۔ کہ ایک ہی وقت مین ہر ایک ولی اللہ نے سر جھکایا حتے کہ عشرہ ابدال خواص مملکت سلاطین الوقت اولیا نے بھی۔ المختصر آپ کے اس فرمودہ پر تمام اولیار کا اتفاق ہے۔ کہ آپ نے ایسا فرمایا۔ اور یہ امر متواتر کے حکم مین ہے۔ اور کتب قوم مملو ہین۔ اور مظہر ہین۔ کہ غوث صمدانی رہ نے۔ قدمی ھذہ علے رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا۔ لیکن بعض کوتہ اندیش اس مین بحث کرتے ہین۔ کہ یہ تو مانا۔ کہ آپ نے ایسا فرمایا۔ لیکن لفظ کُل جو اس مقولہ مین ہے۔ وُہ موزون معلوم نہین ہوتا۔ کیونکہ اہلبیت رسالت خصوصاً باب المدینہ حسنین شریفین اور اصحاب کرام خصوصاً شیخین اور علاوہ بر آن انبیار علیہم السلام۔ کیونکہ ہر نبی ولی ضرور ہوتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہی۔ کہ خوئے بدرا بہانہ بسیار دالا معاملہ ہے۔ ورنہ امر ظاہر ہے۔ کہ کلام موافق عرف کے ہوتی ہے۔ انبیاء۔ اہل بیت صحابہ کو عرف مین ولی نہین کہا جاتا۔ گو سردار الاولیا ہون۔ فاندفع ما قال۔ پھر بعض

Marfat.com

یہ کہدیا کرتے ہین۔ کہ کلام سُکر یعنی مستیٔ شراب وحدت مین صادر ہوئی تہی جسے من قبیل الشطحیات سمجھنا چاہیے۔ جو نہ قابل تعمیل نہ قابل مواخذہ۔ اِس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس معترض نے اپنی عاقبت کی پرواہ نہ کرکے آفتاب پر خاک ڈالنا چاہا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ تمام اولیاء کرام وعلماء محققین متفق الکلمہ ہین کہ یہ فرمودہ غوث صمدانی کا بامر الٰہی تہا۔ ورنہ کیون تعمیل کیجاتی۔ کما مرّ۔ قول مستحسن مین بہجۃ سے نقل کیا ہے۔ شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ سے جو حضوری اور درباری سرورِ عالم کے تھے۔ اور کثرت سے زیارت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوتے تھے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ مین نے بوقت زیارت فیض بشارت سرورِ عالم سے عرض کی۔ کہ کیا یہ سچ ہے۔ کہ غوث صمدانی نے یہ فرمایا۔ کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ سرورِ عالم نے فرمایا۔ صدق الشیخ عبد القادر کیف لا وھو القطب وانا دعاہ سچ کہا شیخ عبد القادر نے۔ ایسا کیون نہ ہو۔ کہ وہ قطب ہے۔ اور مین اس کا نگہبان ہون۔ علامہ ابو البرکات فرماتے ہین مین نے شیخ عدی اپنے چچہ سے سوال کیا۔ کہ مشائخ متقدمین مین سے بہی کسی نے ایسا فرمایا ہے۔ کہا نہین۔ مین نے پہر کہا۔ اس کلمہ کا مطلب کیا ہے۔ فرمانے لگے۔ کہ غوث صمدانی کے مقام فردیۃ کا اظہار ہے۔ پہر مین نے عرض کی۔ کہ فرد تو پہلے بہی گذر چکے ہین۔ جواب دیا کہ ہان۔ لیکن اس مرتبہ پر کوئی نہین پہونچا۔ فلہذا بجز غوث صمدانی کوئی مامور نہین ہوا۔ کہ ایسا کہے۔ شیخ عدی کہتے ہین علی نے پہر چچہ سے عرض کی۔ کہ کیا آپ اس مقولہ کے مامور بہی تھے۔ چچہ نے جواب

سلہ سید گولڑوی فرماتے ہین۔ کہ حضور غوث الاعظم سچا فرمان کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے از قبیل شطحیات نہین۔ آپ خود فرماتے ہین۔ راقلت قولی ہذا الا وقد قیل لی۔ یعنی مین نے از خود یہ نہین کہا۔ بلکہ منجانب اللہ مجہے ایسا کہنے کا ارشاد ہوا ہے۔ لکہا ہے اگر معاذ اللہ من قبیل الشطحیات ہوتا۔ تو حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ کا سر انہام۔ ہبط۔ تجلیات وانوار بروقت صدور فرمان عالیشان سب بزرگان سے پہلے سر تسلیم خم نہ کرتے۔"

Marfat.com

دیا۔ ہان مامور تو تھے ہی۔ تمام اولیا نے تعمیل تو تب ہی کی۔ کیا تو نہین دیکھتا۔ کہ فرشتون نے آدمؑ کو سجدہ نہین کیا۔ لیکن امر الٰہی کو دیکھکر محی الدین ابن عربی نے بہی فتوحات مین اپنا عقیدہ اسی طرح ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب الثلاثین مین لکہا ہے۔ واما عبد القادر فالظاہر من حالہ انہ کان مامورا بالتصرف الخ یعنی غوث صمدانی رہ کا ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ مامور بالتصرف تھے۔ فلہذا ظہر القول بہذا۔ بایں ہمہ یہ یعنی قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کا فرمانا۔ آپ سے ظاہر ہوا۔ پہر باب ۷۳ مین پردہ از کار برداشتند یعنی بصراحت لکہدیا ہے۔ کہ اولیا کبار سے ہر ایک زمانہ مین ایک ایسا ولی[1] ہوتا ہے کہ اسے ماسوے اللہ پر حکومت ہوتی ہے۔ اور وہ سب کا سردار[2] ہوتا ہے۔ دلیر ہوتا ہے۔ کبیر الدعوے لسحق ہوتا ہے۔ جو کہتا ہے۔ حق کہتا ہے۔ اور اس کا ہر ایک حکم حق ہوتا ہے۔ یہ لکہکر فرمایا ہے۔ کہ کان صاحب ہذا المقام امامنا وشیخنا عبد القادر الجیلی ببغداد کانت لہ الصولۃ والاستطالۃ بحق علی الخلق کان کبیر الشان اخبارہ مشہورۃ۔ یعنی اس مرتبہ اور مقام کا مالک ہمارا پیشوا۔ اور ہمارا شیخ غوث صمدانی جیلی ہے۔ جسکی شوکت اور استطالت مخلوق پر بالحق تہی۔ اعلے شان تھے۔ ان کے علو مرتبہ کے اخبار مشہور ہین۔ پہر باب ۱۶۹ مین تحریر کیا ہے۔ کہ بعض اولیا اللہ کبیر الشان صاحب ناز ہوتے ہین۔ یعنی مرتبہ محبوبیت مین ہوتے ہین۔ وہ حضرت غوث صمدانی بہی تھے۔ اُن کی اپنی عبارت یہ ہے۔ ومنہم من یقام فی الاد لال کعبد القادر الجیلی ببغداد وسید وقتہ (قول مستحسن) سید وقت یعنی اپنے وقت

---

[1] امام شعرانی نے یواقیت مین خود غوث صمدانی سے ذکر کیا ہے۔ کہ قطابۃ کے لئے ۱۶ علم کی حکومت ہوتی ہے۔ پہر لکہا ہے۔ کہ دنیا و آخرت کا عالم ایک ہے ۱۶ سے پہر لکہا ہے۔ وہذا امر لا یعرفہ الا من اتصف بالقطبیۃ

[2] حضرت پیر عبد الرحمن قدس سرہ سے منقول ہے۔ کہ انسے کسی نے دریافت کیا۔ کہ غوث اعظم کا فرمان کہ قدمی علی رقبۃ کل ولی اس سے معلوم ہوتا۔ کہ جناب والا تمام اولیا رات سے افضل ہوں حالانکہ دیگر سلسلہ جات مین بہی غوث و قطب ہوئے ہین۔ پیر عبد الرحمن صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہر ایک ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت نبی کے ہمارے حضرت پیغمبر آخر الزمان کے قدم پر ہین۔ چونکہ خاتم الانبیا افضل الانبیا ہین پس حضرت غوث الاعظم بہی تمام اولیا رامت سے افضل ہوئے۔ (انوار الرحمن تنویر الزمان)

Marfat.com

کا سردار ہوتا ہے۔ اس کا یہ معنی نہین۔ کہ وہ صرف ظاہری حیاتی تک ہوتا ہے۔ نہین
بلکہ وہ وقت ممتد ہوتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی جسے شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنے
زمانہ کا بیہقی محدث فرماتے تھے۔ کتاب سیف مسلول کے خاتمہ مین لکھتے ہین۔ کہ
بعض اکابر اولیاء اللہ بکشف صحیح کہ یکے از اسباب علم است امام امعنے دیگر
ظاہر گشتہ و آن آن است کہ فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی
بر اولیاء اللہ نازل میشود۔ اول بر یک شخص نازل می شود و ازان شخص قسمت شدہ
بہر یک از اولیاء عصر موافق مرتبہ و حسب استعداد با و میرسد۔ و ہیچکس را از اولیا
اللہ بے توسط او فیض نمی رسد و کسے از مردانِ خدا بے وسیلۂ او درجہ ولایت
نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء جمیع اقسام اولیاء خدا بوے محتاج
می باشند صاحب این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد بالاصالہ
نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم ؑ بروح پاک علی مرتضےٰ مقرر بود
کہ پیش از انشاء عنصری آنحضرت ہم در امم سابقہ ہر کرا درجۂ ولایت می رسید
بتوسط روح پاک آنحضرت می رسید و بعدہ بوجود عنصری تا وقت رحلت او از
اصحاب و تابعین ہمہ را این دولت بتوسط او رسید و بعد رحلت او این منصب
بحسن مجتبےٰ و بعد از وے بحسین شہید کربلا پستر بامام زین العابدین پستر
بمحمد باقر بعد ازان بجعفر صادق ؒ پس بامام موسے کاظم ؒ پستر بعلے رضاء پس تر
بہ محمد تقی ؒ بعد ازان بہ محمد نقی پس تر بحسن عسکری علیہم السلام آن منصب
معلے مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری ؒ تا وقت ظہور سید الشرفاء غوث
الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی این منصب عالی بروح حسن عسکری
متعلق بود۔ چون حضرت غوث الثقلین[1] محبوب سبحانی[2] پیدا شدند۔ این منصب

[1] نواب صدیق غیر مقلد نے مقالات الاحسان کے صفحہ ۱۵۷ مین غوثیت کی تعریف ان الفاظ
کی ہے۔ کہ حالت غوثیت یہ ہے۔ کہ بامر خدا خلق خدا پر حاکم ہو۔ ۱۲

[2] بعض نادان متصوف حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی نسبت غلو میں
آکر کہتے ہین۔ کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین ؒ کا خطاب مخصوص محبوب سبحانی ہے۔ اسی طرح ؒ

Marfat.com

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹۔۲

حضرت خواجہ بدایونی کے لیے مخصوصہ خطاب محبوب آلہی ہے۔ اور یہ بھی کہ لفظ اللہ اسم ذات ہے اور لفظ سبحان اسم صفات ہے۔ نسبتاً معلوم ہوا۔ کہ خواجہ صاحب کو غوث الاعظم پر تفوق ہے۔ اس کے جواب بعد الاستعاذہ سبحانک ہذا بہتان عظیم پیش کر کے گذارش ہے کہ ہر دو بزرگوار ان کی محبوبیت میں تو کلام نہیں۔ بے ریب وہ محبوب سبحانی ہیں۔ اور یہ محبوب آلہی۔ محبوبیت مشترک ہے۔ کلی مشکک کا مسئلہ پیش نظر ہے۔ حضرت سلطان نصیر الدین محمود سے منقول ہے کہ خواجہ محبوب الٰہی۔ غوث الثقلین محبوب سبحانی سے مستفید تھے۔ اور فیض یافتہ ہیں۔ چنانچہ نظام القلوب میں ذکر اللہ سمی۔ اللہ شاہدی۔ اللہ ناظری۔ اللہ ناصری۔ مع تصور ان اللہ بکل شئی محیط۔ کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ حضرت محبوب آلہی را۔ این تصور حضرت غوث الثقلین جیلانی در معاملہ تلقین فرمودہ بودند تا حال در چشت و سلسلہ قادریہ معمول ہست بلکہ مجدد الف ثانی تمام اولیاء کہ حضرت غوث الثقلین کی جناب سے مستفید و مجاز ہونا بتلاتے ہیں۔ مکتوبات کے جلد دوم کا اخیری مکتوب ملاحظہ ہو۔ ہم وہ عبارت بعینہ قبیل میں درج کر چکے ہیں۔ فارجع۔ علاوہ بر آں محبوبیت قادریہ عالم گیر مشہور ہے۔ اور محبوبیت نظامیہ بجز چند قطعات ارضیہ بالکل مستور ہے۔ فشتان بینہما۔ باقی رہا یہ کہ خطاب محبوب آلہی مخصوص نظامیہ ہے۔ اسکی نسبت مولانا محب النبی، فخر الدین چشتی فرماتے ہیں کہ اینکہ مردم می گویند کہ مرتبہ محبوبیت فقط مختص بذات حضرت محبوب آلہی سلطان المشائخ بودہ و بخواجگان پیشین میسر نہ شدہ معنی این مطلع چیزے نمی فہمیم بر آنکہ نسبت محمدی در ہمہ جا ظہور کردہ می آید چنانچہ ہر گاہ وفات حضرت خواجہ بزرگ شد در وقت تجہیز و تکفین ملاحظہ کردند کہ بر پیشانی از خط سبز بودند مات حبیب اللہ فی حب اللہ پس حبیب صفت مشبہ بمعنی فاعل و مفعول ہر دو می آید پس محبوبیت ثابت شد۔ فخر الطالبین ملاحظہ ہو۔ سبحان والا کا تفاوت تو اپنے اپنے درجہ پر ظاہر ہے۔ لیکن خالیون کے پندار میں معکوس پنداشت کا جلوہ ہے۔ ورنہ شان محبوبیت کو جو سبحان کے ساتھ انسبیت اور مخصوصیت ہے۔ وہ سلیم القلوب افراد پر پوشیدہ و مخفی نہیں۔ انسبیت کا ذکر تو عنقریب مذکور ہوتا ہے۔ لیکن مخصوصیت خطاب محبوب سبحانی سیدنا

Marfat.com

عبد القادر جیلانی رح کا تو کوئی منکر نہین پایا گیا۔ استقرا ازبہی معلوم ہے کہ اولیاء کرام کے زمرہ مین بجز حضور کوئی مدعی نہین ہوا۔ یہ حضرت غوث الثقلین کا خاصہ ہی کہ دوسرے مین نہین پایا گیا۔ تمثیل ایک عیسائی نے محمدی سے کہا۔ کہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ تمہارے پیغمبر محمد رسول اللہ سے جسکو فرمودہ قرآن شریف افضل ہین۔ باینوجہ کہ دو نو حضرات علیہما السلام آسمان پر تشریف بر ہوئے اول کی نسبت بل رفعہ اللہ اور ثانی کے لئے سبحان الذی اسرے بعبدہ فرمایا ہی۔ رفع کا فاعل ظاہر ہے۔ کہ لفظ اللہ ہے اور اسرے کا فاعل لفظ سبحان ہے۔ باعتبار مفہوم دونون الفاظ مین زمین آسمان کا فرق ہی۔ کیونکہ اول اسم ذات ہی۔ ثانی اسم صفت۔ نظامیہ سلسلہ والے ہی اسی وجہ سے خواجہ نظام الدین رح کو حضرت پیر پیران سے افضل سمجھتے ہین۔ کہ اول محبوب الٰہی ہے۔ ثانی محبوب سبحانی رح محمدی نے جواب دیا کہ یہ تو صحیح ہی۔ کہ خلوا در کجروی مین تو تم دونو شریک ہو۔ لیکن تحقیق مقام اور صراط مستقیم سے ہر اصل بعید ہو۔ لفظ سبحان ذات مع الصفۃ کا نام ہے۔ اور لفظ اللہ فقط ذات بحت پر بولا جاتا ہی۔ یہ بہی کہ لفظ الٰہ معبود حق و ناحق دونو پر مستعمل ہوتا ہے۔ والفرد المتکلم وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات قرآن شریف مین موجود ہے۔ بخلاف سبحان کہ غیر خدا پر کہین اس کا پتہ نہین چلتا۔ یہ ہی کہ تنزیہ باری کا یہی متکفل ہے۔ یہ بہی۔ کہ سبحان کا اطلاق اس موقعہ پر آتا ہی۔ جہان کہین کسی امر عظیم الشان اور مستبعد اور محال عادی کا ذکر ہو۔ یہ بحث کہ صفات عین ذات ہین یا کیا ہم چھڑانا نہین چاہتے۔ جو عشق کے کوچہ سے آشنا ہین وہ سمجھ سکتے ہین۔ کہ لفظ الٰہ مین کس قدر جلال ہے۔ اور لفظ سبحان مین کیا جمال۔ محبوبیت کیلئے لفظ سبحان کو جو موزونیت ہے۔ وہ مخفی نہین۔ محبوب الٰہ مرعوب ہی ہوگا۔ اور محبوب سبحان مرغوب فیہ۔ مقام محبوبیت مین مناسب ادلال اور ناز ہوگا۔ محقق مخدومی وسیدی پیر گولڑوی دام ظلہ علی المسترشدین نے اس مقام پر کیا عمدہ فیصلہ دیا ہی۔ فرماتے ہین کہ مقام جذب و محبوبیت سے جیسا مناسب کہ لفظ سبحان کو ہی۔ لفظ الٰہ کو نہین کما قال اللہ تعالیٰ سبحان الذی اسرے بعبدہ لیلا۔ اور نہ لفظ الٰہ ذات بحت پر دال ہے بلکہ سبحان کی طرح مرتبہ ذات کا نام ہی۔ فتوحات و شروح فصوص ملاحظہ ہون۔ حضرت مجدد الف ثانی دوسری جلد کے آخری مکتوب مین حضور

Marfat.com

غوث الاعظم رض کے بارہ مین فرماتے ہین - وصول فیوض وبرکات دراین راہ بہر کہ باشد از اقطاب ونجبا بتوسط شریف او مفہوم میشود چہ این مرکز غیر او را میسر نشدہ الخ انوار الرحمن مین لکہا ہی کہ شخصے از حضرت پیر عبد الرحمن پرسید کہ مرتبہ محبوبیت الٰہی یکسانست یا متفاوت ارشاد شد کہ متفاوت ست چنانچہ حضرت غوث الاعظم علے نبینا وعلیہ السلام از ابتدائے ولادت محبوب شدند وحضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا، قدس سرہ بست سال پیش از وصال الخ - اس موقعہ پر ہم مناسب سمجہتے ہین کہ لوگون کے فائدہ کے چند سوالات مع جوابات ذیل مین درج کردین جنہین پیر مہر علی شاہ صاحب دام مجدہ نے قلم بند فرمایا ہی - وھی ھذہ

اس موقعہ پر برائے فائدہ مندرجہ ذیل سوالات وجوابات بہی درج کئے جاتے ہین - سوال لفظ ولی اللہ اصحاب کرام پر بہی بدلیل قولہ تعالی اللہ ولی الذین آمنوا وسائر آیات قرآنیہ پر بولا جا سکتا ہی - تو حسب قول مذکور چاہئے - کہ آپکا قدم اصحاب کرام کی گردنون پر بہی ہو حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صحابہ کے مرتبہ کو نہین پہنچ سکتا -

جواب - متاخرین کے عرف ومحاورہ مین ولی اللہ ماسوی صحابی پر بولا جاتا ہی -

سوال : عبارت فتوحات مسطورۂ بالا سے یعنی (لہ الاستطالہ علی کل شئی سوے اللہ) پایا جاتا ہے - کہ ایسے ولی کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر بہی ہوتا ہی جواب عالیجناب رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ انبیاء کا زمانہ نہ تہا - سوال - لفظ (فی کل زمان) مندرج عبارت فتوحات مسطورۂ بالا سے پایا جاتا ہی - کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ مین بہی ایسے ولی کا ہونا واقعی امر ہی - اور نیز اسی باب مین قبل از عبارت مذکورہ حضرت شیخ تصریح فرماتے ہین - کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار انبیاء باجسامہم زندہ ہین - جواب - مفضول کا تصرف فاضل پر مثل تصرف جبرائیل بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اور مسلم شدہ امر ہی - کیونکہ بوجہ تخالف فیما بین وجوہ فضیلت استبعاد مندرجہ سوال بخوبی مندفع ہو سکتا ہی وہی آخری مجددی مکتوب شریف ملاحظہ ہو - چنانچہ عالیجناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ خضنا بحرا لم یقف علے ساحلہ الانبیاء یعنی ہم ایسے دریا مین ڈوبے ہین کہ جسکے کنارہ پر بھی انبیاء علیہم السلام کو کہڑا ہونا نصیب نہین ہوا - بحر و دریا

Marfat.com

سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ یعنی ہم کو بوجہ کمال اتباع ظاہری وباطنی شریعت وطریقت ذات پاک محمدی صلعم مین کامل فنا حاصل ہی۔ بخلاف سائر انبیا علیہم السلام کہ وہ اپنی اپنی شرائع مین رنگین ہونے کے باعث اس فنائے کامل سے عاری ہین۔ **سوال**:۔ عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حسب احادیث صحیحہ بعد النزول شرع محمدی کے پابند ہون گے۔ لہذا کامل فنا کے مستحق ہوئے اور عالیجناب کے فرمان مذکور لم یقف علے ساحلہ الانبیاء سے سمجہا جاتا ہے۔ کہ کسی پیغمبر کو ذاتِ محمدی مین فنا ظاہری وباطنی نہ ہوگی۔ **جواب**:۔ فرمان مذکور کا مطلب یہ ہی۔ کہ میرے قولِ ہذا سے پہلے کسی نبی کو بحر وذاتِ محمدی مین فنا کامل و اتباعِ شرع محمدی حاصل نہین ہوا۔ کیونکہ لم یقف مین کلمہ لم مضارع پر ماضی منفی کا معنی دیتا ہی۔ بنابرین اگر بعد اس فرمان کے قرب قیامت مین عیسےٰ علیہ السلام کو اتباع شرع محمدی مین فنا کامل حاصل ہو۔ تو مخالفِ مذکور نہ ہوگا۔ اس مقام پر بہتیرے سوالات وجوابات ابھی باقی ہین جن کی یہان پر گنجایش نہین۔ والحمد للہ اولا واٰخرا والصلوۃ والسلام علیہ ظاہرا ومنہ ؛

العبد

مہر ومحبت کا بندہ علی کا نام لیوا۔ شاہ ۸ جیلان واجمیر کا حلقہ بگوش۔ از گولڑہ بقلم خود ۱۸ صفر سنہ ۱۰۲

Marfat.com

مبارک بوے متعلق شد تا ظہور محمد مہدی این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد۔ حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات کے جلد دوم کے اخیری مکتوب حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کی نسبت لکھتے ہین۔ وصول فیوض و برکات درین راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم میشود۔ چہ این مرکز غیر او را میسر نشدہ۔

فوائد اسلامیہ کتاب سے نقل کیا ہے۔ کہ شیخ الاسلام غوث العالم شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپنے بھی گردن جہکائی تہی۔ فرمایا ہان میرے روح نے بھی گردن جہکائی تھی۔ اگر مین بجسم عنصری موجود ہوتا۔ تو آپ کا قدم آنکھون پر لیتا۔ رہے سعادت ابدی۔ لہذا آنحضرت قدمی ہذہ علے رقبۃ کل ولی اللہ فرمودہ ایں بیت ترنم نمود

افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علے الافق العلی لاتغرب

(تصحیح السائل) مناقب الاولیا رمین لکھا ہے ہمیشہ وقت اوست تا کہ ولایت باقی است اس باب مین بہت طول طویل نقولات ہین۔ ممن شاء فلیرجع الے کتب القوم۔

حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی کی کرامات

یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ کہ کرامات و خوارق عادات ولی کے لئے وہی مرتبہ رکھتی ہین۔ جو درجہ معجزات کا ہے نبی کے لئے۔ بلکہ یہ لکھنا بھی بیجا نہ ہوگا۔ کہ جیسے ولی ظل نبی ہوتا ہے ویسی کرامات ولی ظل معجزات نبی ہوتی ہین۔

یہ بہی حضرت غوث صمدانی کا فرمان ہے۔ کہ چونکہ بفضل ایزدی میری روح معراج شریف مین حامل نبوت ہوئی۔ اور کندہون پر اٹہا کر الے العرش پرواز کرنیوالی ہوئی۔ تو سرور عالم نے خوش ہوکر فرمایا۔ کہ یا ولدی میرا قدم تیرے کندہے پر ہے اور تیرا قدم تمام اولیا کے کندہون پر ہوگا۔ مشائخ قادریہ کا بیان ہے۔ کہ عالم دنیا مین غوث صمدانی کے کندہ پر وہ نشان یعنی نبوی کا نشان مثل مہر نبوت ثابت و نمایان تہا۔

اور یہ بھی کہ علما، گو صرف علم مین کمال حاصل کرلین۔ لیکن جب تک تصفیہ باطن اور نفس کشی و مجاہدت الٰہی وغیرہ اسکے ساتہہ نہ ہو۔ تب تک اُن سے برکات

Marfat.com

ظہور مین نہین آتے۔ حیوۃ الحیوان مین لکہا ہے۔ کہ وقد کان الائمۃ المجتہدون کالشافعی وغیرہ یعترفون بوفور فضل علماء الباطن۔ یعنی ائمہ مجتہدین جیسے امام شافعیؒ وغیرہ یہ سب مانا کرتے تھے۔ کہ علماء باطن کی بزرگی علماء ظواہر سے کہین بڑھ چڑہکر ہے۔ ویویدل ذالک ما یقع علی ایدیہم من الکرامات والخوارق ولا یقع ذالک قط علی ید عالم ولو بلغ فی العلم ما بلغ الا ان سلک طریقہم۔ یعنی اس کی تائید مین کہ علماء ظواہر پر علماء بواطن کو بزرگی ہے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو کرامات اور خوارق علماء بواطن سے وقوع مین آتی ہین۔ وہ علماء سے کبہی صادر نہین ہو سکتی۔ گو وہ علم مین اقصے غایت پر پہنچ جاوین۔ ہان جب وہ علماء باطن کے طریق کے سالک ہون تو پہر نورٌ علے نور ہو جاتے ہین۔ قول مستحسن ہے لو اقسم علے اللہ لابرہ کے مصداق یہی علماء باطن ہوا کرتے ہین۔ کما فی البخاری وشروحہ۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون انہین کے شان مین ہے۔ والتفصیل فی المطولات المعتبرات اور یہ امر بھی مسلم ہی کہ اہلبیت علیہم السلام مین یہ کمالات بدرجہ اتم موجود تھے۔ پہر جو فیضیاب ہوا۔ انہین سے ہوا۔ تمام اولیا انہین کے دریوزہ گر اور ریزہ رباہین۔ اسی طرح اہلبیت علیہم السلام کی اولاد اور اولاد الاولاد صاحب کمالات ہوتے رہے۔ علماء کاملین بل ائمہ مجتہدین ہمیشہ اہلبیت سادات کی عزت کرتے رہے۔ اور ان کے نامون مین بھی برکت کے آثار معائنہ کئے۔ صواعق محرقہ مین اسی اسناد کی حدیث کی نسبت جو علی بن موسا رضاؑ نے مسلسلا آبائہ الکرام بیان کی ہے۔ لکھتے ہین امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ اگر مین صرف اسی اسناد کو کسی دیوانہ یا مریض پر پڑہون۔ تو وہ اچہا ہو جاوے۔ صحیح ہے۔ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یہی وجہ اور یہی دلیل ہے۔ کہ فقرا اسلامی مشائخ طریقت کی روایت کو مستحسن کہتے ہین۔ اور سلسلہ پڑہتے ہین۔ ابن حبان محدث صاحب الصحیح کتاب الثقات امام رضی کے حالات مین لکہتے ہین۔ کہ مجہے جب کوئی شدت یا دقت ہوتی ہے۔ تو مین

Marfat.com

علی بن موسیٰ رضاء کی قبر کی زیارت کر لیتا ہون۔ وہ میری شدت اور دقت کو زایل کر دیتی ہے۔ پھر لکھتے ہین۔ ذالک شئی جربتہ مرارا فوجدتہ کذالک۔ یعنی یہ زیارت ایک ایسا عمل صالح ہے۔ کہ مین نے بارہا اسے آزمایا۔ اور ویسا ہی پایا۔ پھر فرماتے ہین۔ اماتنا اللہ علی محبتہ المصطفیٰ واھل بیتہ صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وانا اقول کذالک آمین۔ امام شافعی رح کہ امام رضا کی قبر مبارک کی زیارت تریاق مجرب ہے، رواہ غیر واحد وانکار القاری منکر۔ قول مستحسن۔

یہی وجہ ہوگی۔ کہ لوگ بوقت شدایدز یارات صلحا کرتے ہین۔ بعضے جہال جو خلاف شرع امور ضرائح پر کرتے ہین۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ سجدہ قبور وغیرہ یہ ان کی جہالت ہے

لہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۱۶۲ مین بروایت فصل الخطاب امام جعفر صادق سے بیان کیا ہی۔ من زار واحدا من الائمۃ کان کمن زار رسول اللہ۔ پھر موسیٰ رضا سی طریق زیارت بیان کیا ہی جسے ہم بالفاظ الطیبۃ زیب کتاب کرتے ہین۔ وقیل لموسی الرضا رضی اللہ عنہ علمنی قولا بلیغا کاملا اذا زرت واحدا منکم فقال اذا صرت الی الباب فقف واشھد الشھادتین وانت علی غسل واذا دخلت ورایت القبر فقف قل اللہ اکبر ثلثین مرۃ ثم امش قلیلا وعلیک السکینۃ والوقار قارب بین خطاک ثم قف وکبر اللہ ثلثین مرۃ ثم ادن من القبر وکبر اللہ اربعین مرۃ تمام مائۃ مرۃ ثم قل السلام علیکم یا اہل البیت الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط الوحی وخزان العلم ومنتھی الحکم ومعدن الرحمۃ واصول الکرم وقادۃ الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالۃ خاتم النبیین وعترۃ صفوۃ المرسلین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی ائمۃ الھدیٰ ومصابیح الدجیٰ واعلام التقیٰ وذوی النھیٰ والنھیٰ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ ورحمۃ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی حکم اللہ والاولاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع بکم ومتقدکم امام طلبی وارادتی وسئلتی وحاجتی اشھد اللہ انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالیٰ من عدو محمد وآل محمد من الجن والانس صلے اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا ۱۲۔

صفحہ ۱۷۲

Marfat.com

علماء پر لازم ہے۔ کہ وہ دودھ اور پانی جدا کرکے دکھلادین۔ تحفہ دستگیریہ مین فتاے عقاید المقتدی فی مسائل الہدے سے نقل کیا ہے۔ کہ امام محمد و امام ابو یوسف اور وکیع رحمہم اللہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ حضرت امام جعفر صادق ؓ کی قبر مبارک کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اور مشہد مقدس کے دروازہ پر جہاڑو دیا کرتے اور مجاورین کو کچھ دیا بھی کرتے۔ اور کبھی بحالت مرض زیارت کو نہ جاسکتے۔ تو چند قدم روضہ مقدسہ کی طرف چلکر کہڑے ہو جاتے۔ اور عرض کرتے یا ابن رسول اللہ انی معذور فان عافانی اللہ تعالے۔ فازورک۔ ؎ کجا بود اشہب کجا تاختم۔

ہمارے مقتدا و پیشوا حضرت غوث صمدانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے کمالات و شریف الطرفین ہونے مین کسی اہل حق کو کلام نہین۔ کما مر۔ علماء متفق ہین۔ کہ کمالات حسنی ؑ از طرف والد ماجد خود و حصہ کمالات حسینی از طرف والدہ ماجدہ خود یہ دونون جمع ہوئے۔ ذات قدسی صفات حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی غوث صمدانی مین وصرح بہ فی انوار الرحمن لتنویر الجنان۔

غوث صمدانی کی کرامات بکثرت ہین اور متواتر ثابت ہین۔ اسلئے ہم صرف یہ بیان کر دیتے ہین۔ کہ علمائے ظاہر و باطن اسکے مقر ہین۔ اور اقسام کرامات کی تفصیل کے ملاحظہ کے لئے انہین کتب کے دیکھنے کی ترغیب دلاتے ہین۔ جو اثبات نسب مین پیش کی گئین۔ اور تواتر کا بیان بھی ان تمام کتب مین بالتفصیل موجود ہے۔ مولانا جامی نے نفحات، مین ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی کی خدمت مین ایک بزرگ نے باین الفاظ دعوت کی۔ کہ یا سیدی قال جدک رسول اللہ من دعی فلیجب وہا انا دعوتک الے منزلی۔ فرمایا مین خود اذن طلب کرتا ہون۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا چلو۔ آپ خچر پر سوار ہوئے۔ دو بزرگ ہمرکاب تھے جب صاحب دعوت کے مکان پر پہونچے۔ تو وہان تمام مشائخ بغداد و علماء و اعیان موجود تھے۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ اور انواع اقسام کی نفایس اور میوہ جات چنے گئے ایک پردہ پوش سلہ (ڈولا) بھی کہار اٹھا کر لائے۔ اور دسترخوان کے کنارہ پر رکھدیا

Marfat.com

صاحب دعوت نے بسم اللہ کہکر کہانا کہانے کی اجازت کی۔ چونکہ حضرت غوث صمدانیؒ نے سر بزانو تھے۔ کسی نے پیشدستی نہ کی۔ سب کے سب چپکے رہے۔ یہ بھی نہ ہوسکا کہ سبب پوچھین۔ اتنے مین شیخ علی تیمی کہتے ہین۔ کہ مجھے اس ڈولی کے اٹھالانے کیطرف اشارہ کیا۔ مین بوجہ اسکے گرانبار ہونے کے مشکل سے اُٹھاکر نزدیک لا رکھا۔ پھر مجھے فرمایا۔ کہ یہ پردہ پوش اُتار لو۔ مین نے حسب الفرمان تعمیل کی۔ تو اس ڈولی مین صاحب دعوت کا اکلوتا بیٹا تھا۔ جو مفلوج اور مجذوم تھا۔ اور ساتھہ ہی مادرزاد نابینا تھا۔ حضرت غوث صمدانیؒ نے ان کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔ قم باذن اللہ معافی۔ پس بمجرد اس فرمودہ کے وہ لڑکا بینا ہوکر صحیح وسلامت کھڑا ہوگیا۔ نہ آفت نہ مرض۔ اس عجیب امر کے مشاہدہ سے حاضرین فریاد برخواست اور ہل چلی مچگئی۔ حضرت غوث صمدانی بغیر طعام وغیرہ کھانے کے اپنے مکان پر چلے آئے۔ شیخ ابوسعید قیلوی کو جب یہ ماجرا سنایا گیا۔ تو فرمانے لگے۔ غوث صمدانی یبرء الاکمہ والابرص ویحیی الموتے باذن اللہ کے مرتبہ تک پہنچگئے ہین۔ مرغ بریان کی ہڈیان کا بحکم خدا پھر مرغ زندہ ہوجانا مشہور ہی دیکھو بہجۃ اور جامی۔ یہ بھی نفحات الانس مین ہے۔ کہ غوث صمدانی ایک دن حضرت جمال کی قبر پر بہت دیر توقف فرمایا۔ حاضرین نے سبب دریافت کیا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ مین نے جمال کو اب قبر مین نہایت آراستہ پیراستہ دیکھا۔ لیکن بوجہ اس امر کے کہ اُس نے مجھے جس ہاتھ سے سر پر تھپڑ مارا تھا۔ وہ بیکار اور شل ہے۔ مجھے اُس نے اپنی قبر پر کھڑا دیکھکر معافی طلب کی۔ اور التماس کی۔ کہ مین خدا تعالےٰ کی جناب مین اسکے لئے آمرزش طلب کرون۔ فرماتے ہین مین نے بجناب الٰہی التجا کی کہ یا پروردگار عالم اسکے ہاتھ کو بھی درست فرمادے۔ فرماتے ہین۔ پانچہزار اولیاء اللہ مقبورنے بھی درگاہ ایزدی مین میری تائید کی۔ پس حق تعالےٰ نے میرا سوال پورا کیا۔ اور اس کا ہاتھ اسی وقت درست ہوگیا۔ حتی کہ ہمدرین ساعت اسی درست شدہ ہاتھ سے

Marfat.com

میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ حضرت خضرؑ کی جب حضرت عثمان صریفین قدس سرہ کو زیارت حاصل ہوئی۔ تو حضرت غوث صمدانیؒ کا تذکرہ آیا۔ خضرؑ فرمانے لگے۔ یا عثمان عبدالقادر سید العارفین قبلۃ الواقدین۔ فی ہذا الوقت فعلیک بملازمۃ خدمتہ و تعظیم حرمتہ۔

شیخ عبدالحق دہلوی شرح فتوح الغیب کے مقالہ بست و ششم مین لکھتے ہین کہ ظہور کرامات و خوارق عادات از حضرت (غوث صمدانی) وے چنان و چندان بود کہ از اولیاء دیگر نبود۔ پیوستہ بے فتور ظہور میکرد۔ چنانکہ امام عبداللہ یافعی گفتہ۔ کہ کرامت مشہورۃ بلغت حد التواتر و معلومۃ بالاتفاق ما بلغ من احد من شیوخ الآفاق و آوردہ اند کہ بود کرامات آنحضرت مانند عقدہائے مروارید پیہم آئندہ و ظاہر میگشت کرامات گاہے از وی و گاہی با وے و در ہر ساعت و ہر لمحہ انواع کرامات و الوان برکات منظور و ملحوظ میگشت کہ بیرون از حد حصر و احصار بود۔ ؎

رخ نگار مرا ہر زمان دگر رنگ است بزیر خم سر زلفش ہزار نیرنگ است

نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب تقصار مین کہ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ شہرت او بے نیاز میکند اذ ذکر۔ یافعی گفتہ کراماتہ خارجۃ عن الحصر و قد تواترت او قربت من التواتر از جانب پدر حسنیؓ و از جانب مادر حسینی است۔

خلاصۃ الکلام یہ ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی اس علو مکانی کے معراج پر پہونچے۔ کہ کوئی کام بلا مشورہ و اجازت سرور عالم نہ کرتے۔ بلکہ فناء فی الرسول کے مرتبہ مین یہانتک کمال کیا۔ کہ آخر ہمرنگ و ہم صفات نبویؐ فائز ہوئے۔ نہ نبیؐ[1] مکھی بدن پر بیٹھتی۔ پائخانہ زمین نگل لیتی۔ عرق معطر ہوا۔ خود فرمایا ہی۔ کہ ہذا وجود جدی محمدؐ لا وجود عبدالقادر۔ پہر یہ بھی فرمایا۔ کہ خفنا بحرا لم یقف علے ساحلہ الانبیاء یعنے فینا

---

[1] یواقیت مین محی الدین بن عربی سے نقل کیا ہے۔ کہ وقد کان الشیخ عبدالقادر الجیلی رح یقول اوتی الانبیاء اسم النبوۃ و اوتینا اللقب اے حجر علینا اسم النبوۃ مع ان الحق تعالی یخبرنا فی سرائرنا بمعانے کلامہ و کلام رسولہ و یسمے صاحب ہذا المقام فی انبیاء الاولیاء فخرب من قال بعد خاتم النبیین انا نبی و رسول اما عیسے کان موصوف النبوۃ قبل ظہور خاتم النبیین ۱۲ لا بعدہ ۱۲

انی النبی الامی الذی ہو کالبحر فی السخا۔ اخیر مین بات بات پر ظہور کرامات تھا۔ وعظ مین خضرؑ کو یون فرماتے۔ کہ قف یا اسرائیلی اسمع کلامی۔ کسی وقت علم مین اپنی کرامت خود یون بیان فرماتے ہین۔ واعلم نبات الارض کم ہو نابت واعلم رمل الارض کم ہو رملۃ۔

اخبار الاخیار مین لکہا ہے۔ کہ غوث صمدانی رح جمیع علوم مین تمام علماء پر سبقت لے گئے۔ بمرتبہ قطبیت کبرٰے وولایت عظمیٰ مخصوص ہوئے۔ آپ قطب الوقت سلطان الوجود۔ امام العارفین تھے۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت غوث صمدانی رح کو سلطان الطریق متصرف فے الوجود فرماتے تھے۔ اور یہ بہی فرماتے۔ کرامات آپ کی مبسوط ہین۔ حضرت عبداللہ یافعی غوث صمدانی کی حد تواتر کو پہنچا ہوا کہتے تھے۔ اس بات کے بھی مقر تھے۔ کہ کسی شیخ کی اتنی کرامات نہین۔ ظاہر و باطن مین تصرف کرنا۔ دیکہو نفحات جامی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے ترجمۂ مشکوۃ باب الکرامت مین لکہا ہے۔ کہ کرامات غوث صمدانی رح مانند رشتہ مروارید بود کہ در پئے یکدیگر می آمدند۔ جن وانس محکوم تھے۔ اطلاع ضمائر اور اظہار سرائر کی کرامتین۔ اور اسی طرح اقامت احیا۔ طی زمان و مکان و سیر براب کرامتین آپ کی مشہور ہین۔ نواب سید صدیق حسن خان بہوپالی غیر مقلد بہی آپ کی قطبیت و حکومت ثقلین کو تسلیم کرتے ہین۔ مقالات الاحسان کے صفحہ ۱۱۱ مین لکہا ہے۔ کہ فرمان[1] حضرت شیخ رضی اللہ عنہ بحکم قطبیت عظمےٰ ظواہر و بواطن انس[2] و جن پر جاری و ساری تہا۔ جواہر القلاید وغیرہ نے لکہا ہے۔ غوث الاعظم سے مراد کتب قوم مین سید عبدالقادر جیلانی ہوتے ہین۔ یہ بہی معلوم ہوگا۔ کہ امام اعظمؒ سے مراد فقہ مین امام ابوحنیفہ ہوتے ہین۔ بعضے معاصرین کم علم دوسرون پر بھی غوث

---

[1] حیوۃ الحیوان مین عجیب حکایت لکہی ہے۔ کہ بفرمان حضرت غوث صمدانی لڑکی مغصوبہ کو چین کے سرکش جن نے چھوڑ دیا صفحہ ۱۹۴

[2] حیوۃ الحیوان مین لکہا ہے کہ اگر غوث صمدانی اپنی نشستگاہ سے سرکش جنون کی طرف نظر کرین اور وہ اقصےٰ الارض مین ہون۔ تو بہی یفرون من ہیبتہ پر لکہا ہے۔ قطب وقت کی حشمت اور شوکت اسی طرح ہوا کرتی ہے۔ دیکہو بحث جن کتاب مذکور

الاعظم کا اطلاق کرتے ہین۔ یہ انکی خیانت ہے۔ اگر آپ کی کراماتین کوئی شخص دیکھنا چاہے۔ اور کتب اُسے دستیاب نہ ہون۔ تو اُسے رسالہ تفریح الخاطر جو صرف ۵ر کو ہر شہر مین ملسکتا ہے۔ اُسے خرید کر کے بطور نمونہ مشتے از خروار دیکھہ سکتا ہے۔ یہ رسالہ مطبوعہ مصر ہے۔ جو بہجۃ سے ماخوذ ہے۔ اس مین ایک کرامت یہ ہے۔ کہ آپ کی ایک مریدنی جسپر ایک فاسق بدکار مُتلا ہُوا تہا۔ کہ کسی طرح اس کی عفت اور عصمت کو خاک مین ملادے ایک دن پہاڑ کے قریب اُسے موقع مِل گیا۔ اور چاہا کہ اسکی عصمت دری کرے۔ وہ بیچاری وہان کچھ نہ کر سکتی تہی۔ نہایت درد کے ساتھ اُس نے پکارا یاغوث الثقلین یاسیدی عبدالقادر لکہا ہی۔ کہ اسوقت آپ قبقاب پاؤن مین پہنکر وضو کر رہے تھے۔ قبقاب پاؤن سے نکال کر اسی طرف پہینکدی۔ پس وہ دونون چپڑیان اُڑ گئین۔ اور اس فاسق کے سر پر جاکر دو چار ضربات رسید کین۔ کہ قبل الوصول اس کا کام تمام ہو گیا۔ اور وہ عورت پاک دامنی کے ساتھ چہوٹ گئی۔ کوئی بدمذہب اسپر یہ نہ کہدی کہ یاغوث الثقلین کہنا ندا غیر اللہ ہے۔ جائز نہین۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اعینونی یاعباد اللہ کو حصن حصین اور اُس کی شرح حرز ثمین مین دیکھکر اعتراض کرے ورنہ مُنہ کی کہائیگا

محبوب سبحانی

حضرت غوث صمدانی کے محی الدین لقب ہونیکا باعث

مولانا جامی نے نفحات الانس مین بذکر شیخ ابوعمر لکہا ہے۔ کہ ہمعصرون نے حضرت غوث صمدانی سے دریافت کیا۔ کہ آپ کے محی الدین لقب ہونے کا کیا سبب ہوا آپنے فرمایا۔ کہ جمعہ کے دن ننگے پاؤن مین سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر بغداد آرہا تھا۔ کہ رستہ مین ایک بیمار متغیر اللون۔ نحیف البدن پر گذرا۔ اُس نے مجہے کہا۔ السلام علیک یا عبدالقادر۔ مین نے جواب سلام دیا۔ اس نے مجہے اپنے قریب

Marfat.com

بلایا۔ اور کہا۔ کہ مجھے پکڑ کر بٹھلادے۔ مین نے پکڑ بٹھلایا۔ میرے صرف اتنا کرنے سے اُس کا بدن تازہ ہوگیا۔ اور صورت دلپذیر ہوگئی۔ اور رنگ شفاف ہوگیا۔ پھر مجھے کہا مجھے پہچانتا ہے۔ مین نے کہا۔ کہا مین دین اسلام ہون۔ میری یہی حالت ہوگئی تہی۔ جو بطور مردہ تو نے اول دیکھی۔ خدا تعالےٰ نے مجھے بوسیلت آپکے زندہ کیا۔ آپ محی الدین ہین۔ غوث صمدانی فرماتے ہین۔ کہ مین پھر جامع مسجد جارہا تہا کہ یکایک ایک بزرگ نے پاپوش میرے پاؤن کے سامنے رکہا۔ اور کہا یا شیخ محی الدین نماز تیار ہتی۔ جب نماز سے فارغ ہوا۔ تو لوگ گرداگرد سے مجھپر ٹوٹ پڑے اور میرے ہاتھ پاؤن چوم چوم کر یا شیخ محی الدین کہتے تھے۔ باین سبب آپ کا لقب محی الدین ہوا۔ غوث صمدانی رح خود فرماتے ہین۔ کہ قبل ازین مجھے کبھی کسی نے محی الدین نہین کہا۔ حضرت غوث صمدانی خود اپنا بیان فرماتے ہین۔ ؎

من فی رجال اللہ نال مکانتی	وجدی رسول اللہ فی الاصل دبانی
انا قادری الوقت قادری	اکنّٰی بمحی الدین والاصل گیلانی

شیخ الہند محدث دہلوی نے کتاب تحصیل التعرف مین لکہا ہے۔ کہ محبوب سبحانی رح اگرچہ اعلم الناس بالشعر تھے۔ لیکن شعر بہت کم کہتے۔ جو قصاید آپ کی طرف منسوب کئے جاتے ہین۔ ان مین بعض شعر آپکے ہونگے۔ ورنہ بعض ان کے فقرا نے انہین کی زبان پر لکہے ہین۔ پھر یہ بھی لکہا ہے۔ کہ دیوان علیؓ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ لم یصح نسبتہا الیہ کلا بل فیہ بعض من کلامہ الاقدس کما قیل ۱۲

- دیوان علی
- دیوان غوث اعظم
- دیوان شہباز قلندر
- دیوان اجمیری

وغیرہ سارے منسوب ہین، مستند نہین۔

Marfat.com

حلِ مشکلات کے لئے

حضرت غوث صمدانی کی صلوٰۃ الغوث

چونکہ اس صلوۃ کی نسبت بعضے بد مذہبان اقسام و انواع کی ہذیانات اور شبہات پیش کیا کرتے ہین - چنانچہ ہمارے اس زمانہ مین بھی آگ کہائے ہوئے کسی بیعلم کوڑ مغز بد باطن نے ایک رسالہ بنام نہاد صلوۃ غوثیہ چھپوا کر شائع کیا ہے - اور اس مین حسب مقولہ الاناء یترشح بما فیہ - اس صلوۃ غوثیہ اور اسکے پڑھنے والون پر وہ انگار اُگلے ہین - کہ خدا کی پناہ - اسلئے ہم اس کو ذرا تفصیل کے ساتھہ لکھتے ہین -

بہجۃ الاسرار - شیخ نور الدین لخمی متوفی ۶۴۴ھ زبدۃ الاسرار شیخ عبد الحق محدث دہلوی - نزہۃ الخاطر علامہ قاری وغیرہم فی غیرہا بالاتفاق لکھتے ہین - کہ حضرت غوث صمدانی مفتی الکونین غوث الثقلین نے اس نماز کے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا - ہم صرف علی قاریؒ کی عبارت پیش کرتے ہین - کہتے ہین - کہ حضرت غوث صمدانیؒ نے فرمایا - من صلے رکعتین یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدے عشر مرۃ احدے عشر مرۃ ثم یصلی و یسلم علی رسول اللہ بعد السلام احدے عشر مرۃ ثم یخلو الی جہۃ العراق احدے عشر مرۃ و یذکر اسمی فانہا تقضی باذن اللہ - وقد جرب مرارا فصح کذا فی المجالیہ - یعنی جو شخص دو رکعتین پڑھے باین طور کہ ہر رکعت مین بعد الفاتحہ سورہ اخلاص گیارہ گیارہ بار پڑھے - اور بعد سلام گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے - پھر میرا نام لیتا ہوا - عراق کیطرف گیارہ خطوات چلے - اللہ تعالےٰ کے اذن سے اسکی حاجت پوری ہو جائے گی اور اس کا تجربہ بارہا ہو چکا ہے - اور صحیح پایا گیا ہے - وقد جرب ذالک مرارا فصح ۱۲

Marfat.com

معترضین کے اعتراضات

(۱) صلوۃ الغوث کہنا درست نہین۔ کیونکہ سب نمازین خدا کی ہین۔ واہ رے بہادر! دور کی سوجھی۔ صلوۃ النبیؐ۔ صلوۃ الاوابین صلوۃ الجنازہ وغیرہ۔ ان سب پر تو تونے پانی پھیر دیا ہے۔ اور اپنے خالص مخلص جاہل ہونیکا پورا ثبوت دیا ہے علیہ ما استحقہ۔

(۲) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا شرک ہے کفر ہے اس اعتراض مین منکرین دو اعتراض کیا کرتے ہین۔ ایک ندا پر دوسرا شیئاً للہ پر۔ ہم اسکے جواب مین صرف بفہم معترض مختصر طور پر ذکر کر دیتے ہین۔ کہ اعمال مین ملحوظ خاطر یہ ہوتا ہے۔ کہ کاملین کا فرمودہ یہی ہی ویسا کرنا چاہیئے۔ اور نام کی برکت یہی ہے محدثین نے تصریح کی۔ کہ جس حدیث کا اسناد اہلبیت علیہم السلام سے مزین ہے اگر صرف وہی اسناد مجنون پر پڑھا جائے۔ تو وہ ہشیار ہو جائے۔ زبدۃ العارفین خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ گنج الاسرار مین بر سبیل تلقین وارشاد فرماتے ہین۔ کہ چون طالب قرب الٰہی جل جلالہ ذکر جہرا یا خفیہ آغاز دباید۔ کہ بصدق دل دہ کرہ کلمہ تشہد دہ مرتبہ درود محمود بر آن مقصد و مقصود واجب الوجود وہ دفعہ نام نامی سرور اصفیا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتہ متوجہ باذکر و فکر گردد زیرا کہ سر حلقہ اولیاء بعد از خاتم الانبیاء علیہم السلام اوست واگر سالک طریق طریقت متابعت مر نبی را در بعضے حقیقے بدل وجان مستقیم نمی دارد اگرچہ در علوم علامہ روزگار گشتہ ہزار سال در ریاضت ومجاہدہ نماید بلاشک وارتیاب مشام جانش از شمائم معرفت لایزلی و دیدہ عنبر دیدہ دلش از مشاہد شواہد غیبی محروم و مہجور ماند۔

مولوی پیر علیشاہ پشاوری رسالہ قل شیئاً للہ مین شیئاً للہ کی تحقیق انیق کرتے ہوئے لکھتے ہین۔ کہ قال مولانا شاہ ولی اللہ فی الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (فی غیر تکبر) بعض اصحاب قادریہ برائے حصول مہمات ختم باین طور می کنند

Marfat.com

اول دو رکعت نفل می خوانند بعد ازان یکصد و یازدہ بار درود میخوانند و بعد ازان یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی و یک مرتبہ سورۂ یٰسین و از خدا تعالے طلب حاجات می خواہند انتہے۔ وقال مولٰنا محمد ن الغوث المدراسی فی انہار المفاخر فی مناقب شیخ عبد القادر رح یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ نیز از دعوات عظیمہ و اسرار فخیمہ است و در قضائے حوائج از مجربات و معمولات شیوخ سلسلۂ قادریہ است انتہے۔ اگر کوئی شخص یا نار کونی برداً و سلاماً علےٰ ابراہیم یا یاہامان ابن لی صرحا اور یٰس یاایہا المزمل کا عمل کسی کامل کے بتلانے پر کسی حاجت کے وقت کیا کرے تو کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو مشرک اور کافر قرار دیا جائے۔ حدیث ضریر مین یا محمدؐ کے کہنے کی تصریح ہے۔ اور یہ عمل بعد وفات النبیؐ بہی ہوتا رہا۔ کما فی شروح الحصنی۔

سیّد صدیق حسن ڈبل غیر مقلد نے تو اعمال مین ناک کے خون اور ماء النازل کو بھی ندا کرنیکا حکم دیا ہے۔ کف ایہا الرعاف۔ امسک ایہا الماء النازل دیکہو داء دوا کا صفحہ ۱۴۳ وغیرہ۔ دیوان نفح الطیب مین تو وہابیون کا ستیاناس کر دیا ہے۔ کہ شوکانی کو ندا بھی کی ہے۔ اور امداد بھی طلب کی ہے۔ لکہتے ہین۔ ؎

زمرۂ رائے بیفتاد بارباب سنن　　شیخ سنت مددی قاضی شوکان مددی

مولوی عبد الحی نے تذکرہ الراشد مین لکہا ہے۔ کہ یہ وہابی بہی عجب عقل کے اندہے ہین۔ کہ شیخ الجن والانس حضرت غوث صمدانی رح سے تو استغاثہ جائز نہ ہو۔ اور شوکانی سے مُنہ پہاڑ پہاڑ کر استغاثہ کرین۔ حالانکہ علماء و صلحاء یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ جزما کرتے چلے آئے ہین۔ اور نثراً و نظماً تصریح کرتے آئے ہین۔ (اور شوکانی بیچارے تو خود منکرین سے تھے۔ نہ صاحب حال مفت مین اُسے کوسا جاتا ہے) اس سے یہ بہی ثابت ہوا۔ کہ فتاوی عبد الحی مین جو فتوے اس عمل کی بابت لکہا ہے۔ وہ مدسوس ہے۔ باقی رہا جاہلانہ طریق۔ کہ وہ اسے مداری کی کھیل یا مستقل غیب دان یا بالذات متصرف حضرت غوث صمدانی کو سمجہنا اگر ہے تو وہ خارج از بحث ہے۔ علماء ایسے جاہلون کو منع کرتے آئے ہین۔ اور عدم جواز کہتے آئے ہین۔ قاضی

Marfat.com

ثناء اللہ نے اسی لئے جاہلون کے طریق سے ناجواز کا فتوے دیا ہے۔ اور بلفظ جہال اس مین لکہدیا ہے۔ باقی رہے ندا کے اقسام اور اسکے عجائبات وہ کتب صوفیہ مین مندرج ہین۔ اور مبحوث عنہ ندا کے لئے دیکہو وسیلہ جلیلہ اور مقامات دستگیریہ وغیرہ شیئاً للہ۔ اسپر بھی زور دیا جاتا ہے۔ کہ ایسا کہنا کفر ہے۔ درمختار مین شیئاً للہ کہنا کفر لکہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہی۔ کہ ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است۔ کسی متدین نے اس کو مطلقاً کفر نہین کہا۔ اور نہ کفر ہو سکتا ہے۔ درمختار مین قیل یکفر بصیغۃ تمریض لکھا ہے۔ شامی رحمۃ اللہ نے اسکی وجہ بھی بتلادی ہی کہ کفر یون ہو سکتا ہے۔ کہ اگر شیئاً للہ کا یہ معنے سمجہا جائے۔ کہ کوئی چیز اللہ کے لئے دو کہ اللہ محتاج ہو گیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ کہ مسافر محتاج کے لئے کہانا دو۔ کہ وہ بھوکا ہے۔ حاشا للہ۔

فتاوے خیریہ مین محقق فقہاے حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ وجہ کفریت شیئاً للہ مین یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو محتاج سمجہکر کوئی چیز اسکے لئے طلب کیجائے۔ پہر لکہتے ہین۔ کہ ہذا لا یختلج فی خاطر احد۔ یعنی یہ تو کسی کے دل مین گذر ہی نہین سکتا۔ پس کفر یعنی چہ۔ اسی لئے پھر لکہدیا ہے۔ لا یجوز الاغتراز بما فی قید الفرائد و نظم الفرائد و من قال شیئاً للہ۔ یکفر ولا وجہ لذالک۔

مولانا جامی نفحات مین فرماتے ہین کہ خواجہ بہاء الدین نقشبند کی وصیت تھی۔ کہ میرے جنازہ کے آگے یہ شعر پڑھتے چلین ؎

مفلسانیم آمدہ در کوے تو شیئاً للہ از جمال روے تو

اس کا دوسرا شعر یہ ہے۔ ؎

دست بکشا جانب زنبیل ما آفرین بر دست و بر بازوے تو

یہ بھی یاد رہے۔ کہ کفر و اسلام دونون نقیضین ہین۔ نہ مجتمع ہوتی ہین۔ نہ مرتفع پس جب کفر منتفی ہوا۔ تو اسلام ہی اسلام رہا۔ شاہ کلیم آبادی چشتی نے مرقعات کلیمی مین یا عبد القادر شیئاً للہ ایک سو گیارہ بار باقاعدہ کہنا حل مشکلات کے

Marfat.com

لئے نافع لکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ کی انتباہ مین بھی اس جملہ کا کشف قبور کے لئے عمل بتلایا ہے۔ **اعتراض** (۳) یہ نماز بتقرب غوث صمدانی پڑھی جاتی ہے۔ پس باطل ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ تفریح الخاطر مین اس صلوۃ غوثیہ کی کیفیت پورے طور پر بیان کی ہے۔ اور اس کی نیت بابین الفاظ بیان کی ہے۔ کہ۔ نویت ان اصلی رکعتین صلوۃ الاسرار تقربا الی اللہ تعالی انقطاعا عن غیرہ الی جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ یعنی نیت کی مین نے۔ کہ دو رکعتین نماز اسرار کی پڑھتا ہون جسکے پڑھنے سے تقرب الی اللہ اور انقطاع غیر اللہ مقصود ہے۔ فبہت المعاند۔

اعتراض (۴) عراق کی طرف چلنا عبادت ہے۔ اور یہ حرام ہے۔ افسوس آتا ہے۔ کہ ایسا بدفہم آدمی بھی اگر اپنے آپ کو انسان سمجھے۔ تو بوزینہ کو انسان کیونکر نہ کہا جائے۔ ؎ آنچہ انسان می کند بوزینہ ہم۔ ارے میان بہلا مانس۔ کیا چلنا پھرنا بھی عبادت ہے۔ ذرا یہ بھی تو کہدیا ہوتا۔ کہ اگر عبادت ہے تو ہے کس کی۔ عراق کی یا اور کسی کی۔ اگر عراق کی ہے کیونکہ اسی کی طرف چلا تو پھر لازم آویگا۔ کہ قبرستان کیطرف چلنا قبرونکی عبادت۔ کعبہ کیطرف چلنا کعبہ کی عبادت ہو۔ حجر اسود کو بوسہ لینے کے لئے اسکی طرف چلنا حجر اسود کی عبادت۔ وقس علی ہذا فقتدم۔ حضرت مولانا مولوی محمد محفوظ صاحب اپنے رسالہ ضرب الاقدام مین لکھتے ہین۔ اعلم ان الضرب المذکور (دیکھو صفحہ ۹۹ دستگیریہ قادریہ) مشتمل علی ثلاثۃ اشیاء اصل المشی خصوصیۃ للمشی خصوصیۃ العدد المروی اعنی احد عشر خطوۃ وکل منہا لیس باثم ولا بدعۃ مردودۃ ولا کفر الخ۔ یعنی ضرب الاقدام تین چیزون پر مشتمل ہے۔ ایک صرف چلنا۔ دوسرا خصوصیت رفتار تیسرا چلنے مین خاص ۱۱ کے عدد کی خصوصیت ان مین سے کوئی بھی ایسا نہین۔ جسے گناہ یا بدعت سیئہ یا کفر کہہ سکین۔ علاوہ بران مولانا علی محمد ملتانی نے اس مین ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس مین قبلۃ العارفین عمدۃ التابعین بسند المجتہدین امام اعظم رض کا طریق زیارت فتاوی عقاید المقتصد سے امام ابو یوسف وکیعی کی روایت سے نقل کیا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ۔ حضرت امام جعفر صادق کی ضریح اقدس

Marfat.com

کی زیارت کیا کرتے۔ اور دروازہ کے آگے جھاڑو بھی دیتے۔ اور مجاورین کو کچھ دیتے بھی۔ اور امور مطلوبہ مین ضریح اقدس پر کھڑے ہوکر اُن سے استعانت کی التجا بھی کرتے۔ اگر مرض لاحق ہوجاتا۔ تو ۵ یا ۷ یا ۱۱ قدم روضہ کی طرف چلکر کھڑے ہوجاتے۔ اور یون فرماتے۔ یا ابن رسول اللہ انی معذور فان عافانی اللہ فازورک فقیرۂ الفاتحۃ علی روحہ ویرجع بمکانہ۔ اے فرزند رسول۔ مین معذور ہون۔ اگر مجھے اللہ تعالی نے شفا دی تو زیارت کے شرف سے شرفیاب ہونگا۔ پھر حضرت روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر واپس ہوتے۔ اسی رسالہ مین یہ بھی لکھا ہے۔ کہ سنہ ۳۰ھ عراق۔ بخارا مصر۔ سمرقند بلخ کے علماء سے استفتاء ہوا تھا۔ کہ صلوٰۃ الخطوات الی العراق۔ جو بنقل ثقات حسب فرمودہ حضرت پیران پیر غوث الثقلین قدس سرہ ثابت اور متعارف ہے۔ جو شخص اس نماز کے پڑھنے والے کو کافر یا مرتکب الکبیرۃ کہے۔ اسکا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔ جواب دیا گیا۔ کہ جو شخص بوجہ پڑھنے اسی نماز کے نمازی کو کافر یا مرتکب الکبیرہ کہے۔ یا اسکے پڑھنے سے مانع ہو۔ وہ تعزیر دیا جائے۔ اور جب تک تائب نہ ہو۔ قید کیا جائے۔ اور تجدید نکاح بھی اسے لازم ہے۔ کتبہ محمد بن احمد۔ محمد بن احمد اسروسی۔ نظام الدین بن برہان الدین۔ محمد بن علی الجواری شریف۔ حسین بن محمد احمد بن علی۔ انتہی مختصرًا۔ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نزھۃ مین صلوٰۃ الغوث کے بارے مین لکھتے ہین کہ وقد جرب مرارا۔ یعنی حل مشکلات کے لئے اس کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی انتباہ مین حل مہمات کے لئے بعض اصحاب طریقہ قادریہ کا ذکر کیا ہے۔ مولوی عبدالحی نے تذکرۃ الرشد مین علماء کا ذکر کیا ہے کہ وہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ کا وظیفہ جائز سمجھتے ہین۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صلوۃ الاسرار نامی ایک خاص رسالہ اس نماز کی تشریح مین لکھا ہے۔ اس مین یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین ایک شخص نے اس نماز کی ممانعت پر جرأت کی۔ علماء نے اسکو ایسا ذلیل کیا کہ اپنا منہ لے کر رہگیا اور اکبر بادشاہ سے معاتب ہوا۔ ہمارے زمانہ مین بھی خاص ملتان مین ایک شخص

Marfat.com

ہو حکماً مخبوط الحواس ہے۔ اس صلوۃ الغوث کا انکار کرکے قابل پھٹکار اور مطرود ہو چکا ہے۔ ہداہ اللہ

قبول ہدیہ و معاملات با ملوک وغیرہ

محبوب سبحانی حضرت غوث صمدانی کی مزاج مین استغنا کوٹ کوٹ کر بھرا تہا۔ غریب و امیر کی پرواہ تک نہوتی۔ قبول ہدایا مین احتیاط بدرجہ کمال استعمال مین لاتے۔ تعظیم ملوک سے بہی پہلوتہی فرماتے۔ کبہی ملوک وقت کو خط لکہنے کا موقعہ آجاتا تو سادے معمولی الفاظون مین خطاب فرماتے۔ ہدایا مشکوک مال کے اگر پیش ہوتے۔ گو بادشاہ وقت پیش کنندہ ہو۔ تاہم قبول نفرماتے۔ اگر وہ مُصر ہوتا۔ تو اسپر ایسی حجت قایم کرتے۔ کہ جس سے حق گوئی اور حق نمائی دونو جلوہ آرا رہون نواب صدیق حسن خان محدث غیر مقلد اپنے مقالات الاحسان کے صفحہ ۱۱۱ مین لکہتے ہین۔ فرمان حضرت شیخ رضی اللہ عنہ بحکم قطبیت عظمیٰ ظواہر و بواطن انس و جن پر جاری و ساری و طاری تہا۔ سب کے سب آپکے سطوت و جلالت حال کے منقاد و مسخر و فانی و مضمحل تھے۔ سارے اولیاء وقت اپنے رقاب ربقہ اطاعت و تسلیم مین رکہتے تھے۔ خلفاء و امراء راہ اعتقاد و انقیاد پر چلتے تھے۔ کبہی بعض خلفاء عباسیہ بقصد ملازمت آتے۔ اور دخل نہ پاتے۔ کبہی کسی خلیفہ کو لکہتے عبدالقادر بامرک بکذا و امرہ نافذ علیک۔ ایک بار خلیفہ مستنجد باللہ جسکے زمانہ دولت مین وفات شریف واقع ہوئی۔ ملازمت مین آیا۔ اور کسی قدر ہدایا زر بطور ہدیہ کے لایا۔ فرمایا اگر تم کو عزت انتساب کیطرف بیت رسالت کے نہ ہوتی۔ تو مین ان ہدایائے زر پر ہاتھ رکہتا۔ اور لوگون کا خون جسکا مظلمہ ان اموال پر ہے۔ باہر نکلتا اور بباب [illegible] بہکر جاتا انتہے۔

اسی طرح لکہا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب صفحہ ۱۵۸ مین ہے۔ قلایدالجواہر مین لکہا ہے۔ ہدایا آتے۔ لیکن خود ہاتھ نہ لگاتے۔ خدام

Marfat.com

باورچی دسترخوان فرش کو اُٹھا کر دے دیتے۔ بادشاہِ وقت سے خلعت ہر ماہ آتی۔ لیکن اکثر اوقات ابو الفتح طحان (آٹا پیسنے والے) کو عطا فرماتے۔ خود کبھی نہیں پہنی تھے۔ اگر کوئی چیز غیر نقدی ہدیتاً پیش ہوتی تو حاضرین پر تقسیم فرماتے۔ یہ بھی عادت شریفہ تھی۔ کہ ہدیہ کنندگان کی مکافات بھی فرماتے۔ اپنے لئے چار چپاتیاں روزانہ پکواتے۔ جو بے شک و بے شبہ حلال کی ہوتیں جس میں سے تبرک حاضرین پر بھی بانٹا جاتا۔ (بحر السرائر)

مہمان نوازی کی کوئی حد نہ تھی۔ باورچیخانہ ہر وقت گرم رہتا۔ بعض موقع پر کثرت مہمانان کی وجہ سے اڑھائی سو دینار کی اوچاپت ہو جاتی۔ (بحر السرائر) یہ بھی عادت شریفہ تھی۔ کہ دنیاداروں کی بوجہ دنیاداری تعظیم نہ کرتے۔ اگر خلیفہ وقت یا وزیر حاضر خدمت ہونا چاہتا تو اندر تشریف لیجاتے۔ جب وہ مردانے مین بیٹھ لیتے۔ تب جلوہ افروز ہوتے۔ نصائح سے انہین فیضیاب کرتے۔ بہت کم ایسا موقعہ ہوا۔ کہ آپ کسی امیر یا حاکم وقت کے پاس گئے ہون اور اُن کے فرش فروش پر قدم رکھا ہو۔ ہمنشینی با ملوک پسند نہ فرماتے۔ بحر السرائر۔

سلطان سنجر کا عریضہ جسے مسٹر طامس نے مفتاح التاریخ میں نقل کیا ہے وہ ہم وفات کی سرخی مین نقل کرینگے۔

مختصر تذکرہ وفات حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ

صدیق حسن خان محدث غیر مقلد نے مقالات الاحسان کے خاتمے مین آپ کا سن وفات مع مختصر سوانح عمری لکھا ہے۔ جسے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہین غوث صمدانی کی کمال شہرت مغنی عن الذکر ہے۔ اسواسطے ان کا ترجمہ بھی نہین لکھا اس جگہ اطلاع دینا تاریخ ولادت و وفات پر کفایت کرتا ہے۔ ولادت شریف رضی اللہ عنہ سنہ ۴۷۱ھ یا سنہ ۴۷۰ھ مین ہوئی تھی۔ اور ۴۳ سال تک درس و افتا کا

Marfat.com

کام کیا۔ اور چالیس سال تک مشغول ارشاد طالبین و سالکین رہے۔ بعمر نود سال سنہ ۵۶۱ھ مین بجوار رحمت الٰہی رحلت فرما ہوئے۔ بڑے مفسر و محدث اور عالم مذاہب اصولا و فروعا و خلافا تھے۔ چنانچہ غنیۃ الطالبین اس کی شاہد حال ہے۔ حتی فاق الکل فی الکل وصار مرجع الجمیع فی الجمیع۔ حلیہ شریف کے بیان مین لکھا ہے۔ کہ لاغر بدن۔ میانہ قد۔ عریض الصدر۔ عریض اللحیہ۔ طویل المجاسن گندم گون۔ پیوستہ ابرو بلند آواز۔ نیکو روش۔ گرامی قدر تھے۔ بات ذرا جلد کرتے۔ اور چلا کر کرتے۔ جس سے دل مین سامع کے رغبت و رہبت پیدا ہوتی۔ عجب بات یہ تھی۔ کہ آواز کے سننے مین مردم نزدیک و دور سب برابر تھے۔ اور قرب و بعد مکان و مجلس سے کوئی تفاوت ظاہر نہ ہوتا تھا۔ اور وقت تکلم کے بجز سکوت کے کسی کو گنجایش دم مارنے کی نہ ہوتی۔ اور جب کچھ حکم کرتے۔ تو سوا بجا آوری کچھ نہ بنتا۔ جس کی نظر جمال با کمال پر پڑتی۔ وہ کیسا ہی سخت طبع سنگدل ہوتا خاشع و خاضع ہو جاتا۔ الی غیر ذالک من الاحوال العالیۃ والمقامات الشریفۃ التی لا تکاد تصفہا العبائر و تبذیہا الضمائر۔ یہ کچھ آپ کا ترجمہ نہین ہوا۔ کیونکہ واسطے تمام ترجمہ حالات کے ایک دفتر گران وزن درکار ہے۔ بلکہ یہ حرفے از کتاب و پرتوے از آفتاب ہے انتہے۔

فتوح الغیب کے اخیر مقالون مین۔ اور اسی طرح بہجۃ الاسرار و تکملہ روض الریاحین و روضۃ الناظر مؤلفہ شیخ مجد الدین صاحب قاموس وغیرہ مین آپ کے کلمات طیبات و وصایا مندرج ہین۔ کما فی شرح الفتوح۔

شیخ دہلوی تکملہ مین فرماتے ہین۔ کہ اخیر مین جب مرض کا اشتداد ہوا۔ تو صاحبزادہ حضرت عبد الوہاب نے عرض کی۔ کہ وصیت فرمایئے۔ جسپر عملدرآمد ہو ارشاد ہوا۔ کہ علیک بتقوی اللہ ولا تخف احدا سوی اللہ ولا ترج احدا سوی اللہ و کل الحوائج الی اللہ ولا تعتمد الا الیہ واطلبہا جمیعا منہ ولا تثق باحد

Marfat.com

غیر اللہ التوحید التوحید اجماع الکل۔ پھر تمام اولاد موجود تھی۔ انکو فرمایا۔ کہ تم سب اسوقت چلے جاؤ۔ کیونکہ ارواح مقربین و ملائکہ معصومین اسوقت بکثرت آ رہے ہین۔ اُن کے لئے توسع کرنی چاہئے۔ پھر انکے ساتھ سلام علیک اور ترحیب تبریک مین مشغول ہوئے۔ لوگ جوق در جوق عیادت و زیارت کو آتے۔ بڑا جمگھٹا ہو گیا فرمانے لگے۔ میرے اور تم سب کے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہے۔ فلا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علی احدا۔ اسکے بعد صاحبزادہ عبد العزیز نے چگونگی مزاج کا سوال کیا۔ فرمایا ایسے کیا سوال ہین۔ انا اتقلب فی علم اللہ۔ یعنی مین اللہ کے علم مین بمراتب علیا و مقامات حسنے تقلب کر رہا ہون۔ پھر صاحبزادہ عبد الجبار نے بدن کے دردون کی نسبت استفسار کیا۔ تو جواب مین فرمایا۔ کہ میرا تمام بدن دُکھتا ہے۔ لیکن دل مین کوئی درد اور بیماری نہین۔ ہو صحیح مع اللہ۔ پھر عزرائیل حاضر ہو گئے۔ آپ نے مشاہدہ کرتے ہی فرمایا۔ استعنت بلا الہ الا اللہ سبحانہ و تعالے والحی الذی لا یخشی الفوت۔ سبحان من عز بالقدرۃ و قہر العباد بالموت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ صاحبزادہ حضرت موسیٰ فرماتے ہین۔ کہ ان کلمات کے پڑھتے وقت آپ بالکل کمزور تھے۔ یہانتک کہ کلمہ عزز کو پورے طور پر زبان دُرفشان سے ادا نہ کر سکے۔ پھر اخیر مین فرمایا۔ اللہ اللہ اللہ پھر آواز مخفی ہو گئی۔ اور زبان بام حلق سے چمٹ گئی۔ اور روح مبارک پرواز کر گئی۔ رضوان اللہ علیہ و اعاد علینا من برکاتہ و ختم لنا بخیر انتہے مختصراً۔

بہجۃ الاسرار اور بحر السرائر وغیرہ مین لکھا ہے۔ کہ اخیر وقت مین ملائکہ مقربین و ارواح صالحین بھی حاضر ہوئے۔ اور شہور معظمہ مانند ماہ رمضان و شعبان وغیرہ ممثل ہو کر سلام و داعی کرنیکو باذون من اللہ ہو کر زیارت کو آئے۔ اور اس طرح سلام ادا کیا۔ السلام علیک یا ولی اللہ و یا نائب رسول اللہ۔ اس مین اتفاق ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی کی وفات ربیع الثانی ۵۶۱ھ مین بزمانہ مستنجد باللہ خلیفہ عباسی ہوئی۔ تاریخ معینہ مین گونہ اختلاف ہے۔ جیسا کہ بحر السرائر ماثبت بالسنۃ

Marfat.com

وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۷ ربیع الثانی سے ۱۸ ربیع الثانی تک روایات ملتے ہین کسی نے ۷ کہی نے ۹ کسی نے ۱۱ کسی نے ۱۳ کسی نے ۱۷ کسی نے ۱۸ ذکر کیا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ پاک شہید قدس اللہ سرہ العزیز نے بموجب قاعدہ اہل البیت ادری بما فیہ ۱۱ ربیع الثانی تحقیق کرکے لکھی ہے۔ اور یہی مشہور ہی۔ چنانچہ حضرت موصوف اپنی کتاب تیسیر الشاغلین کے صفحہ ۱ مین لکھتے ہین شیخی و مولائی و سیدی و سندی وجدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادر ثانی کہ در زمان خود ثانی نداشت فرزند صوری و معنوی ہم سجادہ نشین و قائم مقام شیخ محمد قادری است در کتاب او را دقادریہ خود بخط شریف نوشتہ و در انجا نص کردہ کہ فوت حضرت غوث اعظم یازدہ شہر ربیع الثانی است و پس وے شیخی و مرشدی و ابی سیدحامد کہ ہم سجادہ نشین و قائم مقام و ہم خلیفہ مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادر ثانی بود و در انجا کہ مشہور ایام عرائس مشائخ سلسلہ قادریہ را بخط خود نوشتہ است۔ عرس حضرت غوث اعظم تاریخ یازدہم ربیع الثانی است۔ پھر لکھا ہے کہ دیگر در بلاد عرب و عجم مستند و ہند تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی[1] عرس حضرت غوث اعظم می کنند و در این روز اطعمہ و مجالس و انواع خیرات و تبرعات می نمایند و اجماع و انعقاد عرب و عجم برین تاریخ منعقد شدہ پھر گویا بحث کو بایں طور ختم کرتے ہین۔ کہ مانا کہ گیارہوین کسیکے نزدیک ضعیف روایت بھی ہو۔ تو پھر بھی بقاعدہ اصول کہ روایت ضعیف بہ سبب کثرت عمل روی و مفتی بہ می شود اس کا خلاف جائز نہین۔ چنانچہ فرماتے ہین۔ بقواعد اصول مقرر است کہ روایت ضعیف از سبب کثرت عمل قوی و مفتی بہ میشود خلاف از و جائز نہ۔ چونکہ ۱۱ تاریخ ربیع الثانی کے بھی لکھنے والے بڑے بڑے نامی گرامی تھے۔ حتی کہ مسٹر طامس

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رہ ماثبت بالسنہ مین لکھتے ہین۔ وقد اشتہر فی دیارنا ہذا الیوم الحادی عشر وہو المتعارف فی مشائخنا من اہل الہند من اولادہ رضی اللہ عنہ کذا ذکر شیخنا وسیدنا السید البہی الرضی ابوالمحاسن سیدی الشیخ موسے الحسینی الجیلانی الخ پھر آگے چل کر ۱۱ ربیع الآخر کی نسبت لکھا ہے۔ کہ لا اصل لہ ۱۲

Marfat.com

ولیم میل صاحب بہادر نے بہی مفتاح التواریخ اسی روایت کو قبول کیا ہے۔ اسکے جواب مین لکہتے ہین۔ کہ سہو کاتب کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی۔ کہ اُس نے یازدہم کو ہفتدہم لکہدیا۔ ورنہ تحقیق وہی ہے۔ کہ گیارہوین تہی۔ مسٹر طامس نے اپنی کتاب مفتاح التواریخ مین حضرت غوث صمدانی کا مختصر فوٹو باین الفاظ کہینچکر دکہلایا ہے۔ لکہتے ہین۔ شیخ عبدالقادر گیلانی یکے از اوتاد ان عراق است و از کرامات وکمالات او دفترہا نوشتہ اند سلسلہ نسبت او بعلی ابن ابیطالب میرسد و پشت نامہ او در رسالہ تحفۃ القادریہ تصنیف شیخ المعالی آلہ آبادی نوشتہ است و او را غوث الاعظم وغوث الثقلین و پیر دستگیر میگویند۔ تولد وے در سال چہارصد وہفتاد ویک واقع شدہ و در سن بیجدہ سالگی از جیلان بہ بغداد رفتہ مرید شیخ ابوسعید مبارک گشتہ بدرجہ کمال ترقی نمودہ وخوارق عادات از وے بظہور آمدہ گویند کہ او تاد عراق ہشت اند یکی معروف کرخیؒ دوم احمد حنبلؒ سوم بشر حافیؒ چہارم منصورؒ بن عمار پنجم جنیدؒ ششم سری سقطی ہفتم سہیل بن عبداللہؒ ہشتم عبدالقادر جیلانیؒ منقول است کہ سلطان سنجر سلجوقی ابن ملکشاہ آرزوئے ملازمت او و عریضہ نوشت مشتملبر اخلاص و اعتقاد در انجا درج نمود۔ کہ چون مارا گرفتاران امر کردہ اند۔ رسیدن نابملازمت خالی از صعوبت نیست و در آمدن لشکر ضرر ہا بمزارعان وغیر آنہا رامیرسد۔ اگر آنحضرت کرم نمودہ متوجہ اینجانب شوند۔ ملک نیمروز برائے لنگر درویشان وخانقاہ وقف نمودہ آید۔ مسٹر طامس بہادر فرماتے ہین۔ کہ اس شاہی رقعہ کے جواب مین صرف دو بیت لکہکر بہیجدیئے۔ چنانچہ لکہتے ہین۔ کہ در جواب آن شیخ این دو بیت نوشت۔ ؎ قطعہ

چون چتر سنجری رسخ بختم سیاہ باد ۔۔۔ بافقر گر بود ہوس ملک سنجرم
تا یافت جان من خبر از ملک نیم شب ۔۔۔ صد ملک نیمروز بہیک جو نمی خرم

تاریخ وفات۔ غوث اعظم کریم محی الدین ✤ ہمہ لطف و کرامتے دیدم ✤

Marfat.com

پانصد شصت و یک ز ہجرت بود ✤ کہ وفاتش علامتے دیدم ✤

سال تاریخ فوت آنحضرت ؎ ای معالی قیامتے دیدم ۔ ۵۶۱

قلائد الجواہر مین لکہا ہے ۔ کہ وفات کے بعد آٹھ پہر ہجوم خلائق رہا ۔ جنازہ کے وقت ٹڈی دل مخلوقات جمع تھی ۔ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی ۔ صاحبزادہ حضرت عبدالوہاب نے جنازہ پڑہایا ۔ بغداد مین کوئی ایسا شخص نہ تہا ۔ جو جنازہ مین شریک نہ ہوا ہو ۔ بوقت شب اپنے مدرسہ مین جو بغداد کے محلہ باب الازج مین واقع تہا ۔ مدفون ہوئے ۔ آپ کی مرقد زیارتگاہ خلایق ہے ۔ شاہ ایران جب سیر و سیاحت کرتے ہوئے بغداد شریف پہونچے ۔ تو نہایت ادب و انکسار سے مشرف بزیارت ہوئے ۔ اور خدام کو زر کثیر انعام دیا ۔ سچ ہے ۔ جو راہ خدا مین فقر اختیار کرتے ہین ۔ تو خدا تعالے سلاطین زمن کی گردنین ان کی خاک پر جہکا دیتا ہے ۔

وفات الاعیان کے جلد ثانی صفحہ ۳ پر لکہا ہے ۔ کہ عبدالقادر جیلانی ابن ابی صالح جنگی دوست ان کا نسب حسن بن علی کی طرف منتہی ہوتا ہے ۔ صاحب المقامات والکرامات زاہد مشہور ہین ۔ اپنے زمانہ کے امام اور قطب عصر اور شیخ شیوخ الوقت بلا مدافعہ تھے ۔ شیخ عزالدین سے منقول ہے ۔ کہ ان کے کرامات متواتراً ثابت ہین وعظ مین بے نظیر تھے ۔ توفی سنہ ۵۶۱ھ وکان یاکل من عمل یدہ ۔

ممالک ہند و سندھ وغیرہ مین آپ کا عرس ۱۱ ربیع الثانی کو ہوا کرتا ہے ۔ اس مین انواع و اقسام کے طعام و فواکہ حاضرین علماء و اہل تصوف ۔ فقرا ۔ درویشان کے پیش کئے جاتے ہین ۔ وعظ اور بعض نعتیہ نظمین بھی بیان ہوتی ہین ۔ اس عرش شریف مین ارواح کاملین کا بہی حضور ہوتا ہے ۔ خصوصاً آپ کے جد امجد حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا ابو الائمۃ الاتقیا بہی تشریف شریف لاتے ہین ۔ کما ثبت عند ارباب المکاشفۃ ۔

حضرت میرزا مظہر جانان قدس اللہ سرہ العزیز اپنے مکتوبات کے اخیر حصہ ملفوظات مین لکہتے ہین ۔ کہ مین نے خواب مین ایک وسیع چبوترہ دیکہا ۔ جس میں بہت اولیاء کرام حلقہ لگا کر مراقبہ مین ہین ۔ اور ان کی وسط مین حضرت خواجہ نقشبند دوزانو

Marfat.com

ا اور حضرت جنید کوٹھ (مکتبی) لگا کر بیٹھے ہین۔ استغنا رما سوے اللہ اور کیفیات فنا آپ پر جلوہ گر ہین۔ پہر یہ سب کہڑے ہوگئے۔ اور چل پڑے۔ مین نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ تو کسی نے اُن سے کہا۔ کہ امیر المومنین علی مرتضے کے استقبال کو جارہے ہین۔ پس حضرت امیر نمودار تشریف فرما ہوئے۔ ایک گلیم پوش۔ سرو پا برہنہ ژولیدہ بال۔ جسکا ہاتھ خود بدولت نے نہایت عزت وعظمت کے ساتھ اپنے دستِ عاطفت مین لیا ہوا تہا۔ حضرت امیر کے ساتھ تہا۔ مین نے پوچہا یہ کون ہے جواب ملا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ خیر التابعین ہین۔ پہر ایک حجرہ نمودار ہوا۔ جو نہایت مصفا تھا۔ اور اسپر نورانیت برس رہی تہی۔ یہ تمام بزرگان اہل کمال اس مین داخل ہوگئے۔ مین نے اُس کی وجہ دریافت کی۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ امروز عرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس تشریف بردند انشتے دیکھو کلمات طیبات محدث دہلوی صفحہ ۱۷ اکثر مالدار مرید تو ہر گیارہوین یعنی ہر ماہ کی گیارہون کو تمام دودھ جتنا کہ ہوتا ہو۔ بارواح حضرت غوث الاعظم غوث الثقلین وتمام خاندان قادریہ کے مشائخ کے نام فاتحہ دلاکر فی سبیل اللہ تقسیم کرتے ہین۔ غیر مقلدین وہابیہ کا اسکی نسبت شور وغل ناقابل التفات ہے۔ جہل جاہل ناقابل اعتبار ہے مسئلہ ایصال ثواب ارواح مسلم اہلسنت ہے۔ تعین مصلحت یادگار وغیرہ معیوب نہین احادیث صحیحہ مین اس کا پتہ چلتا ہے۔ دیکھو حلل صیام نفلیہ۔ ہان یہ تعین کہ بجز اس تاریخ کے ثواب نہین ہوتا۔ یا کم وبیش یا گناہ صواب اس مین بیشک کلام ہے۔ اگر کوئی ایسا سمجھے۔ تو اسکو علماء کا حق ہے۔ کہ سمجھادین ۱۰ اس گیارہوین کی ابتدا[1] اُن سے بتلائی جاتی ہے۔ جس کی برات غرق ہو کر عرصہ کے بعد بدعا حضرت غوث الثقلین

[1] لیکن پیر عبد الرحمن نے اسکی یہ وجہ لکہی ہے۔ کہ پیران پیر حضرت غوث الاعظم پر گیارہوین کو حضرت سید الانبیاء کا عرس کیا کرتے تہے۔ اسلئے غوث الاعظم علی نبینا وعلیہ السلام کے چونکہ شیدائی بتقلید واطاعت آن جناب گیارہوین کرتے ہین۔ چونکہ یہ انتساب بان عالے جناب تہا۔ فلہذا بطریق (تبع فاعلم) گیارہوین حضرت پیران پیر مشہور ہوئی۔ ۱۲ (انوار الرحمن)

Marfat.com

برآمد ہوئی اور اُس پیرزن کا قصہ تو ہر چھوٹے بڑے کی زبان زد ہے۔ اور سخت مشہور ہے۔ اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کاتب الحروف نقل کرتا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین قصوری ؒ کے تالیفات جو حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے آخری خلیفہ تھے۔ اور مقام علمی و عملی مین علاوہ قطب الوقت ہونے کے بے نظیر تہے۔ انہون نے اس پیرزن کے واقعہ کو نہایت شیرین اور پرمذاق نظم مین ادا کیا ہے۔ اور عالم نبیل مولوی حیدر اللہ خان درانی۔ مجددی نقشبندی نے اپنی کتاب درۃ الدرانی علے روۃ القادیانی مین اس کو تسلیم کرکے نقل کیا ہے۔ جسے ہم بہی تبرکا درج کتاب ہذا کرتے ہین۔ وہو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گویم نخستین حمد حق — آن خالق ارض و سماء
قیوم قادر مقتدر — اہل طلب را رہنما

زان پس درود مصطفےٰ — گویم بصد صدق و صفا
فخر الرسل خیر الورےٰ — ہادی السبل نور الہدےٰ

بر آل و بر اصحاب او — بر جملۂ احباب او
بر داخلان باب او — گویم ز جان و دل ثنا

مدح جناب محیؒ دین — آن غوث اعظم بالیقین
محبوب رب العالمین — تن را توان جان را جلا

داوش خدا قرب آنچنان — کس نیست یارائے بیان
پائے شریفش در امکان — بر گردن کل اولیا

باشد کرامتہائے او — چون معجزات مصطفےٰ
خارج ز حد بیرون ز عد — حدش نداند جز خدا

مشتے ازان خروارہا — یکدانہ زان انبارہا
سرے ازان اسرارہا — ظاہر بسازم بر ملا

روز بطور خوشدلی — آن پیشوائے ہر ولی
بہر تفرج شد خلی — از طرف صحرائے فضا

ناگہ گذشتہ سیر او — بر ساحل بحر نکو
یک پیرہ زن شد روبرو — نالہ و گریہ ہا و ہا

قدش کمان زہ از عصا — تیرش ز آہ جانگزا
اشکش روان چون سیلہا — لرزان لغزان دست و پا

پرسید پیرش از کرم — از باعث آن درد و غم
او خواندہ حرفے پر الم — از دفتر آن ماجرا

گفتا کہ از باغ جہان — یک داشتم سرو روان
یعنی کہ فرزند جوان — بودست در پیری عصا

Marfat.com

تابنده او فرخنده خو — خوشبو سیر چون نافه جو — یک جلوهٔ دیدار او — صد دردمندان را دوا
جود و جمالش آیتی — حسن و سخایش غایتی — مشتاق او ذو رایتی — محتاج او اهل بوا
از خون دل دادن لبن — جان دادمش بر جان و تن — فارغ نزد یکدم زدن — در خدمتش صبح و مسا
دندانش چون شد دانه خا — کردم ز شیر او را جدا — هر چیز کم داده خدا — مصروف کردم در غذا
چون دیده کردم پرورش — نادیدها دادم خورش — مندیل زرین بر سرش — نعلین سیمین زیر پا
پوشاک آن پاکیزه تن — مشروع ململ گلبدن — زربفت چین خز ختن — دیبا با علام طلا
بودم بر ویش شادمان — داخل بسلک بیغمان — یادم نه در روز و شبان — جز شغل آن راحت فزا
چون شد بقوت بال او — حیران جهان بر حال او — شیر ژیان پامال او — همدست شد با اژدها
گفتم بدل از بند او — بینم رخ فرزند او — دادم از آن پیوند او — با خاندان ذو العلا
رسم شگون شد ساخته — اسباب شد پرداخته — قصر سرور افراخته — کردم بر آتش را بنا
گشته برات او روان — با کر و فر خسروان — آلات شادی در میان — دف و دهل قرنا و نا
دادم بسی همراه را — یکسر گدا و شاه را — چون قطع کردم راه را — آسودم از رنج و عنا
آن طرف ثانی یکطرف — درها کشادند از صدف — دادند سیم و زر بکف — کردند مهمان را عطا
کردند حاضر اطعمه — شیرین شورین همه — شاهی کباب کورمه — حلوای چین رومی پلا
شیرین برنج انبارها — حلوا و نان خلوارها — بادام و شکر بارها — خمها ز آچار ابا
در ده جهازان ذو القدر — زیور فزون آوند زر — صد نافهٔ مشک تتر — صد تیغه ثوب صفا
اسپان مرصع زین و قس — استر شترها بارکش — واهان غلام ماه وش — دیگر نفائس بی بها
چونکه بزهره شد قرین — در ساعت نیکوترین — گشتیم ز انجا رهگزین — با صد هوس با صد رجا
در کشتی این بحر خون — آمد برات از بخت دون — کشتی چو گردون شد نگون — شد غرق طوفان فنا
نوشه عروس و همرهان — در طرفة العین ناگهان — گشتند در دریا نهان — گویا نبوده گاه بقا
یک من بماندم زان همه — بیشی نشان از ره — ورد زبانم هر دمه — هیهات و واویلا و وا
زین زندگی در دوزخم — از بار غم شد پشت خم — هر دم شود افزون نه کم — سوز و گداز و جانگزا
شد سالها اثنا عشر — کافتاده در خرمن شرر — روز و شبم در شور و شر — یکدم نیم از غم جدا

Marfat.com

آن شاہ کہ حکمش بود بر کن — در گوش کرد این سخن — از قصۂ زالِ کہن — زد جوشش دریائے عطا
گفتا کہ اے غمخوارۂ — در دشتِ غم آوارۂ — سازم برایت چارۂ — خواہم ز حق بہرت دعا
تا زندہ گردد پور تو — ظاہر شود مستور تو — آسان شود معسور تو — از قدرت رب السما
پس پیر پیرانِ صفا — در سجدہ شد پیشِ خدا — با عجز زاری و بکا — شد ہمتش مشکلکشا
یارب مر آن اموات را — در جوف حوت اقوات را — ہر جز جزا شتات را — از فضلِ خود زندہ نما
سر بر بسجدہ ہمچنان — کز جائے غرق آمد فغان — کشتی پر از مردان زنان — پیدا شدہ بر روئے ما
شد اہل کشتی را گذر — سالم بساحل بیخطر — در غرق مردن بیخطر — با آن جلو با آن جلا
نوشہ بآن تاج و کمر — در دستِ او تیغ و سپر — با نوشتہ عجلہ در — پیشش پرستاران بپا
قوال و مطرب بذلہ گو — نقال در نقلِ نکو — خمار می ریز از سبو — یاران بدید در ہو و ہا
ما در پدر شد مجتمع — غمہا ز دل شد منقطع — این قصہ را شد مستمع — ہر کس ز ذکران و نسا
ظاہر چو شد این طرفہ سر — بسیار منکر شد مقر — گشتند کافر منکر — شد مومنان را اعتلا
چون این کرامت شد مبین — شد خلق را راسخ یقین — بر وحدت رب العلمین — بر حشر و نشر و بر جزا
اے محیِ دین عالیقدر — روئے قبلۂ جن و بشر — سوئے غلامِ خود نگر — از راہ الطاف و عطا
غرقم بدریائے بدی — حرقم بنیران خودی — یا ملتجائی خذ یدی — اخرج من امواج الہوا
شیطان نمودہ اشتلم — از راہ نیکی کردہ گم — از غفلتم نوشاندخم — کز دست سر مست و خطا
نفس است اندر سرکشی — در بخل و حرص زرکشی — دارد بغیر حق خوشی — دائم بدام ما سوا
اے صاحب از شادمن — در گوشش کن فریادمن — میخواہ از یزدان دادمن — درد مرا درمان نما
ہستم قصوری در لقب — سازم حضوری با ادب
از فیض شاہان کے عجب — بخشش بمسکین و گدا

بعض مردہ دل اس کرامت پر قسما قسم کے خدشات پیش کرتے ہین۔ کہ اتنی مدت مدید کے بعد برات کا نکلنا دور از عقل ہے۔ بیخبر اس سے کہ خلاق عالم

Marfat.com

قادر حشر و نشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے۔ یہ نہین سمجھتے۔ کہ اس سے ایمان بالغیب
مین بھی فرق آتا ہے۔ معجزات اور کرامات درحقیقت فعل اللہ مانا ہوا ہے۔ دنیا
مین بھی قصہ حوت و یونس خود قرآن کریم مین مذکور ہے۔ پھر تعجب یعنی چہ۔ حضرت
غوث صمدانی رح فتوح الغیب مین فرماتے ہین۔ ثم یرد اللہ التکوین فیکون ما
یحتاج الیہ باذن اللہ۔ یعنی بعد حصول فنا اتم جو کہ غایت احوال ابدال و اقطاب
ہے۔ کبھی عارف کو تکوین کی قدرت دی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالے کے اذن سے
کل ما یحتاج الیہ کو موجود کر لیتا ہے۔

بہجۃ الاسرار مین حضرت غوث صمدانی کا مقولہ ذکر کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔
انا حجۃ اللہ علیکم انا نائب رسول اللہ و وارثہ فی الارض یقال لی یا عبد القادر
تکلم یسمع منک۔ یعنی مین زمین مین نائب و وارث سرور عالم ہون۔ مجھے فرمایا
جاتا ہے۔ کہ اے عبد القادر جو مانگنا ہو مانگ۔ وہ قبول ہوگا۔

شیخ عبد الحق دہلوی فتوح الغیب مین حضرت غوث صمدانی رح کے مقولہ تکوین
کے نیچے مابین کلمات قلم فرسائی کی ہی۔ کہ پستر بعد از رسیدن بمرتبہ فنا ولایت
و بدلیت گاہی رد کردہ میشود۔ و سپردہ میشود بوے پیدا کردن اشیا و تصرف در
اکوان کہ عبارت از خرق عادت و کرامت است۔ پس یافتہ میشود تمامہ آنچہ احتیاج
کردہ میشود بسوئے او بدستوری خداوند قدرت دے عزوجل یعنی درحقیقت فعل حق است
کہ بردست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بردست نبی۔ پھر آگے چلکر لکھا ہے۔ کہ این رد و
تکوین و اعطا، تصرف در کائنات ثابت و مذکور است بقول حق سبحانہ و تعالی در بعض
کتابہائے دے کہ بر پیغمبران خود فرستاد الیفرزند آدم قسم خدا نسبت خدا جز من
میگویم چیزے را پیدا شو پس پیدا میشود آن چیز اطاعت و فرمانبرداری کن مرا
میگوئی تو مر چیزے را پیدا شو پس پیدا میشود اطعنی تقول للشیئ کن فیکون انتہی سید
صدیق حسن خان غیر مقلد ہی اسکے مقر ہین وہ اپنی کتاب مقالات الاحسان
مین لکھتے ہین۔ پھر کبھی طرف اس بندہ کے بعد پہنچنے کے مرتبہ فنا ولایت و بدلیت

Marfat.com

کے امر تکوین کو رد کرتے ہین. کہ عبارت ہے. خرق عادات وکرامات سے اب جس چیز کی اسکو حاجت ہوتی ہے. وہ سب باذنِ خدا موجود ہوجاتی ہے. یعنی وہ حقیقت مین جن کا فعل ہے. جو ہاتھ پر ولی کے ظاہر ہوا ہے. جیسے معجزہ ہاتھ پر پیغمبر کے. انتہے. قید لفظ کبھی سے یہ ثابت ہوا. کہ ظہور کرامات وخرق عادات کا لازم وشرط مقام ولایت نہین ہے. یہ بات ہوتی ہے. اور نہین بھی ہوتی. اگر ہوتی ہے. تو واسطے مصلحت ارشاد تحصیل یقین مریدین کے ہوتی ہے. یا واسطے مزید یقین وتثبیت ولی کے. اور اگر نہین ہوتی ہے. تو اسلیئے کہ کوئی کسی ولی کو متصرف اور مختار (مطلق) نہ سمجھ لے کہ جو چاہے سو کرے اور کسی کو (بغیر مرضی خدا) نفع نقصان پہونچائے. مطلب اس رد تکوین کا طرف اسکے وہی ہے. جو بعض کتب آسمانی مین آیا ہے. ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشیئ کن فیکون اطعنے تقول للشیئ کن فیکون. بعید اس مین یہ ہے. کہ جب بندہ نے حق کی اطاعت وفرمانبرداری کی اور اپنے اختیار سے باہر ہوا. اور ظلمات صفات بشریت سے فانی وخالی ہوگیا. اور ہر فنا کے لئے بقا. اور ہر خلا کے ملا وعادت سے ظاہر ہوتے ہین. غرضکہ بندہ جب اپنی عادت سے خارج ہوتا ہے. تو حق بھی اپنی عادت کا خرق کرتا ہے. اور بندہ جب تک مضیق عادت مین مقید وگرفتار رہتا ہے. تب تک حق سبحانہ وتعالے بھی اپنی عادت پر برقرار رہتا ہے. ؎

تو کز سرائے طبیعت نمی روی بیرون
کجا بکوئے حقیقت گذر تواند کرد

باقی رہی اس کرامت کشتی کے متعلق وہ کلمات جو بعض رسایل مین مسطور اور السنہ پر مشہور ہین. کہ حضرت غوث صمدانی نے بجناب الٰہی یہ کہا. کہ میرے کہنے پر دیر کیون ہوئی. اور روٹھ گئے. لم تثبت کے قبیل سے ہے. برتقدیر ثبوت ہوسکتا ہے. کہ یہ مقام اولال وناز مین ہو. موسیٰ کے اولال وناز کا پتہ قرآن وحدیث مین موجود ہے. کما لایخفی العلماء. اور یہ ہمنے پہلے بیان کردیا ہوا ہے. کہ حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے لاڈلے ولی تھے. ؎

Marfat.com

اے ترا با ہر دلی رازِ دگر ہر گدا را بر درت نازِ دگر
در رباب عشق تاری بیش نیست ہست ہر جا نغمہ و سازے دگر

آپ کا لباس نہایت نفیس ترین ہوتا۔ صفائی اور پاکیزگی پسند تھے۔ گران قیمت پوشاک ہوا کرتی۔ کسی موہم نے ایک دفعہ خیال کیا۔ کہ تقوٰے اور تقدس اور یہ پوشاک۔ فرمایا نہین۔ جب تک ماذون من الرسول نہین ہوتا۔ کوئی لباس نہین پہنتا۔ قلائد الجواہر۔ آپ کا حُلیہ یہ تہا۔ لاغر بدن۔ میانہ قامت۔ عریض الصدر۔ عریضۃ اللحیہ۔ طویل الحاجن۔ گندم گون۔ پیوستہ ابرو۔ بلند آواز۔ نیکو روش۔ گرامی قدر آپ کی ازواج کا تفصیلی حال میری نگاہ مین نہین آیا۔ قلاید الجواہر مین عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ کی چار بیبیان تہین۔ حضرت غوث صمدانی کے القاب بکثرت ہین۔ منہا غوث الاعظم۔ غوث الثقلین۔ قطب الاقطاب۔ محی الدین۔ شیخ الاسلام نائب رسول اللہ۔ غوث صمدانی۔ قطب ربانی۔ اور مخصوص لقب محبوب سبحانی ہے۔

چونکہ ہم اب اولادِ محبوب سبحانی قدس سرّہ کا ذکر کرینگے۔ اسلئے مکرر بتلانا یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ سادات کل سادات اور واجب التعظیم اور قابل احترام واکرام ہین۔ لیکن آپس مین ان کا بھی کچھ نیچے اوپر معاملہ ہوتا ہے۔ اس اولاد کی فوقیت مین کلام نہین ہو سکتی۔ جسکی اصل بعید اباً و اماً حسنی و حسینی ہو۔ اور اصل قریب بھی وہ ہو۔ جسکا تقدس و اتقا مشہور عالم ہو۔ بلاریب حضرت غوث صمدانی کی اولاد اپنے دوسرے ابناء جنس پر بوجوہ مذکورہ افضل اور اشرف ہوگی۔ سید نواب صدیق حسن خان غیر مقلد بھی اس بات کا معترف ہے۔ اپنے رسالہ "قضاء الارب فی تحقیق مسئلۃ النسب" مین لکھتے ہین۔ لمن الناس من فاق علی ابناء جنسہ فی کلا الامرین (ذکرہ رسول اللہ کی اولاد بھی ہون اور شیخ کامل کی بھی) کاولاد الغوث الاعظم محی الدین عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہم فانہم سادات ولہم ایضا شرف ولادت ذالک الشیخ العظیم اسی طرح لکھا ہے ابن خلدون مین شاہ عبد العزیز نے بھی اسکی صراحت کی ہے اور دیگر علماء نے بھی۔

Marfat.com

اخیر عمر مین تو ترقی مدارج کی غایت کا یہ معراج ہوا۔ کہ فنا فی الرسول کا مرتبہ بدرجہ اتم آپ کی ذات بابرکات مین ہویدا تھا۔ حتے کہ پاخانہ زمین نگل جاتی۔ مگس کی مجال نہیں کہ بدن مبارک پر بیٹھ سکے۔ اور یہ بھی کہ پسینہ مبارک کی خوشبو مشک و عنبر کی خوشبو کو گرد گرتی۔ آپکے صاحبزادہ سید عبدالجبار نے امور متذکرہ کے معائنہ سے باینوجہ تعجب کیا۔ کہ اسفار اسلامیہ مین ان امور کو خاصتہ الرسول لکھا ہے۔ اور حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کو بزرگترین مقامات عالیہ طے کر چکے ہین۔ لیکن یہ تو صحیح ہے۔ کہ آپ رسول و نبی نہین۔ پھر خصوصیات رسول کا غیر رسول مین پایا جانا حیرت انگیز ہے۔ آخر رہ نہ سکے۔ موقعہ پاکر باادب التماس کی۔ کہ ان النبی المختار کان اذا قضی حاجتہ تبتلع الارض ما برز منہ ویفوح عرقہ کالعطر ولا یقع علیہ الذباب وھذہ خاصۃ النبی، ونری ھذہ الخاصۃ من حضرتکم۔ یعنی سرور عالم جب قضا حاجت کرتے۔ تو زمین فضلات کو نگل جاتی۔ اور حضور کا پسینہ معطر تہا۔ مکھی آپکے بدن مبارک پر نہ بیٹھی۔ اور یہ خصوصیات نبی ہین۔ اور ہم دیکھتے ہین۔ کہ یہ تمام امور جناب والد مین پائے جاتے ہین۔ حضرت غوث صمدانی قدس سرہٗ فرماتے ہین۔ کہ اے میرے پیارے فرزند ان عبدالقادر فانیا وباقیا فی ذات جدہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تاللہ ھذا وجود جدی لا وجود عبدالقادر۔ یعنی عبدالقادر کا وجود فنا ہو کر اپنے جد امجد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کے وجود سے باقی ہے۔ (پھر اس کی تائید مین حلفیہ فرمایا) کہ خدا کی قسم یہ میرا وجود میرے جد اقدس کا وجود ہے۔ نہ عبدالقادر کا وجود۔ صاحبزادہ نے انکشاف تام کے لئے عرض کی کہ حضور! اگر معاملہ ایسا ہے۔ اور ضرور ہے۔ تو پھر یہ بھی ہوتا۔ کہ نبی کی طرح آپ پر بدلی کا سایہ ہوا کرتا۔ کیونکہ اس کا بھی کوئی مانع نہین۔ فقال الغوث ترکتہ عمدا والا یظنوا انی نبی۔ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا۔ ہان بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن مین نے اس امر کو عمدا ترک کیا ہوا ہے۔ کہ مجھے لوگ نبی ہی نہ کہنے لگ جائین۔ واللہ اس مین دریغ کیا تہا۔ نقلہ فی حجۃ البیضاء عن تفریح الخاطر۔ چونکہ کتاب مین اجمال مطلوب ہے۔ ورنہ تمام روایات

Marfat.com

نقل کیے جاتے۔ جن مین یہ امر کالشمس فی النہار ثابت ہوجاتا۔ کہ آپ کو جسقدر عشق ومحبت اطاعت سرورِ عالم تہا۔ وہ خود اس کا مقتضے تہا۔ کہ آپ مین تمام وہ انوار جلوہ گر ہون۔ جو حضور مین تھے۔ میان لوہا بہی اگر آگ کی مجالست کرے تو آخر ہمرنگ نار ہوکر خصوصیات نار پیدا کرلیتا ہے۔ چہ جائے کہ نورٌ علی نور ہو۔ مزے کی یکرنگی تو یہی ہے لیکن علے المراتب۔ باایںہمہ خشیت یہ تہی۔ کہ جب حضرت غوث صمدانی ؒ مدینہ عالیہ مین بجسد عنصری ہوئے۔ تو روزہ منورہ پر باادب یہ اشعار نیازیہ کہے۔ ؎

ذنوبی کموج البحر بل ھی اکبر　　کمثل الجبال الشم بل ھی اکبر
ولکنا عند الکریم اذا عفا　　جناح من البعوض بل ھی اصغر

یعنی میرے گناہ سمندر کی جہاگ سے بھی زاید اور بلند پہاڑ سے بھی بڑے ہین۔ لیکن اگر رحیم کریم معاف کردے۔ تو پشہ کے پر سے بھی خوردتر ہین۔ اور پہر حجرہ شریفہ کے قریب ہوکر یون مناجات کی۔ ؎

فی حالۃ البعد روحی ارسلھا　　تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت　　فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی

فاظہرت یدیہ فضا فہما وقبلہما ووضعہما علی راسہ

یعنی ہمیشہ تو میری روح نیابتاً۔ زمین بوسی کیا کرتی ہے اب کی دفعہ بعہ جسد عنصری حاضر خدمت ہوا ہون۔ ازراہ کرم گستری دست کرم پھیلائیے۔ کہ مرحمت خسروانہ ونوال شاہانہ حاصل کرون۔ پس بمجرد اس مقولہ کے حضور سرورِ عالم کے دونو دست کرم ظاہر ہوئے۔ حضرت غوث صمدانی نے دونو ہاتھ پھیلا کر مصافحہ کیا۔ اور چوما اور سر پر رکہا۔ علامہ عبدالجلیل نے اس واقعہ کا نہایت صحیح ترجمہ لفظی نظم مین زیب قلم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ؎

لہ یہ کلمات طیبات اسس مناجات کے مشابہین۔ جو صحیفہ کاملہ مین امام زین العابدین سے منقول ہین۔ فنعم الوفاق ۱۲۔

Marfat.com

روز یکہ غوث اعظم مادر مدینہ رسید — می گفت نزد مرقد سلطان انبیاء
یا سید البشر چہ بدم من بملک خویش — روحی فرستمت کہ بود نائبی زما
او می رسید و بوسہ بداد از جانبم — بر ارض مرقدت کہ بود بہتر از سماء
این نوبت است آنکہ رسیدم بدین جسد — بر حضرت شریف تو اے شاہ اصفیاء
خواہم دہی دو دست مبارک کہ بوسمش — گیرم نصیب خویش ز الطاف و از عطاء
بر عرض او رسول خدا ہر دو دست خویش — کردہ دراز سوئے شہنشاہ اولیاء
بوسید و یافت گوہر نعمت ازان دو کف — زان روز شد براہ ہدا مرجع ہدار
عبد الجلیل بندۂ محتاج فیض اوست — امیدوار لطف ز آغاز و انتہار

حضرت غوث صمدانی قدس سرہ کی اولاد کا مختصر تذکرہ

یہ امر کہا جا چکا ہے کہ حضرت آنجہانی غوث صمدانی سید الثانی شیخ عبد القادر جیلانی کی چار زوجات تہین۔ آپ کی کل اولاد کی تعداد مین گونہ اختلاف ہے۔ لیکن ابن بجار کی تاریخ سے صاحب قلائد الجواہر نے نقل کیا ہے کہ کل اولاد انچاس ۴۹ تہی۔ ذکور ۲۷۔ اناث ۲۲۔ اسی طرح تفریح الخاطر مین لکہا ہے۔ ابن البجار نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ مجہے خود سید عبد الرزاق فرزند حضرت غوث صمدانی رض سے مسموع ہوا ہے۔ اس باب مین قریب قریب اتفاق کے ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی رہ کی وفات کے وقت دس صاحبزادے اور ایک صاحبزادی موجود تہی۔

سید عطا حسین مؤلف کنز الانساب اور صاحب تفریح الخاطر نے گیارہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کا نام لیا ہے۔ مؤخر الذکر نے بعض کتب معتبرہ سے زیادہ تعداد بھی صاحبزادون کی بیان کی ہے۔ مگر سید سعد اللہ قادری بن سید عبد الرحمن صفی الدین حسنی الموسوی رضوی رہ نے بحر البسرائر مین بڑی شد و مد سے

[1] حافظ عبد الغنی حضرت غوث صمدانی رہ کا ذکر کرتے ہوئے انچاس ۴۹ مولود کا ہونا لکہتے ہین۔ وکان (الغوث الاعظم) امام زمانہ و قطب

Marfat.com

لکھا ہے۔ کہ بہجۃ الاسرار۔ نزہۃ الخاطر۔ کنز الاسرار وغیرہا گیارہ معتبر کتب مین جو قریب العہد حضور ممدوح کے لکھی گئین۔ بروایات معتبرہ اتفاقاً لکھتے ہین۔ کہ حضور کے دس صاحبزادگان۔ اور ایک صاحبزادی تھی۔ پھر لکھا ہے کہ اصح قول یہی ہے، شیخ ابو المعالی نے تحفۃ القادریہ مین ۹ صاحبزادگان تحریر کئے ہین۔ صاحب نخبہ فرماتے ہین۔ کہ یہ انکا سہو ہے عافاہ اللہ۔ بعد مین لکھا ہے کہ مین نے فن انساب کی ۳۲ کتابین جو معتبر اور قریب العہد حضرت ممدوح لکھی گئی تھین۔ جمع کین۔ اور غایت درجہ تحقیق و تفتیش کی۔ لیکن سب کے سب اسپر متفق ہوئے۔ کہ جناب غوث صمدانی رض کے دس فرزند۔ اور ایک صاحبزادی بوقت وصال حضور ممدوح موجود تھے یہ بھی مخفی نہ ہوگا۔ کہ ہر ایک صاحبزادہ بلند اقبال الوالد سترہ لابیہ کا پورا مصداق تھا۔ ان کے نام نامی و اسمار گرامی یہ ہین۔ حضرت سیدنا سید عبد الوہاب سید سید شرف الدین عیسے۔ سیدنا سید عبد العزیز۔ سیدنا سید عبد الجبار۔ سیدنا سید عبد الرزاق۔ سیدنا سید ابراہیم۔ سیدنا شید محمد۔ سیدنا سید عبد اللہ سیدنا سید یحیے۔ سیدنا سید موسیٰ۔ سیدتنا سیدۃ امتہ الجبار فاطمہ قدس اللہ اسرارہم۔ یہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم نے یہ فہرست اسمار گرامی مطابق بہجۃ الاسرار وغیرہ لکھی ہے۔ اس مین ترتیب یا عدم ترتیب کا اس وقت لحاظ نہین رکھا گیا۔ ہم کو بہجۃ وغیرہ کے سرسری دیکھنے سے صرف اسقدر معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت سیدنا سید عبد اللہ جو نمبر ۸ پر مکتوب ہین۔ ان کے حق مین لکھا ہے کہ ہو اصغر اولادہ۔ باقی واللہ اعلم۔

اسبات کا جتلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی رض کے فرزندون سے حضرت سیدنا عبد الوہاب اور حضرت سیدنا عبد الرزاق کی اولاد تو باتفاق نسابین بکثرت ہوئی۔ اور ہے بھی۔ اور انشاء اللہ ہوتی رہیگی۔ دو فرزند دیگر بھی صاحب اولاد ہوئے۔ لیکن زمانہ کے بعد ان کی نسل منقطع ہوگئی۔ کما فی کنز السرائر۔ کنز الانساب مین ۳ حضرات کی اولاد ہونا تا ہنوز بتلایا ہے مذکور و

Marfat.com

دو حضرات اور سیدنا سید عبد العزیز۔ چنانچہ جیلانی سادات کے نسبتاً ۳ نام ہین۔ رزاقیہ۔ وہابیہ۔ عزیزیہ۔ ہم سے اگر ہو سکا۔ تو انشاء اللہ ہر ایک بزرگ کے تذکرہ مین دکھلائینگے۔ کہ ذی اولادون کی اولاد فی الجملہ کہان کہان ہے۔ اور کس کس صاحب کیطرف منسوبی نسبت بیان کیجاتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

تنبیہ۔ یہ بھی بتلا دینا ضروری ہے۔ کہ تمام سادات ذریت محبوب خدا اکرم و معظم ہے۔ ان کی محبت فخر ایمان اور زیب ایقان ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ آیہ قرآن ہے۔ سچ پوچھو تو مومن و منافق کے درمیان تفریق کرنیوالے فی الصحیحین حدیث اہل بیت النبوۃ کا فرمان ہے۔ فرمودہ سرور عالم بحق ابو الحسنین و اماد سید الثقلین امیر المومنین علی المرتضے بعل الزہرا علیہ السلام اللہ علے نبیا و علیہ۔ کہ لا یحبک الا مومن و لا یبغضک الا منافق صحیح فرمان ہے یہ بھی سچ ہے۔ کہ جس نے اہلبیت نبوی سے چھیڑا راندۂ درگاہ ہوا۔ جسنے ان کی بات بری چاہی۔ وہ خود تباہ ہوا۔ ان شانئک ہو الابتر۔ اعلے ترین مضبوط دلیل ہے۔ دشمن اہلبیت دنیا مین تو ہم دیکھ رہے ہین۔ کہ ملعون ہے ذلیل ہے۔ پھر آخرت مین اس کی خاک کوئی سبیل ہی۔ اسی طرح ذریت اہل بیت النبوۃ و الفتوۃ بھی واجب التکریم ہے۔ انسے بھی جسنے چھیڑا ہلاک ہوا۔ اگر ڈیٹھ گی بھی کی۔ تو خاک ہوا۔ یا مرمٹا۔ کہ جینا بھی اسپر تہا۔ شاق ہوا۔ اس میں کوئی خصوصیت نہین۔ تمام سادات بنی فاطمہؓ کی یہی شان ہے۔ عرب مین ہون یا عجم مین۔ دشت مین ہون یا یم مین۔ کابل مین ہون یا خراسان۔ چین مین ہون یا سیستان۔ لاہور ہون یا ملتان۔ بغداد ہون یا طوس۔ روم ہون یا روس سفید ہون یا کالے۔ نیلوفری ہون یا گل لالے۔ غنی ہون یا خوش باش مفلس ہون یا قلاش بہیئت سیادت سب کا درجہ ایک ہے۔ گو بحسب مدارج تقوی ایک سے بڑھکر ایک ہے۔ لیکن ذریت غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی اور بھی نرالی شان ہے۔ کیونکہ "قدمی علی رقبۃ

Marfat.com

کل ولی اللہ"۔ ان کی جد امجد کا صحیح فرمان ہے۔ جو ان سے بگڑا خراب ہوا۔
قلاید الجواہر مین لکہا ہے۔ کہ ذریت حضرت غوث صمدانی رہ کی ہر ایک بلاد و امصار مین تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔ کسی نے ان مین سے کسی کو اذیت نہین پہونچائی۔ مگر یہ کہ خود اوسکی اولاد نے منہ کی کہائی۔ پہر لکہا۔ کہ ہم نے بچشم خود دیکہا ہے۔ کہ حماہ جو نصوح کے نام سے مشہور تہا۔ جو ایک پارسا گیلانی سید کو ناحق چہیڑا۔ اور تکلیف پہونچائی۔ آخر انجام یہ ہوا۔ کہ تہوڑے ہی عرصہ مین اس کی بنیاد اکہڑ گئی۔ اس کی اولاد سے کوئی بہی نہ رہا۔ اور آیہ کریمہ صادق آئی۔ کہ فہل تری لہم من باقیہ۔ پہر فرماتے ہین۔ ایسا کیون نہ ہوتا کہ اسکے جد امجد کا قول ہے۔ ؎

ونحن لمن قد ساء نا سم قاتل فمن لم یصدق فلیجرب ویعتبر

جو ہمین تکلیف دی ہم اسکے لئے زہر ہلاہل ہین۔ جسے اسپر یقین نہ ہو۔ وہ موذی ہوکر تجربہ کرلے۔ پہر بعض کی زبانی یہ بیان کیا ہے۔ کہ ابن یونس وزیر ناصر الدین نے سید نا غوث صمدانی رہ کی اولاد کو انواع اقسام کی اذیتین پہونچائین۔ حتے کہ بغداد سے نکال کر جلاوطن کر دیا۔ اللہ تعالے نے اسکے خاندان کو بہی برباد کر دیا۔ اور وہ خود بہی بری موت سے ہلاک ہوا۔ اللہم انا نسئلک حبک وحب من یحبک

مولانا نور اللہ نے انوار الرحمان مین جو سیدنا شاہ عبد الرحمن المخاطب بمقبول النبی رہ من رسول آخر الزمان کے ملفوظات کے صفحہ ۲۶ پر زبانی شاہ محمد غوث رہ فارسی مین بیان کیا گیا ہے۔ کہ کسی شخص نے مولانا مقبول النبی رہ سے سوال کیا۔ کہ حسنین رہ شریفین مین سے افضل امام حسن ہین۔ یا امام حسین۔ کہ امام یازدہم تک جملہ امام انہین کی اولاد سے ظہور مین آئے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ دونو حضرات پیغمبر کے نورعینین ہین۔ لیکن امام حسین کی بزرگی۔ و فضیلت امام حسین پر ویسی ہے جیسی سرور عالم کی تمام انبیا بنی اسرائیل پر۔ پہر لکہا ہے کہ فضایل و کرامات حضرت اسحاق اپنی اولاد پر کہ اکثر ان کے نبی تہے منقسم ہوئے۔ اور فضایل ابراہیم و اسمعیل ایک ہی ذات مین جلوہ گر ہوئے۔ کہ سید عالم محمد رسول اللہ ہین اسطرح

Marfat.com

امامین شریفین کی اولاد کی حالت ہے۔ کہ فضایل وکمالات حسینی تمام اولادمین جو ائمہ ہے منقسم ہوئے۔ اور امام حسنؓ کے فضائل وکمالات بجہۃ ابوت اور ایک حصہ فضایل حسینی ازجہۃ ام جمع ہوکر قدسی صفات حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی قدس سرہٗ کی ذات مین جلوہ افگن ہوئے۔ اس صفحہ مین یہ لکھا ہے۔ کہ کسی نے پوچھا۔ کہ محبوبیت آلہی کا ایک ہی مرتبہ ہے۔ یا متفاوت۔ ارشاد ہوا۔ کہ متفاوت چنانچہ غوث الاعظمؓ قدس سرہ ازابتدائے تولد محبوب تھے۔ بخلاف اولیاء دیگر کہ جنہے یہ رتبہ پایا۔ اخیر مین پایا۔ صفحہ ۹۶ مین یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کسی نے سوال کیا۔ کہ حضرت میر میران غوث الاعظمؓ کے ارشاد "قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ" سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ آپ تمام اولیائے امت پر فضیلت رکھتے ہین۔ حالانکہ غوث وقطب اور بھی ہوئے ہین۔ فرمایا ہان ہے تو ایسا۔ بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک ولی ایک ایک نبیؑ کے قدم پر ہوتا ہے۔ حضرت غوث صمدانی پیغمبر آخرالزمان کے قدم پر تھے۔ چونکہ نبی آخرالزمان افضل الانبیاء ہین۔ تو لامحالہ غوث الاعظمؓ بھی افضل الاولیاء ہمیرے ؎

وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

مختصر تذکرہ

سیدنا سید عیسیٰ شرف الدین بن غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر الجیلانی قدس اسرارہما

بہجۃ الاسرار مین مکتوب ہے۔ کہ سیدنا حضرت عیسےٰ کا لقب شرف الاسلام۔ جمال العلماء۔ سراج العراق ومصر تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عالم وفاضل تھے۔ فارسی وعربی دونو زبانون مین مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بایں جہت آپ کو ذوالسانین بھی لکھتے ہین۔ علماء کی جان زہاد کی حرزِ جان تھے۔ اپنے علوم کی سند اپنے والد قدس سرہ ودیگر مشائخ اجلہ سے حاصل کی۔ علوم معارف مین ید طولےٰ رکھتے تھے۔ معارف صوفیہ مین کتاب جواہر الاسرار والطائف الانوار وغیرہ تصنیف کین۔ بہجۃ الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ حقایق ودقایق

Marfat.com

کا کتب مذکورہ مین دریا بہا دیا ہے۔ اور دُرر آبدار ایسے طور پر نمودار کر دیئے ہین۔ کہ آپ ہی کا حصہ تہا۔ فصاحت و بلاغت ایسی کوٹ کوٹ کر بہری ہے۔ کہ ماشاء اللہ وعظ مین یکتا۔ درس حدیث مین یگانہ۔ فتویٰ نویسی مین بے نظیر۔ اور باقی علوم مین استاد الکل مانے جاتے تھے۔ محدث ربیعۃ بن حسن صنعانی۔ مسافر بن یعمر مصری۔ حامد بن احمد ارتاجی محمد بن محمد فقیہ محدث۔ عبد الخالق مصری وغیرہ نے آپ سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ آپ فقیہ بھی تھے۔ محدث بہی۔ ادیب اور لغوی بھی تھے۔

بہجۃ مین لکہا ہے۔ واسع العلم عزیز الفضل۔ کامل العقل متواضعا مع جلالۃ قدرہ وعلو منزلتہ واقبالہ علے امر الاخرۃ۔ آپ کی شان تہی۔ ابن النجار مؤرخ سے منقول ہے۔ کہ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد ملک شام مین گئے۔ اور دمشق مین جا کر علی بن مہدی سے حدیث سنی۔ اور اپنے والد کی سند سے حدیث بیان کی۔ پہر مصر کو چلے گئے۔ وہان درس و وعظ کیا۔ قبولیت عامہ حاصل کی۔ اور ۵۷۳ھ مین داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے قرافہ مصر مین پردہ پوش ہو گئے۔ سن ولادت کا تصریحی طور پر ذکر میری نظر سے نہین گذرا۔ قلائد۔ بہجۃ۔ تفریح۔ بحر خزینہ بہی اس باب مین خاموش ہین۔ جناب غوث صمدانی رہ کو ان سے نہایت پیار تہا۔ فتوح الغیب انہین کی خاطر لکہی گئی تہی۔ خزینۃ الاصفیاء مین ایک قطعہ تاریخ وفات مین لکہا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ؎

شیخ شرف الدین چو رفت اندر جنان — صال وصل آن شہے عز و کمال
کن رقم مسعود سید پیشوا ۵۷۳ — متقیٔ پاک ہم سال وصال
ذات پاکش بود میر عاقبت — عاقبت شد عاقبت تاریخ سال ۵۷۳

بحر السرائر مین لکہا ہے۔ کہ اہل الروایات سلف خلف متفق ہین۔ کہ شرف الدین حضرۃ عیسے رہ نے بلا ترویج وفات پائی۔ معدن الانساب سے منقول ہے۔ کہ جو شخص آپ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کریگا۔ وہ عند اللہ و عند الرسول کذاب ہوگا۔ زبدۃ الموالید ماخوذ من مصابیح الموالید مصدقہ عالم اسرار ربانی حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت

Marfat.com

قدس سرہ مین علامہ احمد معین سیاہ پوش علوی تحریر کرتے ہین۔ کہ سید موسیٰ و یحییٰ و محمد و عیسیٰ نیست ایشانرا اولاد و احفاد ہر کہ خود را از اولاد و احفاد این چہار تن بگوید کاذب است عند اللہ و عند رسولہ زیرا کہ عبد الجبار و عیسیٰ و محمد و یحییٰ و موسیٰ غیر از تزویج وفات کردند و از ایشان نسل واقعہ نشدہ۔ کما فی رسالہ دلیل المتحیرین مؤلفہ عالیذات بابرکات سید راجن شاہ گیلانی وائز پریذیڈنٹ دام اجلالہ شہر ملتان وھی مفیدۃ جدا فعلیک بہ۔ وفیہا عجائبات اُخر۔ اس سے ظاہر ہوگیا۔ کہ حلب مین جو لوگ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کی اولاد بیان کرتے ہین۔ وہ غلطی پر ہین۔ اسی طرح غوث بہاء الدین ذکریا ملتانی قدس اللہ سرہ العزیز کا بہی بی بی فاطمہ دختر حضرت عیسیٰ ؑ کے بطن مبارک سے ہونا بنا فاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے۔ جیسا کہ دلیل المتحیرین مین بالتفصیل مندرج ہے

مختصر تذکرہ

حضرت سیدنا سید عبد العزیز فرزند دلبند حضرت غوث صمدانی قدس اللہ سرہما

حضرت ممدوح کی کنیت ابو محمد و ابو بکر ایضاً لقب جمال العراق اور فخر العلما ہے۔ آپکی ولادت ۲۸ شوال ۵۳۲ھ ہے۔ آپ نہایت حسین۔ وافر العقل۔ عزیز العلم۔ متواضع۔ سخی۔ کریم الاخلاق تھے۔ اپنے والد ماجد و دیگر مشائخین سے علوم پڑہے۔ اعلے درجہ کے محدث۔ واعظ مدرس تھے۔ دایم الفکر۔ کثیر الصحبت۔ زاہد۔ محب الفضلا و العلماء آپ کی وصف تہی بیان ہے کہ تیس سال بطرف آسمان سربلند نہ کیا۔ وعظ کیا اور درس کیا۔ بہت بڑی بہاری جماعت علماء و فضلا کی آپ سے مستفید ہوئی۔ ہزارون افراد کو راہ راست پر لائے۔ پہر بغداد سے چلکر سنجار تشریف لیگئے۔ اور اس مقام کو وطن بنا لیا۔ ۶۰۳ھ مین وفات پائی رضی اللہ عنہ۔ آپ کے پس ماندہ اولاد چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان تہین۔ جن کے اسماء متبرکہ یہ ہین۔ سید نصر۔ سید عبد الرحیم سید اسمٰعیل۔ سید فضل اللہ۔ سیدہ سعادۃ۔ سیدہ عائشہ۔ یہ مذکورہ اولاد آپس

Marfat.com

مین حقیقی بھائی بہنین تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ امۃ الکریم تاج النساء بیگم تھی۔ یہ بھی بڑی علامہ تھین۔ اپنے والد فضایل بن علی اور اپنے شوہر حضرت ممدوح سے علم حاصل کیا صاحبزادہ ابو صالح نصر علوم ظاہری و باطنی مین کمال رکھتے تھے۔ تعلیم اپنے والد اور چچا سیدنا عبد الوہاب سے حاصل کی۔ قاضی القضات کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ یہ زمانہ ظاہر باللہ عباسی کا تھا۔ بہر مخلوق خدا کو وعظ۔ تدریس۔ افتا سے فیضیاب کیا۔ بہت بڑا عالم زاہد غزیر العلم۔ متواضع۔ صدوق تھے۔ ۶۳۲ھ مین وفات پائی ان کے تین فرزند ہوئے۔ محمد۔ احمد۔ یحییٰ۔ یہ تینون صاحبزادگان صاحب جمال و کمال تھے۔ اور فن حدیث و فتوی نویسی مین یکتائے دہر سمجھے جاتے تھے۔ ان کی اولاد مختلف بلاد مین رہی۔ اما پسر ثانی سیدنا و مولانا عبد الرحیم ان کا لقب فخر الفضلا تھا۔ نہایت جمیل و جلیل متواضع تھے۔ یہ بغداد مین ۶۰۶ھ مین شہر خموشان کو لاولد ہو کر جا بسایا۔ عقبش مقطوع۔ اما پسر ثالث سیدنا عبد العزیز رح۔ یہ صاحبزادہ تمام کمالات حاصل کر کے ۳ محرم ۶۶۰ھ مین لاولد فوت ہوئے اور بغداد شریف مقبرہ امام احمد حنبلؒ مین مدفون ہوئے۔ پسر چہارم سیدنا عبد العزیز جنکا نام فضل اللہ ہے یہ بھی بہر کمالے موصوف ہو کر ۶۵۶ھ مین واصل باللہ ہوئے۔ یہ بھی لاولد جہان فانی کو خیرباد کہتے ہوئے۔ بغداد خالی کر گئے۔ اما صاحبزادی مسمات سعادت بی بی بڑی صالح اور صدوقہ تھین۔ حدیث بھی سنی اور علوم بھی حاصل کئے۔ علی بن محمد عارف عالم کامل سے انکی تزویج ہوئی۔ یہ بزرگ بغداد مین تاتار کے فتنہ و فساد مین ۶۵۶ھ مین شہید ہوئے۔ اور حضرت سعادت بی بی ۶۳۲ھ مین جان بجان آفرین پہلے سپرد کی تھین۔ لیکن سیدہ بی بی عائشہ نے علوم مین کمال حاصل کیا تھا۔ علوم مین بڑی باخبر اور زہد مین یکتائے زمانہ تھین۔ ۶۴۸ھ مین بلا تزویج بارگاہ الٰہی مین پہونچین۔ رضی اللہ عنہم۔ بحر الاسرار و زبدۃ الموالید مین تحریر لکھا ہے۔ کہ حضرت ممدوح کا سلسلہ نسب شروع ہوا۔ لیکن اخیر مین آکر منقطع ہو گیا پس حضرت غوث صمدانی۔ محبوب سبحانی قدس اللہ کی اولاد تا ہنوز دو صاحبزادون

Marfat.com

حضرت عبدالوہاب وحضرت عبدالرزاق قدس اللہ سرہما سے متواتراً جاری رہی
اللھم زد فزد - واللہ اعلم۔

مختصر تذکرہ

سیدنا سید عبدالجبار بن حضرت سید غوث جیلانی قدس سرہ العزیز

بہجۃ الاسرار اور بحر السرائر مین لکھا ہے۔ کہ آپ بھی بڑے عالم وزاہد تھے۔ مفتی العراق اور سراج العلمار آپ کا لقب تہا۔ ابوعبدالرحمن کنیت تہی۔ علوم کا استفادہ آپنے اپنے والد قدس سرہ سے اور علامہ محمد بن عبداللہ زعفرانی۔ ابی الوقت شجری۔ عبدالرحمن قزازسے بہی سماع کیا۔ خوبصورت۔ خوب سیرت تھے۔ واعظ بےنظیر۔ محدث بیدیل۔ مدرس بے مثیل تہے۔

بہجۃ الاسرار کے صفحہ ۱۰۲ پر صاحبزادہ ممدوح کی زبانی لکھا ہے۔ کہ میری والدہ اگر کسی تاریک مکان مین تشریف لے جاتین۔ تو قدرت سے ایک شمعہ (لیمپ) انکے سامنے نمودار ہوجاتا۔ جو نہایت روشن اور روشنائی بخش ہوتا۔ ایک دن میرے والد ماجد ایسے وقت مین جلوہ افروز ہوئی۔ کہ میری والدہ کے سامنے وہی قدرتی لیمپ روشن تہا۔ آپ کے داخل ہوتے ہی وہ لیمپ دہیمان اور بے نور ہونے لگ گیا۔ میری والدہ نے آپ کی طرف دیکھکر بطور حال اس کا سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ شیطانی حرکت تہی۔ اور خود یہ شیطان نور بنکر تیری خدمت رہتا تہا۔ لیکن مین نے اسے بدلا دیا ہے۔ بجائے اسکے آئندہ رحمانی نور کا لیمپ آپ کے سامنے ہوا کریگا۔ اور مین نے شیطانی حرکت کو جو رحمانی ترقی سے باز رکھنے والا ہے۔ اس کو بہی دور کردیا ہے۔ اور مین ہر ایک اس شخص کو جو میری طرف منسب ہے یا میری اسپر عنایت ہوتی ہے شیطانی خداعت سے نکالکر رحمانے کامل بنادیتا ہون۔ صاحبزادہ ممدوح فرماتے ہین کہ اسکے بعد جب میرے والدہ کسی اندہیرے

Marfat.com

مکان پر جاتین۔ تو نور مہتاب کی مثل ایک شمع انکے سامنے ہوتی۔ اور اس مکان کو مع جوانب روشن کر دیتی۔

زبدۃ المواليد و بحر السرائر مین لکہا ہے۔ کہ آپ نے بلا تزویج وفات پائی۔ جو شخص ان کے طرف منتسب ہونے کا دعوے کرتا ہوگا۔ وہ خدا تعالے اور اسکے رسول کے نزدیک کاذب ہوگا۔ تفریح الخاطر مین لکہا ہے۔ کہ آپ کی وفات ۵۷۳ھ مین ہوئی۔ ۱۲ برس اپنے والد قدس سرہ کی وفات کے بعد مخلوق خدا کو علمی سمندر سے سیراب کرتے ہوئے۔ بغداد شریف کے محلہ حلبہ مین اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ مین مدفون ہوئے۔ قلاید الجواہر مین لکہا ہے۔ کہ آپ باہمہ کمالات اعلے درجہ کے خوشنویس بہی تھے۔ آپ کو بچپن ہی مین ارباب قلوب کی ہم صحبت رہنے کا شوق و ذوق تہا۔ اپنے بہائی سید عبد الرزاق سے بھی حدیث شریف کی تعلیم کا استفادہ کیا تہا۔ ابھی عین جوانی مین تھے۔ کہ جان بجان آفرین سپرد کی۔ رضی اللہ عنہ

مختصر تذکرہ

صاحبزادہ جلیل القدر حضرت سیدنا عبد الرزاق بن حضرت غوث صمدانی قدس اللہ اسرارہما

بہجۃ الاسرار مین لکہا ہے۔ کہ امام اوحد۔ تاج الدین۔ سراج العراق۔ جمال الائمہ فخر الحفاظ شرف الاسلام۔ قدوۃ الاولیاء حضرت ممدوح کے القاب ہین۔ ابو بکر کنیت ہی آپ ذوالقعدہ ۵۲۸ھ مین متولد ہوئے۔ اپنے والد ماجد سے بہرہ یاب ہوئے۔ فقہ و حدیث جس طرح اپنے والد ماجد سے سُنی اسی طرح دوسرے کاملین مشائخ سے بہی شرفیاب ہوئے۔ علوم حدیث شریف مین آپ کو خاص دلچسپی تہی۔ تدریس کا ..... انوکہا طرز انداز تہا۔ فتوے نویسی کے بڑے ماہر تھے۔ خلقت اور اخلاق مین اجمل الناس تھے۔ علم اور عقل مین لایق اور فائق تھے۔ دائم الفکر اور کثیر الصمت

Marfat.com

زاہد صادق آپ کا شان تہا۔ محب العلماء مکرم لاہل العلم آپ کی صفت تہی افعال اقوال پسندیدہ اور موزون تھے۔ حیا من اللہ نگاہ نیچے رہتی۔ بہجۃ وغیرہ مین لکہا ہے۔ کہ مجاہد اور دایم الفکر۔ خاشع من اللہ یہانتک تھے۔ کہ قیس برس برابر آسمان کیطرف سر بلند نہ کیا۔ کثیر المناقب وفیر الفضائل تھے۔ جس مجلس مین آپ ہوتے وہ مجلس پر انوار ہوتی۔ اہل مجلس مستفیض ہوتے۔ وعظ بہی فرماتے۔ علو مرتبت وسمو درجت آپ کے ہر ایک فقرہ سے عیان تہا۔ مفتی العراق تہے۔ حضرت غوث الاعظم غوث صمدانی کا یہ مقولہ کہ طامع حروف طمع کی طرح خالی رہتا ہے۔ ہمیشہ پیش نظر تہا۔ سفینہ) قلاید الجواہر مین لکہا ہے۔ کہ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام مین بیان کیا ہے۔ کہ شیخ عبدالرزاق جیلی ثم البغدادی الحنبلی المحدث الحافظ الثقہ الزاہد نے حسب اشارہ اپنے والد ماجد کے جماعت کثیرہ سے حدیث سنی۔ اور بطور خود بہی اکثر مشائخ سے سماع کیا۔ اجزائے حدیث نبوی تلاش کئے۔ آپ حلبی مشہور تھے۔ منسوب بحلبہ جو کہ بغداد کے ناحیہ شرقیہ مین ایک مشہور محلہ کا نام ہے۔ حافظ ابن نجار نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے۔ کہ آپ کی ثقاہت صداقت تواضع صبر شکر۔ اور آپکے اخلاق حسنہ اور عفت مشہور ہر خاص وعام تہی۔ آپ عموما لوگون سے کنارہ کش رہتے۔ اور ضروریات دینی کے سوا باہر نہ نکلتے تہی سخی بہی تھے ایثار پسند بہی تھے۔ طالبعلمون سے نہایت انسیت رکہتے تھے۔ ۵۶۱ھ وفات ہوئی۔ ابن نجار نے لکہا ہے۔ کہ ان کے جنازہ پر مخلوقات کا ہجوم تہا۔ بیرون شہر جنازہ پڑہا گیا۔ اور کئی دفعہ پڑہا گیا۔

خزینہ مین لکہا ہے۔ کہ آپ ولایت وامانت مین مقامات ومدارج عالیہ رکہتے تھے۔ کتاب جلاء الخواطر ملفوظ حضرت غوث صمدانی رح کو آپ ہی نے جمع کیا تہا۔ فرماتے ہین مین مع دو برادران حضرت غوث صمدانی قدس سرہ کے ہمراہ جمعہ کی نماز کو جارہا تھا۔ کہ یکایک شراب مجالوزون پر لدا ہوا نظر آیا۔ جو خلیفہ وقت کے لئے جارہا تھا حضرت

Marfat.com

والدم غوث صمدانی قدس سرہ نے محافظین سے فرمایا۔ ٹھیرو۔ کیا لے جارہے ہو۔ وہ اس لئے کہ راز فاش نہو۔ تیز روی اختیار کی۔ حضور نے دواب سے خطاب کرکے کہڑا ہونے کا ارشاد فرمایا۔ وہ یکدم ٹھہر گئے۔ سرہنگان نے جسقدر مار پیٹ کرکے چلانا چاہا۔ لیکن وہ وہین ڈٹے رہے۔ جب سرہنگان کا جور وجفا بنسبت بے زبانان حد سے گذرنے لگا۔ تو غیظ غوثیہ جوش زن ہوا۔ اور قہری نظر اُن پر پڑتے ہی قوانچ کی صورت مین رونما ہوئی۔ اور تمام سرہنگان لوٹ پوٹ زمین پر گر کر غلطان وپیچان ہونے لگے۔ فریادے برآوردند۔ کہ ہم نے توبہ کی۔ کہ پھر گاہے حضور کے فرمان سے سرتابی نہ کرینگے۔ حضرت نے ان کی معذرت پذیرا فرماکر معافی دی۔ بفضلہ تعالے شفایاب ہوکر اٹھ کہڑے ہوئے۔ اور خلیفہ وقت تک یہ ماجرا بیان ہوا۔ خلیفہ یہی بمجرد مسموع حالات خدمت عالیہ مین باریاب ہوکر تائب ہوا۔ فللہ الحمد۔

مفتی غلام سرور نے بروایت شیخ ابوالعالی صاحب تحفہ قادریہ کتاب انیس القادریہ سے آپ کے ۵ فرزند دکہلائے ہین۔ لیکن پانچوان شیخ ابوالقاسم سید جمال اللہ نام بتلایا ہے۔ اور لکہا ہے۔ کہ یہ صاحبزادہ خوبصورتی شکل وشمایل مین حضرت غوث الاعظم رہ کے مشابہ تہے۔ اور حضرت کی ان سے بغایت درجہ محبت تہی۔ اور مرغوب خاطر تہے۔ اور یہ بہی لکہا ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی نے ان کے حق مین حیات جاودانی کی دعا بجناب خلاق عالم کی جو مستجاب ہوئی۔ چنانچہ وہ تا امروز زندہ ہین۔ اور حیات میر کے نام سے مشہور ہین۔ اکثر اوقات دیار سمرقند وغیرہ مین سکونت پذیر ہوا کرتے ہین۔ سید مقیم صاحب حجرہ وغیرہ اولیا کاگروہ کثیر ان کے مرید ہین۔ وفات کا ۵۹۵ھ لکہا ہے۔ وھو الصحیح کما مر۔

سیّد نصر بن سیّد عبدالرزاق بن غوث صمدانی قدس سرہ

اسرار ہم۔ بڑے متقی۔ زاہد عالم تہے۔ اپنے والد ماجد وچچہ سید عبدالوہاب سے علوم حاصل کئے۔ زکی الطبع۔ دقیقہ رس نکتہ شناس تہے۔ علم حدیث مین

Marfat.com

بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ظاہر باللہ کی خلافت مین قاضی القضات کے عہدہ جلیلہ پر مامور تھے۔ آپ کی وفات مستنصر باللہ خلیفہ عباسی کے عہد مین ہوئی۔ جبکہ تاتاریون مین ظلم عالم گیر ہو رہا تھا۔ تاریخ خمیس مین آپ کی وفات باین الفاظ لکھی ہے۔ وفیہا مات قاضی القضاۃ ببغداد عماد الدین ابوصالح نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحنبلی وله سبعون سنة وکان من خیار القضاۃ دینا وتواضعا وعلما۔ (فخر علماء قوم سیدی وسندی پیر ہمارے علیشاہ گولڑوی گیلانی جو اپنے زمانہ کے بے مثیل عارف و عالم ہین۔ انہین کیطرف منسوب ہین۔)

حضرت ممدوح صاحب اوصاف جلیلہ تھے۔ وفات کا سن ۱۶ شوال ۶۲۳ھ ہے ان کے ۳ فرزند ارجمند تھے۔ محمد۔ احمد۔ یحییٰ یہ تینون ذی علم صاحب فتوے اور کثیر الاولاد تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اما فرزند ثانی حضرت عبدالرحیم بن سید عبدالرزاق خوبصورت۔ خوب خصال عالم فاضل یگانہ دہر تھے بسنہ ۶۰۶ مین لاولد فوت ہوئے لاعقب۔ سید اسمعیل یہ بھی تمام کمالات حاصل کرتے ہوئے بحالت تجرد خدا لایزال کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ لاعقب لہ۔ سید فضل اللہ بھی تاتاریون کے ہاتھ سے لاولد شہید ہوئے لاعقب لہ۔ الحاصل سید نصر بن سید عبدالرزاق کا سلسلہ نسب تاہنوز چلا جارہا ہے۔ مختلف بلاد و امصار مین آپ کی ذریت بکثرت موجود ہے اللہم زد فزد۔

زبدۃ الموالید مین لکھتے ہین "ابوصالح نصر ایشانرا اعماد الدین نیز گویند۔ قاضی مدینہ سلیم بود۔ ایشانرا اعقاب از سہ پسر وے ماندہ محمد و احمد و یحییٰ۔ سید عبدالرحیم و سید اسمعیل و سید فضل اللہ فرزندان سید عبدالرزاق را اولاد و احفاد نیست واللہ اعلم

قلائد الجواہر مین لکھا ہے کہ سنہ ۶۲۲ مین خلیفہ الظاہر باللہ نے جو دیانت دار حق پسند تھا۔ آپ کو قاضی القضات مقرر کیا۔ خلیفہ ظاہر باللہ کی نسبت ابن اثیر مورخ نے لکھا ہے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد ایسا منصف مزاج عدل پسند۔ جز ظاہر باللہ کے کوئی نہین ہوا۔ وہ ہر محکمہ مین وہ عہدہ دار رکھتا تھا۔ جو زیادہ تر لائق شریعت امین ہون۔ جب صاحبزادہ سید نصر کو مقرر کرنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مین

Marfat.com

اس شرط پر یہ ہدیہ لینا چاہتا ہون - کہ ذوی الارحام کو بھی موافق شریعت حصہ وارث بناؤن گا. خلیفہ نے جواب دیا - کہ حکم مولے از ہمہ اولے - اعط کل ذی حق حقہ - اتق اللہ ولا تتق سواہ - اور آپ کی انصاف پسندی اور شرعی حمایت کو ملاحظہ کرکے یہ بھی کہدیا - کہ جس کسی کا حق بطریق شرعی ثابت ہو - آپ کہلے بندون اس کا تدارک بھی فرما دیجئے گا - اور کوئی توقف نہ ہو - پھر ان کی حق شناسی کو دیکھکر ایک ہزار دینار بھیجدیئے - کہ جسقدر مفلس قرضدار بوجہ قرض محبوس ہین - اس کا قرضہ ادا کرکے رہا کردین - پھر ان کی بردباری اور امانت داری اور ہشیاری معائنہ کرکے اوقاف عامہ مدارس جامع سلطان وغیرہ کی نظارت بھی انہین کے سپرد کردی - اور آپ کو اس مین ہر طرح کی ترمیم - تنسیخ - بحالی - برطرفی کا کامل اختیار دیدیا - یہانتک کہ مدرسہ نظامیہ کی بحالی اور برطرفی بھی آپ ہی کے متعلق ہوگی - آپ آثار سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے اور نہایت سرگرمی و اہتمام سے منصب قضا کو انجام دیا کرتے - اگر بوقت اجلاس اذان ہوجاتی - تو تمام حاضرین کو ساتھہ لیکر نماز باجماعت ادا کرتے - مسجد جامع مین پیادہ پا تشریف لیجاتے - خلیفہ ظاہر باللہ کی وفات کے بعد مستنصر باللہ مسند خلافت پر بیٹھا - چونکہ یہ ظاہر باللہ کے طریق سے بہت گرا ہوا تھا - شرعی خیالات کم تھے - ادہر حضرت سید نصر شریعت پر مستحکم تھے - اور حق گوئی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا - خلیفۂ وقت تک کی پرواہ نہ کرتے - آخر مستنصر باللہ نے اپنی تخت نشینی کے چار ماہ بعد منصب قضا سے انہین معزول کردیا - آپ اس بار گران سے سبکدوش ہوکر بہت خوش ہوئے - اور خلیفہ کے حق مین بجائے اسکے کہ ہجو کرتے - یہ شعر فرمایا - ؎

حمدت اللہ عز وجل لما ... قضی لی بالخلاص من القضاء

وللمستنصر المنصور اشکر ... وادعوا فوق معتاد الدعاء

حافظ ابن رجب حنبلی فرماتے ہین - ہمین معلوم نہین کہ حنابلہ مین بجز آپکے کوئی قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر پہونچا ہو - معزولی کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ مین درس

Marfat.com

تدریس اور افتا کا کام کرنے لگے۔ فقہ مین آپ کی کتاب ارشاد المبتدی مشہور ہے آپ اعلے درجہ کے تحقیق پسند۔ عارف حدیث۔ ثقہ۔ شیرین کلام۔ خوش طبع متین تھے۔ فروعات مذہبیہ مین آپ کے معلومات وسیع تھے۔ قلائد الجواہر اور تاریخ خمیس ملاحظہ ہو۔

مختصر تذکرہ

حضرت سید ابراہیم بن غوث صمدانی قدس اللہ اسرارہما

صاحبزادہ ممدوح کا زین الفقہا لقب تہا۔ بہجۃ الاسرار مین لکہا ہے۔ کہ اپنے والد ماجد اور شیخ سعید بن ابی غالب وغیرہ مشائخ سے تفقہ و علم حدیث سنا۔ پہر لکہتے ہین ثقہ۔ متواضع۔ کریم الاخلاق۔ مکرم اہل علم تھے۔ بعد تحصیل علوم شہر واسط مین چلے گئے۔ اور لوگون کو علمی سمندر سے سیراب کیا۔ بحر السرائر مین لکہا ہے۔ کہ محدث واعظ مدرس کامل تھے۔ علوم حدیث مین صاحب خبرت تھے۔ شہر واسط مین بلا تزویج وفات پائی۔ لاعقب لہ۔ سن وفات بہجۃ مین ۵۹۲ھ مکتوب ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

مختصر تذکرہ سید محمد بن غوث صمدانی قدس اللہ اسرارہما

یہ بہی بڑے اعلیٰ درجہ کے عالم عارف باللہ۔ متعفف صاحب اوصاف جمیلہ تھے علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر اجلہ مشائخ سے حاصل کی۔ رئیس الاصحاب ان کا لقب تہا۔ بغداد شریف مین ۶۰۰ھ ذوالقعدہ کی ۲۵ تاریخ کو بہشت برین کو سدہارے۔ اور مقبرہ حلبہ مین دفن ہوئے۔ آپ بہی لاولد تھے لاعقب لہ بہجۃ اور بحر السرائر۔ رضی اللہ عنہ۔

مختصر تذکرہ

سید اللہ بن غوث صمدانی قدس اللہ اسرارہما

Marfat.com

بہجۃ الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ آپ ۵۰۸ھ مین پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی مین آثار سعادت ان کی جبین مین ہویدا تھے۔ آپ ہی اس اولاد الغوث کے لقب سے ممتاز ہین۔ ان کی تعلیم پر حضرت غوث صمدانی رہ کو خاص توجہ تھی۔ بحر السرائر مین انہین کو فرزند اعظم خلف افخم فرمایا ہے۔ آپ اعلے درجہ کے فہیم و علیم تھے۔ حدیث دانی کا ان کو خاص ملکہ تھا۔ انکے دو فرزند بھی ہوئے۔ سید عبد الرحمن و سید عبد القادر یہ دونو بھی فخر العلماء کے لقب سے یاد کئے گئے۔ یہ حضرت بھی آخر الامر لاولد فوت ہوئے

مختصر تذکرہ سید یحییٰ بن غوث صمدانی قدس اللہ اسرارہما

بہجۃ الاسرار مین ولادت ۵۵۰ھ لکھا ہے۔ کہ یہ سب سے چھوٹے صاحبزادہ تھے۔ انہون نے بھی ہر علم مین کمال حاصل کیا۔ پھر مصر مین تشریف لائے۔ کان فقیہا۔ عالما رضی الاخلاق۔ بھی الوجہ۔ مقبلا علے العلم واہلہ۔ بحر السرائر مین لکھا ہے کہ از ہمہ فرزندان خرد ترین ایشان بودند ازیشان خلفے نماندہ بغداد مین آکر نصف شعبان سنہ مین وفات پائی۔ اور اپنے بھائی سید عبد الوہاب کے قریب مدفون ہوئے

مختصر تذکرہ سید موسیٰ بن غوث صمدانی قدس اللہ اسرارہما

بہجۃ الاسرار مین آپ کے القاب یہ لکھے ہین۔ الشیخ الامام ضیاء الدین۔ ابو نصر موسیٰ سراج الفقہا۔ زین المحدثین۔ بقیۃ السلف۔ پھر لکھا ہے کہ علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ اور دیگر مشائخ سے بھی۔ پھر مصر گئے۔ وہان خوب علم حدیث کا چرچا پھیلایا۔ پھر دمشق روانہ ہوئے۔ اور وہان تشریف لیجا کر اسکو وطن بنا لیا۔ آپ بڑے ادیب۔ فاضل۔ متصوف تھے۔ دمشق ہی مین یکم جمادی الاول سنہ مین انتقال کیا جبل قاسیون مین مدفون ہوئے۔ آپ کا مولد یکم ربیع الاول سنہ ۵۳۹ھ لکھا ہے۔ وھو اخر من مات من اولاد الغوث الصمدانی رضی اللہ عنہم۔ بحر السرائر مین لکھا ہے۔ کہ آپ نے تمام بھائیون کے بعد وفات پائی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انکا نسل منقطع ہے لا عقب لہ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مختصر تذکرہ سید نا سیف الدین سید عبد الوہاب خلف الرشید حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ

بہجۃ الاسرار مین لکھا ہے کہ حضرت سید عبد الوہاب قدوۃ العلما فخر المتکلمین کی کنیت ابو عبد اللہ۔ لقب جمال الاسلام تہا۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان ۵۲۲ھ مین ہوئی۔ تاج المکلل مین سن ولادت ۵۴۲ھ لکھا ہے۔ قلاید الجواہر ۲۵ شعبان کی تصریح کی ہے۔ بحر الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ آپ تمام برادران پر فوقیت رکھتے تھے۔ بعد غوث الاعظم غوث صمدانی کم کوئی اس مرتبہ تک پہونچا ہوگا۔ ہر ایک علم مین ید بیضا رکھتے تھے۔ کرامات ظاہرہ اور مقامات فاخرہ کے ساتہہ موصوف تھے۔ حقایق و دقایق کے سمندر کے شناور۔ قدوۃ السالکین حجۃ علی الصادقین۔ آپکا شان تہا۔ اپنے والد قدس سرہ سے علوم حاصل کئے۔ اور دوسرے مشائخ سے بہی بڑے دور دراز سفر کرکے بلاد عجم مین استفاضہ کیا۔ علم حدیث۔ فقہ پہلے اپنے قبلہ و کعبہ کو سنائی۔ اور پہر محدث الوقت مولانا عبد الاول۔ محمد بن عمر۔ احمد بن حسن وغیرہ کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ بیس سال کی عمر مین تمام علوم مین یکتا ہوکر بغداد شریف واپس تشریف لائے۔ اور اپنے والد شریف کی خدمت مین وعظ گوئی کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور آپکے سامنے مسند وعظ پر قدم رکہا۔ لیکن خود فرماتے ہین کہ گو مین علوم مین منتہی ہوچکا مگر آپکے سامنے آپ جیسی برکت میری وعظ مین کہان۔ چونکہ سامعین حضرت غوث صمدانی رہ کے تعلیم یافتہ اور جواہر زواہر محبوب سبحانی کے دلدادہ تھے۔ انہون نے حضور کیخدمت مین التماس کی۔ کہ جناب ہی بذات خود فرین مسند ہوکر وعظ فرمائین۔ مین اتر آیا۔ اور آپ منبر پر جلوہ افروز ہوکر متکلم ہوئے۔ اور معارف کے وہ نکات بیان کئے۔ کہ مین دنگ ہوگیا۔ اور خلقت چیخ اٹہی۔ جسوقت آپ وعظ سے فارغ ہوئے۔ تو مین نے استفسار کیا۔ یعنی مجہے کب یہ مدارج حاصل ہونگے۔ اور کلام مین تاثیر ہوگی۔ فرمایا۔ یا بنی تجہے ابہی تو نے ارضی سفر طے کیا ہے۔ جب آسمانی سفر

Marfat.com

کر گیا۔ تو پھر یہ مقام حاصل ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ مین جب کرسئ وعظ پر جلوس کرتا ہون۔ تو خدا تعالےٰ میرے قلب پر متجلی ہوتا ہے۔ جس بسبب سے مجھے تعلیم کرتے۔ مین وہی کہتا ہون۔ ؎

گفتۂ من گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

بعد ازان سیدنا سید عبدالوہاب علوم باطنی و ریاضت کیطرف مشغول ہوئے تھوڑے عرصہ مین انہون نے وہ ید طولےٰ حاصل کیا۔ کہ معارف کے معراج پر پہونچے۔ اور ولایت مین قایم مقام والد ماجد سمجھے گئے۔ بہجۃ الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی کی وفات کے بعد آپ اسی مدرسہ مین جہان غوث صمدانی درس فرمایا کرتے تھے مسند درس پر بیٹھے۔ اور خلق اللہ کو فیضیاب کیا۔ اور وعظ گوئی مین بھی وہ کمال حاصل کیا۔ کہ جو بائد و شاید۔ قلاید الجواہر مین لکھا ہے۔ کہ آپ اعلےٰ درجہ کے فقیہ بہت بڑے فاضل۔ نہایت شیرین گفتار تھے۔ مسائل خلافیہ۔ وعظ گوئی۔ خوش بیانی مین ید طولےٰ رکھتے تھے۔ دلچسپ اور ظرافت آمیز فقرے آپکے زبان زد خلائق تھے آپ نہایت بامروت۔ کریم النفس۔ صاحب وسخا تھے۔ خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ اور مظلومون کی معاونت اور ان کی فریاد رسی پر آپکو مقرر کیا تھا۔ علامہ ذہبی اور ابن خلیل سے منقول ہے۔ کہ آپنے حدیث بیان کی۔ وعظ کیا۔ فتوے دئے۔ دیوان شاہی سے بھی آپکے مراسلات آیا کرتے تھے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے متین و ادیب کامل تھے۔ علامہ ابن رجب سے بھی لکھا ہے۔ کہ آپ اعلےٰ درجہ کے فقیہ و زاہد اور بہت بڑے واعظ تھے۔ قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی۔ مظلوم و ستم رسیدہ لوگون کی فریاد رسی پر آپ خلیفہ وقت کیطرف سے مامور تھے۔ نواب صدیق حسن خان سید قنوجی نے تاج المکلل مین لکھا ہے۔ کان عبدالوہاب بن الشیخ العارف عبدالقادر الجیلانی کیا ظریفا و قرء الفقہ علی والدہ حتی برع فیہ و درس نیابۃ عن والدہ بمدرستہ وھو حی وقد ناف علی العشرین من عمرہ الہ لسان فصیح فی الوعظ وابراد ملیح وکانت لہ مروۃ و سخاء۔

Marfat.com

جناب ممدوح کی ولادت و وفات کے سنین مین بہت بڑا اختلاف ہی خزینہ کچھ لکھتا ہی اور قلاید کچھ۔ تاج کچھ تحریر کرتا ہے۔ اور بحر کچھ۔ لیکن یہ عاجز بہجۃ الاسرار کو سب سے مقدم سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ قریب العہد ہونے کے علاوہ معتبر اور ثقہ بھی ہے۔ کما فی التعرف۔

آپ کی وفات لیلۃ الخمیس ۲۵ شوال ۵۹۳ھ مین ہوئی۔ خمیس کے دن مقبرہ حلبہ مین یہ آفتاب اسلام چھپ گیا۔ رضی اللہ عنہ (بہجۃ الاسرار)

بحر الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ آپ کے دو صاحبزادگان سیدنا صفی الدین عبد السلام و ابو الفتح ضیاء الدین سلیمان اور ایک صاحبزادی مسمات عائشہ مسمی ام المومنین تھی۔ حضرت سیدہ عائشہ کی کنیت ام الحسنات تھی۔ کانت صالحۃ ولیۃ ذات الکرامۃ آپ کا نکاح سید مبارک بغدادی سے ہوا۔ جو بڑے زاہد اور پارسا تھے۔ اور پھر ان کی اولاد صالحین ہوتی رہی۔ حتی کہ اب بھی ان کی اولاد بغداد شریف مین موجود ہے۔ ابو الفتح ضیاء الدین سلیمان قدس اللہ سرہ العزیز۔ بڑے محدث اور فقیہہ تھے۔ سخاوت اور علم و حلم مین شہرہ آفاق تھے۔ بہجۃ۔ زین العراق ان کا لقب تھا۔ یہ تینون بھائی بہن آپس مین عینی اخوت کے تھے۔ ان کی والدہ کا نام تاج النساء بنت محمد دینوری تھا۔ ۶۴۸ھ مین آپ کا انتقال ہوا۔ اور اپنے والد ماجد کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کا ایک صاحبزادہ سید داود ہوا۔ جو محدث عراق کہلایا گیا لیکن وہ بھی اسی سن اور اسی ماہ یعنی ربیع الاول ۶۴۹ھ مین لاولد فوت ہوئے۔ لاعقب لہ۔ اما سید صفی الدین داخل النسب ہین۔ جنکا ترجمہ ذیل مین ہے۔

مختصر تذکرہ سیّد صفی الدّین ابو نصر عبد السّلام

ان کا لقب جمال الفقہاء۔ زین الصلحاء والمحدثین تھا۔ یہ حضرت بزمان حضرت غوث صمدانی قدس سرہ پیدا ہوئے تھے۔ شاگرد بھی انہین کے تھے۔ پھر اپنے والد سے بہرہ یاب ہوئے۔ بہجۃ الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ بغداد کی ایک جماعت آپ سے حدیث کی روایت کرتے ہین۔ آپ محدث تھے۔ مفتی تھے۔ مدرس تھے۔ اہل علم کی بڑی

Marfat.com

عزت کرتے۔ چند مدات کے متولی تھے۔ ان کے اقوال وافعال سب شریعت ہی شریعین تھے۔ خلیفہ ظاہر باللہ کو بھی جناب کی شاگردی کا فخر حاصل تہا۔ ۳ رجب ۶۱۱ھ مین وفات پائی۔ اور مقبرہ جیلیہ مین مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

بحر الاسرار مین لکہا ہے۔ کہ آپ کے دو صاحبزادہ سید احمد و سید حسن اور ایک صاحبزادی مسمات حضرت فاطمہ تہین۔ حضرت فاطمہ کا کوئی فرزند نہین ہوا۔ لاعقب لہا۔ اسی طرح سید حسن بہی بلا تزویج فوت ہوئے۔ آپ کا لقب بدر الدین اور کنیت ابو المجبار رہتی۔ لاعقب لہ۔ اما سید احمد کا مختصر تذکرہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔

ابو المسعود سید احمد کا مختصر تذکرہ

سید موصوف کا لقب علم الدین شیخ شیوخ العالم تہا۔ ۵۵۸ھ مین تولد ہوا۔ اپنے والد ماجد سے علوم سیکہے۔ تکمیل علوم کے بعد مسند درس پر زینت بخش ہوئے۔ صاحب وقار تہے۔ مخلوق خدا کو تلقین و تربیت سے فیضیاب فرمایا۔ بعد ازان بغداد شریف سے بوجہ فساد تتار روانہ ہوکر روم مین سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ وہان آب و ہوا مسرت بخش نہی۔ مصمم ارادہ کرلیا۔ کہ یہی دار الاقامت ہو۔ لیکن با ینوجہ متردد تہے۔ کہ اپنے والد وجد قدس اللہ اسرارہما سے بہی اگر استیذان ہو جاتا۔ تو پھر کوئی خدشہ و ریب نہوتا۔ ہر وقت متوجہ الی اللہ ہوتے۔ کہ یہ خلجان رفع ہو۔ تقدس مآب تو تہے ہی۔ دونو حضرات کی یقظتاً زیارت ہوئی جس مین اجازت کے شرف سے مجاز ہوکر شکر الٰہی کیا۔ اور بے کھٹکا وہان رہنے لگے۔ آپ کی ولایت عظمیٰ و قطبیت کبریٰ کا شہر مین ڈنکا تہا۔ جوق جوق رومیان بیعت مین داخل ہونے لگے۔ جم غفیر آپ سے بہرہ مند ہوکر طوق غلامی کو قبول کیا۔ آخر کار حب پیمانۂ عمر لبریز ہوا۔ تو ۶۱۳ھ مین ہوا خواہون و مریدون پر داغ مفارقت رکہکر واصل باللہ ہوئے۔ آپ کو بڑہاپے مین اللہ تعالےٰ نے ایک ہی فرزند عطا فرمایا تہا۔ جسکا نام سید مسعود مشہور ہی۔ بجز اس صاحبزادہ کے اور کوئی اولاد ذکور و اناث نہ رہی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ان کا مختصر تذکرہ ذیل مین بعنوان علیحدہ درج ہے۔

محی الدین سید مسعود کا مختصر تذکرہ

سید مسعود بلند اقبال کی "کنیت" ابو البرکات اور لقب محی الدین مشہور ہے آپ نہایت فہیم اور صاحب اوصاف جمیلہ تھے۔ ان کی ولادت کا سنہ کاتب الحروف کو نہین ملا۔ وفات سنہ ۱۲۶۲ء رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آپ کو صرف ایک صاحبزادہ مسمی سید علی قدس سرہ خلاق عالم نے عطا کیا۔ جو وارث خاندان ہوا۔ اور انہین سے یہ سلسلہ وہابیہ شروع ہو کر مزین عالم ہوا۔

حضرت سید علی کا مختصر تذکرہ

آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب ضیاء الدین تہا۔ آپ بڑے عالم متقی پرہیزگار تھے۔ انکا فرزند حضرت سید شاہ میر وارث خاندان رہا جن کا ذکر ذیل مین درج ہے۔ حضرت سید علی سنہ ۱۳۱۵ء مین متوفی ہوئے۔

مختصر تذکرہ سید شاہ میر قدس سرہ

حضرت سید شاہ میر نہایت پارسا جلیل القدر۔ ذی مراتب۔ عالی مناقب تہے آپ کی کنیت ابو محمد۔ لقب سلطان المشائخ۔ مخدوم الاولیا تہا۔ صاحب کرامات اور عالی مقامات تہے۔ انکا وصال سنہ ۱۳۰۵ء مین ہوا۔ آپکا داخل النسب فرزند رشید سید شمس الدین نصر ہے۔ جنکا مختصر تذکرہ علیحدہ عنوان سے ذیل مین مکتوب ہے۔

مختصر تذکرہ سید محمد شمس الدین نصر قدس سرہ

حضرت ممدوح بڑے جلیل القدر صاحب شان و شوکت تھے۔ فساد ہلاکو خان کیوجہ سے حلب مین رہتے تھے۔ آپکے صاحبزادہ حضرت محمد غوث اول قدس اللہ سرہ العزیز

Marfat.com

اُوچی کا تولد بہی وہین حلب مین ہوا۔ آپ حلب مین نہایت عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تھے۔ آپ کے کمالات و کرامات کا شہرہ تہا۔ وفات کا سنہ ۱۴۳۱ء ہے حضرت مخدوم سید محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز داخل النسب ہین۔ انکا ترجمہ ذیل مین ملاحظہ ہو

مختصر تذکرہ مخدوم جہان و جہانیان قطب الاقطاب مستغنی عن الانس واللوث سید مخدوم محمد غوث قدس سرہ

آپ کے حالات سنیہ و مقامات علیہ کے لئے ایک دفتر مستقل چاہئے۔ حضرت ممدوح بحر عرفان ولایت۔ گنجینہ اسرار ہدایت تھے۔ آپ کا لقب سلطان العارفین قدوۃ السالکین قطب الاولیا۔ غوث الاتقیا تہا۔ آپ کو مخدوم محمد غوث الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی الرومی[1] الخراسانی الیونانی الاوچی کہتے ہین۔

بحر السرائر مین لکہا ہے۔ کہ آپ صاحب عظمت و کرامت و شوکت و جلالت تہے۔ اسی طرح جامع علوم معقول و منقول۔ حاوی فروع و اصول مجمع فضایل حسبی و نسبی منبع کمالات وہبی و کسبی تھے۔ عرصہ تک روم مین رہے۔ پہر یونان تشریف لے گئے۔ وہان فیضان و عرفان سے بہرہ یاب کرتے ہوئے سنہ ۸۶۴ھ مین بعہد سلطان قطب الدین[2] لنگاہ جو کہ ملتان

---

[1] تذکرہ غوثیہ مین اخبار الاخیار سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت ممدوح روم سے خراسان اور خراسان سے ملتان پہونچے۔ اور پہر بلدہ اوچ مین اقامت اختیار فرمائی ۱۲

[2] جب بمضمون تلک الایام نداولہا بین الناس نانوین صدی مین سلطنت دہلی کا حال دگرگون ہوا۔ اور ملتان جو آماجگاہ لشکر غزنی۔ کابل۔ قندہار کا بنا تہا۔ آخر کار یہ نوبت پہنچی۔ کہ ملتان بغیر حاکم کے خالی ملتان ہی رہگیا۔ اہل الرائے ملتان نے یہ تجویز کی۔ کہ شیخ یوسف قریشی ملتانی کو حاکم بنالین۔ تاکہ رؤسا کی ماو شما نہو۔ یہ شیخ یوسف ذات کے قریشی متولی خانقاہ حضرت غوث بہاء الدین ذکریا ملتانی قدس سرہ تھے۔ سنہ ۸۴۵ مین یہ انصرام و انجام ہوگیا۔ کہ ملتان۔ اوچ و حوالی مین منابر پر ان کے نام نامی کا ذکر کیا جائے۔ آپ نے بلوازم بزرگی تمام ساکنان کی خاطرداری کرکے تسلی کرتے رہے۔ رائے سہرہ نامی جو کہ سردار جماعت افغان لنگاہ تہا۔ اور قصبہ سوی مع اطراف اسکے متعلق تہا۔ بخدمت شیخ یوسف پیغام بہیجا کہ چونکہ مجہے حضور کے ساتہ اخلاص و اعتقاد ہے۔ لہذا معروض کہ قوم لنگاہ کی دلدہی و دلداری کرکے ص

Marfat.com

اپنے قبضہ مین رکھین اور لشکری بنالین کیونکہ دہلی کا نظام بگڑا ہوا ہے۔ سلطان بہلول لودہی نے خطبہ اپنے نام کا جاری کرا دیا ہے۔ خدانخواستہ اگر ملتان پر بھی کوئی تسلیم حملہ کرنا چاہے۔ تو وہ جان دینے مین دریغ نہ کرین۔ اور اخیر مین یہ بھی کہا۔ کہ مین اپنی دختر بحضرت والا دیکر داماد کی حضور کی قبول کرتا ہون۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔ شیخ یوسف اس پیغام سے نہایت مسرور ہوئے اور زمانہ کی دورنگی زیر نظر رہی۔ منظور فرمالیا۔ رائے سہرہ نے برسم سلاطین عقد نکاح کردیا۔ بانیطور اسکے آمد رفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ شیخ یوسف کو بھی خیال ہوا۔ کہ وہ نہ ہو کہ معاملہ دگرگون ہو یہ تجویز ہوئی۔ کہ جب رائے سہرہ لڑکی کو ملنے کے لئے آئین۔ تو بیرون شہر منزل مقرر ہو۔ اور اکیلے تنہا شہر مین داخل ہون۔ ایسا ہوتا رہا۔ رائے سہرہ مرد جہاندیدہ تھا اور اسکی غرض ہی یہ تھی۔ کہ کسی مکر و حیلہ سے حکومت ملتان حاصل ہو۔ ایک دفعہ بعد لشکر ملتان داخل ہوا۔ اور کہلا بھیجا کہ مین اس دفعہ تمام قوم لنگاہ کو ساتھ لایا ہون۔ اس کا ملاحظہ فرماکر مدارات فرمائی جاوے۔ حضرت شیخ چونکہ باحیار اور افسون زمانہ سے غافل تھے۔ فرمایا بہت بہتر۔ رائے سہرہ اپنی جماعت سے مشورہ کر ایک آدمی کو ساتھ لیتے ہوئے بملاقات دختر داخل محل ہوئے۔ ایک خدمتگار کو کہدیا تھا۔ کہ ایک بزغالہ ذبح کرکے اسکا گرم گرم خون فلان مقام پر لانا۔ وہ تعمیل کی گئی۔ شب کو رائے سہرہ نے دردشکمی کی آہ فریادی۔ جزع فزع کا بازار گرم کردیا۔ چونکہ وہ خون بزغالہ نوش جان کرچکے تھے۔ اس مین کوئی دوائی دست آور بھی ملائی ہوگی۔ قے بھی آئی اور اجابت بھی۔ دیکھا تو خون ہی خون ہے حاضرین دنگ و حیران ہوگئے۔ آخر کار رائے سہرہ نے نہایت نرم اور لطیف آواز سے کہا۔ کہ وقت نازک ہے۔ کہ میرے وکلاء کو حاضر کرو۔ تاکہ وصیت نامہ لکھا جائے۔ اور اپنے قرابتیون و خویشان کو بھی وداع کے لئے بلانا چاہا۔ چونکہ استفراغ دموی ہوچکا تھا۔ اسکی تعمیل مین مضائقہ نہ سمجھا گیا۔ القصہ جس وقت اکثر لشکریان اسکے قلعہ مین داخل ہوگئے۔ اس وقت ہوشیار ہوکر اٹھ بیٹھا۔ اور اپنے معتمدان کو ہر ایک دروازہ کی نگہبانی و حراست کے لئے نامزد کردیا۔ کہ شیخ یوسف کے ملازمین اندر نہ آسکین۔ اور خود خلوت سرا مین جاکر شیخ یوسف کو گرفتار کرلیا۔ جب رائے سہرہ نے اس کرسے یہ کامیابی کرلی۔ تو اعلان کردیا گیا۔ کہ مین اب سلطان قطب الدین لنگاہ ہوگیا ہون۔ حاکم ملتان ہون۔ میرے ہی نام کا خطبہ و سکہ ہوگا۔ اور شیخ یوسف قریشی کو خانقاہ مبارک کے شمالی دروازہ سے نکالکر دہلی روانہ کردیا۔ بایں ہنج غداری سے حکومت حاصل کی۔ اور ۹۴۷ھ مین ۱۶ سال سلطنت کرنے کے بعد زیر خاک بستر لنگایا۔ **اعجوبہ**۔ اس خاندان کا یہ طریقہ تھا۔ کہ اپنی دختران کے نکاح اپنی برادری مین کم کرتے اکثر قاعدہ یہ تھا۔ کہ سادات کے ساتھ توصل کرتے۔ چنانچہ قطب الدین کی دختر حضرت ممدوح سید مخدوم محمد قدس سرہ کے نکاح مین تھی۔ سید محمود بن سید جلال الدین بخاری مخدوم کے عقد نکاح مین بھی سلطان حسین لنگاہ کی دختر تھی۔ جنکا نام بی تنکنی تھا۔ سید رکن الدین بن سید حامد کبیر بن مخدوم جلال الدین کے نکاح مین

Marfat.com

کا والی اور حاکم تہا۔ ملتان دار الامان مین قدوم میمنت لزوم ارزانی فرمایا۔ پہر اُوچہ شریف تشریف بہر ہو کر اس مبارک قطعہ مین توطن اختیار کیا۔ سیاحی کا شوق ازحد تہا۔ لکہتے ہین۔ کہ اکثر حصہ روئے زمین کی دو دفعہ سیاحت کی۔ ایک بار بحالت تجرید۔ و مسکنت۔ بار دوم شوکت وسطوت واللہ اعلم۔ جس زمانہ مین آپ نے بقعہ اوچ کو سرفراز فرمایا۔ توجوق جوق مردمان بیعت کر کے غلامی مین داخل ہوئے۔ بادشاہ وقت بہی حلقہ ارادت مین شامل ہو کر نہایت اخلاص واطاعت کی راہ ورسم کو مرعی رکہتا تہا۔ دلازمت آن عالیجناب کو سرمایہ فخر سمجہکر حاضر خدمت رہتا۔ چونکہ اس زمانہ مین قحط الرجالی تہی۔ آپ کے وجود مسعود سے بہت لوگ مرتبہ سجالیت تک رسائی کر گئے۔ علانظواہر اگرچہ ہچو ما دگرے نیست نقارہ بجاتے تہے۔ لیکن بمقتضائے عزت ذاتی وعلو فطرتی آن ممدوح سب پست رہتے۔ حضرت عبد القادر ثانی اور سید حسن قدس اللہ اسرارہما سے منقول ہے۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ عصر نے کسی مسئلہ کے لئے مجلس مباحثہ منعقد کرائی۔ اطراف واکناف کے علما جمع ہوئے۔ حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ کو بہی شمولیت جلسہ کی درخواست کی گئی۔ آپ بہی تشریف لائے۔ مقدمات مناظرہ طے کرتے ہوئے کارروائی شروع ہوئی۔ علمار ظواہر نے پوشیدہ یہ امر طے کر لیا۔ کہ حضرت مخدوم پر اگر جل کر الزام کی صورت نکل آئی۔ تو پہر بول بالا ہے۔ ورنہ ان کی گرم بازاری ہماری جاہ وعزت کو سرد کر دیگی۔ ہوتے ہوتے ایک پیچ در پیچ سوال آپ کے پیش ہوا۔ کہ اسکا جواب بذمہ جناب ہے۔ چونکہ وقت تنگ ہو چکا تہا۔ اور مصلحت وقت بہی اسی کی مقتضی ہی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کا جواب کل پر رکہنا چاہئے۔ کہ تشفی تمام رونما ہوگی۔ مجلس برا گندہ کر دی گئی۔ ہر ایک اپنے اپنے فرودگاہ پر پہونچا۔ حضرت ممدوح اُن کے بُرے ارادہ پر مطلع تہے۔ اس فکر مین ہوئے۔ کہ کوئی ایسا دندان شکن جواب ہو۔ اس فکر مین غنودگی ہونے لگی۔ ابہی یقظہ ونوم کی درمیانی حالت تہی۔ کہ یکایک باب مدینہ علم حضرت علی المرتضے کرم اللہ وجہہ کی زیارت فیض بشارت حصول ہوئی۔ آپ نے آتے ہی فرمایا۔ اے فرزند اگر ایسا دندان شکن جواب کہ مستلزم الزام خصم ہو۔ مہر دست

Marfat.com

موجود نہ تہا۔ تو وعدہ کیون کیا۔ منہ کہولو۔ اطاعت کی گئی۔ آپنے اپنا لعاب مبارک میرے منہ مین ڈالدیا۔ اور فرمایا۔ کہ جائیے۔ ویسا جواب ہوگا۔ فرملنے مین مین نہایت بشاش ہوکر منتظر وقت رہا۔ وقت پر مجلس مباحثہ مین حاضر ہوا۔ اور ایسی فصاحت۔ بلاغت سے جواب کی تقریر کی۔ اور ایسے استدلال قائم کئے۔ کہ سب دنگ ہوگئے۔ اور یکزبان ہوکر کہا۔ کہ یہ آپ ہی کا حصہ تہا۔ ہمارے عقول کی معراج وعلوم کی ترقی کا اس مقام تک پہونچنا دشوار ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

حضرت شیخ العالم مخدوم ثانی وحضرت سید حسن سے منقول ہے۔ کہ سلطان بہلول[1] بادشاہ

[1] سلطان بہلول لودہی متوفی ۸۹۴ھ اپنی قوم کا پہلا بادشاہ ہے۔ ۳۸ سال ۸ ماہ، یوم بادشاہت کی۔ یہ قوم کا افغان تہا۔ لودہی افغانون کے ساتھہ ہندوستان مین بتقریب تجارت آیا جایا کرتا تہا۔ سلطان فیروز شاہ بارہک کے زمانہ مین بہلول کا جد ملک بہرام اپنے بہائی سے ناراض ہوکر ملتان آیا اور حاکم ملتان کی ملازمت حاصل کی۔ اسکے پانچ فرزند تھے۔ یہ پانچون اپنے والد کی وفات کے بعد ملتان ہی رہے۔ جب خضر خان بفرمان سلطان فیروز شاہ ملتان کا حاکم ہوا۔ تو ملک بہرام کا فرزند اکبر ملک سلطان اسکے مقربان سے بعہدہ جلیلہ مقرر ہوا۔ جب اقبال خان نے ملتان پر دھاوا کیا تو ملک سلطان کو اس مقابلہ کے لئے نامزد کیا گیا۔ ملک سلطان نے اقبال خان کو شکست فاش دیکر قتل کردیا۔ بموجب درجہ علیا پہنچکر خطاب اسلام خانی وحکومت سرہند حاصل کی۔ دوسرے چار بہائی بہی اس کی معیت مین تھے۔ پہر بامداد ملک سلطان اس کا بہائی ملک کالا ایک پرگنہ کا حاکم کردیا گیا۔ ملک کالا کی بیوی اپنے چچہ کی لڑکی تہی۔ بفضل ایزدی سلطان بہلول سے بارور ہوئی۔ لیکن تقدیر نے اس ماں کو جلال فرزند کا دیکھنا نامنظور لکھا تہا۔ قریب بوضع حمل روزہ مین مرگئی۔ اطبا وغیرہ کی باستمزاج سے مرحومہ کا شکم چیر کر بچہ نکالا گیا۔ چونکہ آثار حیات اس مین موجود تہے۔ اور لوح محفوظ مین سلطانی فہرست مین اس کا نام نامی درج تہا۔ اسلئے مناسب طور پر اسکی حفاظت کا سامان مہیا کیا گیا۔ اور صاحبزادہ صاحب خیر معمولی نشوونما مین ترقی کرتے رہے۔ ملک کالا خان توعرصہ کے بعد افغانون کی جنگ مین مقتول ہوگئے۔ سلطان بہلول چونکہ سن شعور مین پہنچ چکا تہا۔ سرہند مین اپنے چچہ اسلام خانی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور تعلیم وتربیت سے لایق فائق ہوگیا۔ چونکہ ایک واقعہ جنگ درپیش تہا۔ اس مین آثار شجاعت وشہامت اس سے نمودار ہوئے۔ چچہ اسلام خان نے اپنی دختر نیک اختر کا نکاح اس ہونہار سے کردیا۔ اور محبت بجائے رسید کہ فوق آن مشکلتر نظر آتا ہی اسلام خان کی ہمدردی اور

Marfat.com

قوم پروری کا وہ شہرہ تہا۔ کہ بارہ ہزار پٹھان کہ اکثر اپنی برادری اور قوم کے تہے۔ اسکی ملازمت مین ہوگئے۔ آخر کار پیمانہ اجل اسلام خان نہایت کو پہونچا۔ اسلام خان نے باوجود پسران رشید نصیحت کی۔ کہ میرا قائم مقام اور ولی عہد سلطان بہلول ہونا چاہئے۔ اس وقت دہلی کا بادشاہ سلطان محمد شاہ مزین دیہیم و تاج تہا۔ اسلام خان کی وفات کے بعد تنازع ہوا۔ تین فریق ہوگئے۔ لیکن بہلول کا پلہ بہاری رہا۔ بہلول نے چالاکی کرکے بخدمت سلطان محمد شاہ یہ تحریک کی۔ کہ افغانون کے ہجوم و سرکشی سے قریب ہے۔ کہ ملک مین فتنہ و فساد قائم ہو اسکا تدارک فرمایا جائے۔ ضروری ہی۔ بیچارے افغان یہ خبر سنتے ہی فرار ہوکر روپوش ہوگئے۔ یہ حرکت اس پر حمل کی گئی۔ کہ غداری پیشہ انکے مطمح نظر ہے آخر کار باحسن حیل انکو بلاکر بعضون کو محبوس اور اکثر کو تہ تیغ کر دیا۔ ملک بہلول نے جب دیکہا۔ کہ کردنی خویش آمدنی پیش۔ اب اپنی بہی جانبری مشکل ہے۔ اپنے چچہ فیروز خان کے اہل و عیال کو قلب مین لے گئے۔ اور شاہین خان ابن فیروز خان نے مقابلہ کیا۔ لیکن بتقدیر جبار بہت افغانان مع شاہین خان مقتول ہوئے۔ اور بعض گرفتار کئے گئے۔ سلطان بہلول مفرور ہوکر روپوش ہوگیا۔ جب مقتولون کے سر سرہند مین جمع ہوئے۔ تو فیروز خان جو گرفتار کیا گیا تہا۔ اسکے سامنے ہر ایک سر کی شناخت کیلئے استفسار ہوتا رہا۔ جسوقت اسکے پسر شاہین خان کا سر پیش ہوا۔ تو فیروز خان ناشناسی بیان کی۔ حاضرین نے کہا۔ کہ ہمین اتنا معلوم ہی۔ کہ یہ سب سے شجاع اور دلاور تہا۔ اور پورے جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ آخر بمشکل کیفر کردار کو پہونچا۔ اسوقت ملک فیروز سے رہا نہ گیا چیخکر رویا۔ پوچہا گیا۔ کہ کیا ہے۔ جواب دیا کہ یہ میرا نونہال لخت جگر ہے۔ پہلے مین باین شرم کہ شاید بزدلی کی ہو۔ نام نہین بتلایا تہا۔ اب چونکہ اس کی شہادت و جوانمردی کا یقین ہوگیا ہے۔ اسلئے نام ظاہر کردیا اور ضبط نہ ہوسکا۔ تمام تجسس سے معلوم ہوا۔ کہ سلطان بہلول درمیان جنگ نہ تہا۔ آخر الامر گرفتارون کو دہلی بہیجدیا گیا۔ سلطان بہلول نے کہین جاکر افغان قوم کی جمعیت حاصل کرکے اتفاق کرلیا کہ جس طرح ہوسکے سرہند کو پہر قبضہ مین لانا چاہئے۔ اسطرف ملک فیروز بہی کسی حیلہ سے دہلی کے قید خانہ سے نکل آیا۔ اور قطب خان بہی شامل ہوگیا۔ خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ سرہند پر یہ قابض ہوگئے۔ سلطان محمد شاہ نے انکے سر پر حسام خان بجمعیت لشکر روانہ کیا۔ لیکن شکست نصیب ہوئی لکہا ہے کہ جب سلطان بہلول لودہی لڑکپن ہی مین اپنے چچہ اسلام خان کی تفویض مین تہا۔ تو ایک دن سیر کرتے ہوئے۔ کسی مجذوب سید فقیر کی زیارت سے مشرف ہوکر ادب سے دوزانو بیٹھ گیا۔ فقیر سید کی زبان سے نکلا۔ جو دو ہزار تنکہ کے دیے دہلی کی سلطنت خریدے۔ بہلول کے قبضہ مین اس وقت ایک ہزار ۶ صد تنگہ تہا۔ لاکر حاضر کردیا۔ کہ اور ہے نہین۔ ورنہ دینے مین دریغ نہ کرتا۔ فقیر سید نے قبول فرماکر فرمایا بادشاہی بتو مبارک باشد ؎ سالکان راہ ہمت چو ارادت بینند۔ ملک کاؤس و فریدون بگدائے بخشند [illegible] کہ سلطان بہلول نے حسام خان کو شکست دینے کے بعد پانی پت

Marfat.com

دہلی نے اپنے شہزادہ کو ۹ ہزار جرار فوج کا سپہ سالار بناکر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان پر دہاوا کرنیکے لئے بھیجا۔ رسالہ فیلان بھی ساتھہ تہا۔ لکھا ہے۔ کہ جمعیت سلطان لنگاہ اسوقت یہ تہی۔ کہ دسہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ اور بس سلطان حسین اس خبر کو سنکر مضطرب اور ششدر رہوا۔ چونکہ حضرت ممدوح کے ساتھ اسے عقیدت تہی۔ اور حلقہ غلامی مین تہا۔ اور ہر ایک مشکل امور مین بخدمت حضرت مخدوم حاضر ہوکر استصواب کیا کرتا تہا۔ اس وقت بہی ہراسان ہوکر مفصل کیفیت واقعہ کی پیش کی اشارہ ہوا۔ کہ مقابلہ ناگزیر ہے۔ سلطان حسین نے اپنے دل سے فرمان جاری کیا۔ کہ تمام فوج قلعہ سے نکل کر اپنی سرحد پر ڈیرے لگائے۔ دہلی کی فوج نعرے لگاتی منزل بمنزل کوچ کرتی سیاہ بادل کی طرح رزمگاہ پر آگرجی۔ دونون فوجون کے درمیان صرف پانچ چہ میل کا فاصلہ رہگیا۔ سلطان حسین کو مخبرون نے خبر دی۔ کہ ٹڈی دل فوج جرار

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۰۔ ذہبی قبضہ مین کرلیا۔ اور ایک خط بخدمت سلطان محمد شاہ لکہا۔ کہ اگر بادشاہ سلامت حسام خان کو قتل کردین اور ایماے اسکے منصب وزارت حمید خان کی تفویض مین کردیا جائے تو بندہ مطیع و منقاد ہوگا۔ سلطان محمد شاہ نے اسے منظور کرلیا۔ حسام خان قتل ہوا۔ اور وزارت پر حمید خان مختار فرمایا گیا۔ سلطان بہلول نے اطاعت کا پٹہ گردن مین لے لیا۔ سلطان محمد شاہ نے بہلول کے مقبوضات بطور جاگیر اسی کے سپرد کردیئے۔ جس زمانہ سلطان محمود خلجی نے دہلی پر چڑہائی کی تو سلطان محمد شاہ نے بہلول سے معاونت طلب کی۔ بہلول نے ۲۰ ہزار دلاور مغلون کے ساتھہ جواب دیا۔ اور کامیاب ہوکر خطاب خان خانانی حاصل کیا۔ بعد ازان اس کو اتنی قدرت و سکت ہوگئی۔ کہ لاہور۔ دیپالپور و دیگر پراگنہ پر متصرف ہوکر خود دہلی کا رخ کیا۔ ہنوز دلی دور ہے کا مضمون زیر توجہ کرکے سرہند چلا آیا۔ اور اپنا نام سلطان محمد رکہہ لیا۔ اور خطبہ و سکہ تسخیر دہلی پر موقوف رکہا۔ اس وقت سلطان محمد شاہ کا پیمانہ اجل لبریز ہوگیا۔ اور یہ بادشاہ تخت سے تنزل کرکے زیر زمین چھپ گیا۔ علاء الدین تخت و تاج کا مالک ہوا۔ حمید خان وزیر تو بہلول کے قبور مین تہا۔ چند سال کے بعد اس کو موقعہ دیکہکر بلالیا۔ اور ۸۵۵ھ مین بادشاہ بن بیٹہا۔ اسی سال خطبہ و سکہ اسی کا ہوگیا۔ اور بعد ازان تسخیر کرتا ہوا لڑتا بہڑتا ۸۹۴ھ مین داعی اجل کو لبیک کرتا ہوا زیر خاک ہوا۔ علماء و مشائخ کا دلدادہ تہا۔ شریعت محمدیہ کا پاس تہا۔ ہمدرد قوم تہا۔ برادری کے سامنے احدن الناس تہا۔ تاریخ فرشتہ وغیرہ ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

مع رسالہ واسپان وفیلان کل صبح کو چڑھائی کریگا۔ سلطان حسین کے رہی سہی
ہوش بھی جاتے رہے۔ اتنے مین حضرت ممدوح کا ایک فرستادہ پہونچا۔ اور یہ مژدہ
تقدیم سمآب کیطرف سے سنایا کہ غمگین مباش۔ کہ فردا انشاء اللہ تعالے فتح میسر
اس بشارت سے سلطان حسین کے ہوش مین ہوش آیا۔ اور اسی وقت دوڑتا ہوا آیا
کہ یہ خبر فرحت اثر بلا وسیلہ حضرت مخدوم کی زبان فیض نشان سے مسموع ہونی لابدی
ہے۔ حاضر ہوتے ہی استفسار صورت حال کی التماس کی گئی۔ حضرت ممدوح نے فرمایا
کہ مجھے حضرت غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ کہ سلطان
حسین مرید کو تسلی دین۔ کہ کوئی فکر نہ کرے ہم لشکر دہلی کو خود منہزم کر دینگے سلطان
حسین کو یقین کامل ہو گیا۔ صبح ہوتے جنگ شروع ہوئی۔ محاربہ ومقاتلہ شدید ہوا۔
آخر کار بقدرت قادر ذوالجلال کم فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کا مضمون
ظاہر ہوا۔ لشکر دہلی منہزم ہو گیا۔ سلطان حسین خان کی فتح ہوئی۔ فتح وظفر کے
ڈنکے بج گئے۔ سلطان حسین لنگاہ سجدہ شکر بجا لایا۔ اور حضرت مخدوم کی پا بوسی کا
فخر حاصل کیا۔ حضرت ممدوح شعر گوئی مین بھی کمال رکھتے تھے۔ قادری تخلص تھا۔
اکثر اشعار در مدح مناقب غوث الثقلین ہوتے۔ آپ کی دو بیویان تہین ایک دختر
سلطان قطب الدین لنگاہ۔ اس بیوی سے کوئی اولاد نہ تہی۔ دوسری بیوی دختر سید
ابوالفتح حسینی تہین۔ جو سید صفی الدین بانی اوچ کے خاندان سے تھے۔ نام نامی اس
معصومہ کا حضرت فاطمہ تہا۔ اس سیدہ کے بطن مبارک حضرت مخدوم کے چار فرزند
ہوئے سید عبدالقادر ثانی۔ سید عبداللہ ربانی۔ سید مبارک حقانی سید محمد
نورانی۔ اخیری صاحبزادہ سے اخبار الاخیار خاموش ہے۔ کیونکہ لاولد تھے۔ تذکرہ غوثیہ
سید عبداللہ ربانی فضیلت ولطافت طبع مین بے نظیر تھے۔ انکے کمالات و
فضایل مشہور عالم تھے۔ مولانا جامی کے ہمزمان تھے۔ عارف جامی نے ان کے
اخیار کو سنکر قصاید مدحیہ لکھے۔ اور پیش کرائے۔ ان کا ایک فرزند مسمی سید
اسمٰعیل جو کہ فضایل کسبی وشغل باطنی سے موصوف تہا۔ ان کے پہر دو فرزند سید

Marfat.com

بہاء الدین و سید بدر الدین ہوئے۔ جو صاحب کمالات و کرامات تھے۔
حاجی سید محمد ہاشم جو کبرائے مشائخ قادریہ سے ہوئے۔ اُن کے جد اعلےٰ یہی ہین۔
سید محمد ہاشم ۱۲ سال سیاحت مین رہکر بڑے بڑے اعلےٰ درجہ صوفیہ کرام سے مستفید ہوئے۔ اخیر لاہور مین قیام فرمایا۔ خلق کثیر ان کے حلقہ ارادت مین داخل ہوئے ۱۰۸۷ھ مین بعمر ۱۲۰ سال انتقال ہوا۔ مزار پُر انوار لاہور مین ہے۔ ریاست بہاول پور کے مضافات مین بعض سادات گیلانی حضرت سید عبد اللہ ربانی کی اولاد ہین۔
سید مبارک حقانی عالی مقام اور شجاع تھے۔ ان کو ایک فرزند واہب العطایا نے عطا فرمایا۔ جنکا نام میر میران مشہور ہے۔ نہایت متبرک و مسن اور صاحب کمالات تھے۔ ۷۰ سال کے ہوکر ۸۹۳ھ مین بمقام لاہور وفات پائی۔ ان کے پانچ صاحبزادے تھے سید علاء الدین۔ سید نظام الدین۔ سید حسن۔ سید عبد الرحمن۔ سید رحمت اللہ۔ سید حسن تو صغر سن وفات کر گئے۔ باقی صاحبزادگان ذی کمال صاحب منقبت ہوئے یہ سب لاہور مین تھے۔ اما سید عبد القادر ثانی صاحب سلسلہ ہین۔ ان کا بیان علیحدہ ذیل مین درج ہوتا ہے۔

مختصر تذکرہ سید عبد القادر ثانی قدس اللہ سرہ العزیز

سید عبد القادر ثانی حسنی حسینی جیلانی۔ صاحب کرامات ظاہرہ و حالات باہرہ تھے۔ مقامات علیا و مناقب سنیا سے موصوف۔ کمال و جمال آپ کا فوق الخیال تھا۔ عنوان شباب مین تو وہی حالت تھی۔ جو لازمہ صاحبزادگی ہے۔ تنعم اور طرفہ مین بسر کرتے تغنی اور گانے بجانے کے دلدادہ تھے۔ سفر مین چند شتر آلات و تغنی۔ اسباب عیش و طرب کے سامان کے لئے مخصوص ہوتے۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ محفل کے تہان آپ کے والد ماجد کے حضور تحفتاً پیش ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ عبد القادر کو دیدو کہ پوستین وغیرہ بنا کر کام مین لائے۔ جب ملازم وہ تہان آپ کے پیش کئے۔ تو آپ نے اپنے ملازم کو فرمایا۔ کہ لے کر کتون کی جلین وغیرہ بنوالو۔ حضرت مخدوم محمد غوث قدس سرہ اسپر مطلع ہوکر غضناک

Marfat.com

ہوئے۔ اور بلا بھیجا۔ ان کے حاضر ہوتے ہی عتاب اور ملامت کی۔ آپ خاموش رہے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ حضرت مخدوم محمد غوث بوقت شب بحالت مغمومی وغضبناکی سوئے۔ حضرت غوث صمدانی کی زیارت فیض بشارت حصول ہوئی۔ فرمانے لگے۔ کہ عبدالقادر میرا فرزند ہے۔ اسے میرے حوالہ کیجئے۔ اسکی مین خود تربیت کرونگا۔ آپ اپنے دوسرے فرزندونکو سنبھالیئے۔ عبدالقادر سے کوئی سروکار نہ رکھیئے۔ اس واقعہ سے ادہر تسلی ہوگئی۔ ادہر جذبۂ الٰہی پیدا ہوا۔ پھر تو عبدالقادر وہ عبدالقادر ہوئے۔ کہ عبدالقادر ثانی کے خطاب کے قابل ہوگئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین۔ کہ یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ غوث صمدانی محی الدین عبدالقادر جیلانی کا کوئی ثانی نہین ہوسکتا۔ لیکن چونکہ وارث حقیقی حضرت غوث الثقلین ہوئے۔ اور کمالات مین پورا متبع آنجناب کیا لہذا آپ کو شیخ عبدالقادر ثانی ومخدوم ثانی کے اعزاز سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب سجادۂ مشیخت ومقام تربیت کی مسند پر اجلاس فرمایا۔ تو استماع تغنی وقعود نمودے بالکل اجتناب تہا۔ پھر یہ حالت ہوئی کہ ایک دن قوال خدمت مین پیش ہوا۔ آپنے فرمایا کہ توبہ کر۔ اور رباب کو توڑ۔ سر بتراش و درویش باش۔ قوال بے توفیق کی ہمت پست ہوگئی۔ لنگاہون کا ایک امیر مجلس مین تہا۔ اس کے دل مین ان اشارات کا اثر ہوا۔ اٹھ کہڑا ہوا۔ اور سر منڈا کر تائب ہوا۔ مجلس مین بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی رونا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ گجرات مین میرا ایک بہائی اسکا جنازہ اٹھایا جارہا ہے۔ اور وہ واقعہ بعینہ تہا۔ شیخ صاحب فرماتے ہین۔ کہ آپ کی برکت سے اس قلیل عرصہ مین کشف جلی اس کو حاصل ہوا۔

یہ بھی محدث دہلوی فرماتے ہین کہ بہت سے عصاۃ گنہگار اور کفار اشرار نے بمجرد مشاہدۂ جمال سعادت توبہ وایمان حاصل کی چونکہ ابتدائے جوانی مین بمعہ اپنے بہائیون کے مقربان بادشاہ عہد تھے۔ اور مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے۔ اور پھر ملازمت شاہی کو ترک کر دیا تہا۔ تو بادشاہ کی طرف سے وظائف ومواجب معمولہ پیش ہوتے لیکن آپ واپس کر کے فرماتے۔ کہ مجھے ضرورت نہین رہی۔ بادشاہ کے چہرۂ اخلاص پر غبار

Marfat.com

پیدا ہونے لگا۔ جب اسپر چند سال گذرے۔ اور آپ کی توجہ ہرگز اس طرف مبذول نہ ہوئی۔ تو اغیار نے تکلیف دینا شروع کیا۔ مگر صبر شامل حال تہا۔ پروائے نیست کا معاملہ ہوتا رہا۔ نقل ہے۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ نے ان کے تقدس و اتقا کو پیش نظر کرکے اپنے حضور مین طلب کیا اور لکہا۔ کہ اگر ایک دفعہ ہماری مجلس مین حضور فائض النور جلوہ گر ہون۔ تو ہمین سعادت اور محض کرم ہوگا۔ اور پہر کسی کو یہ یارانہ ہوگا۔ کہ آپ کے مقابلہ مین دعوی مشیخیت و بزرگی کرسکے۔ اور جسقدر تاخیرات و تقصیرات[1] ظہور مین آئی ہین۔ معاف فرماکر متوجہ فرمائین۔ آپ نے اس کے جواب مین یہہ قطعہ لکہا۔

ہیچ باب ازین باب روے گشتن نیست ہرآنچہ بر سر ما میرود مبارکباد
کسیکہ خلعت سلطان عشق پوشیدست بجلہاے بہشتی کجا شود دلشاد

محدث دہلوی لکہتے ہین۔ کہ یہ جواب مشابہ اس جواب کے ہے۔ جو حضرت غوث صمدانی نے شاہ سنجر کو دیا تہا۔ فنعم الوفاق۔ خود فرماتے تہے۔ کہ مجہے اللہ تعالیٰ نے وہ برکت عطا کی ہے۔ کہ مرض جس قسم کی مہلک ہو۔ میرے ہاتہ رکہنے سے دور ہوجاتی ہے۔ محدث دہلوی لکہتے ہین۔ کہ یہ بہی ہموزن اس قول کے ہے کہ بعض اولیا نے فرمایا ہے۔ ان الشیخ عبدالقادر یبرء الاکمہ والابرص ویحیی الموتی باذن اللہ۔

نقل ہے۔ کہ ملتان مین بزمانہ جناب طاعون نمودار ہوا۔ لوگون نے رجوع بجناب کیا۔ تو ارشاد فرمایا کہ میرے وضو کے پانی سے جو سبزہ اگا ہوا ہے۔ اسے لیجاؤ۔ اور مقام علت پر مل دو۔ شفا ہوگی۔ ویسا ہوا۔ وله مناقب و فضایل۔ آپ کی کرامات بکثرت ہین۔

---

[1] یہ اشارہ اس امر کی طرف تہا۔ کہ جب آپ حسب الارشاد روحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ نجناب عبدالقادر ثانی مخاطب ہوئے اور بعد وفات والد ماجد سجادہ نشین قرار پائے تو بادشاہون رئیسون امیرون کی صحبت سے بالکلیہ انقطاع کرلیا اسلئے بادشاہ دہلی اون سے رنجیدہ ہوکر چاہا۔ کہ سجادہ نشین ان کا بہائی ہو۔ یہ تجویز عمل مین نہ آئی تہی۔ آپ نے خود بخود تمام قرامین جاگیرات و وظائف وغیرہ جو متعلق خانقاہ تہے بادشاہ کے پاس بہیجدیے۔ اور لکہا۔ کہ ہم کو ان کی ضرورت نہین۔ جس کو آپ سجادہ نشین بنائین اس کو دیدین۔ ہمارے لئے خزانہ غیبی کافی ہے۔ ۱۲

Marfat.com

تذییل

سید ابوالفتح جو حضرت سید صفی الدین کی اولاد سے تھے۔ اور بقعہ اوچ انہین کا بسایا ہوا تہا۔ ان کی چار صاحبزادیان تھین۔ یہ بہی معلوم رہے کہ آپ کے جد مادری۔ اس کا مختصر قصہ یہ ہے۔ کہ سید صفی الدین کے پیر طریقت شیخ ابو اسحاق گاذرونی تھے۔

جب انہون نے خلافت کے عطیہ سے سید صفی الدینؒ کو منتخب کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اونٹ پر سوار ہو کر زمام چہوڑ دے۔ جسجگہ جا کر اونٹ بیٹھ جائے۔ وہین مقام کرے اور وطن بنائے۔ وہ اونٹ چلتا ہوا بمقام اوچ شریف بیٹھ گیا۔ حضرت سید صفی الدین نے موافق فرمودۂ پیشوا اس بقعہ کو آباد کیا۔ اور رہنے لگے۔ آخر الامر سید عبدالفتح کے ہاں کیگئی۔ اور انہون نے یہ تمام جایداد اپنی چارون صاحبزادیون کے نام تقسیم کر دین۔ حضرت ممدوح کی والدہ کے نام وہ حصہ معین ہوا۔ جو اوچ گیلانیون کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی عمر شریف کا اندازہ ۸۷ سال لکہا ہے۔ وفات ۱۸ ربیع الاول سنہ ۹۴۰ھ ہے مقبرہ شریفہ بمقام اوچ شریف ہے۔ ہزارہا تبرک آپکے مرید بکثرت تھے۔ اور بڑے بڑے کامل تہے۔

بحر الاسرار مین لکہا ہے۔ کہ آپ کے ۷ صاحبزادہ تھے۔ سید عبدالرزاق۔ سید فتوح الملک لاولد۔ سید جلال لاولد۔ سید حسن لاولد۔ سید جعفر لاولد۔ سید حسین لاولد۔ سید زین العابدین۔ اخیری صاحبزادہ اپنے والد کے سامنے فوت ہوئے۔ انکی والدہ قوم کی لنگاہ تہین۔ محدث دہلوی لکہتے ہین۔ کہ از صالحات و قانتات بود۔ سید زین العابدین کا ایک صاحبزادہ میر سید محمد غوث نامی تہا۔ جو بغایت درجہ حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی کا پیارا تہا۔ ۵۵ سال کی عمر مین بمقام صدگہرا مدفون ہوئے۔ مزار پر انوار وہین ہے زوار دیتبرک۔ محدث دہلوی فرماتے ہین۔

سید محمد غوث سے ۳ صاحبزادہ ہوئے۔ سید عبدالقادر۔ سید بڈہا۔ سید اللہ بخش۔ اول صاحبزادہ۔ عبادت۔ اوراد۔ وظائف مین مشغول رہتے۔ والی عصر نے انہین کہ معظمہ حج کے لئے بہیجا۔ آپ کچہہ اسباب تجارت بہی لیکر حجاز کو روانہ ہوئے

Marfat.com

حرمین شریفین کی زیارت سے بہرہ یاب ہوکر اسباب تجارت فروخت کیا۔ اور وہانسے پھر سامان تجارتی خرید کرکے تشریف لائے۔ اور بڑے بہاری تاجر سمجھے گئے۔ صاحب املاک و اسباب تھے۔ صاحبزادہ ثانی درحالت غنفوانی لاولد ہوکر بہشت برین کو سدھارے صاحبزادہ ثالث اخلاق حمیدہ وصفات برگزیدہ مین شہرہ آفاق تھے۔ سنہ ۹۹۴ مین ہمگی تشریف لے گئے۔ اور وہین وفات پائی۔ انکی اولاد و احفاد لاہور مین ہے۔ سید فتوح الملک و سید جلال و سیدہ حسن ان تینون صاحبزادون کی والدہ سیدانی دختر سید محمد بخاری تھین۔ جو حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری اوچی کی اولاد امجاد سے تھے۔ سید عبدالرزاق کا تذکرہ ذیل کی علیحدہ سرخی مین دیکھو۔

مختصر تذکرہ سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر ثانی قدس سرہم

حضرت ممدوح۔ مخدوم سید عبدالقادر ثانی رح کے بڑے صاحبزادہ تھے جلیل القدر۔ صاحب علم ذی وقار تھے۔ آپ کی والدہ قوم کی لنگاہ تھین۔ خوبصورتی مین یوسفی حصہ ملا ہوا تھا۔ بڑے زاہد۔ متقی۔ پارسا تھے۔ ارباب دنیا سے بے نیازی شیوہ تھا۔ عالی ہمتی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ فضائل و مناقب آپکے بکثرت ہین۔ بعض مقتضیات کے باعث ناگور تشریف برُ ہوئے۔ حاکم ناگور نے اس غنیمت کبرٰے کے قدوم میمنت لزوم کو اپنی خوش قسمتی سمجھکر عبودیت وارادت کی سلک مین منسلک ہوا۔ اور خدمات بندگی بجا لاکر جاگیر زرخیز عطا کی۔ کہ خرچ خانقاہ و فقرا کا مصرف ہو۔ حضرت مخدوم ثانی والد ماجد کی وفات کے وقت آپ ناگور تھے۔ دل مین قلق تھا۔ کہ اگر بوقت رحلت حضرت مخدوم قدس سرہ حاضر ہوتا۔ تو یقین ہے۔ کہ نعمائے عظمےٰ سے مالامال ہوجاتا اور اجازت مسند نشینی وغیرہ سے بھی محاز ہوکر فیضیاب ہوتا۔ اور فیض پاش بھی ہوتا۔ کہ اجازت را وخلے است۔ بحرالسرائر۔ اخبار الاخیار دونون مین مکتوب ہے۔ کہ ایک دن مجلس آراستہ تھی فرمانے لگے۔ کہ حضرت والد ماجد مخدوم ثانی رح نے مجھے یاد فرمایا ہے اور تاکید اپنے حضور مین طلب کیا ہے۔ دیکھئے کیا اسرار دقیقہ مین آتے ہین۔ دو سہ روز بعد فرمایا۔ کہ امشب

Marfat.com

دروازہ پر آکر آواز دی۔ کہ جلد آیئے۔ آپ حسب الفرمان حضرت مخدوم روانہ ہوئے۔ وہان پہنچکر یہ عقدہ کہلا۔ کہ حضرت مخدوم موصوف بوقت ارتحال وصیت کر گئے تھے۔ کہ صاحبزادہ عبد الرزاق چونکہ ناگور ہے۔ جسوقت یہان پہونچے۔ تو یہ خرقہ بہی ان کو پہنانا اور اجازت خلافت و نعمت مشیخیت بھی انہین کے سپرد کرنا۔ چنانچہ حسب الوصیت تعمیل کی گئی۔ مدت تک فیض پاشی کرتے رہے۔ اور اُن کی ذات بابرکات سے عجائب و غرائب کرامات نمودار ہوتے رہے۔ آخر کار ۹۴۲ھ مین داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے واصل باللہ ہوئے۔ رضی اللہ تعالے عنہ۔ مزار مبارک اوچ مین زیارتگاہ ہے۔

حضرت ممدوح کے تین فرزند تھے۔ سید مخدوم شیخ حامد۔ شیخ سید غلام علی۔ سید شیخ شریف۔ نمبر دو اور تین بقضا الٰہی لاولد راہی بجنت ہوئے۔ اما شیخ مخدوم سید حامد جہان بخش داخل النسب ہین۔ انکا ترجمہ ذیل مین ملاحظہ ہو۔

مختصر تذکرہ مخدوم سید حامد جہان بخش قدس سرہ

حضرت مخدوم سید حامد بن مخدوم سید عبد الرزاق قدس اللہ اسرارہما۔ حضرت غوث صمدانی محی الدین جیلانی قدس سرہ کے خلیفہ مطلق و صاحب سجادہ برحق تھے۔ بزرگ۔ عالیشان۔ رفیع المکان۔ مظہر کبریا و جلال۔ صاحب تصرف و حال۔ کرامت عظمت جلالت سے موصوف تہے۔ سلیمانی جاہ و جلال تہا۔ دین و دنیا کے بادشاہ عالیجاہ تھے۔ جس طرح صاحب کرامات جلیہ و خوارقات سنیہ تہے۔ اسی طرح متاع دنیوی جس قسم کا کہ ہو۔ اور وجود مین آسکے۔ سب موجود تہا۔ لیکن باایںہمہ ایسے وسیع القلب سخی تھے۔ کہ مالک نصاب نامی جو کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے شرط ہے۔ ہرگز نہ ہو سکے۔ اسلئے ان کا لقب جہان بخش مشہور ہے اپنے جد امجد حضرت مخدوم ثانی کے مرید تہے۔ قطب الوقت۔ فرد الاحباب وتر الاقطاب سے ملقب تہے۔ آپ کی کنیت ابو الفیض و ابو موسیٰ لقب جہان بخش ہے۔ جسے مرید کے خلافت کے عطیہ سے ممتاز فرماتے۔ تو یہ بھی فرما دیتے۔ کہ تجہے دونو جہانونکی

Marfat.com

سلطنت کا مالک کر دیا۔ قبولیت نامہ رکھتے تھے۔ اگر کوئی آپ کی مخالفت کرتا۔ تو مخالفت کرنیسے پہلے خوار و ذلیل ہو جاتا آپ کی والدہ سیدہ جیلانیہ اپنے ہی خاندان کی تھین آپ کے مناقب و مناصب و فضایل بکثرت ہین۔

حضرت موسٰے پاک شہیدؒ فرزند دلبند صاحب ممدوح سے منقول ہے کہ ساکنان ملتان سے جو جوار حضرت ممدوح مین تھے۔ سرکشی و تکبری مین آکر آزردہ دلی کے موجب ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سب کچھ دریا کی مستی پر کرتے ہین۔ قدرت الٰہی سے دریا خشک ہو گیا۔ اور دور تر ہو گیا۔ منقول ہے۔ کہ ایک دفعہ خشک سالی نمودار ہوئی۔ لوگ تنگ آکر درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ اور نہایت انکسار و الحاح سے دعا طلبی کا التماس کیا۔ کہ جتنے ذرائع بازان طلبی کے تھے۔ کر چکے ہین۔ قبول نہین ہوتے۔ دستگیری فرمائین۔ ورنہ مخلوق خدا ہلاک ہو جائیگی۔ اسی اثنا مین ایک قوال بھی حاضر ہوا۔ فرمایا اچھا ملہار کا راگ کوئی گاؤ۔ قوال نے کوئی غزل ملہار مین گائی۔ آپ وجد اور ذوق مین فرمانے لگے۔ کہ ہرج تو ہمارا۔ استسقا بھی ہے۔ بحر داس کہنے کے ایسی بارش برسی۔ کہ تھوڑی دیر مین شکایت مسموع ہوئی۔ کہ مکانات گر گئے۔

یہ بھی حضرت موسٰی پاکؒ شہید سے منقول ہے۔ کہ یہ زمانہ مغلیہ شاہان سے ہمایونکا تھا۔ جوق در جوق مریدان خدمت شریفہ مین حاضر تھے۔ کہ حضرت جہان بخش کی زبان حق ترجمان سے یہ کلمات ظاہر ہوئے۔ کہ بارگاہ قدس مین گھوڑون کی فریاد و زاری بایدائے داغ دادن قبول و منظور ہوئی۔ فرمان جاری ہوا ہے۔ کہ افغانیہ طبقہ منصب سلطنت ہندوستان مسلوب ہو۔ اس کی تھوڑی مدت بعد معاملہ دگرگون ہوا۔ لکھا ہے کہ آپ کے مریدون کی تعداد جو بلا وسیلہ فیضیاب اور جو خلفائے حضرت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ایک لاکھ تک منتہی ہوتی ہے۔ آپ کے خلفا تمام اہل کمال تھے لیکن حضرت شیخ داؤد عالی مدارج پر ممتاز تھے۔ حضرت شیخ داؤد بڑے زاہد مشاق صاحب حال صحیح و کشف صریح تھے۔ ان کی مزار پر انوار شیر گڑھ مین ہے۔

Marfat.com

جو پنجاب کا مشہور بقعہ ہے۔ وفات کا سنہ ۹۸۲ھ لکھا ہے۔ حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش صاحب ممدوح باوجود امتعہ وا کنہ تکلف پسند نہ تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شب خوابی کے لباس سے فراغت حاصل کرکے بنماز بامداد مشغول ہوئے ادائے نماز کے بعد اسی وقت خواجہ جہان یکے از وزرائے عالی تبار بمعہ خلعت فاخرہ حاضر ہوا۔ کہ بادشاہ وقت زیارت و دعا طلبی کے لئے حاضر ہوتے ہین۔ مکان کی مناسب آراستگی کراکے یہ خلعت زیب بدن فرمالین۔ جناب نے جواب دیا۔ کہ بادشاہ مجازی کی ہمنشینی کے لئے وہ لباس جو معبود حقیقی کی عبادت سے مزین ہوچکا ہے۔ نہین بدلا جاسکتا۔ اسی لباس مین بادشاہ کے ملاقی ہوئے۔ اور فرمادیا۔ کہ مجھے ان لوگون پر حیرت اور تعجب آتا ہے۔ کہ وہ مخلوق کے لئے اس طرحکے کارنامہ پیش کرتے ہین۔ کہ وہ مخلوق کے سامنے با اعتبار ثابت ہون۔ لیکن کار باخلاق است۔ باخلق چہ کار۔ وحدت وجود کا مسئلہ پیش نظر رہتا۔ فرماتے سالک اعمال ظاہر را بر شریعت نماید! ما وصول بحق کار باطن است و آن بگفت و شنید راست نمی آید فقہا کے اس قول کو۔ کہ الغنا رینبت النفاق تعجب سے دیکھتے۔ فرماتے۔ غنا اور نفاق مین کیا مناسبت جو شخص اپنی ہستی سے بیخبر ہوجاتا ہے نفاق و سماع کی کیا خبر ہان اس گروہ کے ساتھ اگر مخصوص ہو۔ جو ریاکار تابع شہوات ہین۔ تو اور بات ہے۔

حضرت موسے پاک شہیدؒ فرماتے ہین۔ کہ میرے ساتھ حضور کو خاص محبت تھی۔ مجھے اکثر اوقات فرماتے تھے۔ بابا مجھے تیرے ساتھ محبت نسبت ابنیت و ابوت سے ایک اور محبت بھی ہے۔ جو اس سے بڑھکر ہے۔ وہ محبت الٰہی و عنایت لایزالی ہے بخیر عمر مین خشیت الٰہی کا یہ حال تھا۔ کہ بہت گریہ وزاری کرتے اور فرماتے۔ کہ جب خدا تعالےٰ کی کبریائی و غنا پر نظر ہوتی ہے تو تمام طاعات و معرفت برباد ہوجاتی ہے۔ کیا معلوم کہ اخیری انجام کیا ہوگا۔ ترسان ولرزان ہوجاتے۔ قریب رحلت اتنا گریہ و قلق تھا۔ کہ لوگ دیکھکر بے ہوش ہوجاتے۔

حضرت موسی پاک شہیدؒ فرماتے ہین۔ کہ حضور نے اپنی حیات ہی مین مجھے

Marfat.com

ولی عہد اپنا تقرر فرمایا تہا۔ اور امر خلافت وسجادہ نشینی میرے سپرد کر دی تہی۔ یہ سب معاملہ بہ اشارہ روحانی حضرت غوث صمدانی ؒ انجام پذیر ہوا۔

حضرت موسیٰ پاک شہید فرماتے ہین۔ کہ مرض الموت مین مجہے یاد فرمایا۔ میرا بڑا بہائی سید عبدالقادر نہ چاہتا تہا۔ کہ مین آؤن۔ آخر کار احسن الحیل سے اُسے علیحدہ کر کے مجہے رقعہ لکہکر بلایا۔ اور رونے لگے۔ مین یہ حالت دیکہکر سخت رویا۔ پہر آپ نے مجہے گلے لگالیا۔ اور کہا کہ بابا تیرے ساتہ خلوت مین کوئی ضروری بات مین کرنی ہین۔ یہ دوپہر کا وقت تہا۔ مین آپ کی حالت کو دیکہکر بیہوش ہو ہو جاتا۔ آپ مراقبہ مین سر نگون تہے۔ حاضرین سے کسی نے عرض کی۔ کہ صاحبزادہ گہلا جاتا ہے۔ آپنے سر بلند کر کے مجہے دیکہا۔ اور فرمایا۔ بابا خیر ہے۔ دیکہی جائے۔ میری حالت نسبتاً اچہی ہے۔ ایک تکیہ مجہے عنایت فرمایا۔ کہ ذرا نیند کر لو۔ وہ نہ ہو کہ بوجہ تکان کہ دور سے آئے ہو۔ معاملہ دگرگون ہو جائے۔ جو میری دلخراشی کا باعث ہو۔ مین آپ کے اصرار پر سو تو گیا۔ لیکن اضطراب مجہے کب چہوڑتا تہا۔ مین پہر اُٹہ بیٹہا۔ نصائح و وصایا سے مشرف ہوتا رہا۔ وفات سے دو یوم اول تمام کنبہ بلایا۔ اور اپنے سامنے میری والدہ اور ماسی اور میرے بہائی بہنون کی طرف علیحدہ علیحدہ نگاہ کر کے مہربانی کی پہر فرمایا کہ جاؤ مین نے تمہین خدا تعالےٰ کے سپرد کیا۔ تم بہی مجہے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرو۔ حضرت شیخ سید موسیٰ پاک شہید فرماتے ہین۔ کہ اخیری شب کو میرا ہاتہ پکڑا۔ اور صبح تک پکڑے رہے اور بعض وقت مجہے دیکہہ بہی لیتے۔ کلمہ اللہ ورد زبان تہا۔ گہبراہٹ تمام تہی۔ قرار نہ تہا۔ نماز کے وقت بالکل سکون ہو جاتا۔ آخر الامر شنبہ کی شب کو بعد المغرب کہ سرخی افق پر ابہی موجود تہے۔ باآواز بلند اللہ کہتے ہوئے پاؤن دراز کیا اور جان بجان آفرین سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کی تاریخ ۱۹ ذیقعدہ ۹۸۰ھ ہے آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔ منہم داؤد کرمانی۔ جن کی مزار شیر گڑہ مین ہے۔ ومنہم حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کا روضہ متبرکہ ملتان کی غربی طرف ۵ میل پر زیارتگاہ خلق رہا۔ اب تہوڑے

Marfat.com

عرصہ سے بوجہ طغیانی دریا منہدم ہو گیا ہے۔ قطعہ تاریخ یہ ہے۔ ؎

شیخ حامد گنج بخش دو جہان — شد بملک خلد از این فانی سرا

شیخ محبوب است سال وصل او — نیز حامد شاہ سید مقتدار

آپ صاحب کرامات شہیرہ تھے۔ ہمایون کو جب شیر شاہ نے شکست دی۔ اور ہندوستان چھڑا دیا۔ تو اُس نے شاہ طہماسپ والئی ایران کے پاس جاکر امداد طلب کی۔ اور ساتھ ہی یہ خیال ہوا۔ کہ جب تک کسی کامل مکمل کی بدرگاہ ذوالجلال لب جنبانی نہ ہوگی۔ مشکل کشائی مشکل ہے۔ بانیوجہ حضرت ممدوح کی خدمت مین دعاطلبی کے لئے حاضر ہوکر التماس کیا۔ آپ نے ایک دوبٹہ اسکے سر پر اسوقت بہندایا۔ جسکے پیچ ہوئے۔ فرمایا کہ سات پشت تک تو سلطنت تیرے خاندان مین رہے گی۔ چنانچہ جاتے ہی فتح ہوئی۔ اور سات پشت تک سلطنت چلتی رہی۔ ان کے فرزند رشید حضرت موسیٰ پاک شہید داخل النسب ہین۔ ان کا ترجمہ ذیل مین ثبت کیا جاتا ہے۔

مختصر تذکرہ

حضرت موسیٰ پاک شہید جلالی اوچی ثم الملتانی رضی اللہ عنہ

حضور ممدوح کی ولادت باسعادت ۹۵۲ھ۔ ابوالفضائل۔ تاریخی مادہ ہے۔ سلطان المحققین۔ عمدۃ الواصلین۔ قطب العالم۔ سلطان الشہدا بر زمان۔ جمال الاسلام القاب ہین۔ ابوالحسن کنیت ہے۔ آپ کو اپنے والد ماجد نے مسند آرائی اور خلافت کے لئے نامزد فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے بعد انوفات والد قدس اللہ سرہ صاحب سجادہ اور قایم مقام آپ منتخب کئے گئے۔ آپ لڑکپن ہی سے زاہد اور مرتاض تھے۔ علوم ظاہری سے بھی بے بہرہ نہ تھے۔ علم صرف ختم کرکے نحو مین توجہ فرمائی رسایل کو ایسی تحقیق سے پڑھا ہے۔ کہ جیسے باید و شاید۔ کتاب قافیہ کا بحث مرفوعات ختم کیا تھا کہ انشراح صدر ہوگیا۔ علوم احادیث۔ فقہ۔ تصوف مین خاصی لیاقت

Marfat.com

حاصل کرلی۔ اوراد اور وظائف کے دلدادہ تہے۔ خوشنویسی کے لیے اکثر رات کو مشق کرتے۔ خود روایت فرماتے تھے۔ کہ میری والدہ کو جو میری شب بیداری و شوق نویسندگی معلوم ہوا۔ تو شب کو بار بار مجھے دیکھ لیتین اور خود آکر مجھے سلا جاتین۔ مین حسب فرمودہ سوجاتا۔ پہر تہوڑے دیر کے بعد اپنا شوق پورا کرتا۔ اگر مجھے معلوم ہوجاتا۔ کہ آتی ہین۔ تو مین جلد سے سوجاتا۔ اکثر دفعہ یہ بہی ہوا کہ مجھے خود نیند نے تنگ کیا۔ مین نمک آنکھون مین ڈالدیتا۔ خود فرماتے تھے۔ کہ مجھے اپنے جد امجد سے پہلے فیض حاصل ہوا۔ اور بعد ازان والد ماجد سے۔ مین ہر وقت والد صاحب کی خدمت مین حاضر رہتا۔ طفولیت مین ہی مجھے یہ شوق تہا۔ کہ جہان تک ہوسکے یاد مولیٰ از ہمہ اولےٰ۔ ہے مجھے یاد ہے۔ کہ میرے والد قدس سرہ میری یہ کیفیت اور ریاضت معائنہ کرتے ہوئے فرماتے۔ کہ بابا زود شود۔ کہ از دوستان حق شوی فرماتے اگرچہ استاد کے پاس مین نے کافیتک تعلیم حاصل کی۔ لیکن تائید غیبی نے مجھسے وہ کتب فہمی کرائی۔ کہ تحصیل ختم کیے ہوئون کو وہ کم نصیب ہوگی۔ تلاوت قرآن شریف وذکر طیبہ شوق سے کرتا۔ ذکر کی یہ حالت تہی۔ کہ کہانا کہانے مین مشاہلی کرتا میری والدہ شریفہ بعض اوقات میرے والد ماجد سے شاکی ہوتین۔ کہ ذکر خدا مین کہانے تک کی پرواہ نہین کرتا۔ کہانا سرد ہوجاتا ہے۔ مجھے والد صاحب فرماتے۔ کہ بابا نفس کے آرام کے لئے بھی کچھ ہونا چاہیے۔ ابہی ریاضت کا وقت بہت پڑا ہوا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد والد ماجد مجھے اپنے سامنے بٹھاکر وظایف پڑہواتے اور ذکر جہر بطور یکہ قاعدہ سلسلہ قادریہ ہی کراتے۔ مین بعمر ۷ سال تہا۔ کہ آپ نے مجھے بعض اسمار الٰہی اور ادعیۂ مسنون کی تلقین کی۔ اب میری عمر ۵۲ سال کی ہے مجھے یاد نہین۔ کہ مین نے کبھی وہ وظیفہ ترک کیا ہو۔ مجھے جب معلوم ہوا۔ کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ قرآن الٰہی ہے۔ یہ شوق دامنگیر ہوا۔ کہ چونکہ وسیلہ پکڑنا شرط سالک ہے۔ ضرور ہوا۔ کہ یہ دولت سرمدی حاصل ہو۔ عرصہ تک اسی خیال مین مضطرب رہا۔ آخر کار خلاق عالم نے میری عقدہ کشائی کی۔ کہ مجھے میرے والد نے ایک دن بحالت ذوق فرمایا۔ کہ بابا بیا۔

Marfat.com

کہ جو فیض مجھے دست بدست حضرت جدا علے حضرت غوث صمدانی قدس سرہ سے پہونچا ہے۔ وہ لے۔ ہاتھ دراز کر۔ مین نے نہایت مسرت سے اپنے ارادہ کا ہاتھ حضور کے دست تصرف مین دیا۔ اور بمرتبہ یداللہ فوق ایدیہم کے شاہ راہ کا معائنہ ہوا۔ بوقت دستگیری فرمودند۔ جو کچھ کروگے وہ نقد بنقد حاصل ہوگا۔ شریعت دُنقے کو ملحوظ خاطر رکھکر حقیقت کے درجہ قصوے پر پہونچنا۔ اول پرسش شریعت ہے۔ اگر شریعت نے کسی کی شکایت کی۔ تو پھر مشکل ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین بعدازان خاص خرقۂ مبارک وسجادہ اور تسبیح عطا فرمائی۔ اور ایک انگوٹھی بھی جو اس وقت آپ پہنے ہوئے تھے مرحمت کی۔ فرامین اوقات لنگر۔ وسندات و جاگیرات وظائف بھی میرے سپرد کئے۔ اور فرمایا۔ کہ "بروکار کن واین نعمت را بہر کہ خواہد اظہار کن"۔ اس سعادت کے حاصل کرنے مین جو اس بے نوا کو بہجت وشادمانی ہوئی۔ اس کا اندازہ خبیر علیم ہی جانتا ہے۔ والحمد للہ علے ذلک

صاحب بحر الشرائر فرماتے ہین اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ سیدی وسندی وشیخی مشکات مصباح الاحدیہ۔ مرآۃ الجمال لحقیقۃ المحمدیہ النور الاظہر والسر الاطہر سید جمال الدین ابو الحسن سمنی الکلید سید موسے شہید قدس سرہ نے کسقدر کمالات علمیہ واستعدادات عملیہ حاصل کر لئے تھے۔ اور کس اندازہ پر قابلیت واستحقاق۔ آپکے جوہر نفیسہ مین مندرج تھے تمام فیوضات مع لوازم وتوابع سجادگی ومشیخت۔ اور اسی طرح طریق اشغال ظاہر وباطن سب آپ کی تفویض مین کردئے۔ اور مجاز فرمادیا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کہ جنکے علم وکمال کا شہرہ مستغنی عن الذکر ہے لکھتے ہین۔ کہ حضرت سلطان المشائخ قطب الدین سید الٰہی شیخ موسیٰ پاک شہید قدس سرہ خلق وخُلق دونون مین وارث محبوب خدا سرور عالم محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ سجادہ رستین سلسلہ عالیہ قادریہ حضرت ممدوح کو ایک عجیب

Marfat.com

طرز کی محبت و نسبت و انسیت ساتھہ حضرت غوث صمدانی۔ جد اعلے حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تھی۔ بارہا بشرف رویت حضرت غوث صمدانی باریاب ہوکر فیوضات حاصل کیئے۔ اور بطریق کشف قبور حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی کی بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔ شجاعت۔ سخاوت۔ علم۔ حلم ہر ایک مین وراثت باب حلم علی المرتضے شیر خدا صلوات علی نبینا وعلیہ سے حاصل تھی۔ حسن صورت وزین سیرت مین لباب ائمہ اثنا عشر تھے۔ حدیث شریف مین جو وارد ہے۔ کہ کانت فی عینی موسی ملاحۃ من رائے احمد یعنی موسیٰ علیہ السلام کی آنکھون مین ایسی ملاحت دلکش تھی۔ کہ جو شخص دیکھہ لیتا شیدائی ہوجاتا۔ یہ آپ پر بھی موزون تھا۔ انک لعلے خلق عظیم۔ بمتابعت صاحب خلق عظیم۔ صاحب خلق عظیم تھے۔

حضرت ممدوح قدس سرہ کی زبانی منقول ہے۔ کہ باایں ہمہ فیوضات جو کہ اس بندہ پر خدا تعالے نے بوسیلہ جلیلہ حضرت والد ماجد صاحب عطا فرمائے۔ یہ تمنا تھی کہ خود سرور عالم سید الاولین والآخرین مورث حقیقی بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین اگر باریاب ہوکر اجازت ارشاد حاصل ہو۔ تو نور علے نور کا پورا مصداق ہوگا چونکہ مین سمجھتا تھا۔ کہ یہ بندہ شرمندہ اور زیارت فیض بشارت نبی الانبیا۔ کجا اسمان اور کجا ریسمان کا معاملہ ہے۔ ؎

من و وصال تو ہیہات بس عجب ہوسے است ۔۔۔ ہمین کہ نام توام بر زبان رود نہ بس است
اگر تو وعدۂ وصلم دہی بہ بیداری ۔۔۔ حرام باد سر خود اگر بخواب آرم
دگر بخواب نمائی جمال خود یک دم ۔۔۔ بروز حشر نخواہم کہ سر ز خواب آرم

لیکن یہ سعادت ازلی قسام ازل نے میرے نام بھی ثبت فرمائی تھی۔ کہ یکایک باب رحمت کھلا۔ حجاب عمل و پندار نیست و نابود ہوا۔ خلاق عالم نے اپنے فضل و کرم سے اس ناچیز کو شکستہ نواز۔ غریب پرور۔ رحمۃ للعالمین۔ سید الثقلین کے جمال با کمال کی شرف رویت کا اعزاز بخشا۔ اس وقت جس مسرت و سرور کا انداز تھا

Marfat.com

فائدہ چند افراد پر محدود ہوگا۔ عام لوگ بے بہرہ رہ جائینگے۔ بنا بران اس عبارت کو اُردو کا تنگ جامہ پہناکر جلوہ گر کرتا ہون۔ فرماتے ہین۔ کہ میرے والد ماجد ضعیفی و پیری کے زمانہ مین مجھ ہی سے مشغول خاطر تھے۔ مین ۳ یا ۴ سال کا تھا۔ کہ ان کو بوجہ مرور جوانی و فقدان باران غمکسار سخت مرض لاحق ہوئی۔ اس مرض مین رفع تکلیف اور دفع دلگیری و گھبراہٹ کا مین ہی علاج تھا۔ مجھے اپنی جوار رحمت و کنار عنایت سے جدا نہ کرتے۔ اور تربیت فرمایا کرتے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اُسی لڑکپن کے زمانہ مین ملفوظات بزرگان طریق میری حلق جان مین ڈال کر تربیت باطنی کو ضمیمہ شفقت ظاہری بناتے طرز طریق۔ تفہیم کا وہ انداز تھا۔ کہ سبحان اللہ۔ مین بھی بحکم فطرت اور مقتضی جبلت ان کلمات ہدایت سمات کا شیدائی و دلدادہ ہوجاتا۔ آپ بوجہ ضعف و کمزوری خاموش ہوجاتے۔ تو مین اپنی پستی کو فراموش کرکے بڑے خبردارون کی طرح التماس اعادہ اس افادہ کا کرتا۔ وہ بعض کلمات جن سے خصوصیات وقت بھی تھی۔ میرے خزانہ خیال مین ابتک محفوظ ہین اس سے زیادہ تعجب انگیز وہ حکایت باحلاوت دودھ چھڑانے کی ہے۔ جو مجھے اس وقت ایسی یاد ہے۔ کہ گویا اسی روز کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہین۔ مین جس زمانہ مین تحصیل علوم مین سرگرم و کوشان تھا۔ شب و روز علم کا تذکرہ اور بحث و تکرار تھا۔ والد ماجد نے یہ وظیفہ کرلیا تھا۔ کہ شب کو اپنے پاس رکھتے اور اپنی ہمکلامی مین قبول فرماکر محظوظ ہوتے۔ مین نے بھی رفتہ رفتہ علوم مین دستگاہ حاصل کرلی تھی۔ آپ مسائل مشکلہ علم توحید و تحقیق مسئلہ وحدت وجود کی تلقین کرتے۔ اگر گاہی بمقتضی مقید علم کسی کوئی شبہ یا اشکال پیدا ہوتا۔ تو فرماتے۔ کہ اس قسم کے شکوک و شبہات ابتدا مین رونما ہوا کرتے ہین لیکن رفتہ رفتہ یہ تمام پردے کھل جاتے ہین اور جمال یقین خود بخود متجلی ہوجاتا ہے یہ ضرور ہے۔ کہ علی الدوام اس خیال مین رہے۔ اور جسقدر رسائی ہوسکے اس مین کوشش و سعی کرتا رہے۔ اور یہ شعر پڑھتے۔ ؎

Marfat.com

جزاهم الله تعالیٰ عن المسلمین خیرا الجزاء وافاض علیهم رحمة السماء انتہے۔ مختصراً۔

شرح فتوح الغیب کے اخیر مین صدیق حسن خان سید نجاری لکھتے ہین۔ کہ ترجمہ حضرت شارح یعنی شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ کا کتاب مآثر الکرام واتحاف النبلاہین لکھا گیاہے۔ اور کمال شہرت مستغنی عن الذکر ہے۔ اسواسطے ان کا ترجمہ بھی نہین لکھا۔ اسجگہ اطلاع دینا تاریخ ولادت وفات پر کفایت کرتا ہے۔ شارح ذوالمجد والعلا جناب شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ سوانکے فضایل علمی وعمل بھی اتنے ہین کہ واصف ان کی وصف سے قاصر ہے۔ انکی ساری تصانیف ایک سے ایک بہتر وسودمند تر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو ایسی زبان شیرین اور سخن نمکین عطا فرمایا۔ جسکا لطف اصحاب دل جانتے ہین۔ یہ اپنی طرز بیان وحسن تقریر مین جوہر فرد زمانہ تھے۔ عالم باعمل۔ حافظ کتاب اللہ۔ فقیہ۔ متفق۔ محدث زمن حاج بیت اللہ۔ زائر رسول اللہ۔ مدرس بے نظیر۔ مفتی خوش تقریر۔ احد الصلحار۔ واحد العلمار۔ فخر ہندوستان۔ نازش اہل ایمان تھے۔ انکا اسم شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی البخاری ہے۔ انہون نے اپنا ترجمہ خود اپنی کتاب اخبار الاخیار کے خاتمہ مین زیب قلم فرمایاہے۔ یہ طریقہ مین مرید سیّد موسےٰ[1] ممدوح قدس سرہ کے تھے۔ یہ سیّد موسیٰ اولاد حضرت ماتن حضرت غوث صمدانی مین تھے۔ ان کی کنیت ابوالمجد تھی۔ ۲۲ سال کی عمر مین سارے علوم کی فضیلت سی فارغ ہوکر مسند افادہ پر بیٹھے تھے۔ عنفوان جوانی مین حرمین شریفین کا سفر کیا اور اولیار کبار وصلحار نامدار کی صحبت پائی۔ اور تکمیل فن حدیث فرمائی۔ ۵۲ برس تک جمعیت ظاہر وباطن کے ساتھ متمکن رہے۔ اور نشر علوم مین اوقات عزیز کو صرف کیا۔ ان کی جملہ تالیف صغیر وکبیر ۱۰۰ مجلد ہے اور بحسب شمار ابیات ۵۰۰۰۰

[1] شیخ موصوف کے جداعلےٰ آغا محمد ترک سلطان محمد علاء الدین خلجی کے عہد مین دہلی تشریف لائے تھے اور مقرب سلطان مذکور تھے۔ علائے زمانہ کے بعد عہد دولت قطب الدین وتغلق شاہ پھر ممتاز دسرافراز رہے۔ اخیر مین بوجہ موت اولاد کثیر وجاہ واحتشام کو چھوڑ کر سیاہ لباس پہنکر خانقاہ شیخ صلاح الدین کے معتکف ہوگئے۔ ۱۲

Marfat.com

پانچ لاکھہ تک پہونچتی ہے۔ ۹۵۸ھ ماہ محرم مین پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۵۲ھ مین تمام الہی
وکشادہ پیشانی کے ساتھہ وفات پائی۔ تاریخ ولادت۔ "شیخ آدلیا" ہے اور تاریخ
رحلت "فخر العالم"۔ قبر شریف دہلی مین جو کنار حوض شمسی پر واقع ہے۔ حضرت شیخ
احمد سرہندی مجدد الف ثانی ان کے معاصر ہین ان سے کچھہ باہم نقار ا گیا تہا۔
لیکن انجام صفائی قلب ہوگئی۔ اور پردہ بشریت وغشاوہ جبلت درمیان سے
اُٹھ گیا۔ وھکذا شان اھل اللہ تعالی فی کل زمان ومکان۔ یہ بہی کچھہ ترجمہ جناب
موصوف کا نہین ہے۔ بلکہ ایک قطرہ ہے بحر محیط سے یا ایک ذرہ ہے صحرا بسیط سے
ہر چند یہ مقید مذہب حنفی تہے۔ اور اپنی کتب فقہ مین تائید حنفیہ بہت کی ہے لیکن
نفس الامر مین بغایت درجہ منصف تہے۔ ان کو ایک محبت خاص اور فریفتگی مخصوص
تہی۔ ساتھہ حضرت ماتن (حضرت غوث صمدانی) رضی اللہ عنہ سے۔ جسکے آثار انکی
کتاب اخبار الاخیار وغیرہ تالیفات سے ظاہر ہے۔ اسی طرح ایک عجیب غلبہ الفت
وشیفتگی کا ساتھہ جناب سرور انبیاء صلعم کے تہا جس طرح کتاب مدارج النبوت اور
جذب القلوب سے ثابت ہوتا ہے۔ انتہے لفظا۔

کاتب حروف نے بہی آپ کی مرقد شریف کی زیارت سے فیضیابی حاصل کی
اور کشش عجیب اور دلبستگی غریب اس بقعہ شریفہ مین معلوم ہوئی رحمۃ اللہ علیہ
وعلی اولادہ ووالدیہ بجرمۃ النبی وسیطیہ۔ چونکہ حضرت شیخ محدث ہند کی بیعت کا
تذکرہ متعلق حضرت ممدوح ہے۔ اسلئے ہم اس کا ذکر خود زبانی حضرت محدث الہند
کرتے ہین۔ جس سے ان کے ترجمہ پر بہی روشنی پڑیگی۔ اور یہ بہی معلوم ہوگا۔ کہ کس
مہما پایہ ظل النبی کے سایہ مین چتر سعادت حاصل کیا۔ اور کس طریق سے کیا۔ کتاب
اخبار الاخیار کے خاتمے مین بزبان فارسی جن کلمات طیبہ مین انہون نے اس مبارک
مضمون کو ادا کیا ہے۔ ترجمہ بلکہ حاصل ترجمہ مین وہ لذت کہان۔ خیال تو یہی تہا
کہ بعینہ اسکو نقل کیا جائے۔ لیکن بعض احبانے اصرار کیا۔ کہ گو واقعی بات تو
یہی ہے۔ مگر زمانہ نے فارسی کو نابود نہین۔ تو قریب قریب معدوم کے کردیا۔ پہر اسکا

Marfat.com

فائدہ چند افراد پر محدود ہوگا۔ عام لوگ بے بہرہ رہ جائینگے۔ بنا بران اس عبارت کو اُردو کا تنگ جامہ پہنا کر جلوہ گر کرتا ہون۔ فرماتے ہین۔ کہ میرے والد ماجد ضعیفی و پیری کے زمانہ مین مجھہ ہی سے مشغول خاطر تہے۔ مین ۳ یا ۴ سال کا تہا۔ کہ ان کو بوجہ مرور جوانی و فقدان باران غمکسار سخت مرض لاحق ہوئی۔ اس مرض مین رفع تکلیف اور رفع دلگیری و گھبراہٹ کا مین ہی علاج تہا۔ مجھے اپنی جوار رحمت و کنار عنایت سے جدا نہ کرتے۔ اور تربیت فرمایا کرتے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اُسی لڑکپن کے زمانہ مین ملفوظات بزرگان طریق میری حلق جان مین ڈال کر تربیت باطنی کو ضمیمہ شفقت ظاہری بناتے طرز طریق۔ تفہیم کا وہ انداز تہا۔ کہ سبحان اللہ۔ مین بہی بحکم فطرت اور مقتضی جبلت ان کلمات ہدایت سمات کا شیدائی و دلدادہ ہو جاتا۔ آپ بوجہ ضعف و کمزوری خاموش ہو جاتے۔ تو مین اپنی پستی کو فراموش کر کے بڑے خبردارون کی طرح التماس اعادہ اس افادہ کا کرتا۔ وہ بعض کلمات جن سے خصوصیات وقت بہی تہی۔ میرے خزانۂ خیال مین ابتک محفوظ ہین اس سے زیادہ تعجب انگیز وہ حکایت باحلاوت دودھ چہڑانے کی ہے۔ جو مجھے اس وقت ایسی یاد ہے۔ کہ گویا اسی روز کا واقعہ ہی۔ فرماتے ہین۔ مین جس زمانہ مین تحصیل علوم مین سرگرم و کوشان تہا۔ شب و روز علم کا تذکرہ اور بحث و تکرار تہا۔ والد ماجد نے یہ وظیفہ کر لیا تہا۔ کہ شب کو اپنے پاس رکہتے اور اپنی ہمکلامی مین قبول فرما کر محظوظ ہوتے۔ مین نے بہی رفتہ رفتہ علوم مین دستگاہ حاصل کر لی تہی۔ آپ مسائل مشکلہ علم توحید و تحقیق مسئلہ وحدت وجود کی تلقین کرتے۔ اگر گاہی بمقتضی مقید علم کسی کو کوئی شبہ یا اشکال پیدا ہوتا۔ تو فرماتے۔ کہ اس قسم کے شکوک و شبہات ابتدا مین رونما ہوا کرتے ہین لیکن رفتہ رفتہ یہ تمام پردے کہل جاتے ہین اور جمال یقین خود بخود متجلی ہو جاتا ہے یہ ضرور ہے۔ کہ علے الدوام اس خیال مین رہے۔ اور جسقدر رسائی ہو سکے اس مین کوشش و سعی کرتا رہے۔ اور یہ شعر پڑہتے۔ ؎

Marfat.com

لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب سوئے او می خیز اور امی طلب

پھر ابتدائے حال کیطرف توجہ فرماتے ہین۔ کہ مین نے والدہی کی خدمت مین دو تین ماہ مین قرآن شریف ختم کر لیا۔ خدا تعالےٰ نے میرے والد ماجد مین وہ عنایت اور توجہ۔ اثر اور خاصیت رکھی ہتی۔ کہ مجھے لکھنے کی مشق کی طرف توجہ دلائی۔ خدا جھوٹ نہ کہلائے۔ ایک ہی ماہ مین مجھے قدرت کتابت و سلیقہ انشاء بفضل ایزدی حاصل ہو گیا۔ پھر مجھے نظم شروع کرائی۔ چند اجزا بوستان و گلستان۔ دیوان حافظ مین نے پڑھ لئے۔ حفظ قرآن شریف کے بعد میزان الصرف یاد کرائی۔ مصباح اور کافیہ تک خود پڑھایا۔ میری طبع زود رس پر فرماتے کہ انشاء اللہ تو بہت جلد دانشمند ہوگا۔ فرماتے خدا وہ دن کرے۔ کہ تو عالم و فاضل ہو کر درس و افادہ پر بیٹھے۔ اور مین و سادہ پیری پر تکیہ لگا کر بیٹھون بگاہ گاہ کتب کی تعداد بیان کر کے فرماتے کہ اتنی کتابین جب تو پڑھ لے گا اور ہر ایک علم کی ایک ایک مختصر یاد کر لیگا۔ تو پھر برکت و سعادت کے در وازے تجھپر کھل جائینگے۔ اور تمام علوم بے تکلف حاصل ہونگے۔ ان کی دعا کی برکت اور پاک یقینی نے یہ اثر کیا۔ کہ مین تحصیل علوم مین وہ سرعت حاصل کی۔ کہ جسکو طی الزمان لامکان کے ہمشکل بنا دیا۔ کافیہ۔ لب۔ ارشاد کی تو ایک ایک جزو یومیہ یاد کر لیتا۔ اگر صحیح اور منقح کتاب میرے ہاتھ آجاتی۔ تو پھر یہ حاجت نہ ہوتی۔ کہ اُسے استاد کے سامنے دہرایا جائے۔ معلوم نہین اس زمانہ مین کیا عقل و فہمید تہی۔ کہ کسی علم کی کتاب مغلق کیون نہ ہو۔ اس کا اول یا آخر ضرور تا عبور کئے بغیر نہ چھوڑتا۔ بارہ تیرہ سال کے سن مین شرح عقاید و شرح شمسیہ کا سبق شروع تہا۔ ۱۵-۱۶ سال کا مین تہا۔ کہ مختصر و مطول ختم کر دیگئی۔ ایک سال کے بعد باقی علوم عقلی و نقلی جو ضروری تہے۔ وہ بہی تمام کر لئے۔ بعد ازان ماوراء النہر کا گشت لگا کر بعضے دانشمندون کے درس مین حاضر ہوا۔ اور نہایت جان فشانی سے شب و روز محنت کر کے وہ کمال حاصل کیا کہ ہے خود تعجب آتا ہے۔ کہ کیونکر حاصل ہوا۔

Marfat.com

اگر مین اس نعمتِ علمی کا سو سال ہی شکریہ ادا کرتا ہون۔ تو بھی ادا نہ ہوگا۔ طبع خداداد کی وہ تیزی تھی۔ کہ بعض اوقات بحث کے موقعون پر ایسے مفید سخن طبعزاد برامد ہوتے کہ خود اُستادون کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا۔ کہ عبدالحق! ہم تجھہ سے مستفید ہوتے ہین۔ جو کچھ ہم نے تجھے پڑھایا ہے۔ وہ اس قابل نہین۔ کہ ما را بر تو منتے باشد۔ اخیر عمر مین فرمایا کرتے۔ کہ جسقدر شوق و ذوق و طلب علوم ظاہری کے لئے تھا۔ اگر در طلب مولی و ریاضت باطن کیطرف ہوتا۔ تو کچھ اور ہی ترقی و عروج حاصل ہوتا۔

ایک دفعہ کا ذکر کرتے ہین۔ کہ چند طلبۃ العلم باہمدگر یہ سوال کر رہے تھے۔ کہ تحصیل علم مین ہماری کیا نیت ہے۔ کسی نے تکلفاً و تصنعاً یہ کہدیا۔ کہ مقصود معرفتِ الٰہی ہے۔ کسی نے سادگی اور راستی سے حطام دنیوی کا نام لیا۔ پھر مجھ سے بھی سوال کیا۔ کہ تیری کیا نیت ہے مین نے جواب دیا۔ کہ یہ تو مجھے معلوم نہین۔ کہ میرے علم کا گل کیا رنگ بو پیدا کرے گا۔ لیکن فی الحال تو یہ خیال ہے۔ کہ گذشتہ علماء و صلحاء نے کشفِ حقیقت معلومات مین کیا دُر افشانی کی ہے۔ فرماتے۔ یہی ابتدائے طفولیت سے مجھے یہ معلوم نہین کہ کھیل کسے کہتے ہین۔ نیند کیا ہے۔ مصاحبت کس چیز کا نام ہے۔ آرام و آسائش کا کیا مفہوم ہے۔ سیر و سیاحت کون بلا ہے۔ مجھے یاد نہین۔ کہ بوجہ شوق تحصیل علوم کبھی وقت پر کھانا کھایا ہو۔ اور با وقت ضبط نیند کی ہو۔ مین سردی گرمی کی پرواہ نہ کرکے مدرسہ دہلی مین حاضر ہوتا۔ جو میرے گھر سے دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور لطف یہ کہ صبح سے پہلے مدرسے پہنچ جاتا۔ اور چراغ جلا کر ایک جزو یا کم بیش کا مطالعہ بھی کرلیتا۔ گاہ ایسا اتفاق بھی ہوتا۔ کہ شروح سے بعض حواشی پیچیدہ لکھہ بھی لیتا۔ مجھے والدین بعض وقت کھیلنے کے لئے فرماتے۔ کہ دل بہلا لو۔ مین جواب دیتا۔ کہ کھیلنے سے خوشدلی مقصود ہوتی ہے۔ اور میرا دل علمی کتب کے دیکھنے سے مسرور ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہین۔ کہ با اینہمہ شوق و ذوق علمی یہ بھی تھا۔ کہ اوراد و شب خیزی۔ کثرت نوافل۔ مناجات بحد سے تھی۔ کہ مردم حیران ہے۔ خدا تعالے کا شکر ہے کہ

Marfat.com

اب تک وہی حالت ہے۔ کہ تعلیم و افادہ پر کمر چست اور محنت ریاضت پر مشاق ہون۔ چونکہ والد بزرگوار نے یہ بار بار فرمایا تہا۔ کہ بابا طلائی خشک و ناہموار بناشے دائما دہ پیش نظر رہتا ہی عشق و محبت الٰہی کے خمار کا طلبگار رہتا ہون یہ دیکہا ہوا تہا۔ کہ سالک بجز دست پیر ہالک ہے۔ وسوسہ شیطانی سد راہ ہو جاتا۔ کہ با این ہمہ علم و دانش دست بدگری دادن موجب ذلت ہے۔ کبھی کوئی خیال پیش ہوتا۔ کبہی کوئی ریب رونما ہوتا۔ آخر الامر بمشورہ ہمنشینان بھی بیکار رہا۔ جز استخارہ حق کوئی صورت نرہی۔ بعد استخارہ مین اپنی عقل سے علیحدہ ہو کر دیوانگی کی طرف دوڑا ؎

زین خرد بیگانہ می باید شدن　　دست در دیوانگی باید زدن

خدا کے فضل نامتناہی سے میرے وسواس زائل ہو گئے۔ حرمان اور یاس رفو چکر۔ حصول راحت ہمدم۔ پس مین نے تمام تعلقات سے دست شوئی کر لی۔ اور اغیار سے قطع کر کے دل کے دروازہ پر نشست کر لی۔ کہ دیکہئے کونسا دروازہ کہلتا ہے۔ اور کیا راہ نمودار ہوتی ہے۔ ناگاہ بحکم ما خاب من اناب جو اللہ کیطرف رجوع کرتا ہے۔ وہ خائب خاسر نہین ہوتا۔ مجہے ہادی گم گشتگان۔ چارہ گر بیچارگان نے اپنے طرف کہینچا۔ اور اس بینوا کی گردن مین سلسلہ شوق ڈال کر کشان کشان اپنے بیت مین لیجا کر منزل مراد یعنی بدرگاہ حبیب خود صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مقیم کر دیا۔ الحمد للہ کہ اس حریم مرحمت و عنایت سے محروم واپس نکیا۔ اور مجہے اس خبیر بشیر۔ نذیر کی جناب سے اشارتے و بشارتے حاصل ہوئی۔ کہ مین اس کا شمہ بہی بیان نہین کر سکتا۔ مجہے یقین ہو گیا۔ کہ گوہر مراد حصول ہے۔ اور وصول مقصد عجول۔ یہ خیال واثق ہو گیا۔ کہ اب مین سفینہ نوح مین سوار ہون۔ بساحل نجات پہونچا کہ پہونچا۔ اور یہ القا ہوا۔ کہ دامن حضرت غوث صمدانی و محبوب ربانی سیدی سندی شیخ عبد القادر جیلانی مضبوط و مربوط ہو۔ لکہتے ہین میرا اعتماد بصاحب قدم ہے۔ جو مالک رقاب اولیا ہے۔ کوئی سالک منزل مراد کو نہین پہونچتا جب تک اپنا سر اس جناب کے پاؤن کے نیچے نہ کرے۔ وہی سر با سعادت ہے۔ جو

Marfat.com

اس جناب عالی کا پائمال ہے۔ جو کچھ کہ اس عالی طلائی سلسلہ کے پدران نے حضرت محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ سے وراثتاً حاصل کیا۔ وہ سب یکجا ہو کر حضرت غوث صمدانی قدس سرہ کے حصہ مین آیا۔ مال کا حصہ تو برابر بٹتا ہے۔ لیکن فیوضات حالی مین برابری چہ برادری نہین۔ پس وارث بہت ہوئے۔ لیکن بات یہ اگر دوسرے قطب ہین۔ تو یہ قطب الاقطاب ہین۔ اگر دوسرے سلطان ہوئے۔ آپ سلطان السلاطین ہین۔ کیون نہ ہو محی الدین ہین۔ ایجاد دین حی قیوم جل جلالہ سے ہوا۔ زندگی دین بفضلہ تعالےٰ ان سے کرائی گئی۔ غوث الثقلین بہی انکا شان ہے، کہ جن وانس بوے پناہ جوینڈ۔ محدث دہلوی فرماتے ہین۔ مین بکس بہی۔ انہین کی پناہ مین ہون۔ اور اسے درگاہ پر پڑا ہوا ہون۔ وہی مجھ بے کس کے کس ہین۔ اور انہین کا لطف فریاد رس ؎

غوث اعظم دلیل راہ یقین ۔۔۔ بیقین رہبر اکابر دین ؛
شیخ وارین ہادی ثقلین ۔۔۔ زبدۂ آل سید کونین ؛
بادشاہ ممالک قربت ۔۔۔ رہِ نورد مسالک قربت
اوست درجملہ اولیا ممتاز ۔۔۔ چون پیمبر درانبیا ممتاز
اولیا بندہاش از دل وجان ۔۔۔ قدم او بگردن ایشان ؛
وصف تعریف زمن نہ نکوست ۔۔۔ خود کرامات او معرف اوست
من کہ پروردۂ نوال ویم ۔۔۔ عاجز از مدحت کمال ویم
ہمہ دم غرق بحر احسانم ۔۔۔ اے فدائے درش دل وجانم
دردو عالم باوست امیدم ۔۔۔ ہست بادے امید جاویدم

مین امید کرتا ہون۔ کہ اگر بیراہ ہو جاؤنگا۔ وہ رہبری فرمائینگے۔ اگر عاجز و اپاہج ہو جاؤنگا۔ دستگیری کرینگے۔ حضرت غوث صمدانی کی اُن بشارتون کے مضمون سے جو انہون نے اپنے محبون کو فرمائین۔ دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ حضرت غوث صمدانی نے فرمایا۔ کہ قاضی الحاجات نے

Marfat.com

مجھے ایک پروانہ عطا فرمایا۔ جس مین میرے مرید دن کے نام مکتوب ہین۔ جو قیامت تک ہوتے رہینگے۔ اور اُن سب کو میری طفیل بخشدیا۔ اور ان کے تمام جرائم معاف کردئے۔ شیخ دہلوی لکھتے ہین۔ کہ اگر میرا نام بھی اس فہرست مین مکتوب ہے۔ تو پھر مجھے کیا غم ہے۔ پھر تو حسب مدعا مطلب برآری ہوئی۔ پھر لکھتے ہین۔ کہ مین نامراد بھی انہین کا مرید ہون۔ لیکن قبول کرنا یا رد انہین کے ہاتھ ہے۔ مین تو ان کا خواہان ہون۔ لیکن اُن کی خواہش انہین کی تفویض مین ہے۔ پھر لکھتے ہین۔ کہ نسبت بوے کردم وپناہ بدرگاہِ او بردہ۔ لیکن یہ یقین ہے۔ کہ جب یہ سعادت ازل سے میرے نصیب تہی۔ کہ مین شیفتہ ووالا اس درگاہ کا ہون۔ تو ضرور ابد تک یہ سعادت ونعمت میرے شاملِ حال رہیگی۔ جبکہ مجھے اپنی بیہوشی نہ تہی۔ تب بھی انکا نام نامی واسمِ گرامی میری لوحِ دل پر کندہ تہا۔ ؎

ما بعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم کہ گرفتاریٔ ما با تو زروز ازل است

حضرت کی جاذبہ محبت مجھے خود بخود کھینچتی تہی۔ مگر ابھی مقدور نہ تہا۔ ان کا کرشمہ عنایت بلاتا۔ لیکن مجھے شعور نہ تہا۔ خلاصۃ المرام یہ کہ حضرت غوث صمدانی قدس سرہ کا لطف ہمیشہ ظاہر وباطن میرے شامل رہا۔ چونکہ میرا والد ماجد اس بارگاہ عالی کے دروازہ کی خاک تہا۔ مجھے بارہا فرمایا۔ کہ نسبت وارادت ویقین بآنجناب مضبوط ومربوط ہو۔ لیکن افسوس کہ عمر کا اکثر حصہ بے توسل بجناب بادشاہِ عالم پناہ فنا کردیا۔ جسطرف قدم رکھا۔ محروم رہا۔ چند دفعہ اشارات۔ بشارات غیبی واستغوا الیہ الوسیلہ مسموع ہوئے۔ اور مین اس فضیلت کی طلب مین جویان وپویان رہا۔ لیکن کوئی ایسا عالی ہمت صاحب مکرمت نگاہ مین نہ آیا۔ کہ جس سے اطمینان قلبی حاصل ہوتا۔ میرا یہ پختہ مصمم عزم بالجزم تہا۔ کہ واہب العطیات کوئی ایسا شہباز راہ عطا کرے۔ کہ جسے بسرورِ عالم دینی اور طینی دونون کمال حاصل ہون۔ قرابت جسمانی باقرب روحانی کا پورا مصداق ہو۔ ہاتھ مین ہاتھ ملانے سے جو مطلب ومقصد ہے۔ پوری کامیابی کے ساتھ میسر ہو۔ پھر تو ہاتھ دونگا۔ اور پاؤن

Marfat.com

پکڑ لونگا۔ بلکہ تا زیست روندا جاؤنگا۔ دم بھی اگر نکلے۔ تو تحت قدم نکلے۔ اسی تمنا
مین تہا۔ کہ آخر میری صدق نیت کا پودا نمودار ہوا۔ اور اخلاص کا شجر بارور۔
یرزقہ من حیث لایحتسب کا مضمون جلوہ گر ہوا۔ کہ میرے سر پر عیسے نفس پہونچا
کہ ہر نفس اس کا اسمان معرفت کا مائدہ نازل۔ اور ہر کرشمہ اسکا عید اور سرور اواخر
واوائل تہا۔ موسی مقام کہ شعشعان جمال اس کا شجرہ وحدت سے طالع اور
نور اس کا حقیقت طور سے لامع۔ خلیل مثال کہ اس کا خوبصورت رخسارہ بوستان
خلت اور گلستان دین وملت تہا۔ مصطفے جمال کہ اس کا دہن نمکدان خوان انا
املح اور اسکی زبان تبیان قرآن کہ انا افصح کی نقارہ زن تہی۔ مرتضے کمال
کہ اس کا سینہ بے کینہ باب مدینہ علم وفتوح اور اس کا دل ابواب اسرار
کشف مفتوح۔ حسن سیرت وارث مرتبہ وانك لعلے خلق عظیم ونائب منصب
بالمومنین رؤف الرحیم۔ حسین سیرت۔ کہ مصدوق ویطہرکم تطہیرا کا اور مصداق
الا المودۃ فی القربے کا۔ اوصاف مین زین العابدین امام الصادقین۔ السید النقے
التقے والعلوی العلی المہدی ہمنام کلیم اللہ محبوب حبیب اللہ ؎

احمد خوئے کہ عالم بندۂ اوست　　یوسف روئے کہ ماہ شرمندۂ اوست
عیسی نفسی کہ جان ودل زندۂ اوست　　موسی کہ لقائے دوست خواہندۂ اوست

جسقدر مناقب وکلام حضرت کلیم اللہ کے حق مین وارد ہوئی۔ اس پاکباز پر صادق
اور اسکے حال پر موافق ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید قلب موسی پر اس کو پیدا
کیا۔ یہ منقبت افزون ہے۔ کہ یہ جگر گوشۂ محمد ہے صلے اللہ علیہ واولادہ۔ اگرچہ
وہ مقتدائے اولیاء عالی مرتبت رسول اور پیغمبر ہے۔ ؎

اے دیدہ بیا بقائے منظور ببین　　آن جبہ وآن جمال وآن نور ببین
در وادی ایمن بمحبت بگذر　　موسے وہم درخت وہم طور ببین

وہ ایسا حمیدہ صفات۔ جانشین حامد۔ وارث مقام محمود واقع ہوا۔ کہ اگر بڑے
سے بڑا ثناخوان انکے محامد اوصاف کو شمار کرنا چاہے۔ تو گنتے گنتے بے اختیار

Marfat.com

ہوکر کہہ اُٹھیگا۔ کہ میرے احاطہ سے باہر ہے۔ الحاصل جب یہ آفتاب دین و دولت طلوع ہوُا۔ تو مین نے یقین کرلیا۔ کہ میرا طالع زورون پر ہے۔ مین نے بمجرد اس کے کہ میری آنکھین اُن کے جمال سے روشن۔ میرا دل نورانی اور جان مسرور ہوگئی۔ بمجرد نظر اول میرا دل بے اختیار ہوگیا۔ مین حضور کے پائے عزت کو بوسہ دے کر یہ شعر پڑہا۔ ؎

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم لاجرم روئے ترا دیدم واز جا رفتم

بعد ازان مین نے اپنی جست وجو کی گفت گوئے سے زبان کہولی۔ اور عرض حال کی مقال مین مشغول ہوُا۔ لیکن وہ بصفائی باطن میرا ظاہر و باطن سب جانتے تھے۔ اور مقصد و مقصود سب سمجھے ہوئے تھے۔ میری سچی پیاس کی تحقیق و تفتیش کے امتحان کے مرحلہ پر فرمایا۔ کہ اے تشنہ کام۔ ہم سب ایک نہر کی جداول مین۔ اور ایک سمندر کی نہرین۔ مجھے یقین ہے کہ تو اس بحر کا طالب ہے۔ جو سیراب کنندہ عالم ہے۔ لیکن مین نے جس سمندر کا حصہ لیا ہے۔ جسکا تو آکر طلبگار ہوُا۔ اسی طرح وہ لوگ جو ہماری شرکت جو ہین۔ اور اپنے آپ کو اس بحر کی نہر کہتے ہین۔ ان کے پاس بہی جاکر اپنی تشنہ کامی دکہلا۔ بعد ازان جس نہر کا پانی شیرین تر ہو۔ اُسے نوش جان کر۔ اگر یہ نہ ہوسکے۔ یا نہ کرسکے۔ تو پہر یہ کر کہ خود اسی بحر کیطرف دوڑ اور توجہ کر۔ جسجانب بلاوے یا جہان پہونچائے بہتر ہوگا۔ شیخ دہلوی لکہتے ہین۔ مین یہ سنکر چیخا۔ اور فریاد کی۔ کہ ہائے مین تو سراب تخیل کے چٹن میدان پر حیران اور تحیر کے کنارہ پر ہراسان ہون مجھے بحر سے کیا قربت کہ میری آواز وہان تک پہونچے اور میری کیا شناسائی کہ وہ میری خروش پر گوش رکہے۔ مین تو حضور کے قدمون تک پہونچا ہون۔ جہان چاہین پہونچائین۔ ورنہ میری کیا ہستی۔ اور کیا بساط۔ اسپر جناب نے لب کشائی کی۔ اور فرمایا خبردار ناامید نہ ہو۔ تجھے اس بحر سے اشنائی ہے۔ اور خصوصیت کے ساتہہ ہے۔ اگر نہین ہے۔ تو وہ بحر رحمت سب پر محیط ہے۔ مرکب ہو یا بسیط۔ ہر شخص کو شامل ہے ناقص

Marfat.com

ہو یا کاہل حاشا کہ حاجت کے وقت فریاد کو نہ پہونچے۔ اور درماندگی پر دست گیری نہ کرے۔ لاچار حسب گفتار آن ولد سید الابرار اٹھ کھڑا ہوا۔ دل مضطرب و بیقرار تہا۔ کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ شب کو توجہ بخدا کرکے سویا۔ نیند کیا تہی۔ بخت بیداری تہی۔ اس پہلی رات بشارت ہوئی۔ کہ باب مقصود یہی ہے۔ اور در مطلوب یہی۔ پس عنان اختیار ہاتھ سے جاتی رہی بے توقف حاضر ہوکر اپنا ہاتھ حضور کے ہاتھ مین دیکر بے اختیار پاؤن پر پڑ گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ یہ سعادت و شرف شوال کی چہٹی تاریخ وقت صبح سنہ ۹۸۵ کو حاصل ہوا۔ اللہم لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا۔

القصہ شان حضرت سید جمال الدین موسیٰ پاک شہید عہ منزلتے وارد شیخ عبد الحق محدث دہلوی ملتان بہی زیارت کے لئے آئے۔ چنانچہ اُنکے مکتوبات سے معلوم ہے۔ خزینۃ الاصفیا مین لکہا ہے۔ کہ حضرت سید موسےٰ پاک شہید عالیمقام ہادی خاص و عام۔ ہدایت و ارشاد کی صفات سے موصوف اور زہد و ریاضت مین معروف تہے۔ خلق اور خلق مین وارث شاہ رسالت اور سجادگی غوثیت کے زیب و زین تہے۔ اپنے وقت مین لاثانی تہے۔ ممالک ہند مین کوئی انکا مثیل نہ تہا۔ آپ نسبت اولادی کے ماسوا حضرت غوث صمدانی سے اور نسبت بہی تہی جو اہل خصوص کو ہوتی ہے۔ بارہا بزیارت سرور عالم باریاب ہوئے۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی زیارت کا شرف تو خواب اور بیداری دونو مین ہوتا۔ حضرت سید عبد القادر ثانی رہ سے بہی بلا تعویق کشف قبور مشرف ہوئے۔ اور فیضان حاصل کیا۔ بلکہ بشرف بیعت بہی ممتاز ہوئے۔ بحر الاسرار مین آپکی زبانی لکہا ہے۔ کہ جب میرا والد ماجد بملک جاودانی رحلت کر گئے۔ دنیا و مافیہا ہم پر تاریک ہوگئی قلیل عرصہ کے بعد میرے برادر بزرگ سید عبد القادر نے مجہ سے اس معاملہ مین نزاع پیدا کی۔ کہ خلافت و سجادگی میرا حق ہے اور اس امر کو سلطان وقت تک پہونچایا جسپر علماؤ قضات راؤ سا کو تفتیش اور تحقیق پر مقرر کیا گیا

Marfat.com

رائے نے میرا حق ہونا ثابت کیا۔ لیکن ابہی کوئی فیصلہ نہین ہوا تہا۔ کہ میرے بہائی نے ایک قرآن شریف اور مجموعہ اوراد اور کچھ دوسرے تبرکات بہی لاکر پیش کئے۔ کہ اگر یہ دلیہد ہوتے۔ تو یہ اشیا انکے پاس ہوتے۔ یہ کافی دلیل ہے کہ مستحق سجادگی مین ہون نہ یہ۔ مجھ سے جواب دریافت ہوا۔ مین نے کہا۔ ان سے پوچھ لو۔ کہ یہ تبرکات کب اور کیونکر ان کے قبضہ مین آئے۔ اس پر بڑی بحثین ہوتی رہین۔ آخرالامر یہ قرار پایا کہ خود قرآن شریف سے مشورہ لیا جائے۔ قرآن شریف کہولا گیا۔ پہلے پہل یہ آیت مکتوب تہی۔ فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین۔ چونکہ آیہ کریمہ مین مقولہ حضرت موسیٰ تہا۔ اور متضمن مطلوب من و بطلان شق ثانی تمام حاضرین حیران ہوئے۔ اور یقین واثق ہوگیا۔ کہ جو کچھ مین کہتا ہون وہی حق ہے۔ یہ فیصلہ حکومت تک پہونچایا گیا۔ اور وہان سے یہ نوشتہ آیا۔ کہ طریقت شعار کمال آثار کمال الدین شیخ موسیٰ کے ساتھ جو بڑے بہائی نظام الدین شیخ عبدالقادر کا مدت سے نزاع و مناقشہ بابت خلافت و سجادگی چلا آیا ہے۔ ہم اسکی نسبت بعد تحقیقات حکم دیتے ہین۔ کہ جس قدر معاش مقرر ہوگی وہ سب بہائی حصہ رسدی متصرف ہونگے۔ لنگر کے ۳/۵ حصص بڑے بہائی کے نام اور ۲/۵ حصہ چہوٹے بہائی کے مقرر ہونگے اور مقام اوچ بنام شیخ موسیٰ ہوگا۔ شیخ عبدالقادر حامد پور مین مقیم ہونگے۔ تمام حکام وجاگیرداران وکردیان و عاملان حال و استقبال کو معلوم ہوگا۔ کہ مقام اوچ بغیر کسی کی شراکت کے شیخ موسیٰ کے تصرف و قبضہ مین رہیگا۔ اور وہ بطریق اباواجداد مشغول ہوکر فارغ البالی سے بدعائے قیام دولت اقتدام کرینگے۔ اور کسی کو مقام مذکور مین دخل نہ کرتے دینگے سب کو چاہیے۔ کہ حسب الحکم تعمیل کرین۔ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۹۸۵۔

Marfat.com

اس فیصلہ کے بعد حضرت سید عبدالقادر و حضرت ممدوح دونون کو اپنے دربار و لشکر کا خاصہ و سردار بناکر عزت افزائی کرتا رہا۔ لیکن یہ دونو بزرگان دین مصلح قوم ظاہری مناصب کے عہدہ جلیلہ کے وسیلہ سے منصب باطنی کی انجام دہی مین سرگرمی سے کام لیتے رہے۔ جب دیکھا کہ سلطنت کے ارکان ہی ناشائستہ ہین اور

لہ مولانا عبدالقادر بدایونی جو کہ اکبر بادشاہ کے منتخبین علماء سے تھے۔ اور انہون نے اپنی چشم دید حالات لکھے ہین۔ وہ اپنی کتاب منتخب التواریخ مین حضرت ممدوح اور ان کے بھائی سید عبدالقادر کے مرافعہ کا فوٹو باین عنوان کھینچا ہے کہ سید عبدالقادر خلف الرشید مخدوم سید حامد جہان بخش و برادرش سید موسیٰ پاک شہید سکنائے حامد پور من مضافات ملتان یہ حامد پور لہنگے ہٹے کے نام سے مشہور رہے لکھا ہی کہ مخدوم سید حامد جہان بخش کی وفات کے بعد دونو بھائیون کا بابت مسند نشینی تنازع ہوا۔ اور طول پکڑتا ہوا مغلیہ خاندان کے میرے تاجدار سلطان اکبر المتولد ۹۴۲ھ ہ جو کہ ۱۴ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا تھا۔ اسکے دربار تک پہونچا۔ بیرم خان نے جو کہ قوم کا ترک مذہب کا شیعہ ہمایون بادشاہ کا جرنل۔ اکبر بادشاہ کا آتالیق مخاطب بخان بابا۔ نائب السلطنت تھا۔ ان دونو بھائیون کو فتحپور سکڑی میں جو آگرہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے طلب کیا۔ چونکہ اس سفر مین ان کو سخت تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ بیرم خان انکے حق مین بوجہ تخالف مذہب سوء الارادہ ہی۔ دونون برگشتگان رنجیدہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اگر اکبری انجن کی کل مین یہ ٹکڑا نہ ہوتا۔ تو بہتر تھا۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ آخر کار ارکان سلطنت نے اسکے غرور و نخوت۔ کبر و رفعت سے تنگ ہوکر سلطان اکبر کو اپنے اوڈے پر چڑھا لیا۔ بیرم خان نے توجہ شاہی کی برگشتگی معائنہ کرکے ہچوہا دگرنے نیست کا نقارہ بجاکر بغاوت اختیار کی۔ لیکن مقابلہ مین چکے چھوٹ گئے۔ شکست فاش کھاکر منہ دکھلانے کے قابل نہ رہا۔ چونکہ وہان رہنا مشکل اور ضرر رسان تھا اسلئے معافی طلب کرتا ہوا عازم حجاز ہوا۔ اور رستہ ہی مین بمقام گجرات مارا گیا۔ الغرض یہ دونو برادران دربار مین پہنچے۔ اکبر نے ان دونو بزرگان دین کا اعزاز کیا۔ اور جاگیرین بھی عطا کین اور سید عبدالقادر کو خاص درباری اور سید ممدوح حضرت موسیٰ گیلانی کو فوج افسر بنادیا۔ چونکہ اکبر کے خیالات خراب تھے اور شرع کا پابند نہ تھا۔ منشیات کا بھی خوگیر تھا۔ ایک دن پوست نوشی کے وقت سید عبدالقادر کو بھی طلبا کر پوست نوشی کی تکلیف دی آپنے صاف انکار کیا۔ کہ یہ نہ ہوگا۔ جب آپنے اکبر کو علانیہ فسق و فجور کرتے دیکھا۔ تو یہ خیال ہوا۔ کہ یہان رہنا اچھا نہین۔ موقع کی تاڑ مین رہے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ آپ حسب معمول دربار مین نوافل ادا کر رہے تھے۔ اکبر نے رد کا کہ یہ دربار ہی۔ آپنے فرمایا کیا مضائقہ۔ اور اسی وقت جاگیرات و منصب کی پرواہ نہ کرکے واپس چلے آئے۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کی نسبت لکھا ہی کہ اکبر کو ان کی نسبت غایت درجہ کی خوش اعتقادی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی۔ کہ اکبر نے آپ کو طلب کیا۔ وہ حسب الحکم تحائف لیکر حاضر ہوئے نہایت اکرام سے پیش آیا اور پنج صدی کا منصب بھی عطا کیا اور جاگیرات

قساوت قلبی ان کی مایۂ خمیر ہو گئی ہے۔ اور سلطانی انجن ضلالت کی آگ سے خوب گرما دیا ہے۔ اسلئے یکسوئی اختیار کر کے وطن مالوفہ کو واپس آ گئے۔ القصہ بعد از فیصلہ و امتداد زمان بعض حاسدین از قوم لنگاہان بد اعتقاد حضرت ممدوح کی شہرہ پارسائی و کثرت مریدین پر جل بہنکر درپئے ایذا ہوئے۔ لیکن حضرت ممدوح فرماتے ہین۔ کہ خلاق عالم نے اپنے انعام و اکرام سے مجھے وہ شوق کا شراب پلایا۔ کہ غیر اللہ سے مدہوش کر دیا۔ مصاحبت خلق سے تنفر و اختلاط اغیار سے بیگانگی پیدا ہو گئی۔ ؎ مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کردست۔ بفضلہ تعالےٰ مجھے ایسا غنا قلبی نصیب ہوا۔ کہ کسی اپنے پرائے کی پرواہ نہ رہی۔ یاد الٰہی کا وظیفہ حرز جان اور قوت ایقان تہا۔ ابنائے روزگار جنکا شعار ہی ضرر رسانی تہی۔ وہ باز نہ آئے۔ وہ میری خلوت نشینی سے اور بہڑک اُٹھے۔ رہے سہے مکر احتیال سے حکومت کو اُکسایا۔ لوگون مین بے چینی پیدا کی۔ بہتان و اتہام کا بازار گرم کیا۔ ؎

شرح این ہجران و این خون جگر این زمان بگذار تا وقت دگر

مگر خدا کا فضل شامل حال رہا۔ مین دیکہتا تہا۔ کہ میرے قلب پر اُن کے حملات سے کوئی صدمہ نہ پہنچتا تہا۔ وہ خود نادم و بدنام ہوتے تھے۔

کتاب تیسیر الشاغلین کی ترتیب و تالیف پیش نظر تہی۔ تمام وہ اوراد و دعوات آبا و اجداد سے معمول تھے۔ اس مین یکجا جمع کئے۔ ؎

للہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

بحر السرائر مین لکہا ہے۔ کہ حضرت سلطان الشہدا شیخ موسیٰ پاک شہید رہ را اوراد ے است۔ جامع حافل۔ شامل اذکار و دعوات کہ از آبا و اجداد کرام خود کہ ایشان تالیف کردہ اند بے نظیر و عدیم المثیل است ہیچ مجموعہ اولیا کہ باین تہانت و فصاحت و بلاغت و اسرع الاجابت و جامعیت باشد دیدہ نمی شود۔ بڑی خوبی اس مین یہ بھی ہے۔ کہ بعض کلام کرامت انتظام حضرت غوث الثقلین قدس سرہ

Marfat.com

نقل کرکے اس کی شرح لکھی ہے جس سے زیادتی شوق وظہور انوار اسرار ہوتا ہے۔ اگر طالب صادق اسپر مداومت کرے۔ تو یقین ہے کہ بفضل الٰہی وکرم رسالت پناہی وامداد غوث الثقلین بمقصود دارین پہونچے گا۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ مجموعہ تیسر الشاغلین مطبع صدیقی فیروزپور مین طبع ہوکر شائع ہوچکا ہے لیکن افسوس ہے کہ کاپی نویس غلط نویس تہا۔ یا نسخہ صحیحہ اسے دستیاب نہین ہوسکا آخر الامر نوبت بانجار رسید کہ چند دیہات جو کہ لنگر خانہ پر وقف تہے۔ وہان تشریف لے گئے۔ اور اپنے خدام واہل اعتقاد کو اپنے دیدار فیض آثار سے جلوہ نمائی کرتے ہوئے۔ ایک بستی مین قیام فرمایا۔ لنگاہان نامنجار نے اس بستی پر غارت کا ہاتہ پسلایا۔ فریاد وفغان کا شور وشغب آپکی سمع مبارک تک پہونچا دریافت کیا۔ کہ کیا واقعہ ہے۔ لوگون نے عرض کی۔ کہ لنگاہان غارت پر تلے ہوئے ہین۔ آپنے فرمایا۔ اشارہ صحیح ہوا۔ بس زمان رحلت قریب ہے۔ آپ بسواری فیل نہایت اجلال وشوکت کے ساتہہ بمعہ چند ہمراہیان اُن کی طرف گئے۔ لنگاہ آپ کی سواری دیکہتے ہی فرار ہوگئی۔ لیکن سلطان لنگاہ نے چہپ کر ایک تیر حضرت پیر کو تاک کر مارا۔ جو حضور کے وجود کرامت آمود کے پہلو پر پہونچا۔ چونکہ یہ شقاوت سلطان الاشرار کے ناصیہ پر کندہ تہی۔ آپ اس تیر کے صدمہ سے شہید ہوگئے۔ وکان ذالك ثلث وعشرین من شعبان سنہ ۱۰۱۰ھ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بحر الاسرار مین لکہا ہے کہ وہ شیطان لنگاہ ایسی مرض مین مبتلا ہوا۔ کہ اس کی زبان کتے کی مانند نکلی ہوئی تہی۔ آماس شدہ ہوکر بدبودار ہوگیا۔ ہاتہ پاؤن مین برص نمودار ہوئی۔ آخر کار مضمون اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر کا مصداق ہوکر مردار ہوا۔ اور جو اسکے ہمراہی تہے۔ وہ بھی گوناگون کی امراض مین مبتلا ہوکر ہلاک ہوئے۔

حضرت پاک شہید روز چہارشنبہ بہرون کے بعد بمقام آوچ پائین والدہ

Marfat.com

خود مدفون کئے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے والد ماجد نے کسی صالح کو خواب مین فرمایا۔ کہ فرزند م قطب زمان ہے۔ اسے ہماری پایان سے نکال کر کسی دوسری جگہ رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ بوجہ ادب ہم پاؤن سنگیڑے ہوئے ہین۔ بموجب ارشاد خیر العباد وہان سے مہنگے ہٹی لائے گئے اور وہین خانقاہ بنائی گئی۔ اب تک وہ موجود ہے۔ اور متبرک آستان سمجھا جاتا ہے۔ اور بطور یادگار مجمع ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت کے صاحبزادہ حضرت شیخ حامد گنج بخش ملتان رہتے تھے۔ اور قوم رندان آپکے مرید تھے۔ اور بہت سی زمین بطریق نیاز پیش کی ہوئی تھی۔ انہین اشارتاً و بشارتاً یہ معلوم ہوا۔ کہ آپ حضرت پاک شہید قدس سرہ ملتان مین دفن ہونا پسند کرتے ہین۔ بانیوجہ حسب الاشارہ گھوڑا سجا کر مرقد شریف پر لائے۔ اور صندوق نکالکر سوار کر دیا۔

بحر الہدایہ مین لکھا ہے کہ بمجرد سوار کرنیکے گھوڑے کی باگ پکڑلی۔ اور ملتان کا رستہ لیا۔ باوجود اسکے کہ مہنگی ہٹی مین ۱۵ سال مدفون رہکر برآمد ہوئے تھے لیکن آپ کا وجود مسعود بالکل متغیر نہ تھا۔ عالم حیران تھا۔ کہ یہ عجیب ماجرا ہے اسی بقعہ شریفہ مین جہان اب روضہ منورہ ہے۔ دفن کئے گئے۔ یہ روضہ عجیب دلکش بنا ہوا ہے مزار مقدس سے انوار الٰہی نمودار ہوتے ہین۔ مخلوق خدا کا جمگھٹا رہتا ہے۔ استجابت دعا کیلئے بابرکت مقام ہے۔ کثرت سے شہر و مضافات کے نواح کے لوگ بوجہ زیارت و مقام استجابت سمجھکر باریاب ہوتے ہین اور مستجاب الدعوات ہونے کا شرف حاصل کرتے ہین۔ شب جمعہ کی کثرت زائرین خصوصیت دارد۔ ملتان دارالامان اگرچہ بزرگون کے وجود مسعود سے نہایت بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اور اس بقعہ مبارکہ مین کثرت سے تقدسمآب حضرات مدفون ہین لیکن جسقدر انوار۔ تجلیات۔ لمعات۔ اس مقدس بارگاہ پر جلوہ گر ہین۔ اور جسقدر زائرین کا انبوہ اس درگاہ پر ہوتا ہے۔ وہ صاحب روضہ کی امتیاز و علوشان کی کافی دلیل ہے۔ یہ درگاہ شہر ملتان کے بیچون بیچ سے کسی قدر جنوب

Marfat.com

کیطرف برستہ پاک دروازہ لب بازار واقعہ ہے۔ کہتے ہین چونکہ موسیٰ پاک شہیدؒ قدس اللہ سرہ العزیز کی سواری بعد الوفات منگہی ہٹی سے اسی دروازہ سے نمودار ہوئی تہی۔ اسلئے اس دروازہ کا نام بوجہ مرور پاک شہیدؒ پاک دروازہ ہوا۔ اسی طرح چونکہ حضرت مستورات وحرم محترم کا ورود اسی دروازہ سے ہوا۔ جو پاک دروازہ سے غربی طرف ہے۔ اسلئے وہ دروازہ بحرم دروازہ مشہور ہوا۔

حضرت ممدوح قدس سرہ کے ورودِ اجلال سے باشارات وبشارات آج تک یہ رسم قایم ہے۔ کہ خوش اعتقادانِ اہل اسلام جنازہ کے لئے تفاؤلا اس مقدس بارگاہ کے سامنے دُعا خیر کہتے ہوئے پاک دروازہ سے گذرتے ہین۔ چونکہ بعض موقعونپر حضور ممدوح کے بعض غیر اسلام شیدائیون کو بوجہ برکت ہم صحبتی و خوش اعتقادی مرتے ہوئے اسلام نصیب ہوا۔ اور ان کے پس ماندون نے اس کے جنازہ کو بوجہ وصیت اس درگاہ کے سامنے سے گذران کر بموجب رسم آبائی جلانے کے لئے مردہ سوخت مقام مین لیجا کر جلانا چاہا۔ تو آگ نہ لگی۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ یہ اس دُعا کا اثر ہے جو حضرت سمی کلیم اللہ حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کے پاک دہن سے نکلی تہی۔ کہ اسے آگ سے بچانا۔ اور یہ بہی خیال ہوا۔ کہ شاید روضہ مقدسہ کے سامنے سے گذرنے کا یہ اثر[1] ہو۔ متعصبین غیر اسلام نے اب یہ التزام کیا ہوا ہے۔ کہ مہما امکن اپنے مردہ کو اس درگاہ عالیجاہ کے رستہ سے نہین لاتے بعض لامذہب مسلمان بہی انکے ہمصفیر ہین۔ واللہ ہو الہادی۔

اس روضہ منورہ کی شمال کیطرف ایک مسجد عالیشان پُر فضا سہ گنبدی قدیم سے بنی ہوئی ہے اس مین ایک پتہریلا مصلا مانند تخت پوش صاحب روضہ کے

[1] علامہ جامی نے نفحات المقدس ابو نصر سراج طوسی قدس سرہ کے ترجمہ مین لکہا ہے۔ کہ ان کا لقب طاوس الفقہ ہے انہون نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ ہر جنازہ کہ پیش خاک من بگذرانند مغفور بود۔ پہر لکہتے ہیں کہ بحکم این بشارت اہل طوس جنازہا را پیش خاک وے آوردندے و زمانے بداشتندے آنگاہ بیرون دیدے ۱۲

Marfat.com

تبرکات سے موجود ہے۔ اس مسجد مین پانچون وقت کی نمازین بجماعت کثیر ادا ہوتی ہے۔ عشا کی جماعت کے لئے ایک حافظ مخصوص ہے۔ جو جماعت کراتے ہین۔ ایک عالم موجود رہتا ہے۔ جو درس دیا کرتا ہے۔ طلبہ کے لئے حجرہ بہی موجود ہے۔ جو مسجد شریف کے مشرق کی طرف ہے۔ رمضان شریف کی راتون مین خصوصاً عشرہ اخیرہ مین معلیان اور شب بیداردن کا عجیب چہل پہل نظارہ ہوتا ہے۔ اس روضہ منورہ کی غربی طرف وسیع میدان مین ایک حوض ہشت گوشہ دروہ کوئین کے قریب ہے۔ جو معلیان وزائرین کے وضو کے لئے بہرا رہتا ہے۔ اور اس حوض کے کسیقدر فاصلہ پر سجادہ کی نشست گاہ ہے۔ جو عجیب طرز کی ساخت سے سجی ہوئی ہے۔ اس نشست گاہ کی شمال کیطرف لنگر خانہ اور اصطبل ہے۔ **المختصر** اس روضہ کا وجود مسعود ایک بڑے وسیع میدان مین جلوہ نما ہے۔ جس مین مذکورہ مقامات اپنے اپنے موقعہ پر ہین۔ اس **روضہ** مین داخل وخارج ہونے کے دو دروازہ ہین ایک تو شرق کیطرف لب بازار واقع ہے۔ اسکے آگے پچاس ساٹھ فقیر موجود رہتے ہین۔ جنکا گذارہ زائرین کی خیرات یا لنگر سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ اور ایک دروازہ روضہ مبارکہ کے غربی طرف ہے۔ روضہ مقدسہ گنبد دار ہے۔ اسکے اندر ایک خاص چبوترہ ہے۔ جسپر تین مزارات باترتیب علے السویہ ہین۔ ان پر ایک علیحدہ سقف مزین سایہ افگن ہے۔ یہ مزارات فیض بشارات حضرت ممدوح جناب سید موسیٰ پاک شہید اور انکے فرزند عالیجاہ سید مخدوم حامد اور ان کے صاحبزادہ حضرت سید جانغلی قدس اللہ اسرارہم کی بانظور واقع ہین۔ کہ حضرت ممدوح کی مزار وسط مین ہے۔ اور مخدوم سید حامد کی مزار شرق مین اور سید جانغلی نبیرۂ پاک شہید کی مزار غرب مین اور باقی مزارات کثیرہ سادات گیلانے ومخادیم کی روضہ کے اندر ہین۔ جن کی تعداد

اس روضہ مقدسہ کا ایک حصہ غربی دیوار ڈال کو علیحدہ کیا ہوا ہے جس مین وہ مستورات مدفون ہین۔ جو آپ کے ساتھ ملتان داخل ہوئی تہین۔

Marfat.com

روضہ کے آگے شرقی طرف دروازہ داخلی وخارجی زائرین پر ایک دالانچہ ہے۔
جس مین مجاورین کی نشست ہوتی ہے۔ پھر اس دالانچہ کے آگے ایک صحن ہے۔
اس صحن کے دائین بائین قبور سادات وغیرہ ہین۔ اس صحن کے شمالی حصہ مین
ایک درخت انبلی بھی ہے۔ جو حضور کے زمانہ کی یادگار ہے۔ المختصر اس روضہ
کے تین دروازہ اور ایک پنجرہ ہے۔ دو دروازہ اور ایک پنجرہ بطرف شمال واقع
ہین۔ پنجرہ وسط مین ہے۔ جو خاص حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ کی مزار مطہر کے
محاذ مین ہے اور دروازہ جو اس سے غرب کی طرف ہے وہ مستورات رفوضہ
کے حصہ ہے۔ جو مسدود الہا ہے۔ اور جو دروازہ غرب کی طرف ہے۔ وہ محرم اور
عیدین کو مفتوح ہوتا ہے ملتان واطراف کے باشندگان باتوجہ داخلی کرکے
فیضیاب ہوتے ہین۔ کہ بزرگان سادات گیلانی وغیرہ کا مشاہدہ ہے۔ کہ حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی کا بارہا اسی دروازہ کے رستہ
سے روضہ منورہ مین قدوم میمنت ازدم جلوہ افگن ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے اسکو
باب النبی اور بہشتی دروازہ کہتے ہین۔ اور ایک شرقی دروازہ زائرن کی آمد و
رفت کا ہے۔

حضرت ممدوح قدس سرہ کا سن وفات ۱۵۹۳ء ہے۔ بحر الاسرار مین سید
سعد اللہ موسوی رضوی زیب قلم فرماتے ہین۔ کہ عالیجاہ سید جمال الدین حضرت
موسیٰ پاک شہید قدس اللہ سرہ العزیز کے چار صاحبزادگان تھے۔ شیخ سید حامد گنج بخش
سید جان محمد۔ سید عیسے۔ سید یحییٰ۔ لیکن حضرت ممدوح رونے اپنے حین حیات
مین صاحبزادہ اول کی پارسائی۔ عفت خشیت۔ تقویٰ۔ عبادت زہد ملاحظہ فرماکر اپنے
خلافت وسجادگی بمعہ جمیع لوازمات وتوابعات اُن کی تفویض مین کردی تھی۔ ان کا
تذکرہ بعنوان علیحدہ ہدیہ ناظرین ہوگا۔ صاحبزادہ ثانی سید جان محمد بڑے متقی
پرہیزگار صاحب علم وحلم تھے۔ ان کا سلسلہ نسب کچھ عرصہ تک چلکر منقطع ہوگیا
صاحبزادہ ثالث سید عیسے قدس سرہ بڑے پاکباز۔ صاحب مقامات۔ عارف

Marfat.com

ربانی۔ محبوب یزدانی تھے۔ ان کے دو فرزند صاحب کرامات۔ عالم باعمل سید عنایت شاہ۔ و سید ولایت شاہ قدس اللہ سرارہما تھے۔ جنکا روضہ منورہ ملتان شہر اندرون حرم دروازہ برلب شہر پناہ نہایت دلکش اور خوبصورت واقع ہوا ہے۔ یزار و تبرک ۱۶۲۲ء وفات ہوئی۔ بعد مین سلسلہ اولاد انکا منقطع ہو گیا۔ آقا سید یحیے قدس سرہ یہ نہایت متقے۔ پارسا صاحب شان و شوکت تھے۔ شہنشاہان جہانگیر اور شاہجہان والیان ہند کے زمانہ مین علی التواتر صوبہ دار ملتان مقرر ہوئے۔ نواب کا خطاب بہی انکے نام کا جزو قرار دیا گیا۔ آپ غایت درجہ کے راست بازی سے صوبہ داری کے عہدہ فرائض انجام دیتے رہے۔ با این ہمہ دل باخدا تہا۔ عبادت۔ ریاضت مین یکتائے زمانہ تھے۔ انکا روضہ ملتان شہر مابین حرم دروازہ و پاک دروازہ واقع ہے۔ یزار و تبرک۔ سخاوت مین چونکہ بے مثل تھے۔ اسلئے نواب سخی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی اولاد مضافات ملتان و مظفر گڑھ و ڈیرہ غازیخان مین ہے۔

سید جان محمد ملتان سے دہلی چلے گئے۔ وہان اُنکے مریدون کی کثرت ہو گئی۔ اُنکا مزار دہلی مین متصل قلعہ فیروز شاہ بیرون دہلی دروازہ واقع ہے۔ بعض گیلانی سادات آگرہ بہی انہین کی اولاد کہلاتے ہین۔ چونکہ مخدوم سید حامد گنج بخش داخل داخل النسب ہین۔ انکا تذکرہ بعنوان مستقل ذیل مین مندرج ہے۔

مختصر تذکرہ شیخ شیوخ العالم سید حامد گنج بخش قدس سرہ

آپ برگزیدہ عالم۔ اوتاد الاعظم تھے۔ کنیت ابو الفیض۔ نام سید حامد لقب گنج بخش تہا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حسینی سیدہ تہین۔ انکا نام نامی سیدۃ النسا آمنۃ القوی صحت خاتون تہا۔ آپ زاہد۔ مرتاض صاحب مقامات جلیلہ و اوصاف جمیلہ تھے۔ آپ کی پارسائی اور خدا یادی کا شہرہ از حد فزوں تہا۔ مریدون کی تعداد

Marfat.com

کثیر تھی۔ سخاوت مین مشہورہ آفاق تھے۔ باوجودیکہ آبائی جاگیرات اور نذر و نیاز ازحد وحد برون ہوتی۔ لیکن وجہ کریم النفسی سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے۔ خیتے کہ بحر الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ آپ بوجہ کثرت سخا کبھی مالک نصاب نہوئے۔ غربا، علما، طلبا، علم پر خاص توجہ ہوتی۔ بلکہ بعض اوقات علما، و طلبا کو اسقدر انعام فرماتے۔ کہ اُنکے چند پشتون تک وہ عطیہ کافی و وافی ہوتا۔ معرفت حقیقت کا وہ کمال حاصل کیا ہوا تھا۔ کہ زمانہ مین اپنے ثانی آپ ہی تھے۔ تفہیم و تعلیم ایسی تھی۔ کہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ جس مرید پر توجہ ہوتی۔ فرماتے۔ جا تجھے گنج معرفت نصیب ہوگا۔ پھر بمجرد اس فرمودہ کے اسکی وہ ترقی ہوتی۔ اور برکات و کرامات کا صدور ہوتا۔ کہ وہ کامل مکمل ہوجاتا۔ لقب کی وجہ تسمیہ یہی بیان کی گئی ہے۔ المختصر دینی دنیوی سخاوت و شجاعت و ولایت مین اپنی موروث سے پوری وراثت کے وارث تھے۔ آپ کے خوارق عادات بیشمار ہین۔ استقامت علے الحق آپ کا اصلی مقصد تھا۔ قل اللہ ثم ذرہم آپ کا معمول تھا۔ آپ کی ولادت ۱۵۵۳ء اور وفات ۱۶۰۸ء مین ہوئی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

آپ کی مزار پُر انوار بلافصل مرقد امجد والد ماجد خود بطرف شرق روضہ مقدسہ مین ہے۔ یزار و یتبرک۔

آپ کے بھی چار فرزند تھے۔ سید[۱] فتح علی موسیٰ۔ سید جان[۲] علی۔ سید[۳] یار علی سید دولت[۴] علی۔ نمبر ۲ و ۳۔ خردسالی مین فوت ہوئے۔ سید جان علی قدس سرہ کی مزار پر انوار بھی متصل بمزار فیض آثار جد بزرگوار غربی طرف واقع ہے۔ پھر اسکے متصل غربی طرف سے سید یار علی مدفون ہین۔ صاحبزادہ چہارم کے حالات نظر قاصر سے نہین گذرے۔ صاحبزادہ عالی جاہ سید فتح علی موسیٰ پاکدین چونکہ داخل النسب ہین۔ ذیل مین بعنوان مستقل زیب قلم ہوتا ہے۔

Marfat.com

مختصر تذکرہ سیّد فتح علی المعروف سید نواب موسیٰ پاک دین قدس اللہ سرہ العزیز

آپ کا نام نامی سید فتحعلی۔ کنیت ابو العنایت۔ لقب سید الاتقیا شیخ الاسلام موسےٰ پاک دین ہے۔ آپ کی لیاقت صداقت۔ پرہیزگاری۔ ریاضت پر توجہ فرما کر آپکے والد ماجد سید حامد گنج بخش قدس سرہ اپنی موجودگی مین امر خلافت و سجادگی انکے سپرد کر دیا تہا۔ اشغال باطن و اوضاع ظاہر سب کچہہ تعلیم و تفہیم کر کے خلوت اختیار کر لی ہتی۔ آپ کی والدہ ہی سادات حسینی سی ہے۔ انکا نام نامی امۃ الرزاق فاطمہ ہے۔ حضرت ممدوح سے پیدا ہوتے ہی عجیب حالات رونما ہونے لگے۔ مفتی الانام مولانا محمد بقا فاروقی ملتانی جنکے مستورات کی اس خاندان شرافت بنیان مین آمد و رفت تہے۔ وہ بیان کرتے ہین۔ کہ حضرت ممدوح کو جب والدہ مہد مین لٹا کر نماز مین مشغول ہوتین۔ تو جب تک نماز سے فارغ ہو لیتین گہوارہ خود بخود ہلا کرتا۔ آپ کی والدہ خود بھی و دیگر حاضرات ہی تعجب کرتے۔ جوانی کی وقت یہ عقدہ کہلا۔ کہ ایک مجذوبہ زمان بہران نام کے یہ کام عن الملک العلام سپرد ہوا تہا۔ کہ بوقت نماز والدہ شان یہ گہوارہ ہلایا کرے۔ چنانچہ وہ مجذوبہ لاہور رہکر اس کام کو انجام دیتی۔ روایت ہے۔ کہ جس زمانہ مین حضرت ممدوح کی لیاقت علمی و صداقت عملی کا چرچا ہوا۔ تو آپ والیٔ ملک کیطرف سے صوبہ دار دیوانی لاہور مقرر ہوئے مولانا مولوی محمد بقا فرماتے۔ کہ ایک دن حضور ممدوح سوار ہوئے۔ مین بہی اور دیگر معززان بہی آپکے ہمراہ تہے۔ ایک مجذوبہ عورت نے آپ کے گہوارے کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا۔ کہ مجہے پہچانتے ہو۔ کہ مین آپ کی بوقت طفولیت خدمتگارہ تہی جب آپ کی والدہ بوجہ ادائے نماز آپ کو مہد مین سلاتین۔ تو مین ہی اس گہوارہ کے

Marfat.com

ہلانے پر مامور تہی - اور یہین سے خبردار ہوکر آپکا گہوارہ ہلایا کرتی - اسوقت ایک خاصہ مجمع ہوگیا تہا حضورنے فرمایا - کہ میرا خود خیال تہا - کہ مین تیرے اس کام کا دوستون اور عزیزون سے تذکرہ کرون - لیکن اچہا ہوا - کہ تونے خود یہ بیان کردیا - فللہ الحمد - آپ شکل وشباحت مین ہم مثل حضرت غوث صمدانی جد اعلے قدس سرہ تہے - نقل ہے - کہ زمانہ صوبہ داری مین بعض معاندین نے اس نونہال جیلان کو مٹانا چاہا - اور یہ موذیہ کی ایسی معجون بنا کردی کہ کہاتے ہی حبس بول ہو اور معاملہ طے ہوجائے - لیکن خدا کی شان کہ آپ کو اُلٹا برخلاف اسکے خیال کے ایسا جریان ہوا - کہ تعجب تہا - اشرار کی مراد پوری نہ ہوئی - شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لکہا ہے - کہ انہون نے ایک دفعہ جمال باکمال حضرت غوث صمدانی اعلے اللہ مقامہ سے شرفیاب ہوئے - تو فرماتے مین نے اس وقت حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کو یہ فرماتے سنا - کہ چونکہ فرزندم حضرت موسیٰ پاکدین میرے مشابہ ہے - جو شخص انکا ادب وعزت نگاہ رکہے گا - مین اسپر خوشنود رہونگا - اسی طرح شیخ عبدالقادر پان رحمہ سے منقول ہی کہتے ہین - کہ مین ایک شب حضرت غوث صمدانی رح کی زیارت سے مشرف ہوا - کیا دیکہتا ہون - کہ حضرت موسیٰ پاکدین بہی حضورؐ کے پاس ہین - اور حضرت غوث صمدانی حضرت موے پاکدین کے منہ کے ساتہہ منہ لاکے فرماتے ہین - کہ یہ تو بعینہ میرے رُخ اور صورت کے مشابہ ہے - لکہا ہی - کہ جس طرح صورت مین ہم مثل تہے - اسی طرح کمالات مین بہی پورا اتباع تہا - جواہر البحرائر مین لکہا ہے - کہ مولانا محمد بقا ملتانی بیان کرتے ہین - کہ ایک دن مین حضرت کی محفل فیض منزل باریاب تہا - کہ حضرت ممدوح نے فرمایا - کہ جب اندازہ یہی ہے - تو پہر اسی طرح ہونا تہا - آپکی صولت ومہابت سے کسی کو یہ طاقت نہ ہوئی کہ دریافت کرے کہ یہ کیا کلمات تہے - مین نے یہ جرأت اور گستاخی کی - کہ حضرت ان کلمات کا کیا مطلب ہے ہمارے فہم مین تو کچہہ بہی نہین آیا - مجہے خطاب کرکے

Marfat.com

فرمایا۔ کہ بابا داراشکوہ جو والد کی طرف سے بلند اقبال تہا۔ خدا تعالیٰ کیطرف سے
بلند ادبار ہوگیا۔ اورنگ زیب سے شکست کہا گیا۔ عالمگیر سلطنت کا مالک
ہوگیا۔ پندرہ یوم کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اسی تاریخ عالمگیر نے فتحیاب ہوکر تخت شاہی
پر جلوس کیا۔ لیکن با این ہمہ ابہی لوگ شک مین تھے۔ کہ سکہ تو فراد بخشی کا
جاری رہے۔ سلطنت کیسے چلے گی۔ آخر الامر چند یوم کے بعد مراد بخش کے قید ہونے
کی خبر مسموع ہوئی۔ اور شاہجہان بادشاہ محاصرہ مین آگیا۔ شیخ علامہ محمد تقا بن
عبد الملک ملتانی سے منقول ہے۔ کہ ایک دن نصاریٰ کا بڑا راہب پادری حضور
ممدوح کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ کیا آپ بتلا سکتے ہین۔ کہ مین کیون
حاضر خدمت ہوا۔ حضور ممدوح نے فرمایا۔ کہ ہان تم حضرت عیسےٰ روح اللہ سے مامور
ہوکر حاضر ہوے ہو۔ راہب نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر فرمایا۔ ابا الحق۔ مجھے
عرصہ سے مسلمان ہونیکا شوق۔ لیکن یہ تمنا تہی۔ کہ کسی نیک خلق وخلق کے ہاتھ پر
اسلام ظاہر کیا جاے۔ امشب حضرت عیسےٰ کی خواب مین زیارت حاصل ہوئی۔
انہون نے فرمایا۔ کہ حضرت موسیٰ پاکدین سے کون افضل ہوگا۔ جسکا خلق وخلق اعلےٰ
درجہ پر ہے۔ اسلام سے مشرف ہوکر سلسلہ مریدی مین منسلک ہوا۔ اور جتنی کتابین
نصرانیت کی اسکے پاس تہین۔ وہ سب دریا مین بہادین۔ یہ بہی علامہ مذکور سے
مروی ہے۔ کہ ایک روز مقربان بادشاہ سے کسی امیر نے معلوم نہین۔ کس ارادہ پر
حضور ممدوح کی دعوت کی۔ حضور ممدوح نے اسکے ملتمس کو قبول فرمایا۔ شکار کھیلتے
ہوئے بوقت موعود امیر کے مکان پر پہونچے۔ بعد لوازمات قدوم میمنت لزوم دسترخوان
پر الوان واقسام کے اطعمہ وغیرہ مرتب کئے گئے۔ اور بسم اللہ کی التماس کیگئی۔
حضور نے طعام مشکوک ومشتبہ سمجہکر اپنے شکاری کتون کے آگے اس سے کچہ
اٹہواکر ڈلوادیا۔ کتون نے باوجود گرسنہ ہونے کے اس کو نہ کہایا۔ اسکے بعد
حضور نے امیر سے فرمایا۔ کہ اس مشتبہ طعام کو میرے کتے بہی کہانا پسند نہین
کرتے۔ مین بزرگون کی اولاد ہوکر کس طرح کہا سکتا ہون۔ امیر نادم ہوا۔ المختصر

Marfat.com

آپ کے خوارق عادات و کرامات بکثرت ہین۔ اس مختصر مین ان سب کی گنجایش نہین ہوسکتی۔ کسی نے کیا اچھا لکھا ہے۔ ؎ با آل علیؓ ہر کہ در افتاد بر افتاد۔ لکھا ہی۔ کہ باوجود خلق عظیم آپ کا جلال۔ عظمت۔ مہابت ایسی تہی۔ کہ کوئی کیون نہ ہو۔ کسی قسم کی جرأت حضور مین نہین کرسکتا تہا۔ بلکہ مجال دم زدن مشکل تہا۔ آپکی محفل اور دربار مین جسقدر شریف یا معمولی حیثیت کے لوگ حاضر ہوتے۔ آپکے الطاف و سلوک سب پر افشان ہوتے۔ اور ہر ایک کے ساتھ بقدر فہم و ادراک تلطف فرماتے قدس اللہ اسرارا سلافہم و اخلافہم آخر کار بحکم ؎ چو ختم انبیا ہم رفت دیگر کیست کو ماند۔ پیمانہ عمر لبریز ہوگیا۔ سنہ ۱۰۶۹ھ مین بمضمون۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ واصل باللہ ہوگئے۔ رباعی ؎

چو آن شیخ زمان کاواز قدسی بعد زین دنیا — بملک قدس رحلت یافت گردون کرد تقدیش
من از پیر خرد تاریخ سال رحلتش جستم — خرد زالہام قدسی گفت شیخ قدس تاریخش

مکتوب ہے۔ کہ جب تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کرکے جنازہ گاہ مین بجہت نماز جنازہ لائے گئے۔ تو میدان جنازہ خوانون سے بہر گیا۔ ہجوم بحد سے تہا۔ کہ تل رکھنے کو جگہ نہ ملتی۔ اندازہ شناسان ایک لاکہہ سے متجاوز کا مجمع بتلاتے تہے۔ جسوقت نماز جنازہ شروع ہوا۔ اور آوازین یک لخت بند ہوگئین۔ سناٹا سا چہا گیا۔ تو حضور ممدوح کے سینہ بے کینہ سے ہوہو کی آواز سنائی دیتی تہی۔ گویا جسم مردہ تہا۔ قلب زندہ ہکذا شان اولیاء اللہ۔ تمام حاضرین یہ آواز سنکر متحیر تہے۔ کہ یہ عجیب کرامت ہے۔ اشارتاً مذکورہ بالا بیان مین آپ کی صوبہ داری کا ذکر ہوچکا ہے۔ چونکہ حضور ممدوح محمد دارا شکوہ کیطرف سے صوبہ دار بہی رہ چکے تہے۔ اسلئے اسکا مختص بیان یہان قلم بند کیا جاتا ہے۔

مغلیہ خاندان کا شاہجہان بادشاہ خانہ جو مشہور و معروف ہی۔ اس کا خیال یہ تہا۔ کہ میرے بعد سلطنت کا مالک و تخت نشین میرا بیٹا محمد دارا شکوہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہوا ہی۔ لیکن اسکے بہائی اورنگ زیب کو یہ منظور نہ تہا۔ دارا شکوہ بادشاہ

Marfat.com

صورت - درویش سیرت تہا۔ اورنگزیب جوشیلا اور تیز طبیعت تھا۔ لیکن یہ دونون حضرت ممدوح قدس سرہ کے معتقد و خوش اعتقاد تھے۔ دارا شکوہ تو اس جناب کا دلدادہ تہا۔ مگر اورنگ زیب بھی خالی نہ تہا۔ عالمگیر نامہ کی ورق گردانی کرنیوالے پر مخفی نہ ہوگا کہ جب شاہ اورنگ زیب ملتان دارالامان مین بحصول زیارات شرفیاب ہونے کے باعث تشریف فرما ہوا تو ہر ایک درگاہ کے سجادہ نشینان کیخدمت مین خلعت وغیرہ پیش کرکے دعا طلبی کی۔ اسی طرح کبھی ایک موقعہ پر حضرت ممدوح کی خدمت مین بھی یہ سعادت حاصل کی۔ ایک گھوڑا شاہی وخلعت و دیگر اشیا پیش کرکے بہرہ یاب ہوا۔ عالمگیر نامہ کی اپنی عبارت یہ ہی کہ شیخ موسیٰ گیلانی واسد کاشی ہر یک را بعنایت اسپ و بسیاری از بندہائے عقبہ خلاف بعطائے خلعت سرافرازی اندوختند صـ ۴۲۸ - محمد دارا شکوہ علاوہ وقت نیک بخت مالک تاج وتخت حضرت شیخ حق آگاہ حضرت ملا شاہ قادری کے خلیفہ اور مرید تھے۔ حضرت میان میر سے بھی مستفید ہوئے تھے۔ فقر مین عالی رتبہ حاصل کیا ہوا تہا۔ سفینہ۔ سکینہ حق نما وغیرہ انہین کے مصنفات ہے ہین۔ ویدون کے خلاصون کا فارسی ترجمہ بھی آپ کی یادگار ہے۔ یہ ترجمہ کاتب الحروف کے محسن جناب سید ناصرالدین شاہ گردیزی مورخ دام اعزازہ کے کتب خانہ مین موجود ہے۔ اطال اللہ عمرہ وجلالہ۔

الغرض جب محمد دارا شکوہ کے بھائی اورنگ زیب اسپر فتحیاب ہوا تو اس کا یہ خیال ہوا۔ کہ دارا شکوہ کا مطلع صاف کردیا جائے۔ دارا شکوہ مغرور ہوکر بھاگا بھاگا پھرتا رہا۔ لیکن اورنگ زیب بھی تعاقب مین رہا۔ دارا شکوہ ملتان آکر بخدمت حضرت موسیٰ پاک دین ممدوح کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ الامان۔ آپنے تسلی کی۔ کہ اگر تو یہان میرے پاس رہا۔ تو پھر کسی کو طاقت نہین کہ تجھے لے جاسکے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر یہ ریش خون فشان ہوجائے۔ تو ہوجائے۔ مگر تیرا بال بھی بیکا نہ ہوگا چونکہ وہ اُن دنون ہراسان پریشان تہا۔ اورنگزیب کا تعاقب اس طرف سنکر حیران و ششدر رہ گیا۔ اُسے حضرت ممدوح کا فرمودہ بھی یاد نہ رہا۔ سراسیمہ ہوکر بھاگ

Marfat.com

گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اورنگ زیب ملتان داخل ہو کر حضور ممدوح سے کرخت لہجہ مین دریافت کیا۔ کہ دارا شکوہ کجا رفت آپ نے بلا تامل فرمایا۔ کہ دارا باشکوہ در این بارگاہ باریاب شدہ بود۔ ولیکن بدستوری رفت رفت۔ شاہ اورنگ زیب باین ہمہ تزک و احتشام خاموش ہو کر چلا گیا۔ آخر کار دارا پر قابو پا کر یکم محرم ۱۰۶۹ھ مین بوجہ غرور شاہی و طمع مستقل فرمانروائی اس مظلوم اور لائق برادر کو قتل کرا دیا۔ لکھا ہے کہ جب دارا شکوہ شہادت کے مرتبہ پر ترقی کر کے سرخرو ہوا۔ تو اس شہید کا خرد سال لڑکا جسکی عمر تخمیناً ۹ سال سے متجاوز نہ تھی۔ بادشاہ عالم گیر نے اس لڑکے یعنی بھتیجے سے دریافت کیا۔ کہ ای پسر چگونہ وحالت چیست اسنے فی البدیہہ یہ شعر پیش کیا۔ ؎

ہجر دارا بر دلِ من کمتر از لیقوب نیست او پسر گم کردہ بود و من پدر گم کردہ ام

اورنگ زیب اس شعر کو سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ اور کہا سچ ہے۔ بہیڑیا کو قتل کرنا اور اسکے بچہ کو محفوظ رکھنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ حکم دیدیا۔ کہ اسے بہی خنجر آبدار سے لعل بدخشان بنا دین۔ جلاد نامراد نے خنجر جواہر دار کو کھینچا۔ شہزادہ کی زبان حال سے یہ شعر مسموع ہوا۔ ؎

یہ ہم نے مانا ری ستمگر میرا گلو بہی نہین ریگا ہمیشہ ظالم کی تو کمر پر آرے اور خنجر نہین رہیگا

لیکن دیر کیا تہی۔ آن کی آن مین اس دریتیم شاہی کو ستمگر نے خنجر قہر کے نیچے لا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ المختصر مزار حضرت دارا شکوہ روضہ گنبد ہمایون مین ہے۔ شاہ دین شہید عالم علم گیر۔ اور شاہ اسلام بادشاہ شہید کے لکیر دار کلمات مین مادہ تاریخ شہادت ہے۔ واللہ اعلم۔ القصہ حضرت ممدوح سید فتحعلی المعروف سید موسیٰ پاکدین کے تین صاحبزادگان موجود تھے۔ شیخ سید عبدالقادر۔ سید حامد اور عبدالوہاب بھی کہتے۔ سید حسین پہلے دو صاحبزادگان عینی بہائی ہین۔ اُن کی والدہ زبدۃ المخدرات۔ خیر النسا۔ امۃ الاول سیدہ گیلانیہ عراقیہ ہے۔ اور ہین سید حسین کی

لہ اس مین شک نہین کہ دارا شکوہ و عالم گیر دونو با لیاقت اور علم کے دلدادہ تھے روشن۔ الخ تھے۔ گو اول پر صوفیت کا پرتو تہا۔ ثانی بہی کم مرتبہ نہ تہا رقعات عالم گیر سے بخوبی اسکی علمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے فتاوی عالمگیر کے منتظم بہی یہی تھے

Marfat.com

والدہ قوم کی راجپوت ہے سید حسین نہایت خوبصورت۔ نازک اندام ماہ جبین تھے۔ اپنے زمانہ کے گویا یوسف ثانی تھے۔ شاعر وقت نے آپ کے جمال و کمال کو دیکھکر بالمواجہ کہا

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

حدیث شریف انا ابلح کا فرزندی حصہ پورا لیا ہوا تھا۔ لوگ دیکھکر صل علیٰ کہتے تھے آپ بعہد شباب ایک فرزند سید خضر علی نام کہ صورت و سیرت مین آپ ہی کے مشابہ تھا۔ جانشین و یادگار چھوڑ کر فردوس برین کیطرف سفر کیا۔ سید خضر علی بھی بتقدیر ایزدی اولد ۱۱۶۶ھ مین جہان فنا کو خیر آباد کہتے ہوئے باقی باللہ ہوئے۔ اما سید حامد[1] قدس سرہ نہایت مرتاض اور خدا یاد تھے۔ شجاعت و سخاوت مین ضرب المثل۔ اذکار۔ افکار۔ اشغال تربیت۔ فقر۔ طریقت مین اپنے برادر عینی حضرت سید عبدالقادر ثالث کے فیض یافتہ تھے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے بعہدہ منصب صد و پنجاہ بھی ممتاز تھے۔ لیکن دل باخدا رہتا۔ جب پیمانہ عمر لبریز ہوا۔ تو مرض الموت نمودار ہوئی۔ وقت وفات قریب ہوا۔ تو اس وقت حضرت سید عبدالقادر قدس سرہ انکے سرہانے

[1] انہین کی یادگار سے آج سید پیڑے شاہ و سید اللہ بخش شاہ صاحبان موجود ہین۔ ثانی الذکر بڑے فہیم اور ملنسار۔ باخبر افرادسے ہین۔ لیکن غیر متزوج ہین۔ اول الذکر سید پیڑے شاہ صاحب باخبرت بزرگان سے تشرع پابند صوم و صلوۃ۔ شائستہ۔ خوشخو۔ اہل سنت والجماعۃ صاحب اولاد ہین۔ آپکی ذریات نرینہ سید زین العابدین شاہ۔ سید سیف الدین شاہ سید جلال الدین شاہ ہے اول الذکر المتولد سنہ بڑے ذکی الطبع خوبصورت نوجوان۔ اچھے خاصے لائق۔ روشن دماغ کریم الاخلاق ہین۔ انٹرینس تک تعلیم ہے۔ فارسی مین بھی دستگاہ رکھتے ہین۔ تاریخی کتب کے مطالعہ کے ازحد شائق ہین۔ لیکن ان کی دقت نظری۔ بلند خیالی۔ باریک بینی موشگافی اس مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ اکتسابی امور حاصل کردہ سے یہ نتیجہ خیزی نہین ہو سکتی۔ جب تک کہ قدرتی ذہانت۔ ملکہ خداداد۔ دستگیر نہو۔ ویسے تو لوگ اسے شاید مبالغہ سمجھینگے۔ لیکن جن حضرات کو انکی ہمکلامی اور کسی واقعہ تمدنی یا ترقی خیالات کی دقیق بخشن سننے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ وہ یقینا بے تکلف اس بات کے کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ واقعی ان کے ہر تکلم سے قابلیت کے جوہر نظر آتے ہین۔ آزاد خیال۔ فصیح البیان۔ عذب اللسان ہین۔ آج کل گورنمنٹ برطانیہ عظمے کیطرف سے بعہدہ قانون گوئی ممتاز ہین اسلام کے سچے شیفتہ اور ہمدرد ہین۔ مین دعا کرتا ہون کہ بلحاظ روحانیت و عملیات بھی انہین وہ اعتزاز و امتیاز حاصل ہو۔ جو کہ ان کے اسلاف عالیہ کا مایہ فخر تھا۔ ثانی الذکر صاحبزادہ بھی قابل تعریف خوشخو تعلیم یافتہ خوشخصال ہونہار نوجوان ہین ثالث الذکر صاحبزادہ جذب الٰہی کے رنگ مین رنگے ہوئے با اثر افرادسے معلوم ہوتے ہین ۱۲

Marfat.com

تشریف فرما تھے۔ اور سید محمد یوسف رابع گردیزی واسطی قدس سرہ بھی موجود تھے۔ سید عبدالقادر ثالث نے اپنے بھائی سید حامد سے خطاب کرکے فرمایا۔ کیوں بھائی محبت فقرا کام آئی۔ سید حامد نے جواب دیا۔ کہ حضور کے وجود مسعود کی برکت سے بندہ کو عشاق شہدا کی صف کی لڑی مین منسلک فرمایا گیا ہے۔ اسی اثنا مین سید محمد یوسف رابع گردیزی نے بھی چگونگی مزاج کا سوال کیا۔ فرمایا خوش حالت ہے۔ ؎ گر شود جامہ بدل شخص مبدل نہ شود۔ اسکے بعد بذکر ہو مشغول ہوئے۔ تا خروج روح یہی حالت رہی۔ سنہ ۱۱۶۷ھ مین عرش آشیان ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ ان کی مزار پر انوار جدامجد کے روضہ مین ہے۔ جنوبی لین کی غربی طرف مین پہلی مزار ہے۔ ان کے سات صاحبزادگان تھے۔ جنکا پورا احوال مرآت البصائر الحسنیہ فی اصل القادریہ مین مندرج ہے۔ ان سب مین سید عبدالرزاق مشہور چراغ لاہوری مشہور ہین۔ علوم ظاہری و باطنی دونون مین ماہر تھے۔ شرافت۔ نجابت۔ سیادت شجاعت مین بے بدل تھے۔ اپنے والد ماجد سے خلافت حاصل کی ہوئی تھی۔ اپنے جدامجد کی موجودگی مین متولد ہوئے تھے۔ جدامجد نے انہین دیکھکر فرمایا۔ کہ یہ خدا تعالےٰ نے ہمارے خاندان مین چراغ پیدا کیا ہے۔ اس سے خاندان منور ہوگا۔ پس ہمین وجہ خطاب چراغ شاہ مشہور ہوا۔ حرمین شریفین کی باریابی حاصل کی روز اس سفر مین مشائخ کملا سے بھی بارور ہوتے رہے۔ شاہجہان بادشاہ بقلب صمیم آپ کا معتقد تھا۔ ایک دفعہ درخواست پیش کی تھی۔ کہ اگر اپنے فرزندون مین سے ایک کے لئے میری دختر کا عقد نکاح منظور ہو تو۔ زہے سعادت لیکن منظور نہ ہوئی۔ وفات آن صاحب کمالات ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۰۸۶ھ مین ہوئی۔ اور لاہور مین بمقبرہ سادات بجوار جدو پدر مدفون ہوئے۔ شاہجہان بادشاہ نے آپ کی مزار پرانوار پر روضہ تعمیر کرایا جو مشہور و معروف ہے۔ پھر ان کی اولاد بھی کمالات مین مشہور ہے۔ ان کا فرزند مصطفےٰ شاہ صاحب کرامات مشہور ہین رضی اللہ عنہم۔ چونکہ سید عبدالقادر ثالث داخل النسب ہین اسلئے انکا ذکر بعنوان علیحدہ ذیل مین قلمبند کیا جاتا ہے +

Marfat.com

مختصر تذکرہ حضرت قطب العالم سید عبد القادر ثالث

پان قدس اللہ سرہ و رفع اللہ درجتہ

آپ کا نام عبد القادر لقب مخدوم ثالث و پان۔ کنیت ابو الخیر ہے کریم الطرفین منجیب الدین بھی کہتے ہین۔ جناب کی والدہ ماجدہ کا لقب خیر النسا نام امۃ الاول تہا۔ یہ سادات گیلان کی رزاقی سیدہ تھین۔ انکی صلاحیت اور خداترسی کا شہرہ تھا۔ عابدہ صالحہ تھین۔ ریاضت و زہد مین یکتا زمانہ مانی جاتی تھین۔ کشف قلوب اور معارف کا پورا حصہ لیا ہوا تھا۔ ان کے خوارق عادات بکثرت منقول ہین۔ ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ آپ مراقبہ سے فراغت حاصل کرکے فرمانے لگین۔ کہ میرا بہائی سید ہدایت اللہ وفات کرگئے۔ رسوم تعزیت ادا ہونی چاہئین۔ ایک ماہ کے بعد خبر وفات کا خط جہان آباد سے ملتان پہنچا حساب لگایا گیا۔ تو وہی دن اور وہی وقت وفات کا مکتوب تہا جس مین آپنے خبر دی تہی۔ یہ بہی لکہا ہے۔ کہ ہر شب جمعہ کو بجمال حضرت بنت الرسول ملقب بالبتول جناب سیدہ ام الحسنین فاطمۃ الزہرا شرفیاب ہوتین۔ حضرت ممدوح کی ولادت باسعادت ۱۲ ذیقعدہ ۱۰۲۶ھ مین ہوئی جناب کی والدہ سے منقول ہے۔ کہ جب مین باین مولود مسعود حاملہ تھی۔ اور بعد نفخ روح یہ حالت تہی۔ کہ مین وضو کرکے جب حسب معمول تلاوت قرآن شریف کرتی تو حسب عادت مالوف میرے شکم مین جنبش پیدا ہوتی۔ اگر پڑہتی ہوئی مین رک جاتی تو جنبش بہی رک جاتی جب متولد ہوئے۔ تو گیارہ یوم برابر دودھ نہ پیا۔ غیب سے سیری حاصل ہوتی۔ آپ کے والد ماجد سے منقول ہے۔ کہ ایک شب حضرت غوث صمدانی قدس سرہ کی زیارت سے شرفیاب ہوا تو جناب عالی نے اس مولود مسعود کو مجہے دکہا کر فرمایا۔ کہ میری رضا جوئی مطلوب ہے۔ تو اسکی

Marfat.com

نگاہداشت وادب کا پاس رکھنا کیونکہ یہ اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ لکھا ہے کہ اندرین اثنا حضرتِ ممدوح والد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ تو آپ دوپا کھڑے ہوگئے اور فرمایا۔ اگر ہمارے اسلاف سے کسی نے بھی اپنے فرزند کے ہاتھ پر بیعت کی ہوتی تو مین دریغ نہ کرتا۔ تجھے وہ مرتبہ عطا ہوا ہے کہ جسکا تقاضے مشیت ایزدی تخصیص بمن تیشاء۔ افقہ الفقہا شیخ محمد بقا سے منقول ہے۔ کہ مین حضرت سید موسیٰ پاکدین کے زمانہ مین بکھر مین تہا۔ آپ سلطان العارفین سید شاہ محمود جو غوثِ وقت تہے اُن کی ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اتفاقاً سید شاہ محمود اسوقت مجذوبانہ حالت مین رقص کنان تھے۔ سید موسیٰ پاکؒ دین کو خیال گذرا۔ کہ اگر شاہ محمود اس حالت مین میری طرف متوجہ ہوتے۔ اور دُعا کرتے تو بہتر ہوتا۔ بمجرد اس خطور کے شاہ محمود نے لب کشائی کی۔ کہ اے موسیٰ جس مرتبہ پر تو نے ترقی کی ہے۔ وہ تو بہپر ظاہر ہے۔ لیکن تیرے گھر ایک فرزند ہوگا۔ کہ اس کا مرتبہ عظیم ہوگا۔ عمدۃ الفضلا مولانا شیر محمد بن تاج المدرسین شیخ ابوالفتح لمعانی سے منقول ہے۔ کہ حضرت ممدوح کو میرا والد شیخ ابوالفتح انبلی کے درخت کے نیچے پڑھا رہے تہے۔ اور بادل گہرا ہوا تہا۔ اثنار سبق خوانی مین بارش شروع ہوئی۔ مین نے دیکھا۔ کہ مخدوم ثالث نے سبق پڑہتے ہوئے۔ ہاتھ بلند کرکے اشارہ کیا۔ کہ بس بارش بند ہوگئی۔ منقول ہے۔ کہ حضرت شیخ عبدالحق رح کی اولاد سے ایک شخص ملازمہ کے ہاتھ کہلا بہیجا۔ کہ فلان خادم بجہت حصول ملازمت حاضر ہے۔ آپنے فرما بہیجا۔ کہ کہانا کہا کر چلا جائے۔ اس نے واپس جواب بہیجا۔ کہ گھر مین بہی آپکی دولت کے تصدق کہایا کرتا ہون۔ آپنے پہر دوبارہ فرمان بہیجا۔ کہ اُسے کہدو بیٹھے۔ اور کہانا کہا کر جا اسنے پہر بہی عذر کیا۔ آپ پہر سہ بارا کہلا بہیجا۔ کہ کہانا کہا کر جائے۔ اُس نے پہر معذرت کی۔ اور رخصت طلبی بہی۔ حضور ممدوح نے فرمایا اسکے اختیار ہی آخر کار اُٹہکر چلا گیا۔ حضرت ممدوح نے فرمایا۔ اس کا رزق بند ہو چکا ہے۔ ہم نے چاہا تہا

Marfat.com

کہ وہ کچھہ عرصہ اور بہی زندہ رہے۔ لیکن اُس نے خود نہ چاہا۔ بس گہر جاتے ہی مرگیا۔
منقول ہے کہ آپ کے زمانہ مین آپکے ہم عصر ایک باکمال سید شاہ نظام تھے۔
اُن کو شب خوابی مین حضرات پنجتن سلام اللہ علیہم کی زیارت ہوئی۔ اور حضرت
مخدوم ثالث کا تخت پوش دکہلا کر فرمایا۔ کہ اسپر سونا چاہیئے۔ شاہ نظام نے عرض
کی کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ صبح کو حضرت مخدوم ثالث نے وہ تخت بہجوادیا۔
کہ یہ آپ لے لیجئے۔ شاہ نظام نے وہ واپس کردیا۔ کہ اس مین شک نہین۔ جو مین
نے خواب مین دیکہا ہے۔ آپ نے بیداری مین حاصل کیا۔ لیکن مین نے اسوقت ہی
معذرت کی تہی۔ اور اب بہی معافی کا خواستگار ہون۔ عبدالرحیم صبّاغ ملتانی سے
منقول ہے۔ کہ یہ بندہ ایک شب بجمال سرور عالم مشرف ہوا۔ حضرت مخدوم ثالث
آپ کی بغل مین ہین۔ اور سرور عالم انکے سر و پیشانی کو چومتے ہین۔ مین صبح بعد فراغت
ضروریات حضرت مخدوم قدس سرہ کیخدمت مین حاضر ہوا۔ چاہتا تہا۔ کہ شبینہ تذکرہ
کرون۔ لیکن میرے کہنے سے پہلے آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ درر آبدار ظاہر
ہوئے۔ کہ سچ ہے نا اہل کو محرم اسرار نہ کرنا چاہیئے۔ مین سمجہ گیا۔ کہ مطلب عدم
اظہار ہے۔ پس مین قدمبوس ہوکر رخصت ہوا۔ اور دل مین کہا کہ بہلا مین کیون
اسرار کے اظہار کے درپے ہون۔ آپنے بآواز بلند فرمایا۔ شاباش۔ اس راہ مین
ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ المختصر آپ بڑے زاہد۔ عارف ربانی تہے۔ آپ کی وفات
سنہ ۱۶۷۲ھ مین ہوئی۔ بتقدیر ایزدی آپکے فرزندان آپ کی زندگانی ہی مین فردوس
برین کو سدہارے تھے۔ اسلئے آپکا پوتا شیخ محمد غوث ثانی جو سر لابیہ کا مصداق
صاحب کمال تہا۔ آپ کا وارث و جانشین قایم ہوا۔ جنکا ترجمہ موجزہ ذیل مین بوجہ
داخل النسب ہونیکے حسب معمول درج ہوتا ہے۔

Marfat.com

مختصر تذکرہ حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم سید محمد غوث یکتا۔ اہل زمان۔ صاحب عرفان تھے۔ علم و عمل دونو مین لاثانی۔ مظہر انوار صفات رب المشرقین مسند نشین جادۂ غوث الثقلین۔ اورنگ جلیس وسادۂ قطب الکونین۔ مصداق تخلقوا باخلاق اللہ متصف باخلاق رسول اللہ مخدوم العالم۔ زبدۂ مستبصران عمدہ اہل عرفان۔ محب المساکین خصایل۔ شمائل مین برگزیدۂ زمان تھے۔ نام سید محمد غوث۔ کنیت ابوالحسن۔ لقب جمال الدین تہا۔ متاخرین سادات گیلانی سے اعلی درجہ پر ممتاز تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حسینی سادات سے تہین۔ نام نامی آن سیدہ بی بی بیگم خاتون دختر میر علی اکبر بن میر اسماعیل ہروی تہا۔ حضرت ممدوح کا سن ولادت باسعادت ۲۹ جمادی الاول ۱۰۷۸ھ ہے۔ بحر السرائر مین ان الفاظ سے آپ کی شان دکہلائی ہے ماہتاب جمال الٰہی۔ آفتاب جلال نامتناہی۔ مخزن اذکار ربانی۔ گنجینہ اسرار سبحانی ؎ آئینہ تجلیات ذات مظہر انوار صفات حضرت ممدوح کے بعض اوصاف ہین ۱۱۲۵ھ مین خلد آشیان ہوئے۔ ان کی مزار پُر انوار روضہ کے اندر ہے:

محمد شاہ رنگیلا و شاہ عالم شاہان دہلی دونو حضرات ممدوح کے ساتھ خلوص عقیدت رکہتے تھے۔ موخر الذکر جاگیرات کثیرہ و نقدیات وغیرہ کے علاوہ پچاس ہزار درہم سالانہ لنگر خانہ مین بہیجا کرتا۔ مذکورہ بالا بیان کی تصدیق کے لئے سندات شاہی خاندان گیلان کے سربرآوردہ بزرگ کے پاس موجود ہین۔ لیاقت خداداد سے اپنے زمانہ کے روشنضمیر اور باکمال تھے۔ ابتدا مین بوقت سجادہ نشینی سید فتح محمد شاہ صاحب (جو کہ حضرت ممدوح کے سامنے رحلت گزین ہوئے تھی) کی اولاد نے کش مکش کی لیکن بوجہ اتقاء و روشن دماغی حضرت ممدوح کا انتخاب وقوع مین آیا۔ بحر السرائر جناب ہی کے عہد سعادت مہد مین تالیف ہوئی۔ آپکے تین پسر تہے۔

Marfat.com

سید فتح محمد شاہ۔ سید دین محمد شاہ۔ سید گل محمد شاہ۔ اول الذکر صاحبزادہ صاحب باکمال صاحب اجلال تھے۔ سادات پیر جال والہ انہین کی اولاد سے ہین ڈیرہ غازیخان مین بھی جناب کے اخلاف رشید موجود ہین۔ سید فتح محمد شاہ صاحب اپنے والد کی حین حیات ہی مین واصل باللہ ہو گئے۔ ان کی مزار فیض آثار۔ روضہ حضرت پاک شہید کے اندر ہے۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

ثالث الذکر سید گل محمد شاہ صاحب یہ بھی اپنے بھائی کی طرح نہایت پارسا متقی صاحب کمالات تھے۔ انکی اولاد بھی مختلف مقامات پر جلوہ افگن ہے سید ذوالفقار شاہ صاحب گیلانی جو کہ خان بہادر نواب سیف اللہ خان[1] رئیس اعظم ضلع مظفر گڈھ و آنریری مجسٹریٹ پراونشل درباری سکنہ خانگڈہ دام عزہ کے بہنوئی ہین۔ انہین کی اولاد اسعاد سے ہین۔ سید گل محمد شاہ مذکور کی مرقد امجد روضہ پاک شہید کے بیرونی احاطہ مین ہے۔ روح اللہ روحہ۔ سید دین محمد شاہ قدس سرہ چونکہ داخل النسب ہین۔ انکا ذکر ذیل مین بعنوان مستقل مسطور ہے۔

مخدوم سید دین محمد شاہ ملقب بمخدوم شیخ حامد گنج بخش ثالث

سنہ ۱۹۹۶ء مین یہ آفتاب جہانتاب طالع ہوا۔ انکے پرتو زہد و توکل نے جہان کو منور کر دیا۔ ان کے اوصاف حمیدہ نے لوگون کو والہ و شیدائی بنا دیا تھا۔ ۲۹ برس کی عمر مین جلوہ آرا مسند ہوئے۔ مریدونکا ہر وقت جمگھٹا رہتا تھا۔ نواب شجاع خان حاکم ملتان جناب کا مخلص معتقد تھا۔ جاگیرات مین چند دیہات پیش کئے۔ اور اپنی دختر نیک اختر بھی اس خاندان کے ایک معزز منبر کے ازواج مین دی۔ ہندو مسلمان دونو آپ کو با اعتبار بزرگ مانتے تھے۔ حضرت ممدوح کے دو صاحبزادے تھے

[1] نواب صاحب بڑے متقی پرہیزگار راست گو۔ خوش اعتقاد۔ کریم النفس تہذیب و متانت کی مجسم تصویر پراونشل درباری مجسٹریٹ باانصاف علماء و سادات کے دلدادہ حقوق الملوک کے محافظ۔ عامہ خلق کے بہی خواہ صاحب اولاد باثروت جلیل المراتب اہل سنت والجماعۃ مین دام اقبالہ

کمال الدین جمال الدین۔ کمال الدین چونکہ بڑے تھے۔ ایکدن سیر کرتے ہوئے اس خیال مین تھے۔ کہ مخدومیت و سجادیت کی ایک دن میرے طرف بازگشت ہوگی۔ اتفاقاً ایک مجذوب فقیر جو آپ کے قریب جا رہا تھا۔ اسپر یہ خطور منکشف ہوگیا۔ مستانہ وار یہ کہتا ہوا بھاگا۔ کہ اندر جمال باہر جمال۔ کبھی خ دیکھا کمال ہر کمالے را زوال۔ اسکے چند یوم بعد حضرت کمال الدین صاحب کا انتقال ہوا۔ بعد مین حضرت ممدوح قدس سرہ کا پیمانہ بھی لبریز ہوگیا۔ اور یہ آفتاب صداقت تاب ۱۷۷۹ء مین زیر زمین غروب ہوگیا۔ پس ماندگان و مریدان پر جو غم والم ہوا وہ اسکا اندازہ علیم وخبیر جانتا ہے۔ سید جمال الدین شاہ ہی یادگار حضرت ممدوح اسوقت تھے۔ جنکا ترجمہ ذیل مین مبرہن ہے۔

مختصر تذکرہ جناب مخدوم جمال الدین شیخ سید عبد القادر چہارم

جناب کی ولادت باسعادت کا ۱۷۵۸ء ہے۔ آثار صداقت بچپن ہی سے ان کی جبین سے ہویدا تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ مین علوم رسمیہ سے واقفیت حاصل کرلی۔ علوم باطن کی تعلیم موروثی اپنے والد سے حصول کی۔ اپنے زمانہ کے مقدس سربرآوردہ بزرگان کے انتخاب سمجھے جاتے تھے۔ جماعات کثیرہ فیضیاب تھین۔ رشد اور ہدایت کا باب مفتوح تھا۔ امرا، ورؤسا بھی فیض حاصل کرنے کے لئے بارگاہ مین حاضر ہوتے۔ اور مطالب دنیا سے بہرہ ور ہوتے۔ نواب مظفر خان حاکم ملتان جسکی مزار خانقاہ حضرت بہاء الدین ملتانی قدس سرہ کے بیرونی احاطہ مین ہے۔ جو ۱۸۱۸ء مین ہنگامہ ملتان مین سکھون کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ تہہ دل سے حضرت ممدوح کے مخلص معتقدین سے تھے۔ آپ کا زمانہ مخدومیت تخمیناً ۳ سال تھا۔ لیکن اس قلیل زمانہ مین ہدایت وارشاد کا ایسا دریا بہا دیا تھا۔ کہ زمانہ کی کثیر جماعت کی قلبی کشت زار کو سیراب کرکے خدا بینی کے ثمرات سے لہلہا دیا تھا۔ آخر کار بحکم کل نفس ذائقۃ الموت ۱۸۱۳ء مین جان بجان آفرین سپرد کرکے قفس قالب سے سبکدوشی حاصل کی اور طائر روح گلشن

Marfat.com

عرش پر آشیان ساز ہوا۔ روح اللہ روحہ سید احمد شاہ موجودہ گیلانی جو ایک داستگو اور ذی مراتب افراد سے ہین۔ انکے شجرہ نسب کی نو نہال ہین +

حضرت ممدوح کا صاحبزادہ سید شیر شاہ بعمر سنی مین فوت ہو چکا تہا۔ بوقت وصال صرف سید صدر الدین شاہ صاحبزادہ تہا۔ جو مالک و وارث بازگشت سمجہا گیا۔ جنکا ترجمہ موجزہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

مختصر تذکرہ حضرت مخدوم سید صدر الدین شاہ الملقب شیخ محمد غوث ثالث طاب ثراہ

حضرت ممدوح کا سن ولادت ۱۷۸۳ء ہے۔ یہ ایک بڑے باکمال۔ ذی استعداد۔ صاحب خلق عظیم۔ زندہ دل۔ علم و عمل کے زیورات سے محلے و مجلے تھے۔ فیوضات باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے عرفان کی معراج پر ترقی کی اپنے زمانہ کے ذی اقتدار اور روحانی پیشوا مانے جاتے تہے۔ شاہ شجاع درانی بادشاہ کابل ذی اخلاص معتقدین سے تہا۔ جب کبہی استفادہ یا التماس کی غرض سے خطوط نویسی کی نوبت ہوتی تو بلفظ عریضہ تحریر کرتا۔ لنگر خانہ مین ہزار روپیہ سے کم نہ بہیجتا۔ اور قبولیت کو باعث فخر و خیر و برکت سمجہتا۔ اسکے دستخطی سندات صاحب سند کے پاس موجود ہین۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ شیر پنجاب باوجود غیر مسلم اور متصلب ہونیکے انکا لوہا مانتا تہا۔ اور نہایت معتقد تہا۔ سابقہ جاگیرات جو اس خاندان کی تفویض مین خلفا بعد خلف چلی آتی تہین۔ انکے علاوہ مبلغ ماہانہ ۵۰ نقد اور ایک بیش قیمت مشکی گہوڑا نذرانہ پیش کیا۔ جسکی سند محفوظ ہے۔ مریدون کی تعداد بکثرت ہے جو مختلف بلاد مین پہیلی ہوئی ہے۔

حضرت ممدوح ہی کے زمانہ مین انگریزی حکومت کا آغاز ہوا۔ اس سے پہلے حکومت سکہان۔ اور اس سے پہلے چند سال کا زمانہ سلطنت افغانان بہی ملاحظہ فرمایا تہا

Marfat.com

حقوق الرعایا دالملوک کا بہی حفظان تحت نظر رہتا۔ زمانہ اخیر مین جبکہ انگریزی سلطنت کا اقتدار قایم ہوا۔ اور سکہاشاہی رفو چکر ہوگئی۔ تو آپنے نمایان خدمات مناسبہ عمل مین لاکر سندات حاصل کین۔ جو توشہ خانہ مین اب تک محفوظ ہین۔ ملتان کی مختلف جنگون مین ممدوح قدس اللہ سرہ العزیز نے سردارانِ سرحد کو جو آپ کے معتقدین سے تھے۔ انکو ہدایت کی کہ گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف کارروائی کرنے سے فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ اور سکہون کے زمانہ کی رہی سہی عزت بہی جاتی رہیگی۔ خواہ مخواہ جہوکون مین پڑوگے۔ مناسب وقت یہ ہے۔ کہ مخالفت سے یکسوئی کرکے امداد دو کہ فریقین کی بہبودی اس مین نمایان ہے۔ اور خود بہی مناسب مواقعات پر نہایت قیمتی اوقات ملکی وجنگی خدمات انجام دین جن سے میجر ہربرٹ ایڈورڈ کمانڈر انچیف افواج انگلشیہ ودیگر برٹش افسرون نے دلی شکریہ ادا کئے۔ اور سندات عطا کین اور جاگیرات سابقہ عطا شدہ شاہان پیشینہ کو بدستور قایم رکہا۔ چونکہ حضرت ممدوح اس وقت کے آنے کے منتظر تھے۔ کہ جہان واہل جہان سے جو فنا اور مقام فنا ہے علیحدہ ہوکر جہان آفرین کے ساتہہ بقا کا شرف واقتدار حاصل ہو۔ آخر مین باین وجہ گوشہ نشینی اختیار کرکے اور کمال حاصل کرلیا! چانک پیک اجل نے حاضر ہوکر بشارت دی۔ کہ یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیہ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین لبیک کہتے ہوئے باقی باللہ ہوئے۔ اعلے اللہ مقامہ اہالی ملتان اس آفتاب کے چہپ جانے سے مغموم ومہموم تھے۔ آہ بکا کا شور وشین تہا۔ ہر ایک طبقہ ومذہب کا آدمی بیچین شہر مین ہٹ تاڑ کردی گئی۔ اور تمام شہری ماتم زدہ جنازے مین شریک ہوئے۔ اور انا للہ پڑہتے ہوئے امانت بذی امانت سپرد کی۔ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ جناب ممدوح کے تین صاحبزادگان تھے۔ پیر نور شاہ۔ سید محمد غوث بخش۔ سید محسن شاہ جو برگزیدہ روزگار تھے۔ چونکہ اون الذکر ہر پہلو سے غلامی وثالث پر سبقت رکہتے تھے اس لئے باتفاق

Marfat.com

برادری واہل الراے سجادہ نشینی کے مستحق قرار دئے گئے۔ جنکا مختصر ترجمہ ذیل مین درج ہے۔

مخدوم پیر نور شاہ ملقب بمخدوم شیخ حامد گنج بخش چہارم قدس سرہٗ

اس نونہال شجرہ ریاضِ گیلان کی ولادت باشہامت ۱۸۰۸ء مین واقع ہوئی۔ زمانہ طفولیت مین آثار سعادت اطوار حضرت ممدوح کے ناصیہ مین ہویدا تھے۔ تعلیم رسمیہ کے حاصل کرتے ہوئے۔ یہ کیفیت نمودار ہوئی۔ کہ دانشمندان قوم کو یہ اعتقاد ہوا۔ کہ یہ ہونہار مخلوقات کے مردہ دلون کی کہیت کو فیض غوث صمدانی ؒ کے چشمہ سے سیراب کر گیا۔ اور یقیناً معزز و خوش نصیب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ آپ بہی اپنے بزرگون کی طرح مشہور ولی مانے گئے۔ آپکا فیض عام تہا۔ ہر فرقہ و ملت کے افراد آپ کی روحانی بزرگی کے قائل تہے۔ خرق عادات مین ید طولےٰ رکھتے تھے۔ تسخیر قلوب کا یہانتک اثر تہا۔ کہ مسلمان بجائے خود۔ ہنود بہی جان فدائی کو فخر سمجہتے تھے۔ آپ کی سواری بوجہ انبوہ خلائق زیارت کنان و ازدحام فیض یافتگان نہایت دقت سے شہر سے گذرتی۔ سرحدی سرداران و عامہ خلائق مریدی کا قلادہ گردنون مین ڈالے ہوئے تھے۔ ہز ہائنس نواب بہاولپور اور نوابان دیرہ جات جناب والا کے مخلص معتقدین سے تھے۔ کرات مرات فیضیابی کے لئے حاضر ہوئے۔ گورنمنٹ انگریزی مین بہی صاحب اعزاز اور ذی مراتب سمجہے جاتے تھے۔ فتوحات ملتان مین برٹش گورنمنٹ کی جنگی خدمات مین بہی کافی حصہ لیا۔ غدر ۵۷ء کے مفسدہ کے دبانے اور فرو کرنے مین نہایت تدبر کے ساتہہ کام لیا۔ حسب اقتضائے وقت اور مصلحت لیڈنگ پارٹ اور سرحدی سردارونکو جو انہین پیشوا اور زمانہ کے نشیب فراز کے سمجہنے کا پورا واقف سمجہتے تہے۔ برٹش گورنمنٹ کی ملکی خیر خواہی اور امداد پر ابہارا۔ چنانچہ آنریبل چیف کمشنر پنجاب و دیگر افسران کیجانب سے سندات

خوشنودی شاہد ہین۔ جو توشہ خانہ مین موجود ہین۔ اخیر عمر مین صبغۃ اللہ کے رنگ سے ایسے مصبوغ ہوئے۔ کہ ماسوی اللہ سے فارغ ہوکر باخدا ہونیکا پورا تمغہ حاصل کیا۔ اور کمال کے معراج کو طے کرتے ہوئے ۱۸۶۸ء مین قالب انسانی سے بھی تجرد اختیار کرکے عرش آشیانی ہوکر قرب الٰہی کے سمندر مین غوطہ زن ہوئے۔ روح اللہ روحہ۔ آپ کی جدائی کے قلق اور واقعات اضطراب اقربائے و مریدان کے بیان سے کلیجہ شق اور قرطاس کا رنگ فک ہوتا ہے۔ القصہ بعد ادائے رسوم اسلامیہ یہ آفتاب عالمتاب جہ[illegible]یا۔ اسوقت جناب کے صاحبزادگان تین موجود تھے۔ پیر ولایت شاہ۔ [illegible]تادی شاہ۔ سید پیر شاہ۔ موخر الذکر حضرت کی اولاد سید محمد شاہ و سید مٹھ شاہ۔ سید چراغشاہ۔ سید امام شاہ۔ سید جہان شاہ موجود ہے۔ اور پیر ولایت شاہ کا مختصر تذکرہ بعنوان علیحدہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پیر مخدوم ولایت شاہ المعروف مخدوم شیخ عبد القادر جامس قدس سرہٗ

۱۸۳۸ء مین حضرت ممدوح کا طلوع ہوا۔ آپ کی ولادت پر غیر معمولی خوشیان منائی گئین۔ یہ مولود مسعود نرالی اداؤن اور انوکھی کرشمات سے دلربائی کرتا۔ ان کی شکل و شباہت سے پتہ چلتا تہا۔ کہ اس نے زمانہ کو اپنا گرویدہ و مطیع بنانا ہے۔ ایام طفولیت مین وہ جلوہ آرائی تہی۔ کہ سبحان اللہ آخر امیر زادہ رئیس تھے۔ دنیا کی چہل پہل بہی ہم جلیس ہوکر دام تزویر مین پہسانا چاہتی مگر ایسے شہباز کب مقید ہوا کرتے ہین۔ قلیل عرصہ مین علوم رسمیہ حاصل کرکے فطانت اور ملکہ پیدا کر لیا۔ اچھے خاصے مستعد سمجھے گئے۔ دلیری اور شجاعت مین فرد کامل تھے۔ مخلوقات عامہ کی بہی خواہی مایۂ فخر تہا۔ حاکم و محکوم دونون کے حقوق کی نگاہداشت کا پورا خیال تہا۔ ۱۸۶۸ء مین بعمر ۳۰ سال مسند سجادگی

Marfat.com

پر جلوہ آرا ہوئے۔ ذکاوت و ذہانت۔ فراست و لیاقت بحدے تہی۔ کہ ۱۸۷۷ء
مین جب گورنمنٹ نے مجسٹریٹی بنچ کا افتتاح کرنا چاہا۔ تو اس عہدۂ حکومت
کے انتخاب کے قابل حضرت ممدوح ہی سمجہے گئے۔ اور نہایت خوبی سے اسے انجام
دیتے رہے۔ پراونشل درباری کا اعزاز بہی انہین کی ذات بابرکات پر قائم
ہوا۔ جری و بہادر ایسے تہے کہ قبل از مسند نشینی بایماء والد ماجد غدر ۵۷ء
کے موقعہ پر شورش جلی ضلع منٹگمری مین بذاتہ بمعیت ۳۰۰ سواران وہان جا دہمکے
اور امداد گورنمنٹ کی دیکر جوہر شجاعت کا بین ثبوت دیا۔ نیز بر سر موقعہ جنگ
۔ علم وہبی حاصل کرکے کہ تقدیر حکومت کا قرعہ بنام گورنمنٹ قائم کر چکی ہے۔
سر ران سرحدی کو اسپر آگاہ کرکے اس بات کیطرف توجہ دلائے کہ مقاومت
بیہودہ ہے۔ موافقت سے کام لے کر اپنا اقتدار بڑہاؤ۔ بعد از مسند نشینی سجادگی کے
مناصب نہایت سنجیدگی سے ادا کرتے رہے مریدون کی ہر قسم کی بہی خواہی انکا
شیوہ تہا۔ عیل گستری و انصاف پسندی کا یہ حال تہا۔ کہ نیک دل انکے فیصلہ
کی اپیل کرنا بہی خلاف انصاف سمجہتے تہے۔ مخدومیت کے لوازمات کو اس طرز و طریق
سے نبہایا۔ کہ مسلمان غریب و امیر بلکہ ہنود بہی پابوسی کو فخر سمجہتے تہے۔ لیکن
نہایت گہری نظر سے اس امر کی تہ تک پہونچنا صرف مسرت آمیز نہین۔ بلکہ عبرت
انگیز ہوگا۔ کہ ایک با اقتدار حاکم مسٹر اے براندرتھ صاحب کمشنر بہادر انگریز کو
بار بار یہ کہنا پڑتا۔ کہ ملتان مین مخادیم تو بکثرت ہین۔ مگر پیر آپ ہی ہین[1]۔ حضرت ممدوح
کے عہد سجادگی مین نہ صرف رئیس و امیر اور غریب و فقیر سلامی تہے۔ بلکہ ہر مجسٹی
شاہ کوکان (ترکستان) خان کلات۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ نواب بہاولپور۔ نواب
صادق محمد خان۔ راجہ فرید کوٹ۔ ہز اکسی لینسی گورنر احاطہ بمبئی بہی مختلف
اوقات مین خانقاہ اور حضرت سجادہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔
خلاصۃ الکلام جسقدر ضروری اوصاف کا ایک باحیثیت مخدوم مین ہونا ضروری

[1] ۱۸۷۷ء مین گورنمنٹ نے حضرت ممدوح کو سادات گیلان کا سردار مقرر کیا ۱۲

ہے۔ وہ آپ کی ذات مین موجود تھے۔

یہ ایک امر مسلمہ ہے۔ کہ جتنا کوئی مقرب درگاہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ محسود خلایق بہی ہوتا ہے۔ جہان اگرچہ اسکے قدمون کے نیچے آنکھون کو بچھانا فخر سمجھتا ہے۔ لیکن ساتھہی چند ایسے اشخاص بہی ہوتے ہین۔ کہ وہ بجائے آنکھون کے کانٹون کا فرش بچھاتے ہین۔ جعلنا لکل نبی عدو امن المجرمین سے اسکا پورا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح حضرت ممدوح بہی مصاب ہوئے۔ لیکن جس طرح زر خالص کورہ سے نجلی ہوجاتی ہے۔ اسی طرح آپ کی کیفیت ہوئی۔ اور یہ آفتاب مصائب کی گہٹا سے نکلکر منور عالم ہوا۔ اور پہلے سے بہی زیادہ عالم کی نظر مین پیارا اور بہلا معلوم ہونے لگا۔ ہکذا شان الصلحاء۔

اخیر عمر مین قطع علائق وخلائق کرکے خلاق عالم کی درگاہ مین جبین سمین کو زمین پر رکہکر سربسجود ہونا اختیار کیا۔ رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الرحیم کا ورد کرلیا۔ اور یہ تمنا ظاہر کی کہ اے رب العالمین مجہے اپنے بزرگون کی طرح معزز فرماکر اسی سلک مروارید مین منسلک فرمادیجئے۔ اچانک ۱۸۷۸ء مین پیک اجل نے حاضر ہوکر بشارت دی۔ ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ بس یہ سنتے ہی جان بجان آفرین سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپکے مریدون کی تعداد بکثرت ہے۔ اس کا صحیح اندازہ علام الغیوب کو معلوم ہے۔ مختلف بلاد وامصار ودیار جہات واکناف مین پہیلے ہوئے ہین۔

آپ کی مزار پر انوار۔ روضہ پیر موئے پاک شہید قدس سرہ اللہ الحکیم مین ہے۔ یزار ویتبرک۔

Marfat.com

حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ کے صاحبزادگان عالی وقار مین سے مخدوم سید محمد صدرالدین شاہ۔ سید شیر شاہ۔ سید راجن شاہ۔ اول الذکر حضرت مخدوم وارث سجادگیت کا ذکر خیر و برکت ملحوظ عنوان مین زیب کتاب ہوگا۔

اما سید شیر شاہ صاحب عالی وقار۔ تہذیب و لیاقت کی مجسم تصویر ابرار احرار سے ہین۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۳ء مین واقع ہوئی۔ چند سال کے بعد تعلیم کا سلسلہ جو لازمہ شرافت ہے شروع ہوا۔ قرآن شریف اور معمولی کتب رسمیہ کو تھوڑے عرصہ مین حاصل کرلیا۔ چونکہ زمانہ ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اسلئے ہر زمانہ کے با اقتدار افراد کو اسکے اقتضائات کے مطابق مناسب علوم کا حاصل کرنا بھی من قبیل الضروریات ہوجاتا ہے۔ اسلئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ قرآن شریف اور ضروری مسایل کے رسائل کی تعلیم کے بعد علوم مروجہ کی طرف عنان توجہ منعطف ہو۔ چنانچہ جناب ممدوح نے تعلیم انگریزی مین مع لوازمات انٹرنس پاس کیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ پہلے پہل بعہدہ منصفی مقرر کئے گئے اور بعد ازان ترقی کرتے ہوئے بعہدہ افسر مال ممتاز ہوئے۔ آج سنہ ۱۹۱۵ مین بمقام گجر خان ضلع راولپنڈی مین حکمران ہین۔ یہ ہونہار نوجوان شکل شمایل۔ عادات و خصائل عبادت و ریاضت مین منتخبین روزگار سے ہین۔ حاکم و محکوم کے حقوق کو اپنے اپنے مرتبہ پر سمجھنا اور اُن پر پابند ہونا ہمیشہ ملحوظ خاطر رہتا ہے۔ علما دین کے اعزاز اور صلحا کی پایہ شناسی سے خاص دلچسپی ہے۔ تکبر و نخوت سے کوسون دور ہین اپنے برادر معظم حضرت مخدوم صاحب دام ظلہ سے خاص عقیدت ہے۔ تواضع۔ انکسار اپنے اپنے موقعہ پر عجیب کرشمہ نمائی کرتی ہے۔ فخر و تعلی سے گریز ہے۔ باوجود حکومت و جوانی تمام رزایل و معائب و نقایص سے بفضلہ تعالیٰ مبرا ہین۔

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من خالق البریہ کے اتباع مین خاصہ حصہ رکھتے ہین۔ پابند صوم و صلوٰۃ و وظائف و مناجات سے عجیب دلچسپی ہے۔ اگر

Marfat.com

بلحاظ حکومت دیکھا جائے۔ تو باوجود سادگی پسندی وہ رعب ہے۔ کہ العزۃ للہ۔ شب رو۔ بدباطن نام سے لرزتے ہین۔ جناب کی دادگستری۔ انصاف پسندی کا وہ شہرہ ہے۔ کہ نوشیروان کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ محکومہ پروری۔ رفق باخلاق اس پایہ کا ہے۔ کہ اس زمانہ مین عنقا کا حکم رکھتا ہے۔ اگر بلحاظ تقدس و علمیت دیکھا جائے۔ تو اوصاف زہد۔ تواضع۔ راستی۔ حق پرستی۔ صبر۔ شکر سے موصوف ہوکر اچھے خاصے شبلی وقت کہے جانے کے قابل ہوسکتے ہین۔ الغرض پاکیزہ اخلاق مین شہرہ آفاق ہین۔ ذہین ہین۔ نکتہ رس ہین۔ از روئے عقاید حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار و مطیع صحابہ اخیار۔ و اہل بیت اطہار کے دلدادہ۔ غوث پاک کے شیدائی۔ محب الفقرا۔ اہل سنت والجماعت ہین۔ شکل و شباہت من ماشاء اللہ حسین ہین۔ لباس پاکیزہ و نفیس ہوتا ہے۔ کھانا لذیز و لطیف پسند خاطر ہے۔ بارک اللہ فی عمرہ واخلاقہ آپ کی اولاد ذکور صرف اکلوتا بیٹا مسمی سید غلام محبوب سبحانی ہے جو ۱۹۰۱ء مین واہب العطایا نے عطا فرمایا۔ یہ نونہال بعد ختم قرآن شریف اب آٹھوین جماعت مڈل مین تعلیم پاتا ہے۔ عجیب ملکہ رکھتا ہے جو پڑھتا ہے۔ سمجھتا ہے۔ باوجود صغر سنی پارسائی کا ٹھسکا لگا ہوا ہے۔ عادات رذیلہ سے متنفر و خصایل حمیدہ کا راغب ہے۔ کیون نہ ہو۔ غلام محبوب سبحانی ہے۔ اللہم اجعلہ کمولاہ

اما سید راجن شاہ یہ بزرگ ۱۸۷۸ء مین پیدا ہوئے۔ مناسب عمر مین درس قرآن شریف مین داخل ہوئے۔ ختم کرنے کے بعد سکول مین تعلیم مروجہ حاصل کی۔ بعد مین مولانا مولوی نظام الدین استادیم صاحب مغفور و مرحوم چمرنگی جو بڑے پایہ کے فاضل اور شیرین بیان پرتاثیر واعظ تھے۔ ان کی

سلہ آپ کی انصاف پسندی و دیانت امانت زصرف رعایا پر روشن ہی۔ بلکہ حکام وقت و افسران عالیہ پر بھی مبرہن ہے۔ بہی خواہان نہایت مسرت و شگفتگی سے سنین گے کہ کمشنر صاحب بہادر منٹگمری نے اپنی سنہ ۱۹۱۴ء کی رپورٹ مین خصوصیت کے ساتھہ یہ نوٹ درج کیا ہے۔ کہ سید شیر شاہ صاحب (دام عزہ) انصاف۔ امانت۔ دیانت کے لحاظ سے اول نمبر پر ممتاز ہین ۱۲

Marfat.com

خدمت مین تعلیم دینیات کے لئے حاضر ہوئے۔ تقریبًا دو سال مین اچھی خاصی لیاقت حاصل کرلی۔ ذہانت و فطانت خداداد سے بڑے لایق و پایہ شناس ہین۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہین۔ وظائف معمولیہ کو باوقت ادا کرتے ہین۔ رعب داب اور سیاست انکے چہرہ سے ٹپکتی ہے۔ باین سادگی پسند ہین۔ تکلف و بناوٹ سے متنفر ہین۔ پاکیزہ اخلاق صاحب تدبیر ہین۔ عقائد مین مثل برادران اہل سنت وجماعت ہین۔ شکل و شمایل زیبا۔ خوش پوشاک مصفا وضعدار انسان ہین رنگ گندم گون ملیح ہے۔ تقریر شائستہ صاف گو طبیعت کی جری۔ اور سادہ خو ہین۔ سنہ ۱۹۰۴ مین میونسپل کمشنری پر ممتاز ہوئے سنہ ۱۹۱۱ مین بمنصب وائز پریذیڈنٹی فائز ہوئے۔ جس دلیری اور انصاف سے مفوضہ کام کا انجام و انصرام کرتے ہین وہ انہین کا حصہ ہے۔ ریاست کے قانون کے پابندی اور مخلوقات کی بہی خواہی نصب العین رہتی ہے۔ بڑے باحمیت اور صاحب غیرت ہین۔ اخلاق ذمیمہ بدگوئی۔ ہوا پرستی۔ آوارہ گردی۔ وغیرہ وغیرہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ یہ اس زمانہ مین تعجب کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل ہے۔ کہ تینون برادران بزرگان ہر ایک منشیات حتے کہ حقہ و ناسوار و عیاشی سے بالکل متنفر اور مجتنب ہین۔ اسوقت آپ کی نرینہ اولاد دو صاحبزادگان ہین۔ غلام محی الدین شاہ و غلام نبی شاہ۔ اول الذکر سنہ ۱۹۰۴ مین متولد ہوا۔ اس وقت مڈل کی ساتوین جماعت مین تعلیم پاتا ہے۔ اور ثانی الذکر سنہ ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف پڑہتا ہے اللہم احفظہما بلطفک آمین۔

Marfat.com

مختصر تذکرہ سیادت مآب سعادت انتساب مہر سپہر ولایت کبے کوکب دری اوج ہدایت عظمی اہل السنۃ والجماعت سلالۂ اہلبیت رسالت نقیب السلیف من سادات الجیلان فخر الخلف من افشار الگیلان مخدوم الانس و الجان در ثمین ان المخدوم محمد صدر الدین شاہ الملقب مخدوم محمد غوث رابع دام ظلہ علی المسترشدین بحرمۃ النبی الامین سید العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الطیبین الطاہرین

حضرت ممدوح کی ولادت باسعادت ۱۸۶۸ء بلدۂ ملتان وقاہ اللہ عن الشرور والطغیان مین واقع ہوئی۔ آثار صلاح وفلاح پیشانی نورانی مین لمعان ودرخشان تھے ؎

بالائے سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی

صغر سن ہی مین اوائل خوشنما وکرشمۂ جان فزا نمایان تھے۔ جب سن شعور کو پہونچے تو خانگی درسگاہ مین قرآن شریف اور ابتدائی تعلیم مین بٹھلائے گئے اس تکمیل کے بعد سکول بھیجے گئے۔ اور خاصی لیاقت حاصل کی۔ ۱۸۸۸ء مین وفات والد مکرم مخدوم معظم کا حادثہ ہوش ربا پیش آیا۔ اور واقعہ جان فرسا وقوع مین آیا۔ غم والم کا ہجوم تھا۔ زبان حال سے اس شعر کا مضمون مشعر تھا۔ ؎

زین ماتم عظیم بود بر بسیط خاک
گیسوئے شام تا بزد گریبان صبح چاک

Marfat.com

آخر کار بلحاظ وراثت لیاقت و دیانت حسب معمول پیشینیان ذی صداقت
سنہ ۱۸۶۹ء مین بمنصب مخدومی و سجادگی متعین ہوکر بموجودگی اعزہ و احباب و حکام وقت[1]
مسند آرا ہوئے۔ چونکہ یہ خاندان قدیم سے ذیشان اور عرصہ درازسے اعاظم فضلا
و مشائخ الکملا ملتان سے مانا جاتا تھا۔ اور خلائق اطراف واکناف۔ غریب و امیر
برنا و پیر بغرض استفادہ بارگاہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور خلاق عالم نے حضرت ممدوح
مین سیادت و نجابت کے ساتھ شمایل زیبا و خصائل علیا باطہارت سیرت و سریرت
بھی جمع کردئے تھے۔ ارشاد عباد و اصلاح فساد کے انجام و انصرام کا انتظام پیش
نظر رکھکر توجہ کی اور پورا حصہ لیا۔ اور لے رہے ہین۔ بعدمین یہ شوق بھی دامنگیر
ہوا۔ کہ علوم عربیہ مین بھی حسب مضمون مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کچھ حصہ لینا
چاہیئے۔ قلیل عرصہ مین اس شوق کو بھی پورا کیا۔ لیکن چونکہ نتیجہ و غرض علم اعمال
صالح۔ اور اوراد ماثورہ ہین۔ اور حضرت ممدوح خصوصیت کے ساتھ انکے دلدادہ
تھے۔ اور عربیت نے بھی لباس فارسی و اردو اس زمانہ مین زیب تن کیا ہوا
تھا۔ اور ارشادات بزرگان سلف جو صدری چلے آتے تھے۔ حصول تھے۔ بایں وجوہ
عملی پایہ مین وہ پایہ حاصل کیا۔ کہ جس کی نظیر زمانہ حال مین ماحول اگر ناممکن و ناپید

[1] اس موقعہ پر گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے کرنیل گری صاحب بہادر کمشنر ملتان خود شامل ہونیوالے تھے۔ لیکن
بوجہ کسی تعویق کے نہ آسکے اور کرنیل لائنگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ملتان اور مسٹر ہیرس صاحب و لالہ حکم چند صاحب
افسر مال۔ ڈپٹی شامداس صاحب کو شمولیت کے لئے روانہ کیا۔ بعدمین بڑے بڑے معززافراد دربار حضرت ممدوح
پر آتے رہے۔ اور آتے ہین لیکن ذیل کے چند عالی وقار خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین ہز ایکسی سر جارلس
صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبہ پنجاب مع مس صاحبہ و مسٹر مینارڈ صاحب بہادر کمشنر ملتان سنہ ۱۹۱۰ء کو اسی
طرح آنریبل سر آرتھر ریڈ صاحب بہادر چیف جج چیف کورٹ سنہ ۱۹۱۰ء کو تشریف فرما ہوئے۔ یہ بتلانا
بھی موزون ہوگا۔ کہ حضرت ممدوح سلمہ اللہ چند سال کے عرصہ تک گورنمنٹ عالیہ کیطرف
سے ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے معائن رہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء اور سنہ ۱۹۱۰ء سے امداد عشرہ محرم کے اعلے منبر سمجھے
جاتے ہین۔ سنہ ۱۹۰۸ء مین امداد قحط زدگان کی فراہمی چندہ کے لئے نمایان سعی سے ممتاز ہوئے۔ اور
اسی سال انجمن رؤسا پنجاب کے ممبر بھی منتخب ہوئے ۱۲

Marfat.com

ہین۔ تو کیسا ب ضرور ہے۔ آپ مشرباً قادری ہین۔ بذہبا اہل سنت والجماعت اشد جا بند کے مصداق۔ سید العالمین رحمۃ للعالمین کے شیدائی خلفاء راشدین کے والدادہ۔ اہلبیت کے فدائی حضرت محبوب سبحانی جیلانی کے والہ وسودائی ہین فرائض پنجگانہ باجماعت مسجد مین ادا کرتے ہین۔ شب بیداری لازمی طریقہ ہے۔ رمضان شریف صیام کا خاص طور پر انتظام ہوتا ہے۔ ختم تراویح نہایت صحیح خوان باقاعدہ حافظ عبد الحکیم صاحب ہے جو اپنے زمانہ کا بے نظیر ہین۔ اور مولانا مولوی علی مردان صاحب قدس سرہ کی خانقاہ پر درس قرآن شریف فرمایا کرتے ہین۔ جو شہر ملتان بیرون حرم دروازہ واقع ہے۔ جماعت مین کھڑے ہوکر باحترام سنتے ہی نوافل واذکار کی طویل داستان ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہی۔ کہ آٹھ پہر مین تقریباً ۴ یا ۵ گھنٹہ استراحت کرتے ہین۔ باقی تمام اوقات ضروری حاجات کے سوا یا نوافل ہوتے ہین یا اذکار۔ قرآن شریف کی تلاوت ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی ہے۔ پنجسورہ شبینہ وظیفہ معمول ہے۔ سحور سے لیکر ۹ یا ۱۰ بجے تک علے اختلاف الزمان وظیفہ مستمرہ خلوتی ہوتا ہے۔ ضریح اقدس حضرت موسیٰ پاک شہید روح اللہ روحہ کی زیارت غالباً دو وقتہ فرماتے ہین۔ مریدون ومستفیدون کا اکثر اوقات تانتا لگا رہتا ہے۔ زائرین وملاقاتیون کی بھی آمدورفت رہتی ہے ہر ایک سے علی الترتیب وضرورت ہمکلام ہوتے ہین۔ بیعت بطریق بزرگان قادریہ کرتے ہین۔ مریدونکی کثیر جماعت کا شمار علام الغیوب کو معلوم ہے۔ تمام اضلاع پنجاب اور بعض حصہ خراسان۔ کابل۔ غزنی۔ اسی طرح بعض مواضعات سندھ مین پھیلی ہوئی ہے۔ کثرہم اللہ تعالےٰ۔ آپکا حلیہ نورانی معتقدین صفوت نہاد مریدان باعتقاد کے سرور اور انبساط کے لئے ہی بیان کرتا ہون۔ اور ساتھ ہی مکارم اخلاق کا علے الاختصار ذکر ہوگا۔ تاکہ مستفیدین صادقین وارادتمندان واثقین کے اکتساب سعادت کا ذریعہ ہو۔ لیکن ایسے کارنامون کے لئے قلم طوبیٰ بہشت۔ اور کاغذ

Marfat.com

قدسی سرشت۔ اور کاتب فرشتہ منش ہونا چاہئے۔ چونکہ حصول ان امور کا دشوار ہے۔ اسلئے بجناب باریتعالی ملتجی ہون۔ کہ یہ قلم اور یہ قرطاس اور یہ محرر ضعیف ناشناس۔ اور حضرت ممدوح وہ صاحب جمال اور ذی کمال ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اے پروردگار عالم! بحرمت صاحب لولاک وغوث پاک اپنی توفیق غیبی وتائید لاریبی سے میرے قلم کو اعزاز طوبے جنان اور قرطاس کو مرتبہ ریاض رضوان عطا فرما کر اس کاتب ذلیل کو شدید القوے مثیل ملک اہل فلک کردے۔ ؎

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی — گرچہ جوئے خون بودنیلش کنی
نوبہاراحسن گل دہ خاررا — زینت طاؤس دہ این ماررا
دست گیرورہنما توفیق دہ — جرم بخش وعفوکن بگشا گرہ

حُلیۂ مُبارکہ۔ حضرت مخدوم حسین جمیل۔ اور از روئے خلقت تمامی اعضا کمال اعتدال پر بے نظیر وبے عدیل ہین۔

قامت سراپا کرامت۔ نہ قصیر نہ طویل۔ چہرہ مبارک بدور ماند قمر۔ رنگت گندم گون صبیح ملیح۔ پیشانی لاثانی۔ مصداق سیماھم من اثر السجود۔ آنکھین سُرگین جن مین خوشنمائی لامع۔ ابرو مقوس جن مین زیبائی ساطع۔ ناک مبارک متوسط المقدار۔ رخسارہ۔ سرخ ہموار۔ دہانش نہ بسیار فراخ نہ تنگ تر۔ لیکن شیرین گفتاری مین بہتر از شہد وشکر۔ زبان حقائق بیان دراز فضول والطغیان۔ دونون ہونٹ سرخی مایل بلکہ حمرت مین بہ برگ گل مقابل۔ دانت موتیون کی لڑی کی طرح آمیختہ لیکن اس عمر مین چند دُردانہ ریختہ از سر نو آمیختہ۔ کلام مین پھولونکے ہار جھڑتے ہین۔ تبسم وخندہ مین حاضرین کو شکار کرتے ہین۔ ریش مبارک نہ انبوہ دار نہ خفیف۔ سر کے بال نرم بل لطیف۔ سینہ بے کینہ کشادہ۔ شکم پُر از حکم قدرے بہ بدی آمادہ ہر دو کلائیان ملایم۔ ہتھیلیان عجیب۔ انگلیان نرم آرنج غریب ساق پر گوشت۔ قدم شریف زیبا۔ نہ چھوٹا نہ بڑا خوبصورت بے ہمتا۔

Marfat.com

انگشت پا بنزاکت - مفاصل اوجوڑ بمناسبت - جسم مقدس نہ بہت فربہ اور نہ لاغر - رفتار کی بہار مثل شاطر - الغرض بفضل اللہ المتعال از ہر عیب معرا واز ہر نقصان مبرا ہین - کیون نہ ہو اُس مہ جبین سرور کائنات علیہ وعلے آلہ السّلام والصلوٰۃ کے فرزند دلبند ہین - جنکی منقبت وصفت مین علامہ جامی لکھتے ہین ؎

اے چہرۂ زیبا تو رشکِ بتانِ آذری — ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری
ہرگز نیاید در نظر نقشے ز رویت خوبتر — شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری
تا نقش می بندد فلک کس را ندادہ این نمک — حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام — بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

ذکر مکارم اخلاق حضرت ممدوح و دوام بقائہ

حلم استقلال - شجاعت - وقار دلیری - آزادی - حیا - صبر پرہیزگاری - لطیف مزاجی خوش طبعی - سخاوت - عفت - غرض ہر ایک صفت محمودہ سے بہرہ یاب ہین - خَلق - خلق - قریب المعنے ہمشکل الفاظ ہین جو غالبا باہمد گر استعمال ہوا کرتے ہین - مثلا کہا جاتا ہے کہ فلان شخص کا خَلق اور خُلق دونون اچھا ہے یعنی اس کا ظاہر بہی اچھا ہے - اور باطن بہی - انسان دو چیزون کا نام ہے جسم اور روح[1]

[1] روح - بعض آزاد خیالون کا تو یہ مقولہ ہے - کہ روح ایک وجدانی امر ہے - حقیقت مین ذات خود کوئی چیز نہین - حیوانات کی ترکیب ہی سے یہ ایک کیفیت پیدا ہوجاتی ہے - جس طرح کلون کی ترکیب سے عجیب غریب حرکتین ظاہر ہوتی ہین - ارغنون سے جو ترکیب دلکش و مؤثر نغمے پیدا ہوتے ہین - حالانکہ روح کو مستقل کوئی چیز ماننے والے بہی کلون و ارغنون مین روح کے قائل نہین - ہین - یہی صورت حیوانی روح کی سمجہنی چاہئے - لیکن یہ انکی خیرہ چشمی یا تنگ خیالی ہے - روح ایک ایسی چیز ہے - کہ اُس سے ترکیب حیوانی قایم رہتی نہ کہ ترکیب حیوانی سے یہ پیدا ہوتی ہے - کما لایخفے علے البصیر - علاوہ یہ کہ مادی چیزون کی ترکیب سے (جیسے کلین و ارغنون) جو حرکتین یا نغمات ظاہر ہوتے ہین - وہ خود بہی بیجان اور لایعقل ہوتے ہین - اور نہ انکا اثر مادی اجزا ترکیب سے پرہوتا ہے کہ وہ کچہہ درایت و فطانت کا کام دے سکین اور نہ صرف مادہ بہی ایسی چیز ہے - کہ اس سے دقیق خیالات اور عظیم و فنون انجام پاسکین - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ وہ کوئی اور جوہر لطیف ہے - جس سے یہ کرشمے صادر ہوتے ہین - اور اسی کا نام روح ہے - روح کو جوہر کہا جاتا ہے - نہ جسم جوہر ہونیکی دلیل

Marfat.com

یہ ہے۔ کہ روح اشیاء کا ادراک کرتی ہے۔ اور ادراک عرض ہے جسکے یک کیفیت کا نام ہے۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ عرض عرض کے ساتھ قایم نہین ہو سکتا۔ اسلئے ضرور ہوا۔ کہ روح جوہر ہو ورنہ ادراک کا قیام اسکے ساتھ منتفی ہوگا۔ جسم اسلئے نہین۔ کہ اُس کو طول و عرض لازم ہے جسکے اجزا ہو سکین جب اجزا ہو سکے۔ تو ممکن ہوگا۔ کہ ایک چیز ایک جزو مین ہو۔ اور ایک مین نہ ہو۔ مثلاً ایک پتھر جس کی ایک جزو سفید اور ایک سیاہ ہو۔ اسی بنا پر ممکن ہوگا۔ کہ روح کی ایک جزو مین خالد کا علم ہو۔ اور دوسرے مین نہ ہو۔ تو اس صورت مین روح ایک ہی زمانہ مین خالد کا واقف بھی ہو۔ اور ناواقف بھی۔ اور یہ باطل ہے۔ اب رہی یہ بات کہ قرآن مجید نے روح کی حقیقت بیان کرنے کو کیون ٹالدیا۔ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا مین انواع اقسام کے لوگ ہوتے ہین۔ عوام۔ اوسط۔ خاص۔ خاص الخاص۔ عوام تو ایسی چیزون کا تصور ہی نہین کر سکتے ان کے نزدیک جو چیز مجسم محسوس نہوگی۔ وہ سرے سے موجود ہی نہین ہو سکتی۔ جو اوسط درجہ کے ذرا وسیع الخیال ہین۔ گو مجسم محسوس پر موجودات کو حصر نہین کرتے مگر باوجود چیز کو ذیجہت ہونا ضروری سمجھتے ہین۔ باین وجوہات بعض خدا تعالے کو مجسم اور بعض ذوجہت مانتے ہین۔ تعالی اللہ ذالک علوا کبیرا۔ چونکہ یہ دونو گروہ اس دقیق مسئلہ کی تہ تک پہونچنے کی قوت نہین رکھتے۔ اور مکلف ہین کہ وہ ضرور اسکو حاصل کرکے دربار مین حاضر ہون۔ اسلئے سائلین یہود کو جو عوام کے درجہ مین تھے۔ ٹالا نہین۔ یہ کہلوا دیا گیا۔ کہ یہ ایک ربی امر ہے۔ جسکے سمجھنے کا تم علم نہین دئے گئے۔ اس کی ایسی مثال ہے۔ کہ ایک عامی گروہ اگر کسی فاضل سے جاکر سوال کرے کہ مولانا صبح کی دو اور شام کی تین اور باقی اوقات ثلثہ کی چار چار رکعتین کی تعیین مین کیا معنے ہی۔ تو وہ فاضل انکے عقل اور فہم کا موازنہ کرکے کہ یہ لمیات کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہین۔ یہ کہدے کہ میان شریعت کا یہی حکم ہے۔ تمہارے لئے یہی کافی۔ کیونکہ تم اس سے زیادہ نہین سمجھ سکتے۔ اگر ایسا جواب نہ دی۔ اور لمیات کو شروع ہو جائے۔ اور علل الشرائع کو حجۃ اللہ البالغہ اور احیاء سے بیان کرنے لگے۔ جنکے سمجھنے کا اسے شعور نہین۔ تو بجائے تعریف مذمت کے قابل ہوگا۔ کہ آئینہ بر روئے کور و جواہر پیش ناخردان نہادن ناخرد دان ہی کا کام ہے۔ کلموا الناس علی قدر عقولہم۔

ورنہ آیت مین ٹالا نہین جواب بالتعلیق ہے۔ کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ اور یہ معلوم ہے۔ کہ رب کا امر شریعت اور کلام مجید ہے۔ جو اس مین داخل ہو کر تفقہ کریگا۔ وہ روح کو بھی پہچان لیگا۔ حاصل جواب یہ ہوا کہ پہلے دین خدا مین داخل ہو کر علوم شریعت حاصل کرو۔ جو سراسر حکمت ہے (ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا) پھر تم عارف الروح ہو جاؤگے۔ ابھی تم علم قلیل دئے گئے ہو سمجھنے کے قابل نہین ہو۔ اسی لئے غزالی نے آیۃ کا حاصل بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ کو حکم ہوا۔ کہ جو شخص سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو۔ اس پر سر الروح مکشوف نہ کرین بعض نادانون کا یہ خیال کہ خاص الخاص یا خواص انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام بھی معرفت روح سے محروم تھے۔ یہ ان کی حماقت اور جہالت ہے۔ جن بزرگان دین کی چشم بصیرت کل الشریعت سے مکحول ہے۔ انہون نے تصریحات لکھدیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (دیکھو صفحہ ۳۷۷)

Marfat.com

جسم کی جس طرح ایک شکل ہے۔ روح کی بہی ہے۔ پہر جس طرح جسمی صورت اچہی یا بُری کہی جا سکتی ہے۔ اسی طرح روح کی بہی ظاہری صورت کے لحاظ سے انسان کو خوبصورت یا بدصورت کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح روحانی لحاظ سے اُسے خوش اخلاق یا بداخلاق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہمارے ممدوح بفضلہ تعالےٰ جس طرح جسمی لحاظ سے شکیل وجمیل ہین۔ اسی طرح روحانی وجہ سے خوش اخلاقی مین اپنے آپ ہی مثیل وعدیل ہین۔ مکر۔ حیلہ سازی۔ نافہمی۔ ناعاقبت اندیشی۔ غرور۔ نخوت۔ خودبینی۔ ان سب عیوب سے مبرا الغرض بداخلاقی کے تمام صفات سے معرا ہین۔ حمیّت دینی یہانتک کوٹ کوٹ بہری ہے۔ کہ بمجرد استماع ایسے اخبارات کے جو کہ خلاف احکام اسلام کسی سے صادر ہوئے ہون۔ یا اہل اسلام پر گرانی غلہ وغیرہ کی تکلیف ہو۔ تو چہرہ مبارک پر آثار وحشت وگہبراہٹ پیدا ہو جاتے ہین۔ اور مہما امکن اسکی چارہ جوئی کو محبوب رکھتے ہین اور کرنا پسند کرتے ہین۔ بارک اللہ فی ہمتہ۔ منکسر المزاج ایسے ہین۔ کہ اگر کوئی ملازم درگاہ بیمار ہو۔ تو اسکی تیمارداری مین خود بنفس نفیس حصہ لیتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷۶) مدارج مین لکہتے ہین۔ چگونہ جرأت کند مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین وامام العارفین کند وداده است اوراحق سبحانہ تعالےٰ علم ذات وصفات خود وفتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین وآخرین روح انسانی چہ باشد کہ درجنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا وذرہ ایست از بیدا۔ علامہ عینی شارح بخاری لکہتے ہین۔ قالوا ان النبیؐ لم یکن عالما بالروح قلت جل منصب النبی وھو حبیب اللہ وسید خلقہ ان یکون غیر عالم کیف وقد من اللہ تعالےٰ علیہ بقولہ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما وقد قال اکثر العلماء لیس فی الآیۃ دلیل علی ان الروح لا یُعلم ولا ان النبیؐ لم یکن یعلمہا الخ۔ ابریز مین لکہا ہے۔ یعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من العرش الی الفرش ویطلع علی جمیع ما فیہما الخ۔ علامہ غزالی احیاء مین اور شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین باختلاف العبارہ لکہتے ہین۔ ولا تظن ان ذالک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ فان من لم یعرف الروح فکانہ لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذالک مکشوفا لبعض الاولیاء انتہی ما فی الاحیاء وفیہ روایات اخری لم یحملہا المقام ۱۲

Marfat.com

ہین۔ اگر کوئی مرید یا معتقد بوجہ تبرک وغیرہ حضور الصالحین تشریف الرحمۃ اپنی کسی میت پر جنازہ خوانی کا التماس کرے تو تکلیف گوارا فرما کر انکا مدعا پورا کرتے ہین۔ غربا مریدون سے خاص الفت ہے۔ عفو اور حلم ایسا ہے۔ کہ بسا اوقات ملازمین کی عدم حاضری یا تحشہ کی نگہبانی کے تساہل وقوع مین آتے ہین۔ اور بعض اوقات حاضرین اکساتے بھی ہین۔ کہ خدام واتباع سرچڑھے ہوئے ہین۔ گوشمالی واجب ہونی چاہیئے۔ لیکن انّی ذالک اغماض ہوتا ہے۔ اگر بعض وقت چشم نمائی کی بھی تو استرضا رمناسب عمل مین لاتے ہین۔ علما سے خاص ضبط وربط ہے۔ شرفا سے عجیب دلچسپی ہے۔ دونون کے اکرام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت کرنا پسند نہین کرتے سخاوت مین قرآنی طرز عمل ہے۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط الایۃ پیش نظر رہتی ہے۔ لباس نہایت نفیس پسند فرماتے ہین۔ اور بحیثیت مختلف الاحوال والمحال گوناگون اور بوقلمون ہوتا ہے۔ جاہ وجلال۔ شوکت۔ وحشمت کا یہ حال ہے۔ کہ سلطنت کے انتظامی مہم بالشان معاملات ان کی شرکت سے بسہولت انجام پاتے ہین۔ گذشتہ چند سالون کا ذکر ہے۔ کہ محرم کے عشرہ کے موقعہ پر یہ افواہین سخت گشت لگا رہی تھین۔ کہ اب کی دفعہ سخت بلوہ ہوگا۔ سکان ملتان سخت تشویش مین تھے۔ اور سرکار کے کان بھی ان افواہون سے ناآشنا نہ رہے وقت کے ڈپٹی کمشنر ملتان بہادر نے ایک چٹھی بھیجی۔ کہ آپ اس دفعہ ضرور تکلیف فرما کر اس اُٹھتے ہوئے طوفان کو مناسب طریقے سے روکنے کے لئے تعزیہ کی نگران کے ساتھ نگرانی کا حق ادا کرین۔ تو امید ہے۔ کہ آپ کی شرکت کی برکت سے۔ بدامنی نہوگی۔ حضرت ممدوح تشریف لے گئے۔ تو رستہ مین۔ گو بعض شریر طبعونسے شرر انگیزی کا مادہ متحرک بھی ہونے لگا۔ لیکن آپ نے احسن الحیل سے ایسا رعب ڈالا۔ کہ وہ شرارتی مادہ بالکل نیست ونابود ہوگیا۔ اور وہ دن نہایت امن امان سے گذرا۔ اور صاحب بہادر موصوف نے مسرت آمیز لہجہ مین بے ساختہ۔ "تھینک یو"۔ فرمایا۔ اسے دن کا ذکر ہے۔ کہ بوقت قبیل الظہر

Marfat.com

کاتب الحروف کو بازار جانے کا اتفاق ہو۔ تو مسجد ولی محمد خان کے قریب چند ہندو آپس مین یہ تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ آج کا دن تو بڑا منحوس تہا۔ اور بد افواہین بڑی تیزی سے چکر لگا رہی تہین۔ معلوم نہین کہ کس طرح بے اثر رہین۔ ایک بوڑہا ہندو۔ ان مین تہا۔ وہ ملتانی زبان مین بھڑک کر بولا۔ کہ "تہا کون کمبر نہین اُج وڈے پیر والا مکھدوم وچہ آگیا ہائی۔ وت پھسادکیون تھیندا۔ حضرت ممدوح کا اعزاز گورنمنٹ عالیہ مین جسقدر ہے۔ وہ اگرچہ محتاج بیان نہین۔ کہ آپ پراونشل درباری اور رئیس اعظم ملتان ہین۔ لیکن قابل فخر بات وہ یہ سمجھتے ہین۔ کہ اتباع شریعت مین ہر وقت سرشار رہین۔ اور اپنے ابا، اجداد (جو لحاظ ذات و اوصاف اماثل زمانہ رہے ہین) کے طریقہ انیقہ کو قایم رکھین۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر اوقات ذکر اور فکر مین رہتے ہین۔ خدا تعالے کی حکمت متقاضی ہے۔ کہ جب کوئی شخص خداوند کریم کی محبت کرتا ہے۔ تو زمانہ مین مقبول ہو جاتی ہے۔ کہ فلانا محب اللہ ہے۔ اس کو محبوب رکھو۔ تعجب انگیز معاملہ ہے۔ کہ ۱۹۱۲ء مین جب دربار شاہی دہلی مین قائم ہونا قرار پایا۔ تو تاریخ مقررہ سے چند یوم پیشتر سارے ضلع ملتان سے صرف حضرت ممدوح کے نام ایک گورنمنٹی مراسلہ شرف صدور لایا۔ کہ جناب بحیثیت پراونشل درباری تو مدعو ہین ہی۔ لیکن تمام ضلع ملتان سے صرف آپ ہی کا انتخاب ہوا ہے کہ بحیثیت پارسائی و مخدومی یہ اعزاز آپ کو حاصل ہوگا۔ کہ جناب جارج پنجم دام ظلہ العالی کو خاص ملاقات مین دعاے خیر فرمائینگے۔

چونکہ اس خاندان عالیشان کے ہمیشہ گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات وابستہ رہے اور ہین۔ اور مدام معزز اور مکرم رہا اور ہے۔ یہ ایک طول طویل داستان ہے جو موضوع کتاب ہذا نہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک علیحدہ ضمیمہ انشاء اللہ تیار کیا جائیگا۔ جس سے آپ کے اس پہلو پر بہی نزک و احتشام کا آفتاب نور افگن ہوگا۔ یہان صرف اس قدر لکھنے پر کفایت کیجاتی ہے۔ کہ حضرت ممدوح قانون کے اندر رہکر نہایت آزادانہ رائے سے سرکار و رعایا کے حقوق کے

Marfat.com

متعلق کوئی فروگذاشت کرنا پسند نہین کرتے۔ رعایا اور عوام کو فرائض حکام و اطاعت قانون کی ہدایت وحقوق مملکت سے خبردار اور احکام کو انکی استمالت ودلجوئی اور دفع تکلیفات کے مہما امکن مشیر ہوتے ہین۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ دربارون مین ہاریاب ہوتے ہین۔ اور بے تعصب رعایا۔ اور سید ہے سادے عوام ممدوح سلمہ اللہ تعالے کے ارادت مند اور حلقہ بگوش رہتے ہین۔ اپنی آزادی قائم رکھنے کیلئے بدووجہ کبھی یہ خواہش اور تمنا نہین کی۔ کہ خان بہادر وغیرہ خطابات یا مجسٹریٹی وغیرہ کے مناصب جلیلہ حاصل ہون۔ اول یہ کہ یہ سب کچھ بھول اعزاز و امتیاز محبوب ہوتا ہے۔ سو بفضلہ تعالے وہ پہلے سے وہ احکم الحاکمین مالک السموات والارضین واہب العطایا کے خطاب سید۔ پھر عہدۂ مخدومی سے ممتاز ہین جن کا اعزاز اکرام ہر مسلم ودانا پر لازمی ہے۔ اور وہ بکرمہ حاصل ہی ہے۔ ثانی یہ کہ غالبا خطاب یافتہ افراد بوجوہ عدیدہ اپنی خطابات یا مناصب کے زوال کے خیال سے صداقت اظہاری اور قوم کی بہبودی۔ حکام ورعایا کی محمود وابستگی کے واقعات بیان کرنے اور نقائص طرفین یا مصالحت وقت کے اقتضارت پیش کرنے مین جرأت نہین کرسکتے۔

الغرض حضرت ممدوح متجلے بالفضائل ومتخلی عن الرزائل ہین۔ اگرچہ بفضلہ تعالے ان کو امیرانہ جاہ وحشمت حاصل ہے۔ لیکن تزکیۂ اخلاق صلاحیت۔ تقوی۔ طہارت عبادت۔ ریاضت۔ یعنی اسلامی فضل وکمال آپ کا عالم مین مسلم ہوچکا ہی یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ انسان جب مرتبہ علیا پر ترقی کرتا ہے۔ تو اسکے ایسے حریف بھی پیدا ہوجاتے ہین۔ جو نکتہ چینی اور مخالفت کے درپے ہوتے ہین۔ ممدوح الصدر بھی نکتہ چینون کے جادو سے مستثنے نہین رہے۔ مگر بکرمہ تعالے وہ تمام جادو ان کا بے اثر ہوتا رہا۔ اللھم احفظنا۔ ان بکم ولنبلونکم بشئ الآیۃ۔ ایک واقعہ روح فرسا۔ ہوش ربا بتقدیر ایزدی رونما ہوا۔ جو نہایت

Marfat.com

افسوس اور سوز جگری سے لکھا جاتا ہے کہ ۱۳۳۱ھ مین آپ کا چہیتا اور لائق ہونہار فرزند لخت جگر بحالت عنفوان جوانی ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیکر زیر زمین پردہ پوش ہوگیا۔ جنکے بعض اوصاف ذیل مین درج ہوتے ہین۔ جن کا نام نامی

سید مجتبےٰ شاہ المعروف مختار حسین تہا۔ یہ بڑے زاہد۔ متقی۔ خلوت نشین۔ مشاق مرتاض تھے۔ ان مین قادریہ خاندان حضرت غوث بندگی بل جناب غوث الاعظم قدس اللہ اسرارہما کے انوار متجلی تھے۔ تاریخ ۱۸۹۱ء کو بلدہ ملتان اپنے آبائی قصر مین یہ مولود مسعود پیدا ہوا۔ انکی والدہ سادات گردیزی کے باثروت خاندان سید حامد شاہ گردیزی رئیس اعظم ملتان پراونشل درباری آنریری مجسٹریٹ متوفی سنہ کی دختر نیک اختر ہے۔ حضرت ممدوح کے بچپن ہی مین آثار سعادت پیشانی پر متجلی تھے۔ لہو لعب سے متنفر اپنے جد اعلےٰ سمی کلیم اللہ حضرت موسیٰ پاک شہید کی زیارت کے شیدائی اور روحی فیض گیری کے شائق تھے۔ صاحبزادگی زمانہ کے لوازمات سے بالکل مبرا۔ فضول کارروائیون سے قطعاً معرا تھے۔ قرآن شریف و ابتدائی تعلیم کے بعد گورنمنٹ سکول ملتان داخل ہوئے چونکہ امتثال امر پدری لابدی تہا۔ طوعاً کرہاً بجا لاتے۔ لیکن باین انداز کہ رستہ مین ادہر ادہر دیکھنا کیا نیم روبستہ تشریف برہوتے۔ طبع خداداد۔ فہم ذکا ایسا تیز تہا۔ کہ باوجود کم سنی اور کونہ عدم توجہی بہی ۹ سال مین ۹ جماعتین پاس کرکے دسوین جماعت مین داخل ہوگئے۔ یہ جماعت اخیری منزل انٹرینس تہی خیال گذرا کہ اسکے بعد شاید حضرت والد صاحب بعہدہ مناسبہ کوشش فرماکر ملازمت کے شکنجہ مین جکڑوا دین۔ تو پہر وصول الی اللہ کی منزلین طے کرنا محال ہوگا۔ اور یہی مطمح نظر ہے۔ ؎

کب تک یہ ربط ضبط کہان تک چلینگے راہ — کب تک حصول حشمت کب تک یہ فکر جاہ
آتا ہے جی مین یہ کہ سب کچھ یہ چہوڑ دین — اک کونے مین بیٹھ کر کے کہیے اللہ اللہ

Marfat.com

احسن الحیل سے قبل از امتحان یکسوئی اختیار کر کے عرفان الٰہی کے امتحان کے تیاری پر کمربستہ ہوئے۔ علوم متعارفہ اور عربی فارسی مین خاصی دستگاہ حاصل کر چکے تہے۔ صفائی قلب کا مصقلہ بہی شامل حال تہا۔ قلیل عرصہ مین شوق وذوق ایردی کا وہ انجذاب ہؤا کہ تمام خلائق سے قطع کر کے تجرد کے مرتبہ پر فائز ہوئے والدین اور قریبی رشتہ دارون سے باادب استدعا کی۔ کہ مجھے جس معراج پر عروج کرنے کی خواہش وتمنا ہے۔ وہ بجز مکمل تبتل کے نہ ہوسکے گی۔ امید کہ آپ صاحبان مجھے معاف رکھینگے۔ کیونکہ اس کا بیان عسیر اللسان ہے۔ مین جنگل کو نہین جاتا۔ شعب الجبال مین نہین چھپتا۔ کہ آپ حضرات پر شاق ہو صرف ایک کوٹھڑی مین علیحدہ رہونگا۔ ہان ایک پارسا خوش اعتقاد انسان معین ہو جو شام کی شام آٹھ پہر مین ایک دفعہ خبر گیر رہا کرے۔ لیکن یہ اُسے سمجھا دیا جائے۔ کہ وہ کسی مقدار طعام کے لئے دق نہ کرے اور امین ہو۔ اور راز فاش نہ کرے۔ ورنہ یہ سلسلہ بہی بند کرنا مناسب ہوگا۔ سب نے معلوم کیا۔ کہ جو بزرگان سلف کے ریاضات وکمالات مسموع ہین یہ انہین کا دلدادہ ہے۔ آثار سعادت اس نوجوان مین لمعان ودرخشان ہین۔ اسلئے خدا حافظ کہکر مختار بنا دیا صاحبزادہ ممدوح نے ریاضات شاقہ ومجاہدات فوق العادہ شروع کئے۔ چند یوم کے بعد ملبوسات نفیسہ یکدم قطع کر کے صرف ایک تہمد اور ایک چدر بہگوا زیب تن کی۔ اور صوم دہری کے خوگر ہوتے ہوئے۔ اخیر مین بوقت افطار صرف ایک گلاس نہیدانہ پر قناعت کر کے شب وروز یاد خدا مین مصروف رہتے۔ چونکہ اپنے خادم مرید جو ہر طرح سے وفاداری مین ثابت ہؤا تہا۔ بعض اوقات اسے بعض اسرار سے مطلع کرتے۔ فتوح الغیب جو زیر مطالعہ تہی۔ اسکے مشکل مقامات ورموزات اصطلاحیہ بہی اسے سمجہاتے۔ کشف قلوب کے منازل طے ہو چکے تہے۔ اس کے بعض کرشمات بہی بیان فرماتے۔ ناصر خان کا بیان ہے۔ کہ ایک فقیر کی نسبت فرمایا۔ کہ یہ چوتہے روز مر جائے گا۔ ویسا ہی ہؤا۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ چند

Marfat.com

طالب علم پرانے روشناس جو انٹرینس کے امتحان مین بیٹھ چکے تہے۔ مجموع
کی درخلوت گاہ پر کہڑے ہوکر بوقت مغرب خادم خاص کی زبانی کہلا بہیجا۔ کہ بجن
رفاقت قدیمانہ اگر ہمین ملاقات کا اعزاز بخشا جائے۔ تو ساتہہ ہی دعا رکامیابی
کی بہی طلب کا موقعہ ہاتہ آجائیگا۔ ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔
خادم نے واپس آکر جواب دیا۔ کہ فرماتے ہین۔ ملاقات تو معاف فرمائے گا اور
دعا بجناب رب الارباب کردیگئی ہے۔ امید کہ مستجاب ہوگی۔ عرصہ مقررہ کے
بعد معلوم ہوا۔ کہ وہ طالب جو آئے تہے۔ ان سب کا نام کامیابون مین مشتہر ہوا۔
لیکن ایک رہگیا ہے۔ وہ بیچارہ دوڑتا ہوا یا اور حسب معمول عرض کرا بہیجی کہ اور
تو پاس ہوئے لیکن میرا نام کامیابون کی فہرست مین نہین ہے۔ آپنے فرما بہیجا۔ کہ تو
بہی پاس تو ہے۔ چند یوم کے بعد اس کا بہی نوشتہ آگیا کہ پاس ہے ایک
دن خادم سے فرمایا کہ ہم بہی قریب الارتحال ہین۔ خادم یہ سنکر ضبط نہ کرسکا بخدمت
حضرت مخدوم صاحب دام ظلہ گذارش کی۔ کہ اگرچہ مین مجاز نہین کہ صاحبزادہ
کے اسرار فاش کردون۔ مگر یہ خوف بہی دامنگیر ہے۔ کہ شاید معاملہ دگرگون
ہوجائے۔ اور مین عتاب مین آؤن۔ صاحبزادہ کی ہزالت اور حالت خطرناک
معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بہی ان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ الموت جسر یوصل
الحبیب الی الحبیب کی منزل طے کرنے والے ہین۔

حضور مخدوم صاحب دام مجدہ یہ سنکر تہرا گئے۔ کہ یہ خبر وحشت پیدا کرنیوالی ہے
اسی وقت صاحبزادہ صاحب کی ملاقات کو گئے۔ حالت کے معائنہ سے واقعی خطرناک
آثار نمودار تہے۔ ہاتہہ لگانیسے حرارت محسوس ہوئی۔ کہانسی کی بہی شدت
زورون پر تہی۔ آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ کہ اگر صلاح ہو تو سول سرجن کو ملاحظہ
کرایا جاوے۔ جواب دیا۔ کہ بابا این درد را دوائے دیگر است۔ آپ جو چاہین
کرین۔ لیکن بہتر یہی ہوگا۔ کہ مجہے چہوڑ دین۔ اور اللہ کے سپرد فرماوین۔ انگریزی

Marfat.com

اردیہ سے تو مجھے تنفر بہی ہے۔ کہا گیا۔ دوا نہ سہی۔ دکہلانے مین کیا حرج ہے اسپر خاموش ہوگئے۔ سول سرجن وطبیبان حاذق بلائے گئے۔ سب سے پہلا علاج یہ پاس ہوا۔ کہ تبدیل مکان ضروری ہے یہ تنگ وتاریک مکان اسوقت سخت مضر صحت ہے۔ صاحبزادہ نے دبے منہ فرمایا۔ کہ مکان تو یہی مرغوب ہے لیکن واقعی تبدیل مکانی تو خود بخود درپیش ہے۔ اچہا والدصاحب جو فرمائین انکا خوش کرنا بہی واجبات سے ہے۔ لیکن پہر یہان آنا معلوم۔ اسی شب کو والدہ اور تمام رشتہ داران کی ملاقات ومحاکات ہوئی۔ یہ ایک پُر درد داستان ہے جس سے کلیجہ شق ہوتا ہے۔ آخر کار مورخہ ۲۴ جمادی الاولے ۱۳۳۱ھ بوقت ۱۱ بجے شب کو باپردہ فٹن پر میعیت والد ماجد وغیرہ سوار ہوکر آماجگاہ موت کی طرف آپکا جلوس نکلا۔ والدہ پہلے ہی اس آماجگاہ پر باانتظام موجود تہین۔ یہ جلوس بہی عجیب کرشمہ دلفریب دکہاتا ہوا۔ نئے شہر کے قریب بنگلہ امیر بخش بہٹہ مرحوم پر پہونچا۔ اور صاحبزادہ صاحب ڈیرہ ڈالکر منتظر پیک الٰہی ہوئے۔ وصول الی اللہ کا شوق اور وعدۂ وصل بہی قریبا معلوم ہوچکا تہا۔ نہایت ہشاش بشاش تمام ہمراہیون سے آرام کرنیکو فرمایا۔ کہ صبح دیکہا جائیگا۔ یہ کسے معلوم تہا۔ کہ جان بجان آفرین سپرد ہونیوالی ہے۔ سب نے ان کی مسرور یابی اور راحت اسی مین متصور کرکے انتظام شب خوابی وحفاظت کے بعد مرخص ہوئی۔ والدہ کو بہی عرض کی۔ کہ آپ آرام کرین۔ وہ بہی علیحدہ قریب مکان مین گئین۔ خادم دیرینہ کو بہی سونے کو فرمایا۔ اور اس فکر مین ہوئے۔ کہ اب معاملہ فاش ہوگیا ہے۔ اس سے خدشہ ہوتا ہے۔ کہ کہین مشق دیرینہ مین خلل واقع نہ ہو۔ یہ منا جات شروع کی۔ اے دافع المہمات والبلیات۔ چونکہ یہ عاجز صرف تیرے ہی جمال کا مشتاق اور تیرے ہی وصال کا دلدادہ ہے۔ اور تیرے ہی لینے کے لئے مخلوقات سے یکسوئی اختیار کی۔ حتے کہ خویش اقربا لباس و خوراک۔ دار ودیار کو خیرباد کہکر تجرد اختیار کیا۔ اے فیاض تیرے تجلیات اور

Marfat.com

افاضات نے مجھے تیرا ایسا شیدائی کیا ہے۔ کہ دنیا و مافیہا میری آنکھہ مین ہیچ ہے ؎

مرا کمال محبت ترا کمال جلال — دمی مباد کہ ایشان پذیرد این دو کمال

اے ذوالجلال میرے والدین اس دہن مین ہین۔ کہ یہ بیمار بہت اچھا ہو۔ ڈاکٹر بلائے ہین۔ طبیبان حذاق کو دکھاتے ہین۔ نسخہ ہائے بوقلمون تجویز ہوتے ہین۔ لیکن میرے لگے دریشہ سے یہ ندا منبعث ہوتی ہے۔ کہ ؎

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب — درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

بعض مجھے دیوانہ کہتے ہین کہ تمام آرام و آسائش۔ محلات و قصرات لباس فاخرہ و اطعمہ لذیذہ کو چھوڑ کر ایک بہنگوے اور ایک تنگ حجرہ پر بخواب و خور رہتا ہی۔ بھلا یہ کیا عقلمندی ہے۔ مگر اے خلاق عالم وہ اس سے بیخبر ہین۔ کہ ؎

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اے مجیب الدعوات! اب اس وقت کہ تجرد تام حاصل ہے۔ خویش آشنا سے پہلے سے اغماض۔ خواب و خور سے بھی احتراز۔ لباس نفیسہ سے بھی اعراض کاشانجات سے دل برداشتہ ایک حجرہ تنگ مین پلاس افراشتہ تہا۔ اب حجرہ سے بھی جدا۔ یار و غمگسار سے بھی تنہا دل چاہتا ہے۔ کہ اب قفس بدن سے بھی رہا کر کے مرغ آب عرش بنا دیجئے۔ تاکہ جو تجلیات و انوارات خاصہ ہین کہ بوجہ قید کالبد محجوب ہین بکشوف و مشہود ہون۔ ؎

حجاب چہرۂ جان مے شود غبار تنم — خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ بر فگنم

اس تمنا کا اظہار تہا۔ کہ یکایک پیک اجل نے مژدۂ جان فزا آکر سنایا کہ یٰایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یار تو پہلے ہی تیار تھے۔ چشم زدن مین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے ہوئے۔ بتاریخ ۲۴ جمادی الاولے سنہ ۱۳۳۱ھ بوقت سحر الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب کے مرتبہ پر فائز ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون ط

حضرت اقدس جناب مخدوم صاحب والد ماجد صاحبزادہ قدس اللہ سرہ ابھی واپس

Marfat.com

آکر اپنے بسترا کو گرم بہی نہ کر چکے تھے۔ کہ ملازم درگاہ نے زنجیر در کہٹکہٹایا۔ کہ یار بیارے رسید۔ اب اس سے آگے قلم کو طاقت نہین۔ کہ وہ کچہہ لکہہ سکے ہر شخص سمجہہ سکتا ہے۔ کہ ایسے نوجوان شہزادہ متقی پارسا کے فراق مین مان باپ کا جگر کس طرح پاش پاش ہوجاتا ہے۔ بہائی بندون کا کلیجہ کیسے پانی ہوجاتا ہے۔ تمام اقربا و احبا حضرت صاحبزادہ قدس سرہ کو دیکھ دیکہہ کر روتے اور کہتے۔ ؎

رفتی و سیر ندیدہ رخ تو دیدہ ہنوز — گوش یک نکتہ ز لبہائی تو نشنیدہ ہنوز

چید دست اجل اے غنچہ نورستہ ترا — گلے از شاخ امل دست تو ناچیدہ ہنوز

القصہ جسد اطہر صاحبزادہ قدس سرہ کو باچشم گریان مکان پر لائے۔ تمام مستورات مخدرات مختار حسین بلکہ حسین حسین کر کے روئین۔ اور بیہوش اور مدہوش ہو ہو جاتین۔ آخر کار حسب الزمان شرع شریف بطریق مسنون غسل دلوایا گیا اور آخری جوڑا کفن پہنا کر دولہا کو آراستہ کر کے جلوس جنازہ نکالا گیا۔ اس وقت کا نظارہ عجیب سمان دکہلا رہا تہا۔ انبوہ خلائق اس قدر تہا۔ کہ تل دہرنے کو جگہ نہ تہی۔ تمام حاضرین گریان و نالان کلمہ درود پڑھ پڑھ کر نچہاور کرتے۔ اور سرد آہین بہرتے۔ بوقت عصر جنازہ پڑہا گیا۔ لیکن مخلوق خدا پر خانقاہ کا میدان وسیع تنگ تہا۔ اور مخلوقات کی آمد و رفت کا تانتا بندہا ہوا تہا۔ جوقون کے جوق بے شمولیت جنازہ رہگئے۔ ہر ایک کے دل مین یہ ارمان تہا۔ کہ ہائے افسوس جنازہ کی شمولیت کا اعزاز نصیب نہ ہوا۔ چونکہ جنازہ کی نماز ایک ہے۔ اسلئے مجبور تہے۔ اچانک کسی کے منہ سے نکلا۔ کہ ہم نے مولویون سے سنا ہے۔ کہ حضرت امیر حمزہ کے چند در چند جنازہ ہوئے تھے۔ حضرت ممدوح سلمہ اللہ کو جسقدر اس قضیہ جان فرسا اور حادثہ کرب و بلا سے صدمہ ہوا۔ اس کا بیان از حد و عد فزون ہے۔ لیکن آفرین اس بزرگ مرد خدا پر کہ اپنے اجداد اعالی کے صبر کو بموجب آیۃ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون کو ملحوظ رکہکر تحمل

Marfat.com

وبرداشت کا پہاڑ بن گیا اور اولئك علیہم صلوٰۃ من ربہم ورحمۃ واولئك
ھم المھتدون کی سلک مین منسلک ہوا۔ ھکذا شان الصلحاء ۃ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات جناب سید غلام مجتبیٰ المعروف
مختار حسین نور اللہ مرقدہ واقعہ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ بروز جمعہ

آن سیدِ سند کہ بزہد و عفافِ خود — گوئے سعادتِ ازلی از جہان ربود
مختار با حسین گرامی است اسمِ او — مشغولِ ذکر و فکر ہمہ عمر خویش بود
رفت از جہان بہ مقعدِ صدقِ نزدِ حق — دردِ فراق و ہجرِ او باب الم کشود
تاریخِ انتقال چو جستم ز فرطِ غم — آہے فلک کشید۔ فغانے ملک نمود

ایضاً

شہِ والا قدر در زہد و تقوےٰ — ہمیشہ مشتغل در ذکرِ رحمان
ولی اللہ مختارِ حسین آنکہ — دمے صادق زدے از عشقِ یزدان
بہ شیرش آمد و با جان رفت عشق — شہیدِ ناز شد در عینِ ریعان
قد اہتزت لموتہ حملۃ العرش — زمین و آسمان شد زار نالان
بہ بست و چار از اول جمادی — بروز جمعہ شد در باغِ رضوان
بجو سالِ وصال از لفظِ شاغل — بگو تاریخ بعد از فوتِ غفران

ایضاً عیسوے

سید والا غلام مجتبیٰ — واصلِ حق گشت و نیرا بہشت
عیسےٰ از چارم فلک آواز داد — بے سر انکار۔ در باغ بہشت

ایضاً

غلامِ مجتبےٰ جنت سدھارے — ہمیں اُنکی جدائی کا قلق ہے
فلک نے نیلگوں پہنا ہے جامہ — بہاتی اشکِ خون غم سے شفق ہے

Marfat.com

نہ خویش و اقربا ہی جان بلب ہین — الم سے سینۂ افلاک شق ہے
گیا اسلام کا سچا نمونہ — تحسر سے رخ اسلام فق ہے
پکارا از پئے تاریخ ہاتف — کہ کہدو وہ ہوا منظور حق ہے

سفر حج بیت اللہ کا عزم بالجزم

ماہ رمضان ۱۳۳۲ھ کو مصمم قصد کا اعلان فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالے اوایل شوال ۱۳۳۲ھ مین سفر حجاز شروع ہوگا۔ جسوقت کاتب الحروف کے اہل محلہ کو جو عازمان حج تھے۔ معلوم ہوا۔ کہ حضرت پیر دستگیر زبدۂ دودمان مصطفویہ عمدۂ خاندان مرتضویہ۔ زلالۂ غوث صمدانی۔ علالۂ سادات گیلانی سجادہ نشین درگاہ معلے سمی کلیم اللہ حضرت موسیٰ پاک شہید علیہ الرحمۃ اللہ المجید یعنی جناب مخدوم سید صدر الدین شاہ صاحب دام ظلہ سفر حجاز کا بہی عزم بالجزم کر چکے ہین۔ اسلئے اُن کو خیال ہوا۔ کہ اگر جناب موصوف الذکر کی معیت کا شرف اس سفر مین حاصل ہو تو پہر بفضلہ تعالے ہر ایک مجلس و منزل مین فتح و ظفر ہوگی۔ چونکہ جناب والا ہر ایک کام و گام مین شریعت غرا کو نصب العین رکھتے ہین۔ بانیوجہ ہم نابکارون کو بہی نماز و نیاز۔ اذکار۔ افکار کی مداومت مین استقامت ہوگی۔ لیکن پہر یہ بہی خیال ہوتا۔ کہ حضور ممدوح اگرچہ وحید زمان فرید آوان ہین۔ مگر امیر الامراء رئیس ملتان پراونشل درباری صاحب تزک و احتشام بہی ممکن ہے کہ دامن مقصود و ذیل محمود کے استمساک سے دست تمنا کوتاہ ہو۔ اسی ہیص بیص مین اوہام کا ہجوم جاذب ہموم و غموم تہا۔ کہ اچانک تائید غیبی و توفیق لاریبی سے کسی نے عجیب دلکش لہجہ مین حافظ شیرازی کا یہ مصرعہ الاپا۔ ؎ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
پس اس شعر کو موافق حال نیک فال سمجہکر میان جمعہ ولد حاجی سوہانرا سکنہ محلہ کندیگران تاجر شہر ملتان نے جو بلحاظ سوداگری و تجارت اچہا متمول ہے۔

Marfat.com

اور بلحاظ خوش عقیدگی و ارادتمندی صاحب دل ہی ہے تبذیر و تقتیر سے نفور۔ غرور و تکبر سے بالکل دور ہے۔ لیکن خوش مزاجی و تیز لسانی سے مجبور ہے۔ احسان پسند۔ سعادت مند صاحب سخا اور باحیا بھی ہے۔ اس راقم آثم کو ساتھ لیتا ہوا حضرت مخدوم دام مجدہ کیخدمت بابرکت مین حاضر ہوکر دولت بوسہ آغوش مین لیتے ہوئے عرض کی کہ ہم اپنی خوش طالعی و بلند اقبالی پر نازان ہونگے۔ اگر جناب مستغنی عن الالقاب ہمین یہ اجازت دیتے کہ اس سفر حج مین حضور کی ملازمت کی سلک مین منسلک ہوکر بارہا یابی کی عزت حاصل کرین۔ کیونکہ ہم اسیر ہوا و ہوس حقیر تر از مور و مگس ہین۔ اگر متمسک باہلبیت ہوئے۔ تو ہمین یقین ہے۔ کہ یہ کشتی نوح نجات کا عمدہ ذریعہ ہے۔ من رکبہا نجا۔ نص صریحہ ہے ؎

سگ اصحاب کہف روزے چند پائے نیکان گرفت مردم شد

بلبل شیراز کا سچا مقولہ ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کتا نیکون کی پس روی سے انسان ہو۔ اور انسان صلحاء اہلبیت کی دنبال روی مین ذیشان نہو۔ امید کہ ہمارا ملتمس مرتبہ قبولیت پر بلا پیش و پس منظور ہو۔ اور ہمین امید ہے، کہ ایسا ہوگا۔ کیونکہ آپ انس سردار عالم فخر آدم کی ذریات سے ہین۔ جن کی شمائل و خصایل سے ایک یہ بھی ہے۔ ؎

نرفت لابزبان مبارکش ہرگز مگر باشہدان لا الہ الا اللہ

حضرت مخدوم دام عزہ نے ازراہ کرم و تلطف مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کہ کیا مضائقہ لیکن ہمارا ارادہ سورت کی جانب سے جانیکا ہے۔ میان جمعہ نے عرض کی۔ کہ حضور جس سبیل کو پسند فرمائینگے۔ وہی بہتر ہے۔ جہان جناب کا قدم ہوگا وہان خدام کا سر ہوگا۔ چونکہ دول یورپ کے مقاتلہ و کارزار کی خبرین کثرت سے شائع ذائع ہو رہی تہین۔ کہ جرمن۔ روس۔ آسٹریا وغیرہ ہر ایک کے سر پر بھوت چڑھا تھا انکے تخالف و شقاق نے باقی رہی سلطنتون کو جو مطلقاً غیر جانبداری کے خیال

Marfat.com

مین تہین - انہین بہی اپنی اپنی حد سرحدست کی حفاظت کے لئے افواج کی نقل وحرکت کی تکلیف مجسوس ہوئی - اور اخبارون نے علے الاعلان یہ مشتہر کر دیا - کہ دول کا ایسا محاربہ زمانہ نے کم دیکہا ہوگا - یہ حرب نہ کسی خاص قطعہ مین محدود ہوگی - بلکہ اس کی چنگاریان اطرافِ عالم مین پہیلکر عالم گیر اشتعال پیدا کرینگی - باین وجوہ بسبیل سوئز تو جانا یقینا خطرناک ثابت ہوا - لیکن سوئز کے رستہ کے شوق نے ابہی نائرہ تمنا کو بالکل بجہا نہین دیا تہا - اسلئے مسٹر جو اس معاملہ کے پایہ شناس تہے - ان سے استمزاج کیا - انہنے ان کی خاطر خاص طور پر مالکان جہاز سے خط وکتابت کی جس نے کہلے طور پر یقین دلوایا - کہ اس رستہ پر عبور کرنا من قبیل المشکلات بل ممتنعات سے ہے - بعض امرا و بہی خواہان بلکہ قریبی رشتہ داران نے نہایت شدو مد سے یہ مشورہ دیا - کہ امسال تشریف لیجانا قرینِ مصلحت نہ ہوگا جواباً فرماتے ؎

جانب عشق عزیز است فرو گذارید یہ رستہ نہ سہی - جدہ کا قدیمی رستہ موجود ہے - ہم کو مقصود مطلوب ہے - نہ یہ کہ فلان راہ مذموم ہے - اور فلان محمود - مجہے یاد آتا ہے - کہ اسوقت کسی نے حضرت مخدوم دام لطفہٗ کی خدمت مین کہا - کہ حج عمری فرض ہے - مناسب ہوگا - کہ آئندہ سال تک صبر و قرار کرنا چاہیئے - فرمایا ؎

قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا ہمیشہ کا معمول تہا - کہ ۱۲ بجے قیلولہ فرماتے لیکن جب سے یہ ولولہ پیدا ہوا - تو یہ پرواہ نہ ہوتی - کہ ۱۲ بجے ہین - یا ایک بجے کہ بعض حاضرین عادت شناس عرض کرتے - کہ حضور قیلولہ کا وقت جاتا ہے - نماز ظہر قریب ہے - استراحت فرمالیجئے - اسوقت لسان الحال سے یہ مترشح ہوتا - کہ ؎

گفتی ام در خواب رو تا بینی او را در خیال این سخن بیگانہ را گو آشنا را خواب نیست

آخر کار یہ افواہ مشتہر ہوئی - کہ جدہ کا رستہ بہی مسدود ہے - یہ سنتے ہی فرمایا کہ ؎ کند ہر چہ خواہد بر و حکم نیست - چونکہ ہر ایک خبر محتمل صدق و کذب ہوتی ہے - اسلئے اپنے خادم خلیفہ حاجی غلام رسول ولد حافظ رکن دین کو میان جمعہ تاجر کی معرفت پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ کی بمبئی کے ساہوکار کے نام چٹہی لکہوا کر ۱۵ رمضان

Marfat.com

شریف سنہ ۱۳۳۲ مطابق ۸ اگست سنہ ۱۹۱۴ کو صدہ روانہ کردیا۔ کہ وہان جاکر تحقیق کرے
اگر رستہ بند نہ ہو تو اطلاع دیکر ٹکٹ خرید کرکے تاریخ روانگی جہاز سے مطلع کرے۔
۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو حاجی صاحب کا تار آیا۔ کہ ٹکٹ خرید کرلئے ہین۔ ۳ شوال سنہ ۱۳۳۲
کو جہاز روانہ ہوگا۔ لیکن جس کام کی خصوصیت کے لئے وہ روانہ کئے گئے تھے۔ یعنی تحقیق
کرکے یہ تبلانا کہ رستہ خطرناک ہے یا نہ اسکا ذکر تک نہا حضرت مخدوم دام ظلہ العالے
نے بمشورۂ دانشمندان حاجی قادر بخش ساکنہ محلہ کندیگران کو جو تجربہ کار اور عربی
زبان کا واقف تہا۔ مبلغ تین صد روپیہ کی ہنڈوی بہی لکہا کر حوالہ کی اور ۱۳ اگست
سنہ ۱۹۱۴ کو روانہ کردیا کہ درجہ فرسٹ کلاس کے حساب ۱۷ ٹکٹ تنق اور ایک ٹکٹ فسٹ
کلاس ۱۲۵ روپیہ کا۔ اور دو سکینڈ کے فی یکصد روپیہ خرید کرچکا ہے۔ ۴ ٹکٹ تنق کے
تم بہی خرید کرلینے لیکن تمام امور سے مقدم تحقیق سبیل ہے۔ اس کی ابہی کوئی خبر
نہین موصول ہوئی تہی۔ کہ مورخہ ۱۵ اگست سنہ ۱۳۱۴ کو بفرمان ڈپٹی کمشنر بہادر کوٹہی
پر ملاقات کو گئے۔ صاحب موصوف نے مزاج پرسی کے بعد فرمایا۔ کہ آپکا امسال
حج پر جانا قرین مصلحت نہ ہوگا۔ کیونکہ رستہ پرخطر ہے۔ جہازون کی بہی قلت ہے
بلکہ میرے خیال مین آپ کو جہاز نہین مل سکے گا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ جہاز اگر ہی
کی تو ہم ٹکٹ بہی خرید چکے ہین۔ اگر رستہ خطرناک ہوتا۔ تو مالکان جہاز کیون ایسا
کرنے پر مستعد ہوتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاز بہی موجود ہے۔ اور رستہ
بہی مشکوک نہین۔ صاحب بہادر نے فرمایا۔ کہ سرکاری کام کے لئے آپ کو رہنا
ہوگا۔ ورنہ بصورت عدم تعمیل یہ ثابت ہوگا۔ کہ آپ دیدہ دانستہ دقت پر کنارہ کش
ہوئے۔ حضرت مخدوم دام مجدہ نے باادب گذارش کی۔ کہ چونکہ میرے پاس
حضور کا اجازت نامہ قبل از وقت موجود ہے۔ تو پہر مجہپر یہ الزام عاید نہین ہوسکے
گا۔ صاحب بہادر نے خوش مزاجی مین فرمایا۔ کہ کون گواہی دیگا۔ کہ آپ اجازت
لے حکم مین۔ مخدوم صاحب نے جواب دیا۔ کہ مجہے دوسرے گواہون کی کیا ضرورت

Marfat.com

ہے۔ میرے گواہ آپ ہی کافی ہین۔ صاحب بہادر نے فرمایا۔ کہ آپ کو ٹھیرنا ہوگا کیونکہ ضروری کام درپیش ہے۔ مخدوم صاحب نے جواب دیا۔ ؎ از جان چہ عزیزاست بجانان بتوبخشم۔ اگر حضور کا ایسا حکم ہے۔ تو مین حاضر ہون۔ لیکن یہ کہدینا بے موقع نہوگا۔ کہ مبلغ گیارہ سو پچہتر کے ٹکٹ خرید کر لئے ہین اور ۴ ٹکٹ اور بھی خرید ہو چکے ہونگے۔ اور تیاری کا سامان بھی سب مہیا ہوکر بند ہو چکا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فرمایا۔ کہ ٹکٹ واپس ہوجائینگے۔ اگر نہ بھی ہوئے۔ تو یہ بھی امداد سرکار پر تصدق سمجھنے چاہئے۔ مخدوم صاحب دام عزہ نے کہا بہت خوب اگر سرکار دولتمدار کو میرے ٹھیرانے مین کچھ بھی فائدہ تصور ہے تو مین بدل وجان حاضر ہون ؎

کرا مجال کہ از حکم یار سر پیچد نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد

صاحب بہادر کو جب میری اطاعت وعدم سرپیچی کا یقین ہوا تو از راہ لطف فرمایا کہ آپ کی روانگی کی تاریخ کیا ہے جواب دیا گیا کہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۱۴ء یوم خمیس اس پر نہایت شگفتہ خاطری سے صاحب موصوف نے فرمایا مخدوم صاحب! مین آپکے جانے یا نہ جانے کا اخیری فیصلہ ۱۹ اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو سنا دونگا مخدوم صاحب دامت برکاتہم بہت بہتر کہتے ہوئے مرخص ہوئے لکن جذبہ بیت الحرام و دولت زیارت خیر الانام صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ الی یوم القیام بجدے تھا۔ کہ باچشم نم زبان بایں مضمون گویا ہوئی ؎

کسی مباد چو من خستہ مبتلائے فراق کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

۱۶ اگست حاجی قادر بخش کا تار موصول ہوا۔ کہ مین بھی بمبئی پہونچکر ۴ ٹکٹ دو سو چالیس روپیہ دیکر خرید لئے ہین جدہ کا رستہ بند نہین حاجی سیف اللہ خان خاکوانی جو ملتان کے معزز افراد سے ہین اور بارادہ حج شریف ملتان سے روانہ ہوکر بمبئی تھے انہون نے بھی تسلی واطمینان کا عریضہ لکھا کہ رستہ بالکل صاف ہے کوئی خطرناکی نہیں آپ تو پہلے ہی تیار تھے اور شوق دامن گیر تھا ان امور نے

Marfat.com

شوق سپند پر آگ کا کام دیا۔ لیکن ملتان السینی بے بنیاد افواہین بے تکی اڑرہی تہین۔ کہ خدا کی پناہ ادہر خدام کعبہ بہی یہی رائے ظاہر کررہے تھے۔ کہ واقعی رستہ خطرناک ہے۔ چنانچہ انکا جواب منگایا گیا۔ جسکا اقتباس حسب ذیل ہے۔ اس عالمگیر جنگ کیوجہ سے راستہ مخدوش ہے۔ کسی طرح اس وقت سفر کرنا مناسب نہین اسلئے عام طور پہ مسلمانان ہندوستان کو مشورہ دے رہے ہون۔ کہ امسال حج بیت اللہ شریف کا ارادہ قطعی ملتوی کردین۔ دونو رستہ پوٹ سعید۔ جدہ خوفناک و پرخطر ہین۔ مین آپ کی خدمت مین یہی عرض کرونگا۔ کہ امسال حج بیت اللہ شریف کا قصد نہ کرین۔ ۱۹ ماہ اگست سنہ ۱۹۱۴ نمبر ۲۲۴ (از انجمن خدام کعبہ دہلی از بمبئی الراقم سوکت)

یہ خط بعینہ موجود ہے۔

چونکہ حاجی سیف اللہ خان صاحب مذکور اور حاجی قادر بخش وحاجی غلام رسول صاحب خلیفہ درگاہ نے بمبئی سے نہایت اطمینان وخوشی کے خطوط سے تسلی دلائی تہی اور شوق بہی ازحد تہا۔ اسلئے توکلا علی اللہ کمر ہمت باندہ لی۔ کہ ضرور جانا ہے۔ زاد راہ کا اسباب سب مہیا تہا۔ بسترے بند ہوا باسکل لیس ہوکر حکومت وقت کے منتظر تھے۔ اللہ اللہ کرتے ہوئے ۱۹ اگست سنہ ۱۹۱۴ء کا آفتاب طلوع ہوا۔ تو وظیفہ سے فارغ ہونے تک تمام ہمراہیان وزایرین کا جمگھٹا ہوگیا۔ آپ کے تمام مراحل تیاری سفر کے انجام پاچکے تھے۔ فرمانے لگے۔ کہ مین ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کیخدمت مین جاتا ہون۔ غالبا وہ رخصت فرمائینگے بس آتے ہی روانہ ہونگے سب تیار رہو۔ کہ اگر رخصت ہوگئی تو پہر دیر نہ ہوگی۔

جسوقت صاحب موصوف کی کوٹہی پر تشریف لیجاکر استفسار کیا۔ تو صاحب بہادر نے امتناعی الفاظ پیش کئے۔ اس وقت آپ پر سناٹے کا عالم چہاگیا لیکن حکومت کے سامنے بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہے۔ کع سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے نہایت سلیس لہجہ مین التماس کی۔ کہ میرا قلب شوق حجاز سے لبریز ہے اسباب سب بندہ چکا ہے۔ ٹکٹ تمام خرید ہوچکے ہین۔ جیسا کہ پہلے عرض کردیا گیا تہا

Marfat.com

مذہبی فرض ہے۔ جس کا ادا کرنا لازم خصوصاجبکہ تیاری کا بھی اعلان ہوچکا ہو
صاحب بہادر نے فرمایا۔ مخدوم صاحب! ممکن ہے کہ ہمکو آپ سے کسی کام کی
ضرورت محسوس ہو۔ مخدوم صاحب نے جواب مین گذارش کی۔ کہ جو کام ہوگا
اسکو میرے بھائی سید راجن شاہ صاحب بخوبی انجام دینگے حکم ہوا
کہ نہین۔ اخیر مین مخدوم صاحب نے التماس کی۔ کہ کیا حضور یہ فرمان تحریر کی
دے سکتے ہین۔ صاحب بہادر نے فرمایا۔ بڑی خوشی سے۔ اور یہ نوشتہ دیا
جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ڈیر مخدوم صاحب! بلحاظ موجودہ حالت یورپ کے ہمارے
خیال مین آپ کا ملتان مین ٹھیرنا فرض ہے۔ اور آپکے لئے اچھی مصلحت ہوگی
کہ آپ اپنا ارادہ سفر حج کا ملتوی کر دین۔ جب تک کہ جنگ ختم نہ ہو۔ تاکہ ہر
قسم کی مدد جو کہ آپ معمولی حالت مین دے سکتے ہین دیوین۔ ۱۹ اگست
سنہ ۱۹۱۴ء دستخط ایف برین صاحب ڈپٹی کمشنر ملتان۔

پس بوجہ مذکور سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ اب یہ حالت ہے۔ کہ ؎

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ مکہ معظمہ کے شوق اور مدینہ طیبہ کے عشق مین
خلطان پیچان ہو ہو کر بجناب باری عزاسمہ یہ مضمون ادا کرتے ہین ؎

از گدایانے توام شاہ بفرما مددی کہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم

اب جنگ کے اختتام کی انتظار ہے۔ لیکن جنگ کی وہ حالت ہے۔ کہ اب جنگ
فرنگ۔ یورپ ہی مین نہین رہی۔ وسیع دائرہ پر عالم گیر ہو چلی ہے۔ جس مین
لکھو کہا جانین ضائع ہوچکین۔ ہزارون گرفتار بلا۔ کروڑون برسر پیکار
ہین۔ سلاطینون سے لیکر گداؤن تک تشویش مین ہین۔ جن کی پوری کیفیت
خدا علیم وخبیر کو ہے۔ ؎

بر دا علم یک ذرہ پوشیدہ نیست کہ پیدا و پنہان بنزدش یکیست

Marfat.com

لیکن قضا و قدر کے مسئلہ مین کسی کو دم مارنے کا یارا نہین۔ خدا تعالے کی شان یفعل اللہ ما یشاء ہے۔ ؎ کند ہر چہ خواہد بر و حکم نیست۔ حکم تو اسپر بے ریب نہین ہو سکتا۔ لیکن اس کی بارگاہ مین التماس ضرور ہو سکتی ہے لہذا باخلاص قلبی تہ دل سے دعا ہے۔ کہ یا آلہ العالمین بہت جلد جنگ کا خاتمہ بالخیر کر دے۔ آمین یا رب العالمین۔

المختصر حضرت ممدوح خصایل و شمایل محمودہ سے حسب حالات زمانہ بمنظیر ثابت ہوئے ہین۔ اسی طرح ذمائم اخلاق کی تلویث سے بے شبہ پاک و صاف ہین۔ مجاہدہ و ریاضت سے بفضلہ تعالے تصفیہ قلب حاصل ہے باین وجہ فطانت اور دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی سے بہی موصوف ہین۔ مکاشفات اور روحانی ادراکات کے کرشمے بہی بکثرت ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن ان کے اخفا مین آپ اتفاق پر حمل تبلا کر چھپاتے ہین۔ باین وجہ راقم آثم ذکر کرامات بینات نہین کر سکا لیکن یہ منقبت تو چھپ نہین سکتی کہ الاستقامت خیر من الکرامۃ جسکے آپ مجسم تصویر ہین۔ حضرت کا آفتاب اقبال بلندی پر ہے۔ اور امید واثق کیجاتی ہے کہ حسب فرمان غوث زمان قدس سرہ المنان ؎ افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی الافق العلی لا تغرب۔ کی وراثت قایم دایم رہیگی۔

حضرت ممدوح سلمہ اللہ تعالے کے سلک ازدواج مین دو مستورات نیک ذات ہین۔ ایک بیوی اپنے خاندان سادات گیلان سے مسمی سید شادی شاہ صاحب گیلانی کی دختر نیک اختر ہے۔ اور دوسری خاتون سید حامد شاہ گردیزی رئیس ملتان پراونشل درباری مرحوم کی صاحبزادی ہے۔ اور تین صاحبزادگان مسمی غلام حسین شاہ۔ مسمی غلام مصطفے شاہ۔ سید محمد رضا شاہ ہین۔ اول الذکر پہلی خاتون کے بطن مبارک سے ہے۔ ثانی و ثالث دوسری مستور کے شکم اطہر سے ہین زاد اللہ تعالے فی اجلالہم و اکمالہم۔

اول الذکر صاحبزادہ سید غلام حسین شاہ المتولد ۱۸۸۴ء لائق نوجوان خوش خلق

Marfat.com

ذی شان۔ سمجھدار انسان ہے۔ قرآن شریف ختم کرنے کے بعد مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ اچھے خاصے ذی لیاقت سمجھے جاتے ہین۔ چند سال سے بعہدۂ آنریری رسائلدار گورنمنٹ برطانیہ عظمےٰ کی جانب سے فائز ہین۔ نہایت ہوشیاری سے باتعریف کام کررہے ہین۔ خوش لباس۔ وضعدار۔ خوشخرام ہین۔ سلیقۂ ملاقات حکام سے بھی بے خبر نہین ہین۔ خوش اعتقاد مریدون سے اُنس اور محبت رکھتے ہین۔ طبیعت کے جری کسیقدر تیز مزاج ہین۔ صوم وصلوٰۃ۔ وظائف بھی کرتے ہین۔ عقیدت مین اہل سنت والجماعت ہین۔ علماء وصلحاء کو اچھی نظر سے دیکھتے ہین۔ باوجود دو نکاح کرنے کے اسوقت تک اولاد کے نہ ہونے کی وجہ سے مغموم ہموم کبیدہ خاطر رہتے ہین۔ دُعا ہے۔ کہ خلاق عالم واہب العطایا صاحبزادہ ممدوح کو اولاد نرینہ طویل الاعمار عطا فرماکر ممنون وشکور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صاحبزادہ ثانی الذکر سید غلام مصطفےٰ شاہ المتولد ۱۸۸۸ء عمیم الاشفاق پسندیدہ اخلاق۔ متواضع حلیم وسیع الخیالات دقیق النظر ہین قرآن خوانی کے بعد گورنمنٹ سکول مین تعلیم حاصل کرتے رہے پھر ۱۳۰۴ھ مین ایچیسن کالج لاہور مین داخل ہوئے۔ ۱۳۰۹ھ مین امتحان ڈپلوما مین کامیاب ہوکر دوسرا نمبر حاصل کیا۔ اب گورنمنٹ برطانیہ عظمےٰ کیطرف سے بعہدۂ جلیلہ منصفی ممتاز ہین۔ علم انساب سے خصوصیت کے ساتھ دلچسپی ہے۔ تاریخدانی مین بھی خاصہ مذاق ہے۔ عربی زباندانی کے شائق۔ خلاصۃ الکلام ہر پہلو سے شائستہ اور لائق ہین۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ سے عجیب قسم کی عقیدت وگرویدگی ہے۔ نہایت خوش اعتقاد اہل سنت والجماعت ہین۔ سادات وعلماء کی قدردانی وپایہ شناسی مرکوز خاطر رہتی ہے۔ فہم وذکاء۔ نکتہ شناسی۔ دقیقہ سنجی۔ اعلےٰ پیمانہ پر ہے۔ اسلامی جاہ وجلال بھی ان کا مسلم ہے۔ حکام کی نظرون مین بھی محترم ہین۔ خداداد ملکہ سے معاملہ فہمی مین ایک خاص قسم کی طبیعت رکھتے ہین۔ اگرچہ شب وروز مجاہدات وریاضات

Marfat.com

مین بوجہ تعویقات تعلقات بسر نہین کر سکتے لیکن اس مسئلہ کو بالکلیہ ترک
ہی نہین کیا ہوا۔ جس طرح ظاہری شان و شوکت جاہ و عظمت آپکے چہرہ سے
ٹپکتی ہے۔ اسی طرح شریعت و حقیقت کے آثار۔ زہد۔ عبادت۔ تقوے۔
و ریاضت کے شعار بھی انکی سیما سے مترشح ہوتے ہین۔ آپ نہایت با عظمت
ذی اقتدار صاحب تہذیب با وقار حسین نوجوان ہین۔ اسوقت آپکے دو
صاحبزادگان (طال عمرہما) سید ولایت حسین شاہ المتولد ۱۹۰۹ء و سید حامد حسن شاہ
المتولد ۱۹۱۳ء موجود ہین۔ اول الذکر تعلیم مین مشغول ہے۔

اما ثالث الذکر مخدوم زادہ سید غلام رضا شاہ صاحب بڑے پُر حیا۔ با ادب۔ تہذیب
کے مجسم فوٹو۔ حسن و جمال مین بے نظیر۔ قد و قامت و موزونیت اعضا مین اپنے
آپ ہی عدیل و مثیل ہین۔ ان کی نشو و نما ایک خاص حیثیت سے ہوئی تعلیم القرآن
اور حرف شناسی کے بعد تعلیم مروجہ کا سلسلہ جاری ہوا۔ اب عرصہ سے انجمن کالج
لاہور مین زیر تعلیم ہین۔ امتحان ڈپلوما کا مرحلہ قریب ہے۔ علم و عمل خیر و برکت کے
دلدادہ ہین۔ صداقت لسانی نیک شعاری ان کا شیوہ ہے۔ حسن اخلاق شیرین
کلامی۔ بلند خیالی۔ پایہ شناسی کا یہ انداز ہے کہ بڑے بڑے نوابون اور راجاؤن
کے صاحبزادگان کو ان کی ہمنشینی پر ناز ہوتا ہے۔ والد ماجد دام عزہ کو ان سے
ایک خاص محبت ہے۔ ذہن کی لطافت۔ طبیعت کی تیزی اور متانت کی عجیب
کیفیت ہے۔ معما شناس۔ سخن فہمی۔ بلند خیالی عالی پیرایہ پر ہے۔

الغرض یہ ہونہار نوجوان۔ بحیثیت خلق و خُلق عجیب سانچہ مین ڈہلا ہوا ہے۔
جلوت مین خلوت ان کا طرز معاشرت ہے۔ علوم مروجہ کی تحصیل مین کوشان
ہین۔ ولیکن وہ سمجھتے ہین کہ ؎ این راہ کہ تو میروی بمنزل نمی رود۔ اسلئے
وہ ساتھ ہی اسکے تصفیہ قلب و تزکیہ نفس کے اسباب کے بھی مشتاق رہتے
ہین۔ سنہ ۱۳۱۳ھ مین اس ریحان گیلان کا پیوند نکاح اپنے حقیقی چچہ مخدوم زادہ

Marfat.com

سید شیر شاہ صاحب (جنکے ذکر خیر کا شمہ اوپر بیان ہو چکا ہے) کی دختر بلند اختر سے نہایت تزک و احتشام سے ہوا۔ اعتقادات و خیالات مین ہمرنگ والد و بزرگان سالفہ اہل سنت ہین۔ ارادت مین مطیع والدین ہین۔ علماء سادات فقرا کو خاص نظر سے دیکھتے ہین۔ تمام رذایل سے متنفر ہین۔

دعا ہے کہ ہمیشہ یہ خاندان قائم و موفق بالخیر رہے۔ یا آلہ العالمین اس عاجز کاتب الحروف کو مع اولاد و احفاد اقربا و احبا کے اپنی حفاظت مین رکھیو بحرمت النون والصاد و آلہ الامجاد۔ ؎

برہمین ذکر ختم شد مقصود — للہ الحمد والعلی والجود

واخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۝

۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

سلسلہ نسبیہ قادریہ منظوم متضمن مناجات دافع البلیات

اے خداوند تو ذات کبریا کیواسطے — رحم کر مجھپر محمد مصطفےٰ کیواسطے

مین ہوا ہون سخت زار اس بند محنت مین اسپر — کہولدی مشکل علی المرتضےٰ کیواسطے

یا خدا یا صدقہ مادر شہید کربلا — کر مکرم محترم خیر النساء کیواسطے

کر میرے دل کو منور نور قرآن سی خدا — سبط پیغمبر امام مجتبےٰ کیواسطے

تابع سنت رسول ہاشمی ہر دم رہون — اے کریم حسن المثنےٰ پر حیا کیواسطے

از طفیل محض عبد اللہ خالص کر کرم — جون موسیٰ سید اہل ہدےٰ کیواسطے

حضرت عبد اللہ بن موسیٰ کیخاطر ذو المنن — نیز موسےٰ سید اہل صفا کیواسطے

بخشدے عصیان کبیرہ ہم صغیرہ یا غفور — حضرت داؤد سید پر ضیا کیواسطے

صدقہ سید محمد کردی محمود اے احد — نیز یحییٰ زاہد قطب اتقیا کیواسطے

Marfat.com

زبدۃ السادات عبد اللہ جد دستگیر — دور کر رنج و الم اس پارسا کیواسطے
پھنسگیا ہون بحر عصیان کے بہنور مین پار کر — سید السادات صالح مقتدا کیواسطے
دور کر ظلمت ضلالت سی بحرمت دستگیر — شاہ جیلان غوث اعظم پیشوا کیواسطے
اے میرے وہاب مطلق! خاتمہ بالخیر ہو — عابد الوہاب سید رہنما کیواسطے
رکہہ سلامت دین و دنیا مین میرے ولا مدام — بو نصر عبد السلام باحیا کیواسطے
سید احمد سید مسعود ہم سید علی — شاد رکہیو یا خدا ان اصفیا کیواسطے
دل کو روشن کر بحرمت شاہ میر متقی — نیز سید شمس دین اہل ضیا کیواسطے
حضرت مخدوم سید بندگی غوث جہان — شیخ عبد القادر ثانی ہدا کیواسطے
رزق مین بہی دے فراخی صدقہ عبد الرزاق — سید حامد گنج بخش اسخیا کیواسطے
عمدۃ السادات موسیٰ سید پاک شہید — شیخ عالم سید حامد خوش لقا کیواسطے
شیخ موسیٰ پاک دین و سید عبد القادری — ثالث محمد غوث ثانی اتقیا کیواسطے
دین مکمل ہو میرا صدقہ سی سید دین شاہ — پیر مخدوم جمال دین صفا کیواسطے
مخدوم سید صدر دین سید محمد نور شاہ — سید ولایت شاہ مخدوم ہدا کیواسطے
مخدوم سید صدر دین محبوب رب العلمین — ہون کل کے کل سب شافعین قاضی گدا کیواسطے

یارب طفیل پنجتن سب دور ہون رنج و محن
عابد ہون فرزندان وزن تیری رضا کیواسطے

تمت

تمام شد

کار من نظام شد

فیض احمد را شفیع روز قیامت احمد است

کتبہ محمد عالم گھوڑیالوی
عفی اللہ القوی

Marfat.com

حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار

یہ وہ نادر اور بینظیر کتاب ہی جسکا نظیراً تک نظر سے نہین گذرا گو صوفیائے عظام و اولیائے کرام کے حالات مین بہت سی مفصل و مجمل کتابین اطراف عالم مین شائع ہوئین لیکن ایسی جامع کتاب کہین دیکھنے مین نہین آئی جس مین علاوہ مشہور سوانحات و کرامات کے مفصلہ ذیل خوبیان ہون مثلاً :- نام و کنیت جائے ولادت مع سن ولادت - محمر شریف - مقام رہائش - وصال مع سن وصال - موقعہ مزار شریف عہد سلطنت - نام مرشد وغیرہ غرضیکہ کوئی ایسی بات جو ایک مکمل اور جامع کتاب کے لئے ضروری ہو وہ سب اس مین بوجہ احسن موجود ہین ؛

فاضل مصنف نے اس کتاب کو آٹھ چمنون مین تقسیم کرکے اس قابلیت اور عمدگی سے سوا بارہ ۱۲۵ سو اولیائے کرام اور صلحاء عظام کا ذکر خیر مذکورہ بالا ترتیب سے تحریر کیا ہی کہ سبحان اللہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہی طرفہ یہ کہ باوجود فارسی زبان ہونیکے اس قدر آسان اور سہل و سادہ عبارت ہی کہ جسے معمولی سے معمولی استعداد والے اصحاب بھی بخوبی سمجھ سکین کسی ایسی انوکھی اور مشکل لغت کا استعمال نہین کیا گیا جس کے لئے کتب لغات دیکھنے کی ضرورت پیش آوے - کاغذ خانی لکھائی چھپائی صحت وغیرہ اس قدر عمدہ اور جہد و جہد سے کیگئی ہی کہ شکایت کا موقعہ تک نہ آوے اور ان آٹھ چمنون کے بیخزان باغ کو ہر قسم کے کانٹون سے پاک کردیا ہی ؛

باین ہمہ ایسی عمدہ اور بیمثال کتاب کی قیمت جو ۳۰۸ صفحہ بڑی تقطیع ۲۰×۲۶ پر پوری ہوئی بالکل ہی تھوڑی رکھی گئی ہی اس غرض سے تاکہ امیر و غریب زردار و نادار سب مسلمان بلا کسی تکلیف کے فائدہ اُٹھا سکین ؛

اب کہان ہین شائقین علم تصوف اور عشاق اولیائے کرام تشریف لاوین اور اس بے بہا مجموعہ کو جسے گنجینہ گوہر کہنا بیجا نہ ہوگا خرید کر حرز جان بنائین ان جمیع صفات کا شرح بیان جو اس مین قابل مصنف نے جمع کئے ہین اس چھوٹے سے اشتہار مین ناممکن ہی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہین صرف ایک نظر دیکھنے سے فہم روشن اور دل شاد ہوگا قیمت ہے دو روپیہ آٹھ آنہ محصول ڈاک ۵ رتبہ ذیل سے طلب فرماوین

خادم العلما فیض احمد تاجر کتب و مالک کتبخانہ تجارتی خضر منزل ملتان شہر

Marfat.com

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

و

تذکرۂ مشائخ قادریہ (سادات) اُچ شریف

سیدالاولیاء محبوبِ سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مناقب و سوانح پر
100 سو سالہ قدیم نایاب تصنیف

تصنیف :- امام العلماء شارح نبراس علی شرح العقائد النسفیہ

قاضی محمد برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

محرک : علامہ قاری ظہور احمد اسد چشتی گولڑوی

پبلشرز
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ

Marfat.com